UNIVERSAL
LIBRARY

OU_232809

UNIVERSAL
LIBRARY

التقصة فی الدین من احسن احوال المومنین ۱۲

الحمد للہ والمنہ کہ این مجموعہ منضائل وعمدہ الرسائل مسمّٰی بہ

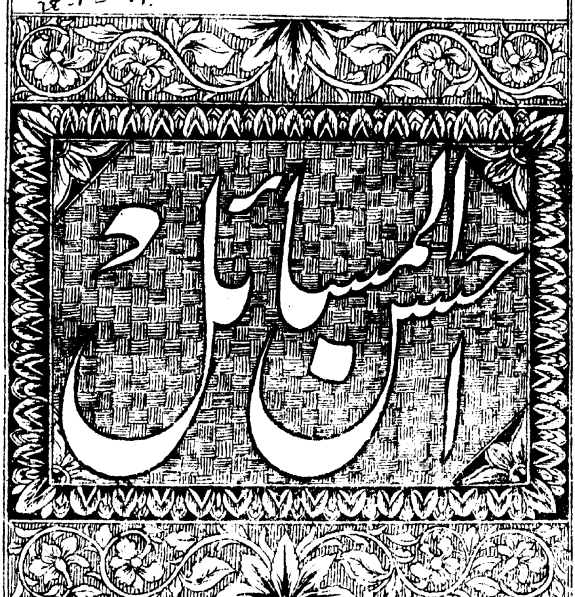

ترجمۂ اردو کنز الدقایق معتمد علیہ مسائل فقہیہ مذہب حنفی

در مطبع صدیقی واقع یلی غان بمرای رخ طبع گردید

فہرست مضامین احسن المسائل جلد اول

مضمون ابواب	صفحہ
کتاب الطہارت	۱
وضو کا بیان	″
فصل غسل کے بیانمین	۴
پانی کے مسئلے	۵
کنوئین کے مسئلے	۷
تیمم کا بیان	۸
دو موزو پر مسح کرنیکا بیان	۱۰
حیض کے بیانمین	۱۲
کتاب الصلوۃ	۱۶
اوقات نماز کے بیانمین	″
اذان کا بیان	۱۸
شرائط نماز کے بیانمین	۱۹
صفت نماز کے بیانمین	۲۱
فصل نماز پڑہنی کی کیفیت مین	۲۲
امامت کی بیان مین	۲۷
نمازمین بیوضو ہوجانیکے بیانمین	۲۹
مفسدات نماز کے بیانمین	۳۱
وتر و نوافل کے بیانمین	۳۳
فرض نمازمین ملنے کا بیان	۳۶
قضا نماز و نکو ادا کرنیکا بیان	۳۷
سجود سہو کے بیانمین	۳۸
بیمار کی نماز کا بیان	۳۹
سجدۂ تلاوت کا بیان	۴۱
مسافر کی نماز کا بیان	۴۲
نماز جمعہ کا بیان	۴۴

مضمون ابواب	صفحہ
عیدین کی نماز کا بیان	۴۶
سورج گرھن اور چاند گرھن کی نماز کا بیان	۴۷
مینہہ کی طلب کی بیانمین	″
خوفکی وقت کی نماز کا بیان	″
جنازہ کی نماز کا بیان	۴۸
شہید کی حکمونکی بیانمین	۵۱
کعبہ کی اندر نماز پڑہنے مین	۵۲
کتاب الزکوۃ	″
چرندونکی زکوۃ کا بیان	۵۳
مال نقد کا بیان	۵۶
زکوۃ لینے والیکا بیان	۵۷
رکاز کی زکوۃ کا بیان	۵۸
عشر کے بیانمین	″
مال زکوۃ کے مصرف کے بیان مین	۵۹
صدقہ فطر کے بیانمین	۶۰
کتاب الصوم	۶۱
مفسدات روزہ کا بیان	۶۳
فصل در بیان روزہ مریض	۶۴
فصل روزہ سنت کی بیانمین	۶۶
اعتکاف کے بیانمین	۶۷
کتاب الحج	″
احرام باندہنی کا بیان	۶۸
فصل طواف قدوم کی ستوطنین	۷۱

مضمون ابواب	صفحہ
قران کے بیانمین	۷۲
تمتع کے بیانمین	۷۳
احرام اور حج کے اعمال مین تصور کرنیکے بیان مین	۷۵
میقات پر سے بدون احرام کے آگے بڑہنے کا بیان	۷۹
ایک احرام سے دو سرا کرلینے مین	۸۰
حج و عمرہ سے رکنے کی بیانمین	۸۱
حج نکلنے کے بیانمین	″
دوسرے کیطرف سے حج کرنیکا بیان	″
ہدی کے بیانمین	۸۲
کتاب النکاح	۸۴
فصل محرمات کے بیانمین	۸۵
ولیون اور کفو نکی بیانمین	۸۸
مہر کے بیان مین	۹۱
غلام کے نکاح کی بیانمین	۹۴
کافر کے نکاحمین	۹۶
نوبت کے بیان مین	۹۷
کتاب الرضاع	۹۸
کتاب الطلاق	۱۰۰
طلاق صریح	۱۰۱
فصل در طلاق قبل صحبت	۱۰۴
کنایہ کو الفاظ سے طلاق	۱۰۵
عورتکو طلاق کی سپرد کرنیمین	۱۰۶
طلاق مشروط	۱۰۹

مضمون ابواب	صفحہ
ایلا کا بیان	۱۱۵
خلع کا بیان	۱۱۷
ظہار کا بیان	۱۱۹
لعان کا بیان	۱۲۳
عنین یعنی نامرد کا بیان	۱۲۴
عدت کا بیان	۱۲۵
ثبوت نسب کا بیان	۱۲۷
بچہ کی پرورش کے بیانمین	۱۲۹
نفقہ کے بیان مین	۱۳۰
کتاب العتاق	۱۳۲
اوس غلام کا ذکر جسکا کچھ حصہ آزاد ہوجاوے	۱۳۴
آزادی بشروط	۱۳۷
آزادی بعوض مال	״
مدبر کرنیکے بیانمین	۱۳۸
ام ولد کے بیانمین	۱۳۹
کتاب الایمان	۱۴۰
دخول و خروج وغیرہ پر قسم	۱۴۱
اکل و شرب پر قسم	۱۴۴
طلاق و آزادی کی قسمین	۱۴۷
خرید و فروخت و نکاح و روزہ و نماز کی قسمین	۱۴۸
ضرب و قتل وغیرہ کی قسمین	۱۵۱
کتاب الحدود	۱۵۳
صحبت کون سی موجب حد ہے	۱۵۴
شہادت زنا اور اوس سے پھرنا	۱۵۶
تہمت زنا کی حد	۱۵۸
تعزیر	۱۶۰
کتاب السرقہ	۱۶۱
فصل محفوظ جگہہ کے بیانمین	۱۶۲
فصل ہاتھہ کاٹنے کے بیانمین	۱۶۲
رہزنی کے بیانمین	۱۶۴
کتاب السیر	۱۶۵
مال غنیمت کی تقسیم کا بیان	۱۶۷
کافرونکی غلبہ کا بیان	۱۶۹
مستامن کے بیان مین	۱۷۱
دہ یکی و خراج و جزیہ کا بیان	۱۷۳
مرتدونکے بیانمین	۱۷۵
باغیونکے بیانمین	۱۷۷
کتاب اللقیط	۱۷۸
کتاب اللقطہ	״
کتاب الآبق	۱۷۹
کتاب المفقود	۱۸۰
کتاب الشرکۃ	۱۸۱
کتاب الوقف	۱۸۴
مسجد کے احکام	۱۸۵

فہرست مضامین جلد دوم

مضمون ابواب	صفحہ
کتاب البیوع	۱
جانکر بیچنے کے بیانمین	۳
مبیع کے دیکھنی کا اختیار	۵
عیب کی سبب سے واپسی کا اختیار	۶
بیع فاسد کے بیانمین	۹
اقالہ کے بیانمین	۱۲
تولیہ کے بیانمین	״
ربوٰ کے بیانمین	۱۶
مبیع مین جو حقوق داخل ہوتے ہین	۱۷
مبیع کا اگر کوئی اور مدعی ہو	۱۸
بدانی کے بیان مین	۲۰
مسائل متفرقہ بیع	۲۳
بیع نقد کے بیانمین	۲۴
کتاب الکفالۃ	۲۷
دو شخصونکی اور غلام کے ضمانت کے بیانمین	۳۳
کتاب الحوالہ	۳۴
کتاب القضاء	۳۵
ایک قاضی کا دوسرے قاضی کو خط لکھنا	۳۷
پہنچ بدلنے کے بیانمین	۳۹
مسائل متفرقہ	״
کتاب الشہادت	۴۲
کن لوگونکی گواہی مقبول ہوتی ہے	۴۴
دو گواہونکی گواہی کے اختلافمین	۴۵
گواہی پر گواہی دینے کا بیان	۴۷
گواہی سے پھرجانیکے بیانمین	۴۸
کتاب الوکالت	۴۹
وکیل کی خرید و فروخت کے بیانمین	۵۰

مضمون ابواب	صفحہ
جھگڑے یا مال کی وکالت کا بیان	۵۴
وکیل کے برطرف کرنیمین	۵۶
کتاب الدعوی	″
باہم قسم کھانیکے بیانمین	۶۰
ایک چیز پر دو شخصونکا دعوی کرنا	۶۲
رشتہ کے ثبوت مین	۶۴
کتاب الاقرار	۶۵
اقرار مین سے استثنا کرنا	۶۷
مریض کے اقرار کا بیان	۶۹
کتاب الصلح	۷۱
فصل دعوی صلح کی بیانمین	۷۲
قرض واجب لادا ہی صلح کرنیکا بیان	۷۳
کتاب المضاربت	۷۵
مضاربکے مضاربت کرنیکی بیانمین	۷۷
کتاب الودیعۃ	۸۱
کتاب العاریۃ	۸۲
کتاب الھبۃ	۸۴
واپسی ہبہ کے بیانمین	۸۵
کتاب الاجارہ	۸۷
اجارہ مین سے جو قسام درست ہین	۸۸
اجارہ فاسد کی بیانمین	۹۰
اجیر کے ضامن ہونیکا بیان	۹۱
ٹھیکہ توڑ دینے کی بیان مین	۹۴
کتاب المکاتب	۹۵
افعال جائز مکاتب کی بیانمین	۹۶
مشترک غلام کی مکاتب کرنیمین	۹۹
مکاتب کی مرنی و کتابت سے عاجز ہونیمین	۱۰۰
کتاب الولاء	۱۰۲
کتاب الاکراہ	۱۰۴

مضمون ابواب	صفحہ
کتاب الحجر	۱۰۶
کتاب الماذون	۱۰۷
کتاب الغصب	۱۰۹
کتاب الشفعہ	۱۱۳
طلب شفعہ کے بیانمین	″
اشیاء شفعہ مین	۱۱۶
اشیاء مطلبہ شفعہ مین	۱۱۷
کتاب القسمۃ	۱۱۹
کتاب المزارعۃ	۱۲۳
کتاب المساقات	۱۲۴
کتاب الذبایح	۱۲۵
کتاب الاضحیہ	۱۲۷
کتاب الکراہیۃ	۱۲۸
فصل احکام کپڑے کے بیانمین	۱۲۹
فصل دیکھنے اور ہاتھ لگانیمین	۱۳۰
فصل عورتکی رحم کی صاف کرنیمین	۱۳۱
فصل مکروہات بیع مین	″
کتاب احیاء الموات	۱۳۳
پانی کی گھاٹ کے مسائل	″
کتاب الاشربہ	۱۳۴
کتاب الصید	۱۳۶
کتاب الرہن	۱۳۷
مرہون کو دوسرے کے پاس رکھنا	۱۴۱
تصرف مرہونہ و نقصان کے بیانمین	۱۴۲
کتاب الجنایات	۱۴۴
صور تہاے وجوب قصاص	۱۴۶
ہلاکت کی سوا نقصانونکا بیان	۱۴۹
خونکی گواہی کے بیانمین	۱۵۳
اعتبار حالت قتل	۱۵۴

مضمون ابواب	صفحہ
کتاب الدیات	۱۵۵
فصل زخمونکی دیت مین	۱۵۶
فصل بچہ حمل کے قتل مین	۱۵۸
فصل راہ مین نیا امر کرنیکا بیان	۱۵۹
″ جھکی ہوئی دیوار کا بیان	″
اگر جانور کیسکا نقصان کرے	۱۶۰
بردہ کے نقصان مین	۱۶۱
غلام مدبر وغیرہ کے غصب کرنیمین	۱۶۵
قسامہ کے بیانمین	۱۶۶
کتاب المعاقل	۱۶۸
کتاب الوصایا	۱۶۹
تہائی مالکی وصیت مین	۱۷۱
مرض موت مین آزاد کرنیکا بیان	۱۷۵
رشتہ دار وغیرہ کی لئی وصیت	۱۷۷
خدمت سکونت میوہ وغیرہ کی وصیت	۱۷۸
ذمی کی وصیت کی بیانمین	۱۷۹
وصی کرنیکے بیانمین	″
وصی کی گواہی کا بیان	۱۸۱
کتاب الخنثی	۱۸۳
کتاب الفرائض	۱۸۸
فرض والونکا بیان	۱۸۹
عصبونکا بیان	۱۹۲
ذوی الارحام کی بیانمین	۱۹۴
حصہ اور مخرجونکا بیان	۱۹۶
عول کا بیان	″
کسر پورا کرنیکا بیان	۱۹۷
ردّ کا بیان	۱۹۸
مناسخہ	۲۰۲
ورثا پر ترکہ کی تقسیم کی ترکیب	۲۰۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی والصلوۃ والسلام علے رسولہ وخیر خلقہ محمد المصطفے وآلہ الطیبین واصحابہ ائمۃ الہدے

بعد حمد وصلوۃ کے احقر العباد محمد حسن عفی عنہ نانوتوی غفر اللہ لہ ولوالدیہ وجمیع مومنین کی خدمت مین عرض کرتا ہی کہ مولانا شاہ اہل اللہ صاحب برادر شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے کتاب کنز الدقائق کو کہ فقہی مسائل مین ایک متن متین ہی اور اوسکی اکثر وبیشتر مستند علماء دین بنظر تسہیل زبان فارسی مین ترجمہ کیا تھا اس ترجمہ مین کئی خوبیان شاہ صاحب منفور نے رکھی تھین اول یہہ کہ اکثر جگہہ فروعیات مین امام شافعیؒ کے خلاف کو نقل فرمایا اور امام اعظمؒ کے قول کا ماخذ حدیث شریف سے بیان کردیا دوم یہہ کہ جو لفظ عبارت کنز مین خاص ایسا تھا کہ اوسکی معنی علیحدہ کھی جاتے اوسکی صرف ترجمہ پر کفایت نکی بلکہ علیحدہ اوسکی معانی تشریح کے ساتھ لکھدی سوم یہہ کہ جو مسئلہ نہایت مختصر طور پر تھا کہ بدون مثال اوسکی معنی سمجھہ مین نہ آتے تھے اوسکی مثال بھی مندرج فرمائی غرضکہ یہہ ترجمہ شاہ صاحب کا گویا کنز کی ایک مختصر اور نہایت مفید شرح ہی اب چونکہ ہمین اسملاک کی لوگونکی بسبب چند در چند عربی اور فارسی سے قاصر ہین اور نیز زبان اردو مین فائدہ عوام کے حق مین وافر اسلئے اس احقر نے اس کتاب کا ترجمہ بزبان اردو مین مناسب جانا اور اصرار عزیز از جان مولوی محمد منیر کا اسباب مین زیادہ تر باعث اس سلسلہ کی تحریک کا ہوا چنانچہ بعون اللہ وحسن توفیقہ عرصہ قلیل مین اسکا ترجمہ سلیس وبامحاورہ اردو مین کیا اور نام اس ترجمہ کا احسن المسائل رکھا اس ترجمہ مین مین نے التزام کیا ہی کہ حتی الوسع اردو کا محاورہ ہاتھہ سے نجاوے اور عبارت فارسی شاہ صاحب مرحوم کا مطلب بھی چھوٹنے نپاوے مگر شاہ صاحب کا ترجمہ حامل المتن تھا اس ترجمہ مین متن کنز کو لکھنا رائد جانکر جس جگہہ سے نیا متن شروع ہوا تھا وہان ایک خط فاصل اس شکل کا - کردیا ہی دوسرے یہہ کہ جسقدر عبارت فارسی شاہ صاحب نے لکھی تھی اوسیقدر پر مین نے اکتفا کی ہان جسقدر کچھہ مضمون زائد درکار تھا اوسکو خود اپنی طرف منسوب کرکے یا تو داخل کتاب کردیا ہی یا حاشیہ پر معانی الفاظ مشکلہ وحل اصطلاح فقہا کو لکھدیا ہی لیکن فرائض مین کسیقدر توضیح نفس عبارت مین اپنی طرف سے کردی ہی کہ اسکی مسائل دیکھنے کی اکثر حاجت رہتی ہی اور اختصار اسبا بمین مناسب نہین اور بعض جا کچھہ مثالین جو شاہ صاحب نے بخیال وضوح مسائل قلم انداز فرمادی تھین مین نے بڑہادی ہین اور جن مسائل کی صورتین ایک سی نہین اور احکام مختلف اونکی دلائل بھی ہدایہ وشرح وقایہ اور دوسری معتبر کتابون سے حاشیہ پر لکھدی ہین حاصل یہہ کہ مین نے اپنی دانست مین نفس کتاب کی توضیح وتشریح مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا اللہ تعالی اسکو قبول فرماوے اور میرے لئے باقیات صالحات مین سے کردے امید ناظرین باانصاف سے یہہ ہی کہ دعاء خیر سے یاد فرماوین اور اگر اس خود غلط کی غلطی نظر سے گذرے تو اوسکی اصلاح فرماوین

والحمد للہ اولا وآخرا وصلے اللہ علی کل عبد مصطفے والسلام علے من اتبع الہدے ٭

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ

دیباچہ شاہ اہل اللہ صاحب

سپاس بیقیاس بارگاہ رب العزت کے ہی جو عالم اور عالم والونکا پروردگار ہی اور درود بیحد اُس پیغمبر پر ہو کہ آدم اور ہی آدم سی بڑہکر ہی اور اسکا نام پاک محمد مختار ہی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ بارک وسلم بعد حمد وصلوۃ کے بندہ درگاہ کریم اہل اللہ بن شیخ عبدالرحیم مغفرت کریم الہ اُسکو اور اُسکی ماں باپکو اور سلوک کریم اوسپر اور اُنپر یہہ کہتا ہی کہ عقائد اسلام کے درست کرنیکی بعد سب سے زیادہ ضروری سیکھنا علم فقہ کا ہی اور اسباب مین سب کتابون اور متنون سی مشہور ومعروف ترکنز الدقائق مولفہ امام ہمام ابوالبرکات عبداللہ ابن احمد بن محمود نسفی کی ہی مگر چونکہ اُسکی عبارت مشکل تہی اور مبتدیو کو مسائل کا سمجھنا اوس سی دشوار تہا اسلئے اوسکا ترجمہ زبان فارسی مین بعض فوائد ضروری کی ساتھہ کیا جاتا ہی کہ طلبہ کو اوسکا پڑہنا آسانی اور سہولیت سی میسر ہو توفیق الہہی سی ہی اور وہی فیق ہر ایک امر مین

کتاب الطہارت

اسمین پاک ہونے کے مسائل ہین

باب وضو کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ وضو نماز کے درست ہونیکی شرط ہی یعنی جب تک وضو نہوگا نماز جائز نہوگی اور نماز اسلام کی پانچ رکنون سی ایک رکن ہی اور اللہ تعالی کے نزدیک اسلام ہی دین ہی اسلئے وضو کا جاننا ضروری ہوا وضو کے فرض یعنی ایسی چیزین جنکے نہونے سی وضو درست نہین ہوتا

یہہ ہین اوّل نماز ہی کو اپنا سنہ ایکبار دہونا یعنی پیشانی کے بالون ہی تھوڑی کے نیچے تک طولمین
اور دونو کانونکے لوتک عرض مین دوم دونو ہاتھونکا دونو کہنیونکے ساتھہ ایکدفعہ دہونا
سوم دونو پانونکا دونو ٹخنون تک ایکمرتبہ دہونا چہارم چوتھائی سر اور داڑہی پر مسح کرنا یعنی
بھیگا ہاتھہ پھیرنا تنبیہ سر کے مسح مین مقدار فرض امام مالک رح کے نزدیک تمام سر ہی اور امام
شافعی رح کے نزدیک مسح کا لفظ جسپر بول سکین گو دو ہی بال سر کے ہون مقدار فرض ہی اور امام اعظم
ابو حنیفہ نعمان کوفی رح کے نزدیک مقدار فرض چوتھائی سر ہے اسلئے کہ حدیث صحیح مین وارد ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے پیشانی کے بالون اور سر کے اگلے حصہ پر مسح کیا اور یہہ مقدار
چوتھائی سر کے قریب ہی اور اگر اس سے کمتر درست ہوتا تو آپ اپنی امت کیواسطے کبھی تو دو ایکدفعہ کرتی
حالانکہ کمتر پر مسح ثابت نہین ہوا اور داڑہی کے مسح کو سر کے مسح پر قیاس کیا ہی فائدہ شریعت
مین فرض ایسی حکم کو کہتے ہین جو ایسی یقین سے ثابت ہو کہ اوسمین شبہہ نہو ایسی فرض کا چھوڑنیوالا
فاسق ہوتا ہی اور انکار کرنیوالا کافر اور کبھی فرض ایسی بات کو کہتے ہین جسکے بدون عمل درست نہو
اسطرحکا فرض عمل کے رکن کی مانند ہوتا ہی۔ اور سنتین وضو مین یہہ چیزین ہین اول یہہ معلوم کرنا
چاہیے کہ سنت دین اسلام کی اوس طریق جاری کو کہتے ہین جسکا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کیا ہو بدون واجب کرنیکے یا آپ نے عمل کیا ہو مگر ہمیشہ نکیا ہو پس اسطرحکی چیزونمین سے وضو
مین اول دونو ہاتھونکا پونہچون تک ابتداء وضو مین دہونا ہی جیسے وضو کے شروع مین بسم اللہ
کہنا بھی سنت ہی یہہ دوسنتین ہوئین تیسری مسواک کرنا چوتھی کلی کرنا پانچوین ناکمین پانی دینا
چھٹی داڑہی اور انگلیونمین خلال کرنا ساتوین ہر عضو کا تین بار دہونا آٹھوین وضو کا دل سے
ارادہ کرنا نوین ساری سر کا ایکدفعہ مسح کرنا دسوین دونو کانونکا مسح کرنا سر کے مسح کی
بچی ہوئے پانی سے گیارہوین اس ترتیب کی رعایت رکھنی جو قرآن مجید مین مذکور ہی بارہوین
اعضا کا لگاتار دہونا فائدہ دل سے ارادہ کرنا اور ترتیب اور پے در پے دہونا امام
شافعی کے نزدیک فرض ہی اور امام اعظم ابو حنیفہ نعمان کے نزدیک سنت ہی اور انکی دلیل یہہ

ہی کہ وضو کی آیت مین سوا رتین اعضا کے دہونے اور سر کے مسح کرنیکے اور کوئی بات
مذکور نہین اور کلام مجید پر احادیثون سی کچھہ بڑہا لینا درست نہین اور یہہ جو حدیث شریف
مین آیا ہی کہ انما الاعمال بالنیات یہان مراد عملونکا ثواب ہی نہ اونکی درستی اور اگر درستی اعمال
ہی مراد ہوتی تو چاہیئے تہا کہ بدن اور کپڑہی اور مکانکو پاک کرنا اور برہنگی کو چہپانا اور قبلہ
کیطرف منہ کرنا بدون نیت کے درست نہوتا حالانکہ یہہ چیزین بدون نیت بھی درست ہین اور
یہہ بات ٹھہری ہوئی ہی کہ عمل کا ثواب بدون نیت کے حاصل نہین ہوتا بخلاف عمل کی صحت کے
کہ وہ بدون نیت بھی ہوجاتی ہے اور حرف ف کہ فاغسلوا مین ہی وہ اسواسطے ہی کہ نماز پر
کہڑے ہونیکے ارادہ سی پیچہی سب اعضا کو دہونا چاہئی اوس سی یہ معلوم نہین ہوتا کہ بعض اعضا کو
پہلے اور بعض کو پیچہے دہوین اسیطرح لگاتار دہونا بھی آیت سی نہین نکلتا ایک زائد بات ہی اور
نہ متواترا ور مشہور حدیثون سی ثابت ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل فرمانا صرف اوسکے
مسنون ہونے پر دلالت کرتا ہی اور وضو کے مستحب یہ ہین کہ اعضا کے دہونے مین دہنی سی
شروع کرنا اور گردن کا مسح کرنا اور مستحب اوس فعل کو کہتی ہین جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنی عادت شریف کے طور پر کیا ہو اور وضو کو توڑتا ہی کسی ناپاک چیز کا مصلے کی بدن سے
نکلنا جاننا چاہئی کہ جو چیز بدن سی نکلتی ہی اوسکی دو قسمین ہین ایک وہ کہ مقام پاخانہ یا پیشاب
سی نکلی وہ تو بلاخلاف تہوڑی ہو یا بہت وضو کو توڑتی ہی دوسری وہ کہ اُن دونو مقامون
کے سوا کسی اور جگہہ سی نکلی جیسی قی اور خون اور پیپ قی مین بہت ہونا شرط ہی اور خون اور
پیپ مین زخم کے مُنہ سی بہہ جانا شرط ہی اس دوسری قسم مین امام شافعیؒ کا خلاف ہی اور
دلیل امام اعظم صاحب کی یہہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو کوئی نماز
مین قی کرے یا اوسکی نکسیر بہے تو اوسکو چاہئی کہ نماز پر سی ہٹے اور وضو کرکے پہر اپنی اُسی
نماز کو پورا کرے اور منہ بہر کرنے کا ہونا بھی وضو کو توڑتا ہی اگرچہ پت ہو یا جما ہوا خون
یا کہانا یا پانی لیکن اگر بلغم یا خون ایسا ہو جسپر تہوک غالب ہو تو وہ وضو کو نہ توڑے گا

یعنی اگر تھوک ملنے سے خون زردی مائل ہوگا تو وضو نہ توڑیگا اور اگر سرخ رہیگا تو توڑیگا کیونکہ خون غالب ہے اور جی کا متلانا جو قے کا سبب ہوتا ہے کئی بار کی قی کو جمع کر دیتا ہے یعنی اگر قی تھوڑی تھوڑی چند بار ہوئی تو دیکھنا چاہیئے کہ اگر متلانا ایک ہی دفعہ ہو تو سب جدا جدا قے کو ایک جاننا چاہیئے ورنہ جدا جدا اور متلانے مین وضو توڑنیکے لئے بہر منہ ہونا شرط ہے اور لیٹی ہوئی سونا اور پالتی مار کر سونا بھی وضو کو توڑتا ہے حتے کہ اگر کھڑا ہوا یا رکوع مین سویگا وضو نہ ٹوٹیگا اور بیہوشی اور دیوانہ پن اور مست ہونا وضو کو ہر حالین توڑتا ہے مخصوص پالتی مارنیوالے اور لیٹنے والے سے نہین اور بالغ نمازی کا آواز سے ہنسنا اگرچہ سلام پھیرنے کے وقت ہو وضو کو توڑتا ہے۔

واضح ہو کہ آواز سے ہنسنے کے باعث وضو کا جاتا رہنا مشروط ہے اِن سبات پر کہ نمازی بالغ ہو نہ لڑکا اور نماز بھی رکوع اور سجدہ والی ہو جنازہ کی نماز نہو اسواسطے کہ وضو کا ٹوٹنا کھیلا نہیں ظاہر قیاس کے خلاف ہے تو جس جگہہ نص مین آیا ہے اوسی پر موقوف رکھینگے اوسکے سوا مین اوسکا حکم نہ لینگے اور روایت حدیث مین یون وارد ہے کہ ایک اندھا شخص نماز جماعت کی صف کے سامنے گر پڑا لوگ اوسپر آواز سے ہنسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی آواز سے ہنسا ہو چاہیئے کہ وضو اور نماز کو پھر سے ادا کرے۔ اور مباشرت فاحشہ بھی وضو کو توڑتی ہے یعنی مرد و عورت بدون آڑ اور حجاب کے ایسی طرح ملین کہ ایک کی شرمگاہ دوسرے کی شرمگاہ سے ملجاوے۔ اور زخم مین سے کیڑا نکلنا وضو کو نہین توڑتا اور نہ ذکر کو اور عورتکو ہاتھہ لگانا اِسلئے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ذکر تجھہ مین سے ایک گوشت کا ٹکڑا ہے یعنی جیسے اور بدنکو ہاتھہ لگانیسے وضو نہین جاتا ایسے ہی ذکر کے چھونے سے نہین جاتا اور نیز ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بعض ازواج طاہرات کا حالت وضو مین بوسہ لیتے تھے اور وضو نماز کے لئے دوبارہ نکرتے تھے اور اِس مسئلہ مین امام شافعیؒ کا خلاف ہے **فصل غسل کی بیان مین**

غسل مین فرض مُنہ کا دھونا اندر سے اور ناکہن پانی ڈالنا اور تمام بدن کا دھونا ہے اور بدن کو ملنا اور جسکی گتھنہ نہوئی ہو اوسکو اپنے زائد چمڑی مین پانی کا ڈالنا فرض نہین اور غسل مین سنت

یہ ہی کہ اول اپنے دونو ہاتھہ تین بار دھوی پھر اپنی شرمگاہ کو اور نجاست ظاہر کو دھوے
پھر وضو کری اور پانو کے دھونیکو بعد پر رکھی پھر اپنے تمام بدن پر تین بار پانی بہادی جانا
چاہیئے کہ اگر غسل تختہ حمام پر کری تو ضرور نہین کہ پانو کا دھونا پیچھے پر رکھی اسواسطے کہ پانی
پھر خراب ہونگے اور اُنکا سبکے بعد دھونا اسی مصلحت کی لئی ہی اور عورت کی بالونکی جڑ اگر تر ہو جاوے
تو گندہ ہی ہوئی بالونکا کھولنا ضرور نہین۔ اور غسل فرض ہی اوس منی کے نکلنی پر جو کود کر
نکلے اور اپنی جگہہ سے جدا ہونے کیوقت لذت کے ساتھہ جدا ہو یعنی لذت اور شہوت اپنی جگہہ
سے جدا ہونیکے وقت شرط ہی نہ ذکر سی باہر نکلنی کیوقت اور نیز غسل فرض ہی جبکہ ذکر کا سر
پیشابگاہ یا مقام پاخانہ مین غائب ہو جاوی اور اسصورت مین غسل فاعل اور مفعول دونو پر
واجب ہی واضح ہو کہ ذکر کا داخل کرنا مقام پاخانہ مرد و عورت مین حرام و ناجائز ہی لیکن اگر
اس امر ناشایستہ کے مرتکب ہو جاوین تو غسل دونو پر واجب ہوتا ہی اور فرض ہی حیض
کے موقوف ہونے پر جو خون معمولی عورتونکا ہوتا ہی اور نفاس کے بند ہونے پر جو بچہ ہونیکے
بعد خون ظاہر ہوتا ہی اور واجب نہین مذی کے نکلنی کے وقت جو پتلا پانی ہوتا ہی اور عورت
کے چھیڑنے کیوقت ذکر سے تیزی کے بعد نکلتا ہی اور نہ ودی کے نکلنے کیوقت جو پیشاب
کرنیکے بعد گاڑھا پیشاب نکلتا ہی اور نہ خواب مین صحبت کرنیسے بدون تری نکلنے کے۔ اور
غسل کرنا جمعہ اور دونو عیدون کے لئی اور احرام باندہنی کیواسطے اور عرفہ کے روز
سنت ہی۔ اور واجب ہی غسل دینا مُردہ کو اور اُس شخص کو جو حالت ناپاکی مین مسلمان ہوا ہو
اور اگر ناپاک نہ نہا تو صرف مسلمان ہونے کے لئی غسل مستحب ہی۔ جاننا چاہئی کہ شریعت
مین واجب ایسا حکم ہی جو ثابت ہوا ہو ایسی دلیل سی جسمین شبہہ ہو اوسکی ترک کرنیوالے کو فاسق
شمار کرتے ہین اور اوسکی منکر کو کافر نہین جانتے **پانی کے مسئلے** مینہہ کے پانی اور
چشمہ اور دریا کے پانی سی وضو کیا جاوی اگرچہ کوئی پاک چیز اوسکی تین صفتونمین سی رنگ
اور بو اور مزہ مین ایک کو بدلدے خواہ بہت دنون رہنی کے باعث بدبودار ہو جاوے

مگر جو پانی کہ پتوان کے گرنے سے بدلگیا ہو یا اوسمین کوئی چیز لگانے سے متغیر ہوا ہو یا
کسی درخت خواہ میوہ سے نکالا گیا ہو جیسے گتی کا رس اور ترپھل کا پانی یا دوسری چیز کے اجزا
پانی پر غالب ہو جاوین جیسے سنو تو ایسے پانی سے وضو نہین ہوگا اور نہ اوس ٹھہرے ہوئے پانی
سے جسمین ناپاکی ہو اور وہ دہ در دہ نہو اور وہ در دہ ہو تیکی صورت مین وہ پانی ایسا ہے
جیسا بہتا پانی ہو اور بہتے پانی کی تعریف یہہ ہے کہ تنکا بہا لیجا وے۔ واضح ہو کہ اصل اس
مسئلہ کی یہہ ہے کہ بڑے حوض اور بڑے چشمے سبکے تزدیک پاک ہین اور سلف کے امامون نے
اُنکے طول و عرض مین سے ہر ایک کی مقدار کو دس گز اور گہراؤ کو اسقدر کہ چلو بھر نے سے زمین
نہ کہلجاوے ٹھہرایا ہے یعنی چار و نطرف اوسکی کپڑے کے گز سے جو چھ مٹھی یا چوبیس انگل کا
ہوتا ہے دس گز ہو اور بعضون نے شاہی گز کو اختیار کیا ہے جو سات مٹھی اور ایک کھڑی انگلی کا
ہوتا ہے پس جس صورتمین کہ پانی کا طول زیادہ ہو اور عرض کم یا گہرا بہت ہو اور چوڑا کم مگر پیمایش
کے حساب سے اگر ضرب کیا جاوے تو کسر وہ دہ در دہ ہو جاتا ہے تو بعض روایات مین ایسے پانی کو
وہ در دہ کا حکم لگایا ہے۔ اور مخفی نرہے کہ امام مالک رح کے نزدیک پانی خواہ تھوڑا ہو یا بہت
ناپاک نہین ہوتا جبتک اثر رنگ اور بو اور مزہ نجاست کا اوسمین ظاہر نہو اور امام شافعی کے
تزدیک پانی کا ناپاک نہونا قلتین کی مقدار پر منحصر ہے جو تخمیناً پانچ مشکین متوسط ہوتی ہین اور
امام اعظم نے دلیلونکا خلاف ملاحظہ فرماکر وہ در دہ اختیار کیا ہے جسمین سب سے زیادہ
احتیاط ہے اور حدیثون اور آثار سبکی رو سے ظاہر اور پاک ہے۔ پس وہ در دہ پانی سے وضو کیا
جاوے بشرطیکہ ناپاکی کا اثر یعنی مزہ اور رنگ اور بو اوسمین معلوم نہو۔ اور پانی مین اگر ایسا
جانور مرجاوے جسمین خون جاری نہو جیسے مچھر اور مکھی اور بر اور بچھو اور مچھلی اور سیندک اور
کیکڑا تو پانی کو ناپاک نہین کرتا اور جو پانی کہ ثواب کے لئے استعمال کیا گیا ہو مثلاً اوس سے
وضو پر وضو کیا ہو یا ناپاکی کے دور کرنے مین خرچ کیا ہو مثلاً بیوضو ہو جانے پر اوس سے
وضو کیا ہو اور یہہ پانی کسی جگہ مین مثلاً دیگ مین پر یا کسی برتن مین ٹھہر جاوے تو وہ خود پاک

مگر پاک کرنیوالا نہین یعنی اگر بدن یا کپڑا ایسے پانی مستعمل مین بہر جاوے تو اوسکا دہونا ضرور نہین
الا دو بارہ الاوس سے وضو کرنا درست نہین اسلئے کہ وہ پاک کرنیوالا نہین لیکن اگر اوس مستعمل پانی
سے حقیقی نجاست کو دہوڈالین تو پاک ہو جاوینگی کیونکہ نجاست حقیقی کے دور کرنیمین یہی شرط ہی
کہ پہنچنے والی چیز اور پاک اور نجاست کو دور کرنیوالی ہو اور یہہ سب باتین مستعمل پانی مین موجود ہین گو
کہ اوس سے نجاست حکمی پاک نہین ہوتی اور کنوئین کے مسئلہ مین تین مذہب ہین ج ح ط
جیم علامت نجاست کی ہی اور حا علامت بحال خود رہنے کی اور طا علامت طہارت کی اختصار کے
لئے حروف کو رکھہ لیا ہی اسکی تفصیل یہہ ہی کہ اگر کوئی مرد ناپاک جو اپنے بدن پر نجاست حقیقی نرا کہنا
ہو کنوئین مین گر جاوے یا ڈول نکالنے کو اوسمین غوطہ مارے تو امام اعظمؒ کے نزدیک کنوئین کا پانی
ناپاک ہو جاتا ہی اور آدمی بھی ناپاک رہتا ہی اور نزدیک امام ابو یوسفؒ کے کنوان بحال خود پاک
ہے اور آدمی بدستور ناپاک اور امام محمدؒ کے نزدیک کنوان اور آدمی دونو پاک ہین — اور جو
چمڑا کہ دباغت دیا جاوے وہ پاک ہو جاتا ہی مگر سور اور آدمی کا چمڑا پاک نہین ہوتا دباغت یہہ ہی کہ
چمڑے کی رطوبت اور بدبو اور اوسکا سڑ جانا دور ہو اسی خواہ مٹی ملنے سے خواہ آفتاب مین سوکھانے
سے دور کر دیا جاوے — اور معلوم رہے کہ یہہ حکم مردہ موئی جانور کے چمڑے کا ہے ورنہ ذبح کئی ہوئی
جانور کا چمڑا بدون دباغت کے بھی پاک ہی — اور آدمی اور مردہ جانور کے بال اور ہڈیان پاک
ہین اسلئے کہ اونمین جان نہین کیونکہ اونکو بذات خود درد معلوم نہین ہوتا تو مرجانا باعث نجاست
نہین ہونیکا — **کنوئین کے مسائل** کنوئین مین اگر ناپاکی گر پڑے تو اوسکا پانی کھینچا جاوے
الا اونٹ یا بکری کی دو مینگنیون اور کبوتر اور چڑیا کی بیٹ سے پانی نہ نکالا جاوے اور ان مینگنیون
مین اختلاف ہی اور جو جانور کھائی جاتے ہین اونکا پیشاب نجس ہی ہر گز پینا نچاہئے اور امام محمدؒ
کے نزدیک پاک ہی اور امام ابو یوسف کے نزدیک دوا کیواسطے اوسکا پینا جائز ہی اور امام
اعظمؒ کے نزدیک ناجائز — اور جو چیز باعث بیوضو ہو جانیکا ہو وہ ناپاک نہین یعنی تھوڑا سا
قے یا خون اور پیپ کہ بہتا نہون اگر پانی مین گر جاوین یا کپڑا اور بدن اونمین بہر جاوے

تو ناپاک نہین ہوتا - اور چوہی کی مانند جانور کے مرجانے سے بیس ڈول پیچ کی اس
کے نکالنے چاہئین اور چالیس ڈول کبوتر کی برابر کے مرنے سے اور بکری جیسے
جانور کے مرنے یا کسی جانور کے پھولجانے اور پھٹجانے سے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا
تمام پانی کھینچنا چاہئی اور اگر تمام پانی کا نکالنا نہو سکے مثلاً کنوان چشمہ دار ہو کہ اسکا پانی
ٹوٹتا نہو تو دو سو ڈول نکالے جاوین - اور چوہا اگر پھولجاوی اور اوسکی گرنیکا وقت
معلوم نہو تو کنوین کو تین دنرات سی ناپاک کردیتا ہی اور اگر پھولا نہو تو ایک دنرات سی -
مترجم کہتا ہی کہ فتوی امام محمد کے قول پر ہی کہ جسوقت جانور کو کنوین مین دیکھین اوسوقت
سی ناپاک متصور ہوگا خواہ پھولا ہو یا نہو - اور پسینے کا حال مثل جوٹھے کے ہی اور آدمی اور
گھوڑی اور اُن جانورونکا جوٹھا جنکا گوشت کہایا جاتا ہی پاک ہی اور کتے اور سور اور درندہ
چوپایون کا جوٹھا مثل شیر اور چیتے اور بھیڑئے کا جوٹھا ناپاک ہی اور بلی اور گلیونمین پھرنے
والی مرغی کا اور درندہ پرندونکا مثل باز اور جرّہ کے اور گھر کے رہنے والے جانورونکا مثل
چوہی اور سانپ کا جوٹھا مکروہ ہی کہ طہارت مین نقصان سکتا ہی مگر نقصان بھی نہین اور گدہی اور
خچر کے جوٹھے کے پاک ہونے اور ناپاک ہونے مین شک ہی یعنی بعض دلیلین اوسکی پاکی کو
چاہتی ہین اور بعضی اوسکی ناپاکی کو پس اوس سی وضو کرکے تیمم بھی کرے اگر پاک پانی میسر نہو
اور وضو اور تیمم مین سی جسکو اول کرے درست ہی بخلاف اوس پانی کے جسمین خر مارا گئی ہون
اوسمین علما کا اختلاف ہی بعضی اوس سی وضو جائز کہتے ہین اور بعضی ناجائز اور یہہ اختلاف
اوسصورت مین ہی کہ پانی پتلا اور بہتا ہوا ہو اور کہٹا اور نشہ آور اور گاڑھا نہوا ہو ورنہ بیشک
نزدیک اوس سی وضو کرنا جائز نہین **باب تیمم کے بیان مین** جس صورتمین کہ
تمہاری پانی سی ایک میل دور ہو یا مرض یا سردی سی ضرر کہتا ہو یا درندہ یا دشمن یا پیاس
کا خوف ہو یا سامان پانی کا مثل ڈول اور رسی کے نہ کہتا ہو تو ایسی صورتمین تیمم کرے
- واضح ہو کہ میل کی مقدار چار ہزار گز ہی ۴۴ انگل کے گز سی - اور تیمم کی صورت یہہ ہے

کہ جنس زمین پر جو پاک ہو کو غبار نرکہتی ہو نیت تیمم کرکے دو ضرب لگادی اول ضرب کے بعد
اپنے تمام منہ پر ہاتھ پھیرلے اور دوم ضرب کے بعد دونو ہاتھ کہنیون تک ہاتھ پھیرادی اور
اگر ناپاک ہو یا حیض والی عورت ہو اونکو بھی یہی دو ضربین چاہئین - اور اگر باوجود میسر ہونے
جنس زمین کے غبار سی تیمم کرلے تب بھی درست ہی اور بدون نیت کے تیمم جائز نہین
مخفی نرہی کہ جنس زمین سی اُن چیزون سی مراد ہی جو نہ جلین نہ گلین جیسی خاک اور ریت اور پتھر اور
سرمہ اور اونکی مثل ہین - پس کافر کا تیمم کرنا بیکار ہی نہ وضو کرنا اسلئے کہ تیمم مین نیت
شرط ہی نہ وضو مین اور کافر اپنے کفر کی جہت سی نیت کا اہل نہین - اور تیمم کو اسلام سی مرتد
ہونا نہین توڑتا اسواسطے کہ تیمم کیوقت ایسا تہا کہ اوسکی نیت درست تہی بلکہ جو چیز وضو کو
توڑتی ہے وہی تیمم کو توڑتی ہے اور نمازی کا قدرت پانا ایسے پانی پر جو اوسکی حاجت
ضروری سی بچرہی ابتدا تیمم کرنیکو منع کرتا ہی اور پہلے اگر تیمم کیا ہو وہ اسقدرت سے
جاتا رہتا ہی - اور جس شخص کو توقع پانی ملنے کی ہو وہ آخر وقت تک نماز نہ پڑہے -
اور تیمم کرنا وقت سی پہلے اور دو فرضونکے لئے اور نماز جنازہ اور عیدین کے جاتے
رہنے کے خوف سے درست ہی اگرچہ بنا کے طور پر ہو یعنی نماز تیمم سی شروع
کی تہی الا نماز مین بیوضو ہوگیا تو ہوسکتا ہے کہ تیمم کرکے اوسی نماز کو پورا کرلے - اور
جمعہ کے جاتے رہنے اور وقتی نماز کے جاتے رہنے کے خوف سی تیمم درست نہین اسلئے
کہ اُن دونو نمازونکا بدلا موجود ہی جمعہ کا بدلہ ظہر ہی اور وقت کی نماز کا بدلہ اوسکی
قضا اور جنازہ اور عیدین کی نمازونکا کچھ بدلہ نہین فائدہ جاننا چاہئے کہ امام
شافعیؒ کے نزدیک تیمم طہارت ضروری ہی یعنی ضرورت کیواسطے مشروع ہوا ہی پس وقت
سی پہلے اور دو فرضون کیواسطے اوسکی کچھ ضرورت نہین اسلئے اونکے نزدیک تیمم وقت سی
پہلے اور دو فرضون کیواسطے جائز نہوگا اور امام اعظمؒ کے نزدیک تیمم صرف طہارت
سے مگر اوسمین پانی کا نہونا یا نملنا شرط ہی پس شرط کے موجود ہونے پر پانی اور بغی

پاک کرنیمین ایک حکم رکھتی ہی خواہ وقت سی پہلے ہو یا نہین اور ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا کہ خاک مسلمان کی پاک کرنیوالی ہی اگرچہ دس برس تک استعمال کری ظاہر مین تائید اوسی بات کی کرتی
ہے جو امام اعظمؒ فرماتے ہین۔ اور اگر نمازی اپنے خیمہ مین پانی بھولجاوی اور اسپر جبکہ تیمم
کرکے نماز ادا کرے اور نماز کے بعد یاد آوی کہ پانی تہا تو نماز کو دوبارہ نہ پڑہی۔
اور پانی کو مقدار ایک تیر کی تلاش کری اگر یہہ گمان ہو کہ پانی نزدیک ہی ورنہ تلاش نکری
۔ اور اگر رفیق کے پاس پانی ہو تو اوس سی طلب کری اگر وہ ندی تو تیمم کری اور اگر بدون
دام واجبی کے ندی اور اوسکی پاس دام ہون تو تیمم نکری ورنہ تیمم کری یعنی اگر وہ دام
زیادہ مانگی یا نمازی کے پاس واجبی دام نہون تو تیمم جائز ہوگا۔ اور اگر نمازی کے اکثر
اعضا جنکو دہونا چاہیئے زخمی ہون تو تیمم کری اور اگر اکثر درست ہون تو اونکو دہوے اور دہونے اور تیمم
مین جمع نکری مثلاً اسطرح نکری کہ منہ پر تیمم کری اور ہاتہونکو دہوے یا ہاتہون پر تیمم کرلے اور منہ کو دہوے

باب دو موزون پر مسح کرنیکے بیان مین۔ مسح کرنا موزون پر اگرچہ عورت ہو درست ہی مگر
ناپاک کی لئی درست نہین اور شرط مسح کرنیکی یہہ ہی کہ دونو موزون کو ایسی طرح پہنا ہو وی کہ
حدث کے وقت وضو کامل ہو گو موزہ پہننے کیوقت کامل نہو مثلاً ایک شخص نے پاؤن دہوکر
(بوضو ہونا) موزے پہنے بعد اوسکی باقی وضو تمام کیا پہر بیوضو ہوا تو اسصورت مین یہہ شخص بیوضو ہوتے
کیوقت وضو کامل کہنا تہا اگرچہ موزے پہننے کیوقت وضو ناقص تہا اب اسکو اون موزون
پر مسح کرنا درست ہی۔ اور مدت مسح کی مقیم کیواسطی ایک رات اور مسافر کیواسطی تین رات
حدث کے شروع سی ہی۔ اور صورت موزون پر مسح کرنیکی یہہ ہی کہ بھیگی ہوئی ہاتھ کی تین
انگلیان موزون کے اوپر کیجانب پانوکی انگلیون پر رکھکر ایکبار پنڈلیون تک کھینچدی۔
اور بہت پھٹن مسح کی مانع ہی اور وہ بقدر پانو کے تین چھوٹی انگلیونکی ہی اور اوس سی
کمتر پھٹن مانع نہین۔ اور اگر ایک موزہ مین کئی جگہہ پھٹن ہو تو اوسکو ایک جا کرکے
دیکھین اگر مقدار تین انگلیونکی ہو جاوی تو مسح کی مانع ہوگی اور اوس سی کمتر مانع نہوگی اور

موزہ نہین اگر تہوڑی تہوڑی پیشن ہوگی تو ایک جانیکجا دیگی لیکن اگر نجاست دو نو موزہ مین
تہوڑی تہوڑی ہو تو وہ جمع کیجا دیگی یعنی اگر دو نو موزہ کی نجاست مقدار ایکدرم کے ہوجا دیگی
تو اُنپر جو دن پاک کیسی مسح درست نہوگا اسیطرح برہنگی کا حال ہی کہ اگر تہوڑی تہوڑی کئی جگہہ سے
کہلتی ہو تو اوسکو جمع کرکے حساب کرنا چاہئی اگر چوتھائی عضو کی برابر ہو تو نماز جائز نہوگی ورنہ
نماز درست ہوگی۔ اور جو چیز وضو کو توڑتی ہی وہ مسح کو توڑتی ہی اور مسح کو موزہ کا نکالنا اور
مدت مسح کا پورا ہوجانا بھی توڑتا ہی بشرطیکہ مدت پوری ہونے پر سردی کے باعث پانو کے
جاتے رہنے کا خوف نہو اور اگر خوف ہوگا تو مسح بحال خود رہیگا۔ اور موزہ کو نکالنے اور مدت
مسح پورا ہوجانیکے بعد صرف دو نو پانو دہوڈالے یعنی اگر وضو اوسوقت موجود ہی تو
ساری وضو کا پھرسے کرنا ضرور نہین اور بہت سی پانو کا موزہ سی باہر چلا آنا بھی نکالنا ہی یعنی
موزہ کے نکالنے مین ساری پانو کا نکلنا معتبر نہین اگر اکثر حصہ نکل آویگا تب بھی مسح جاتا
رہیگا اور اگر کسی مقیم نے مسح کیا اور ہنوز ایکدن رات نہوا تھا کہ وہ مسافر ہوگیا تو اس
صورت مین وہ تین دن رات مسح کریگا اور اگر مسافر مسح کرتا تہا اور ایکدن رات کے بعد
مقیم ہوگیا تو وہ موزہ کو نکالکر پانو دہوے اور اگر ایکدن رات پورا نہوا تہا کہ مقیم ہوگیا تو
ایک دن رات کو پورا کرلے۔ اور مسح کرنا موزہ کے اوپر کے موزہ پر اور جرمری کی جرابونپر
اور ایسی جرابونپر جنمین جوتے کی شکل کا چمڑا لگا ہوا یا ایسی سخت ہون کہ بغیر باندہے
پنڈلی پر ٹہہر جاوین درست ہی۔ اور مسح کرنا پگڑی اور ٹوپی اور برقعہ اور دستانونپر درست
نہین۔ اور ٹوٹی ہڈی کی بندش پر اور زخم کی پٹی پر یا اسیطرح کی اور چیز پر مثل فصد کی
پٹی کے مسح کرنا دہونے کے حکم مین ہی یعنی اسکے لئے کوئی وقت معین نہین اور غسل
کے ساتھہ جمع ہوسکتا ہی اسطرح کہ بعض اعضا کو دہوویں اور بعض پر مسح کرین اور یہہ مسح
درست ہی اگرچہ پٹی کو بیوضو باندہا ہو۔ اور مسح تمام پٹی پر کری خواہ اوسکے نیچے زخم ہو یا نہو
پس اگر پٹی یا پچہا جسپر مسح کیا تھا بباعث زخم کے اچھی ہوجائیگی گر پڑی تو مسح باطل

ہو جاویگا اور بدون اچھا ہوئے کرے تو مسح بجا دیگا۔ اور موزہ کے مسح کرنے اور سر پر
مسح کرنیمین نیت کی احتیاج نہین یعنی مسح تیمم کیطرح نہین ہی کہ بدون نیت کے جائز نہووے

باب حیض کے بیانمین حیض اوس خونکو کہتے ہین جو ایسی عورت کے رحم مین سے بہے
جو مرض اور لڑکپن سے سلامت ہو اس سے معلوم ہوا کہ جو خون مرض سے یا لڑکپن مین نکلیگا اوسکو
حیض نہ کہینگے بلکہ اوسکا نام استحاضہ ہے۔ اور مدت حیض کی کم سے کم تین رات ہے اور زیادہ
سے زیادہ دس دن رات اور جو خون تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ ہووے وہ استحاضہ ہے
۔ اور سفیدی خالص کے سوا جو رنگ ہووے حیض ہے اور حیض نماز اور روزہ کا مانع ہے مگر عورت
روزہ کی قضا کرے نماز کی قضا نکرے یعنی ان ایام کی نماز معاف ہے اور اسحالت مین مسجد کے اندر جانا
اور خانہ کعبہ کے گرد پھرنا اور ناف سے لیکر عورت کے زانو تک مرد کو نزدیکی کرنا اور قرآن کا
پڑھنا اور اسکو ہاتھ لگانا ممنوع ہے مگر غلاف کے ساتھ ہاتھ لگانا منع نہین۔ اور بیوضو ہونا
بھی ہاتھ لگانیکا مانع ہے مگر قرآن کے پڑھنے کا مانع نہین اور ناپاکی اور نفاس دونوکا مانع
ہے یعنی ناپاکی اور حیض اور نفاس کیحالتمین قرآن کا پڑھنا اور اسکو ہاتھ لگانا دونو ممنوع
ہین اور بیوضو ہونیکی حالت مین چھونا ممنوع ہے اور پڑھنا جائز۔ اور عورت سے صحبت کیجاوے
بدون غسل کے جس صورتمین کہ خون حیض اکثر مدت یعنی دس روز پر منقطع ہوا ہو اور جس
صورتمین کہ کمتر مدت کے بعد یعنی تین روز سے لیکر نو روز تک کے بیچمین بند ہوا ہو تو صحبت
نکیجاوے یہانتک کہ عورت غسل کرے یا خون بند ہونے پر کمتر وقت نماز کا گذر جاوے
یعنی اگر خون دس روز کے بعد بند ہوا ہے تو صحبت کرنی مرد کو درست ہے اگرچہ عورت نے
غسل نکیا ہو اور اگر خون دس روز سے کم مدت مین بند ہوا ہے تو صحبت کرنی جائز نہین جب تک
کہ غسل نکرے یا اتنا وقت گذر جاوے کہ اوسمین نہاتا اور نماز کی نیت ہوسکے۔ اور پاک
ہو جانا دو خون کے درمیان خون کی مدت مین حیض اور نفاس ہی ہے یعنی اگر عورت
مدت حیض و نفاس مین کچھ دنونکو پاک ہو جاوے اور خون بند ہو جاوے پھر جاری ہو جاوے تو اسکو حکم

پاک ہونیکا نہو گا بلکہ وہی حیض و نفاس ہو گا اور کمتر مدت پاک رہنے کی پندرہ دن ہین اور زیادہ
مدت کی کچھ انتہا نہین مگر جسصورت مین کہ خون ہمیشہ جاری رہے اور اوس عورت کو کوئی عادت مقرر
ہو یعنی پاک رہنے کے لئے زیادہ مدت کی کچھ حد مقرر نہین حتی کہ بعض عورتین برسون تک پاک
رہتی ہین لیکن اگر کسیکو خون استحاضہ جاری ہو جاوے اور پاک رہنے کی لئے اوسکی کچھ عادت مقرر تھی تو ایسی
صورت مین اوسی عادت کی مدت کو پاک رہنے کی مدت کہینگے ۔ اور خون استحاضہ باوجود دوام کے نکسیر کے
سے نماز اور روزہ اور صحبت کا مانع نہین ہو اور اگر خون اکثر مدت حیض و نفاس سے بڑہجاوے تو جسقدر
اوسکی عادت قدیم سے بڑہیگا وہ استحاضہ ہو گا ۔ اور اگر عورتکو پہلے ہی پہل استحاضہ ہو جاوے تو اوسکا
حیض دس دن کا ہو گا اور نفاس چالیس دن کا ۔ اور جو عورت استحاضہ کہنی ہو اور جسشخص کا پیشاب
جاری ہو یا پیٹ چلتا ہو یا ریح نکلتی رہتی ہو یا نکسیر بند نہوتی ہو یا زخم کا خون نتھتا ہو ایسے شخص پر فرض
کیوقت وضو کرین اور اوس وضو سے نماز فرض اور نفل ادا کرین اور یہہ وضو صرف وقت کے نکلنے سے جاتا
رہتا ہے یعنی دوسری نماز کے وقت کے آنیسے نہین جاتا جیسا کہ بعض علما کا قول ہے اور یہ عذر
مذکور سے جاویگا اور یہہ حکم اوسصورت مین ہے کہ ان عذر والونپر کوئی فرض کا وقت ایسا نگذرے جسمین
عذر مذکور اونکو نہو ورنہ معذور نہ کہلاوینگے اور اونکا وضو عذر مذکور سے جاتا رہیگا ۔
اور نفاس وہ خون ہے جو بچہ کے پیدا ہونیکے بعد آیا کرتا ہے اور جو خون کہ حاملہ عورت کو آتا ہے
وہ استحاضہ ہوتا ہے ۔ اور پیٹ جو گر پڑتا ہے اگر اوسمین بعض اعضا موجود ہون تو اوسکا حکم بچہ
کا ہے اوسکے بعد کا خون نفاس ہو گا اور اگر محض گوشت کا لوتھڑا ہو تو وہ بچہ نہین اور نہ اوسکے
بعد کا خون نفاس ہے ۔ اور کمتر مدت نفاس کی کچھ حد نہین یہانتک کہ بعض عورتونکو ایک گھنٹہ
بھی نہین ہوتا اور اوسکی زیادہ سے زیادہ مدت ۶۰ روز ہے اور ۶۰ سے بھی اگر بڑہجاوے تو
جسقدر بڑہیگا وہ استحاضہ ہو گا ۔ اور مجرد ان بچون کے ہونیمین مدت نفاس کی اول سے
ہوتی ہے دوسرے بچہ سے نہین ہوتی **باب نجاستون کے بیان مین** ۔ بدن اور
کپڑا پانی سے اور ہر بہتی چیز نجاست کی دور کرنیوالی سے پاک ہو جاتا ہے مثلاً سرکہ اور گلاب سے

اگر دھوین تو پاک ہو جاتا ہی مگر نجاست سی پاک نہین ہوتا۔ اور موزہ پر اگر نجاست گاڑہی لگی
ہو تو خاک پر رگڑنے سی پاک ہو جاتا ہی اور اگر گاڑہی نہو مثلاً پیشاب یا شراب لگا دی تو موزہ کو
دھونا چاہیے۔ اور خشک منی رگڑنے سی پاک ہوتی ہی اور اگر خشک نہو بلکہ تر ہو تو دھوئی جاوے
واضح ہو کہ امام شافعیؒ کے نزدیک منی پاک ہی دھونے اور رگڑنے کی حاجت نہین رکھتی الا
طبیعت کی لطافت کی وجہ سی دھونا مضائقہ نہین اور امام مالکؒ کے نزدیک ناپاک ہی بدون
دھونے کے صرف رگڑنے سی پاک نہین ہوتی اور امام اعظم کے نزدیک بھی ناپاک ہی اگر تر ہو
تو دھونا چاہیے اور اگر خشک ہو تو رگڑنے سی بھی پاک ہو جاتی ہی اور یہ مذہب سب مذہبون سی
بہتر ہی اسلئے کہ منی کا پاک ہونا ایسی صورتین کہ غسل کا باعث ہی اور پیشاب گاہ سی نکلتی ہی آثار
اور قیاس سی بہت بعید معلوم ہوتا ہی اور منی خشک کا رگڑنے سی پاک نہونا بھی خلاف احادیث
صحیحہ کی ہی جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی ثابت ہوئی ہین چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہین
کہ مین منی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کپڑی پر سی اگر تر ہوتی تھی تو دھو باکرتی تھی اور
خشک ہوتی تھی تو رگڑ ڈالا کرتی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کو ایسا
ہی ارشاد فرمایا تھا۔ اور تلوار جیسی چیزین مثلاً چھری اور خنجر اور آئینہ اسقدر پونچھنی سی پاک
ہو جاتی ہین کہ نجاست کا اثر دور ہو جاوی اور زمین خشک ہونی اور نجاست کے اثر دور ہو جانے
سے نماز کے لئے پاک ہو جاتی ہی مگر تیمم کے لئے پاک نہین ہوتی اسواسطیکہ تیمم مین زمین کا
پاک ہونا قرآن سی ثابت ہی اور خشک ہونیسے زمین کی طہارت حدیثون سی ثابت ہی قرآن
سی ثابت نہین اور ایک وجہ یہہ ہی کہ خاک اپنی طبیعت سی پاک کرنیوالی چیز نہین تو ضرور ہوا
کہ طہارت کی رعایت اوسمین خوب طرح پر کرنی چاہیے۔ اور مقدار ایک درم کی اور معتدا
چوڑائی ہتھیلی کی بڑی نجاست مین سی معاف ہی جیسی خون اور شراب اور مرغی کی بیٹ
اور ایسی جانورونکا پیشاب جو کھائی نہین جاتے اور لید اور گوبر یعنی بڑی نجاست اگر جسم دار
ہو تو وزن ایکدرم کہ ساڑہی تین ماشی کا ہوتا ہی معاف ہی اور اگر پتلی ہو جیسی پیشاب اور

شراب ہی تو ہتھیلی کی چوڑائی کی برابر معاف ہی اور اگر ان دونو مقدارون سی بڑہکر ہو تو دہونا
فرض ہی ورنہ مستحب — اور چوتھائی کپڑے سے کم کا بہرا ہلکی نجاست مین مثلاً ایسی جانورون
کے پیشاب مین جو کہائی جاتے ہین یا گہوڑی کا پیشاب اور ایسی پرندون کی بیٹ مین جو نہین کہائے
جاتے اور مچھلی کے خون اور خچر اور گدہی کے لعاب مین معاف ہی اور نیز آدمی کا پیشاب کہ سوئی
کے ناکے کے برابر چیتھڑون پر جا دین معاف ہی یعنی ہلکی نجاست مین اگرچہ چوتھائی سی کم کپڑا بہرا ہو
معاف ہی اور چوتھائی بہرے تو دہونا چاہئی مگر چوتھائی مین علما کا اختلاف ہی بعضی کہتے ہین
کہ چہارم اوسقدر کپڑے کا مراد ہی جس سی ستر عورت کم سے کم مین ہو جاوے اور بعضی کہتے ہین کہ
جو کپڑا بہرا ہوا اوسکی چوتھائی مراد ہی جیسے دامن اور آستین اور پردہ اور پچھا اور کلی کہ ہر ایک
جدا کپڑا ہے جو ان مین سی بہرے اوسکی چوتہائی لینی چاہیے اور بعضی چوتھائی کو ایک بالشت
لنبا اور ایک بالشت چوڑا کہتے ہین اور اسکو سب سی زیادہ مناسب جانتے ہین — اور جو نجاست
کہ سوجہتی ہی وہ اسقدر دہونے سی کہ اوسکا جسم جاتا رہی پاک ہو جاتی ہی مگر جسکا اثر دور ہونا
مشکل ہو مثلاً رنگ اور بو نجا سکتی ہو تو وہ تین بار دہونے اور ہر دفعہ نچوڑنے سی پاک ہو جاتی
ہے اسیطرح وہ نجاست جو سوجہتی نہو اور جس چیز کا نچوڑنا ممکن نہو مثلاً بوریا اور بچھونا اور
پتہر تو ایسی چیزین تین بار دہو کر خشک کرنے سی پاک ہوتی ہین یعنی ہر دفعہ دہو کر اتنا
چہوڑ دی کہ اوسمین سی پانی ٹپکنا موقوف ہو جاوی — اور مسنون ہی بعد پاخانہ پہرنے کے
استنجا کسی پاک کرنیوالی چیز مثل پتہر اور اینٹ اور ڈہیلے وغیرہ کے کرنا اور اسکے لئے
کوئی شمار مسنون نہین اور بعد استنجا کے اوس جگہہ کا دہونا مستحب ہی جاننا چاہئی کہ استنجا
مین طاق عدد امام شافعی کے نزدیک مسنون ہی کہ تین یا پانچ یا سات ڈہیلے ہون اور
امام اعظم کے نزدیک پاک ہونا ضروری ہی نہ شمار اور لفظ دیگر بعض حدیثون مین آیا ہی
وہ ایک پر بہی بولا جاتا ہی اور یہہ جو حدیث مین آیا ہی کہ جو کوئی ڈہیلے لیوے اوسکو چاہئی
کہ طاق لیوے جسنے یہہ کیا اوسنے اچہا کیا اور جسنے نکیا تو اوسپر کچہہ حرج نہین

یہہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ طاق شمار مسنون نہین بلکہ مستحب ہی اور مقام پاخانہ کا
دہونا واجب ہی جس صورتمین کہ نجاست مقام پاخانہ سے بڑہجاوی اور بڑہنے مین بھی مقدار
معتبر ہے جو پانی کی مانع ہے یعنی مقدار ایکدرہم یا ہتہیلی کے عرض کی برابر مقام پاخانہ سے
زائد ہوجاوے اسلئے کہ اوس مقام کا بہرنا معاف ہی اوسکی ڈہیلون وغیرہ پر اکتفا ممکن ہے
مگر جب اوس مقام سے زیادہ ایکدرہم کی برابر بہر جاوی تو دہونا واجب ہی اور کئی صورتمین مستحب
ہے۔ مگر ہڈی اور لید اور کہانے کی چیز سے استنجا کرنا ممنوع ہے اور دہنے ہاتھہ سے بھی
نکرنا چاہیئے بلکہ مخصوص باسکام کیواسطے بایان ہاتھہ ہے واللہ اعلم

کتاب الصلوۃ یعنی اسمین نماز کا ذکر ہے۔ جاننا چاہیئے کہ بعد اداکرنے کلمہ طیبہ
کے سب سے بڑا اسلام کے حکمونمین اور سب سے زیادہ ضروری شرع کے احکام مین نماز ہی
جسکے لئے اللہ تعالے فرماتا ہے **حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ** اور فرمایا
وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا۔ اور حدیث شریف مین وارد ہوا ہے
کہ جو شخص چہوڑدی نماز کو جان بوجہکر وہ کافر ہے یہانتک کہ بعض علمانے نماز کی چہوڑنیوالیکو
مارڈالنا جائز کہا ہے **باب** نماز کے وقتونکے بیانمین۔ فجر کا وقت صبح صادق
سے لیکر آفتاب کے نکلنے تک ہی اور ظہر کا وقت آفتاب کے ڈہلنے سے اوسوقت تک ہی کہ
سایہ ہر چیز کا سوای سایہ اصلی کے جو ٹہیک دوپہر کو ہوتا ہی اوس چیز سے دونا ہوجاوی
جاننا چاہیئے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک ظہر کا وقت ایک مثل تک رہتا ہی اور اکثر حدیثین اسکی
تقویت کرتی ہین اور امام اعظمؒ کے نزدیک ایک روایت مین موافق امام شافعی کے ہی اور ظاہر
روایت مین دو مثل تک ہی اسوجہ سے کہ حدیثونمین حکم ظہر کو ٹہنڈا کرکے پڑہنے کا ہی اور عرب
کی زمین مین دو مثل سے پیشتر ٹہنڈا کرنا متصور نہین تو جب شک واقع ہوا تو دوسری وقت کا
آجانا یقیناً ثابت نہوا۔ اور عصر کا وقت دو مثل سے لیکر آفتاب کے غروب تک ہی اور مغرب
کا وقت آفتاب کے ڈوبنے سے شفق کے ڈوبنے تک ہی اور شفق وہ سفیدی ہی جو سرخی

سکے بعد پیدا ہوتی ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک شفق اوسی سرخی کا نام ہے جو غروب کے بعد
ہوتی ہے اور امام اعظمؒ کی دلیل یہہ ہی کہ حدیثونمین وارد ہوا ہی کہ نماز عشا پڑہی ایسے وقت مین کہ
آسمان کے کنارہی سیاہ و تاریک ہو جاوین اور یہ صورت شفق سفید کے جانیکے پہلے متصور نہین
ہوتی — اور عشا اور وتر کا وقت شفق کے جاتے رہنے کے بعد سے صبح صادق کے نمود ہونے تک ہی
اور وتر کو نماز عشا سے پہلے نہ پڑہنا چاہئی اسلئے کہ ان دونونمین ترتیب ضروری ہی اگرچہ دونو کا
وقت ایک ہی اور جس شخص کو عشا اور وتر کا وقت ملی یہہ دونو اوسپر واجب نہین ہوتے مثلاً بعض
زمین کے حصونمین صبح صادق شفق کے غروب ہوتے ہی ہو جاتی ہی تو ایسی جگہہ کے رہنیوالونپر
عشا اور وتر واجب نہین — اور مستحب ہی نماز فجر کو اور گرمیونکی ظہر کو دیر کر پڑہنا اور عصر کو دیر سے پڑہنا
بشرطیکہ آفتاب کا رنگ زردی مائل نہو اور عشا کو ایک تہائی رات تک تاخیر کرنا اور وتر کو آخر شب تک
دیر کرنا ایسے شخص کے لئے جسکو اپنے جاگنے پر اعتماد ہو فائدہ امام شافعی کے نزدیک سب نمازونمین
جلدی کرنی مستحب ہی اور امام اعظم کی دلیل یہہ ہی کہ حدیثونمین وارد ہوا ہی کہ صبح کی نماز روشنی
مین پڑہو اور ظہر کی نماز ٹہنڈے وقت مین — اور جاڑونکی ظہر کو اور مغرب کو اول وقت پڑہنا اور
جن نمازونکے شروع مین عین ہی یعنی عصر اور عشا کو ابر کے دن جلد پڑہنا اور ابر کے دنمین ان دونو کے
سوا اور نمازونکو دیر کر پڑہنا یعنی فجر اور ظہر اور مغرب کیلئے ابر و غبار مین تاخیر کرنی مستحب ہی — اور آفتاب
کے نکلنے کیوقت اور ٹہیک دوپہر مین جب آفتاب سر پر ہو اور اوسکے ڈوبنے کیوقت نماز اور سجدہ
تلاوت اور نماز جنازہ ممنوع ہی مگر اوسی روز کی عصر عین غروب کیوقت پڑہنی درست ہی — اور سوا
دو رکعت سنت فجر کے صبح صادق ہو جانے پر نفل پڑہنا اور قبل نماز مغرب کے اور امام کے
خطبہ پڑہنے کیحالتمین جمعہ کے روز نفل پڑہنا ممنوع ہی اور شافعی کے نزدیک جمعہ کی سنتین خطبہ
کیوقت درست ہین اور دلیل امام اعظمؒ کی یہہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب
تو اپنے ساتھی کو کہے کہ چپ رہ اور امام خطبہ پڑہ رہا ہی تو تو حرکت لغو کرتا ہی پس جس صورتمین کہ
اچھی بات کے امر کرنے مین جو مباح ہی آپ نے لغو کا حکم فرمایا ہو تو نفل کے ابتدا کیلئے

تصور کرنا چاہیئے حالانکہ نماز خطبہ سننے سے روکتی ہی اور دو نماز ونکا ایکوقت مین اکٹہا پڑہنا
ممنوع ہی یعنی بوجہ سفر اور مینہ کے دو نماز ونکو ایک ساتھہ نہ پڑہے اور شافعی اور مالک کے
نزدیک جمع کرنا درست ہی اسلیئے کہ حدیث شریف مین دو نماز ونکا جمع کرنا وارد ہوا ہی اور دلیل
امام اعظمؒ کی یہہ ہی کہ ابن مسعودؓ فرماتے ہین کہ قسم ہی اوس خدا کی جسکے سوا کوئی معبود برحق نہین کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کوئی نماز بجز اوسکی وقت کے اور کسیوقت مین نہین پڑہی مگر
دو نماز ین جمیع کی ہین ظہر و عصر کو عرفات مین اور مغرب و عشا کو مزدلفہ مین اور جو روایتین کہ دو
نماز ونکے جمع کرنے مین وارد ہوئی ہین وہ اکٹہا پڑہنا ظاہر کی رو سے تھا نہ وقت کی اعتبار سے
یعنی آپ نے آخر وقت ظہر مین نماز ظہر پڑہی اور اول وقت عصر مین نماز عصر اور اسطرح مغرب و عشا
مین کہ اول کو آخر وقت مین پڑہا اور دوم اول وقت مین تو ظاہر کی رو سے اکٹہی ہوگئین اور حقیقت
مین ہر ایک اپنے وقت مین ہوئی واللہ اعلم۔ **باب اذان کے بیان مین**۔ اذان
کہنا اسطرح فرض نماز ونکی بدون دو بار کہنے شہادتین کے اور بدون راگ کی آواز کے سنت ہی اور
امام شافعی کے نزدیک ترجیع مسنون ہی اور وہ اسطرح ہی کہ اول شہادتین یعنی اشہد ان لا الہ الا اللہ
اور اشہد ان محمدا رسول اللہ کو دو دو بار آہستہ آہستہ کہلی پھر دو دو بار بلند آواز سے کہی
اسواسطے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابی محذورہ کو اسیطرح سکھلایا تہا اور امام اعظمؒ
کے نزدیک ترجیع سنت نہین اسلیئے کہ عبداللہ بن زید وغیرہ کی روایت مین ترجیع نہین ہی اور ابی
محذورہ کو سکھلانے کی وجہ یہہ تہی کہ شروع اسلام مین انہون نے شہادتین کے ظاہر کہنے سے
شرم کر کے خود آہستہ ادا کی تھی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو ارشاد فرمایا کہ بلند آواز
سے کہو پس اونکا آہستہ کہنا اصل اذان مین داخل نہتا واللہ اعلم۔ اور موذن صبح کی اذان
مین حی علی الفلاح کے بعد الصلوۃ خیر من النوم دو بار زیادہ کرے۔ اور تکبیر مثل اذان کے
ہی اور اوسکی حی علی الفلاح کے بعد قد قامت الصلوۃ دو بار زیادہ کرے اور اذان کے کلمات
کو جدا جدا کہنا چاہیئے اور تکبیر کے کلمات کو ملا ہوا وصل کے ساتھہ ادا کرے اور مؤذن قبلہ کیطرف کو

سنہ رکہی اور اذان و تکبیر کے درمیان مین کلام نکرے اور جب حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح
کہی تو اپنا منہ داہنی اور بائین پہیرا وی اور اذان کے منارہ مین گھوم کر اذان کہی تاکہ اوسکی
کہر کیونہین سی لوگون کو آواز پونہچی اور اپنی انگلیان کانونمین رکہلی تاکہ آواز خوب اونچی
نکلے - اور تثویب کری اور اذان اور تکبیر کے بیچ مین ٹہہر جاوی لیکن مغرب کی اذان کے بعد
نہ ٹہہرے تاکہ نماز مغرب کی تاخیر جو مکروہ ہی لازم نہ آوی واضح ہو کہ تثویب اسکو کہتی ہین کہ اذان
کے بعد لوگونکی تاکید کے لئی دوسری آواز کہین تاکہ لوگ جلد چلے آوین جیسی الصلوٰۃ مثلاً پکار
کہا کرتے ہین اور در مختار مین تثویب صرف اذان صبح مین لکہی ہی - اور قضا نماز کے لئی اذان
اور تکبیر دونو کہی اور اسطرح بہت سی قضا نمازین اگر ادا کرے تو سب سی پہلی کے لئی اذان اور
تکبیر دونو کہی اور باقی نمازون مین اذان کے لئی اوسکو اختیار ہی یعنی چاہی تو اذان اور تکبیر دونو
کہی چاہی صرف تکبیر پر بس کری - اور وقت سی پہلی اذان نہ دی اوی اور اگر ایسا ہو جاوی تو وقت
پر دوبارہ کہی جاوی اور اس مسئلہ مین امام شافعیؒ کا خلاف ہی اور امام اعظمؒ کی دلیل یہہ ہی کہ اذان
اسلئی ہی کہ لوگونکو وقت نماز ہو جانیکی خبر ہو اور وقت سی پہلے کہنے مین یہہ مضمون نہین رہتا
- اور مکروہ ہی ناپاک آدمیکا اذان اور تکبیر کہنا اور بیوضو کا تکبیر کہنا اور عورت اور بدکار شخص
کا جو فسق مین مشہور ہو اور بیٹہی ہوئی مرد کا اور متوالے کا اذان کہنا مکروہ ہی مگر غلام اور فاسق
حرامزادی اور اندہی اور گنوار کا اذان کہنا مکروہ نہین اور مسافر کو اذان اور تکبیر دونو کا چہوڑ دینا
مکروہ ہی اور جو شخص اپنی گہر مین شہر کے اندر نماز پڑہے اوسکو دونو کا چہوڑ دینا مکروہ نہین اور
اذان اور تکبیر ان دونو کے لئی مستحب ہین عورتون کیواسطے مستحب نہین یعنی اگر عورتین جماعت
کی نماز پڑہین اور اذان اور تکبیر کہین تو مکروہ نہین

باب نماز کی شرطونکی بیان مین

جاننا چاہیئے کہ شرط اوسکو کہتی ہین جو کام سی خارج ہو اور وہ کام اوسپر موقوف ہو اسطرح
کہ جب تک شرط نہ ہوے وہ کام درست نہو - نماز کی شرطین یہہ ہین کہ نمازی کے بدن کا نجاست
حکمی اور نجاست حقیقی سی پاک ہونا اور کپڑی اور نماز کی جگہہ کا طاہر ہونا اور ستر کا کہلنا اور

اور برہنگی مرد کے ناف کے نیچے سے لیکر گھٹنوں کے نیچے تک ہی اور آزاد عورت کے لئے سوائے
چہرہ اور دونو ہتھیلیوں اور دونو پانوں کے تمام بدن برہنگی ہی سب کا ڈھانکنا واجب ہی۔ اور نماز
مین عورت کی چوتھائی پنڈلی کا کھلا رہنا مانع نماز کی درستی کا ہی اسیطرح سر کے بال اور پیٹ اور ران
اور شرمگاہ کا حال ہے کہ اگر ان مین سے چوتھائی کسیکی کھلا دیگی نماز درست نہوگی۔ اور لونڈی
برہنگی کے ڈھانکنے مین مثل مرد کے ہی فرق اتنا ہی کہ لونڈی کا پیٹ اور پیٹھ بھی برہنگی مین داخل
ہے مرد کا نہین۔ اور اگر نمازی کو ایسا کپڑا ملا جسکا چوتھائی پاک ہی اور اوسسے نماز ننگے بدن
پڑہلی تو نماز درست نہوگی اور اگر چوتھائی سے کم پاک ہی تو نمازی کو اختیار ہی چاہے ننگے بدن نماز پڑہے
خواہ اوس کپڑے کو پہنکر پڑہلے۔ اور اگر کپڑا بالکل میسر نہو تو چاہیے کہ نماز بیٹھکر پڑہے اور رکوع
اور سجدہ اشارہ سے ادا کرے اور بیٹھکر اشارہ سے پڑہنا اس سے بہتر ہی کہ کھڑے ہوکر رکوع اور
سجدہ کے پڑہے۔ اور نماز کی شرط نیت ہی نے فصل یعنی نماز کے ساتھ ہی نیت کرنی چاہیے۔
اور نیت مین ضروری یہہ ہی کہ اپنے دل سے یہہ بات جانے کہ کونسی نماز پڑہتا ہی یعنی یہہ لازم نہین
کہ زبان سے نیت کے الفاظ کہے اور سنتون اور نفلون اور تراویح کے لئے مطلق نماز کی نیت
کافی ہے۔ اور فرضونکے لئے فرضونکا معین کرنا مثلاً عصر کے فرض یا ظہر کے فرض کو دلمین
جان لینا ضروری ہی اور مقتدی امام کے پیچھے پڑہنے کی بھی نیت کرے۔ اور نماز جنازہ مین نماز کی نیت
خدا کیواسطے اور دعا کی مردہ کے لئے کرے۔ اور نماز کی شرط قبلہ کیطرف منہ کرنا ہی تو جو شخص
مکہ کا رہنے والا ہو اوسکو ٹھیک کعبہ کی عمارت کیطرف منہ کرنا فرض ہی اور جو مکہ مین نرہتا ہو وہ اوسکے
طرف کو منہ کرے یعنی اوسکے لئے ضرور نہین کہ ایسی طرح کھڑا ہو کہ خاص عمارت کعبہ کی سمت مین اوسکا
منہ ہو بلکہ کعبہ کی سمت کو منہ کرلینا کافی ہی اور جو شخص دشمن یا درندہ کا خوف رکھتا ہو اوس سے
جسطرف کو ہوسکے نماز پڑہلے۔ اور جس شخص کو قبلہ معلوم نہو وہ اٹکل کرلے اور اوسی طرف کو کھڑا ہوجائے
اور اگر اٹکل مین غلطی ہوجاوے تو نماز کو دوبارہ نہ پڑہے اور اگر غلطی بعد نماز مین معلوم ہو تو نمازی
مین قبلہ کیطرف کو پھر جاوے۔ اور اگر چند لوگون نے مختلف سمتین قبلہ کے لئے اٹکل کرین اور امام

کا حال کسیکو معلوم نہین کہ اوسکا منہ کسطرف کو ہی تو اوسکے لئے کافی ہے اور جس شخص کو حال اپنے امام کا معلوم ہو اور اوسکے خلاف منہ کئے ہو تو اوسکی نماز درست نہوگی **باب** نماز کی صفت کے بیان مین یعنی خود نماز اور اوسکے اندر کے احوال مین ۔ نماز کے فرض بیہہ ہین اللہ اکبر کہکر نماز مین داخل ہونا اور کھڑا ہونا اور قرآن کا پڑہنا اور رکوع کرنا اور سجدہ کرنا اور آخر کو التحیات پڑہنے کی قدر بیٹھنا اور نماز مین سے اپنے فعل سے باہر آنا ۔ اور نماز کے واجبات یہہ ہین سورہ الحمد کا پڑہنا اور دوسری سورت خواہ ایک آیت لمبی یا تین چھوٹی آیتونکا الحمد کے ساتھہ ملانا اور پہلی دو رکعتونکو قران پڑہنے کے لئے معین کرنا اور جو فعل ایک رکعت مین مکرر ہین اونمین ترتیب کا لحاظ رکھنا جیسے سجدہ ہی کہ اگر دوسرے سجدہ کو چھوڑ دیا اور دوسری رکعت کے لئے اوٹھہ کھڑا ہوا تو نماز فاسد نہوگی بلکہ ناقص ہو جاویگی مگر ترتیب غیر مکرر افعال مین مثلاً رکوع اور قیام مین فرض ہی اوسکے چھوڑنے سے نماز نہین ہوتی اور ارکان کو راست کرنا یعنی رکوع اور سجدہ مین اچھی طرح ٹھہرنا اور پہلی دفعہ بیٹھنا اور التحیات پڑہنا اور لفظ السلام علیکم ورحمۃ اللہ آخر نماز مین کہنا اور دعاء قنوت نماز وتر مین اور دونون عیدونکی نماز مین تکبیرین کہنی اور آہستہ اور پکار کر پڑہنا جن نمازونمین کہ آہستہ اور پکار کر پڑہا جاتا ہی ۔ اور نماز کی سنتین یہہ ہین کہ تکبیر تحریمہ کے لئے دونون ہاتھونکا اٹھانا اور اپنی انگلیونکو کھلا رکھنا اور امام کو پکار کر اللہ اکبر کہنا اور سبحانک اللھم آخر تک پڑہنا اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑہنا اور آخر الحمد مین آمین کہنا اور ان سبکو پوشیدہ کہنا اور اپنے دہنے ہاتھہ کو بائین ہاتھہ پر ناف کے نیچے رکھنا اور رکوع مین جانیکو اور اوس سے سر اوٹھانیکو اللہ اکبر کہنا اور رکوع کے اندر تین بار سبحان ربی العظیم کہنا اور رکوع مین اپنے دونو گھٹنونکو دونو ہاتھون سے پکڑنا اور اونکی انگلیونکو کھلا رکھنا اور سجدہ کے لئے اور اوس سے اٹھنے کیواسطے اللہ اکبر کہنا اور اوسمین تین بار سبحان ربی الاعلی کہنا اور دونو ہاتھون اور دونو گھٹنونکو سجدہ کیوقت زمین پر رکھنا

اور بائین پانو کو بچھانا اور داہنے کو کھڑا رکھنا اور رکوع اور سجدہ کے درمیان کھڑا
ہونا اور دو سجدون کے بیچ مین بیٹھنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اور
اللہ تعالے سے دعا مانگنا - اور نماز کے مستحبات یہہ ہین کہ سجدہ کی جگہہ کیطرف نگوتا کتی
رہنا اور جمائی کیوقت اپنا منہ بند کرلینا اور اللہ اکبر کہنے کیوقت آستینون مین سے اپنی
دونو ہاتھونکو نکالنا اور جسقدر ہوسکے کھانسی کو ٹالنا اور جب تکبیر مین حی علی الفلاح
کہا جاوے اوسوقت کھڑا ہونا اور جب قد قامت الصلوۃ کہا جاوے اوسیوقت امام کو
نماز کا شروع کرنا **فصل** اور جب نماز مین آیا چاہے تو نمازی کو چاہئے کہ اللہ اکبر کہے
اور دونو ہاتھ اپنے کانون کی برابر تک اٹھاوے - اور اگر نماز کے شروع مین اللہ اکبر
کی جگہہ سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ کہا یا فارسی مین کہا کہ اللہ بزرگتر ست تو نماز درست
ہوگی اور یہی حال ہے اگر قران کو فارسی مین پڑہے اوسصورتمین کہ عربی مین پڑہنے سے عاجز ہو
یا جانور ذبح کرے اور بسم اللہ فارسی مین کہے - اور اگر شروع نماز مین اللھم اغفرلی
کہیگا تو نماز درست نہوگی - پہر اپنے داہنے ہاتھ کو بائین پر ناف کے نیچے رکھے **ف**
مترجم کہتا ہے کہ یہ صورت مردونکی لئے ہے اور عورت ہاتھونکو مونڈہون تک اٹھاوے اور ہاتھ
سینہ پر رکھے - اور دعاے استفتاح یعنی سبحانک اللھم آخر تک پڑہے اور قران پڑہنے کے لئے
اعوذ باللہ کہے یعنی اعوذ باللہ قران پڑہنے کے تابع ہے اس سے یہہ نکلا کہ مسبوق یعنی جسکو
ایک دو رکعت امام کے ساتھہ ملی ہو پیچھے آگے ملا ہوا وہ اعوذ پڑہے اسواسطیکہ جو نماز
اوسکو رہگئی ہے اوسمین قرارت قران کریگا اور مقتدی اعوذ نہ پڑہے جسنے امام کے ساتھہ
نماز شروع کی ہے اسواسطیکہ اوسکو قران پڑہنا نہین اور عید کی تکبیرون کے پیچھے اعوذ
پڑہے اسلئے کہ پہلی رکعت مین قران پڑہنا تکبیرون کے بعد ہے - اور ہر رکعت مین آہستہ
سے بسم اللہ کہے اور بسم اللہ قران مجید کی ایک آیت ہے سورتون کے جدا کرنیکے لئے
اتری ہے نہ تو الحمد کا ٹکڑا ہے نہ کسی اور سورت کا اور اس مسئلہ مین امام شافعی کا خلاف ہے

وہ اوسکو الحمد کا جز فرماتے ہین اور دلیل امام اعظمؒ کی یہہ ہے کہ صحیح بخاری اور مسلم مین
انسؓ سے روایت ہی کہ وہ فرماتے ہین کہ مین نے نماز پڑہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
پیچھے اور حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمانؓ کے پیچھے مگر مین نے انمین سے کسیکو نہ سنا کہ
بسم اللہ پڑہتے ہون بلکہ الحمد للہ سے شروع قرارت کیا کرتے تھے اور اس حدیث سے تین
بہت مروی ہین اگر بسم اللہ الحمد کا جز ہوتی تو پکار کے پڑہنے کی نماز مین الحمد کیطرح اسکو
بھی پکار کر پڑہتے اور حدیث قدسی مین وارد ہی کہ نماز بٹگئی ہے خدا تعالی اور بندہ مین
جب بندہ کہتا ہی الحمد للہ رب العالمین اللہ تعالے فرماتا ہی کہ میری بندہ نے میری تعریف
کی روایت کیا اسکو مسلم نے اس سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ سورہ فاتحہ الحمد للہ سے شروع
ہوتی ہی نہ بسم اللہ سے - پہر الحمد اور ایک سورت یا تین آیتین پڑہی اور امام اور مقتدی
الحمد کے بعد آہستہ سے آمین کہین اور اللہ اکبر دونون مد کے کہین یعنی نہ اللہ کے الف
کو کھینچین اسلئے کہ مشابہ ہمزہ استفہام کے ہوجاویگا اور وہ درست نہین اور نہ اکبر کی ب کو
بڑہاوین - اور اللہ اکبر کے بعد رکوع کرے اور اپنے دونو ہاتھ دونو زانو پر رکہی اور
انگلیان ہاتھونکی کہلی رکہی اور پیٹھ کو برابر رکہی اور سر کو سرین کے ساتھ ہموار رکہی اور
رکوع مین تین بار سبحان ربی العظیم کہکر سر اوٹھاوی اور امام سر اوٹھاتے ہوئے سمع اللہ
لمن حمدہ پر کفایت کری اور مقتدی اور اکیلا پڑہنے والا ربنا لک الحمد کہلین - پہر اللہ اکبر کہی
اور اپنے دونو زانو زمین پر رکہی پہر دونو ہاتھ پہر منہ کو دونو ہتہیلیونکی درمیان رکہی اور
اوٹھنے مین اسکا الٹا کری یعنی جب سجدہ سے سر اوٹھاوی تو اول سر اوٹھاوی پہر دونو ہاتھ
پہر دونو زانو اوٹھاوی - اور سجدہ مین ناک اور ماتھا دونو زمین کو لگین اور انمین سے ایک
کفایت کرنا یا پگڑی کے بیچ پر سجدہ کرنا مکروہ ہے اور سجدہ مین اپنے دونو پہلو کو ظاہر رکہے
یعنی ہاتھونکو پہلو سے علحدہ رکہی اور اپنی پیٹ کو رانون سے دور رکہی اور اپنے دونو پانو
کی اونگلیان قبلہ رخ رکہی اور سجدہ مین تین بار سبحان ربی الاعلی کہی اور عورت اونچی

نہ اُٹھاوے بلکہ پیٹ کو اپنی دونو رانون سے ملا ہوا رکھے۔ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا اپنا سر اوٹھاوے
اور آرام سے بیٹھے پھر اللہ اکبر کہکر دوسرا سجدہ آرام کے ساتھ کرے اور کھڑے ہونیکے لئے
اللہ اکبر کہے اور بدون کسی چیز کے سہارے اور بدون بیٹھنے کے دوسری رکعت کے
لئے کھڑا ہو یعنی اُٹھنے مین ہاتھہ پر زور نہ دے اور دوسرے سجدہ کے بعد جلسہ استراحت نکرے
یعنی ارام کے لئے نہ بیٹھے اور دوسری رکعت مثل پہلی رکعت کے ہے اتنا فرق ہے کہ دوسری
رکعت مین سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ اور اَعُوْذُ نہ پڑھے اور اپنے ہاتھہ سوا رفقس صبح یعنی آٹھہ جگہہ کے
اور جگہہ اوٹھاوے ف سے مراد افتتاح نماز یعنی شروع نماز مین اللہ اکبر کہنے کیوقت ق
قنوتِ وتر کیوقت ع عیدین کی تکبیرات مین س استلام یعنی بوسہ دینے کیوقت حجر
اسود کے ص صفا پر اللہ اکبر کہنے کیوقت م مروہ پر اللہ اکبر کہتے ہوئے ع عرفات مین
ج جمرون کو پتھر مارنے مین۔ جاننا چاہیئے کہ امام شافعی کے نزدیک دونو ہاتھون کا
اوٹھانا ہر کھڑا ہونے اور رکوع کے لئے اللہ اکبر کہنے کیوقت ہر رکعت مین مسنون ہے اور امام
اعظم کے نزدیک شروع کی تکبیر مین ہاتھہ اوٹھاوین نہ اوسکے سوا دوسری تکبیر مین بدلیل
قول رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ہاتھہ نہ اُٹھائی جاوین مگر آٹھہ جگہہ جو مذکور ہوئین
روایت کیا اوسکو حاکم اور بیہقی اور طبرانی نے اور عبداللہ بن مسعودؓ ہاتھہ نہ اُٹھاتے تھے
مگر شروع نماز مین اللہ اکبر کیوقت روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے۔ پھر جب
دوسری رکعت کی دوسرے سجدہ سے فارغ ہوا اپنا بایان پانو بچھاکر اوسپر بیٹھے اور دہنے پانو
کو کھڑا رکھے اور پانو کی انگلیان قبلہ کیطرف رکھے اور اپنے دونو ہاتھہ دونو رانون پر رکھے اور
ہاتھونکی انگلیان کھلی رکھے اور عورت دونو پانو داہنی طرف نکالکر چوتڑون پر بیٹھے اور التحیات
وہ پڑھے جو عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے واضح ہو کہ اشارہ شہادت کی انگلی سے
اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ آخر تک پڑھنے کیوقت التحیات مین بہت سی حدیثون مین مروے
ہے اور اکثر علما کا عمل ہے چنانچہ علماء حنفیہ نے بھی اوسکو اختیار کیا ہے اور

اوس اشارہ کی کیفیت حدیث کی کتابون مین چند طور پر ثابت ہوئی ہے اور جو طور کہ ظاہر مذہب امام اعظم کے خلاف نہین یعنی اونکے ظاہر مذہب مین اونگلیو کا کھولنا پایا جاتا ہی تو جو طور اشارہ کا اسکے خلاف نہین ہی کہ شہادت کی وقت انگشت شہادت سے اشارہ کرے اور اور ونکو بند نہ کرے خواہ بند کرلے اور بعد اشارہ کے کھولدی اور یہہ طور حدیث سنی زیادہ تر موافق معلوم ہوتا ہی واللہ اعلم - اور بعد دو رکعتون کے اور رکعتونمین صرف الحمد پر کفایت کرے سورت نملاوی اور آخر کا بیٹھنا مثل اول بیٹھنی کے ہی اور شافعی رح کے نزدیک دوسری قاعدہ مین چوتڑون پر بیٹھے جیسی عورتین بیٹھتی ہین اور دلیل امام اعظم کی یہہ ہی کہ حضرت انس رض سے مروی ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازمین کتے کی طرح بیٹھنی اور چوتڑون پر بیٹھنی سے منع فرمایا اس روایت کو احمد نے بیان کیا ہی اور رفاعہ بن رافع سے منقول ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو فرمایا کہ جب تو بیٹھی نمازمین اپنے بائین پانو پر بیٹھ اسکو بھی احمد نے روایت کیا ہی اس سے معلوم ہوا کہ یہ صورت دونون قعدون مین مسنون ہی واللہ اعلم - اور التحیات پڑہی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو اور ایسی دعا مانگی جو مشابہ قرآن وحدیث کی ہو نہ لوگون کے کلام سے اور بعد دعا کے امام کے ساتھ سلام پہیرے مثل تحریمہ کے یعنی جسطرح تحریمہ اپنی امام کے ساتھ کری اسیطرح سلام بھی امام ہی کے ساتھ ہی پہیرے اور داہنی بائین سلام پہیرنے مین لوگونکی اور کرام کاتبین کی نیت کرلے کہ ان پر سلام کہتا ہون اور جس طرف امام ہو داہنی خواہ بائین اوس طرف اوسکی بھی نیت کری اور اگر ٹھیک سامنی ہو تو اوسکی نیت دونون طرف کری اور امام اپنی دونون طرف کی سلام مین لوگونکی اور کرام کاتبین کی نیت کری - اور قرارت فجر کی نمازمین اور پہلی دو رکعتون مین مغرب کی اور عشا کی پکار کر پڑہے گو قضا ہی پڑہتا ہو اور جمعہ اور دونون عیدونکی نمازمین بھی پکار کر پڑہے اور اونکی سوا اور نمازون مین قرارت آہستہ پڑہی جیسی ونکو نفل

پڑہنے والا کہ وہ بھی قرارت آہستہ پڑہے اور جو شخص ایسی نماز جہین پکار کر پڑہنا چاہی اکیلا پڑہی
اوسکو اختیار ہے چاہی پکار کر پڑہے چاہے آہستہ پڑہے جیسے رات کو نفلین پڑہنے والا
مختار ہے چاہے پکار کر پڑہے چاہے آہستہ - اور اگر عشا کی نماز مین پہلی دو رکعتون مین سورۃ
چہوڑ دی تو اوسکو دو رکعتون پچہلی مین الحمد کے ساتھہ پکار کر پڑہلے اور اگر پہلی دونو رکعتون مین
الحمد نہ پڑہی ہو تو الحمد کی قضا پچہلی دو رکعتون مین کرے اسلئے کہ الحمد کو دفعہ پچہلی رکعتون مین پڑہنا
پڑیگا - اور فرض ایک آیت کا پڑہنا ہی اور امام شافعیؒ وغیرہ کے نزدیک سورہ فاتحہ کا
پڑہنا فرض ہی اور اونکی دلیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی کہ اوس شخص کی نماز
نہین جسنے سورہ فاتحہ نہ پڑہی ہو اور امام اعظمؒ کی دلیل قول خداوندی ہی فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ
[illegible] یعنی پڑہو جسقدر ہوسکے قرآن اور کلام الہی پر احادیث سی زیادتی کرنی درست
نہین الا حدیث احاد پر عمل کرنا لازم ہوتا ہی اسلئے الحمد کے پڑہنے کو واجب ٹہہرایا ہی اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو فرمایا کہ پڑہ جو کچہہ تیرے پاس ہی قرآن سی یعنی جو کچہہ
تجہہ یاد ہے یہہ حدیث بہی الحمد کے فرض ہونے پر دلالت کرتی ہی اسلئے کہ اس حدیث کے
آخر مین وارد ہوا ہی کہ یہہ تیری نماز تمام ہوئی - اور قرارت کی سنت سفر مین سورہ الحمد اور
ایک سورت ہی جونسی چاہی اور حضر مین یعنی ٹہہری رہنے کی صورتمین اگر فجر اور ظہر کی نماز ہو تو انمین
دراز مفصل سورتین مسنون ہین اور اگر عصر اور عشا ہو تو میانہ سورتین مفصل اور اگر مغرب ہو
تو چہوٹی مفصل سورتین پڑہنی سنت ہین مخفی نرہے کہ سورہ حجرات سی آخر کلام مجید تک جتنی سورتین
ہین اونکو مفصل کہتے ہین اونمین سی حجرات سی لیکر سورہ والسماء ذات البروج تک دراز مفصل
کہلاتی ہین اور وہان سی لیکر لم یکن تک میانہ اور وہان سی سورہ ناس تک چہوٹی - اور نماز
فجر مین صرف اول رکعت کو دراز کیا جاوی نہ اوسکی سوا اور کسی نماز مین یعنی صبح کی نماز مین
اول رکعت کو دوسری کی نسبت کو زیادہ بڑہانا چاہیے اور نمازونمین ایسا کرنا چاہئی
بلکہ دونو رکعتین برابر پڑہین - اور کسی نماز کے لئے کوئی سورت قرآن کی مقرر نہین

ہوئی یعنے ایسا نچاہیے کہ کسی نماز کے لئے کوئی خاص سورت مقرر کرلین اور اوسکے سوا دوسری
سورت کبھی نہ پڑہین اور مقتدی قرارت نکرے بلکہ چپکا سنتے جاوے اگرچہ امام آیت رغبت یا
آیت خوف کی پڑہی یا خطبہ پڑہنے والا خطبہ پڑہی یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے
ان سب صورتونمین چپکا سننا چاہیے لیکن کہتے ہین کہ جب خطیب پڑہی یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا تو سننے والیکو چاہیے کہ آہستہ درود بھیجے اور امام اور خطیب
سے دور کا شخص اور پاس کا اسحکم مین برابر ہین یعنی خواہ امام کا پڑہنا اور خطبہ پاس ہونیکی
جہت سے سنتا ہو خواہ دور ہونیکی سبب سے نہ سنتا ہو دونو حالونمین کچھ نہ پڑہی اور چپ رہے
۔ جاننا چاہیے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک مقتدی پر قرارت الحمد کی واجب ہی بدلیل ارشاد
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ لَا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب اور اسباب مین بہت سی حدیثین
وارد ہین اور دلیل امام اعظم کی یہہ ہی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ
وَاَنْصِتُوْا تو اس آیت کی رو سے مقتدی کو سننا اور چپ رہنا لازم ہی اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے ہین جس کیلئے امام ہو تو امام کی قرارت اوسکی قرارت ہی اس سے معلوم ہوا
کہ مقتدی سے الحمد کا پڑہنا حکماً ثابت ہی اور حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ جو کوئی امام کے پیچھے پڑہتا
ہے وہ فطرت سلیم کو چوکتا ہی یعنی طبع سلیم کے خلاف چلتا ہی اسکو ابن ابی شیبہ اور
عبد الرزاق نے اپنی کتابونمین روایت کیا ہی اور حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ اونہون نے
فرمایا کہ امام کے پیچھے مت پڑہ گو وہ پکار کر پڑہی یا آہستہ روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے

باب امامت کے بیانمین

۔ جماعت سنت موکدہ ہی۔ امامت کے لئے
لائق تر وہ ہی جو سب مین زیادہ عالم ہو اوسکے بعد وہ ہے جو قران سب سے اچھا پڑہتا ہو اوسکے بعد
جو زیادہ پرہیزگار ہو اوسکے بعد جو سب مین عمر زیادہ رکھتا ہو اور امام شافعی کے نزدیک
قران کا اچھا پڑہنے والا عالم پر مقدم ہی اور امام اعظم کی دلیل یہہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو حکم امامت کا فرمایا اسلئے کہ آپ علم زیادہ رکھتے تھے قران کے

قاری سب سی زیادہ نہ تھے کیونکہ صحابہ مین قرآن مجید سب سے اچھا بالاتفاق حضرت ابی بن کعب پڑھتے تھے اور یہہ امر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آخر عہد مبارک مین ہوا تھا اور اسی سی لوگون نے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا استحقاق ثابت کیا ہی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کیوقت مین قرآن کے عمدہ پڑھنے والے زیادہ علم والے ہوتے تھے اسی جہت سی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ علم والے کو مقدم فرمایا بخلاف اس زمانہ کے کہ بہت سی قاری جاہل ہوتے ہین علاوہ ازین قرأت پر صرف ایک رکن نماز کا موقوف ہی اور علم پر نماز کے سب ارکان منحصر ہین — اور بندہ اور گنوار اور فاسق معلن جو بدکاری مین مشہور ہوا اور بدعتی جو مذہب اہل سنت وجماعت کے خلاف رکھتا ہو اور اندھا اور حرامزادہ جو اس عیب مین مشہور ہوگیا ہو ان سبکا امام ہونا مکروہ ہی اور نماز کو اتنا لمبا کرنا جس سی لوگ گھبرا جاوین اور جماعت صرف عورتونکی مکروہ ہی اور اگر عورتین جماعت کرین تو امام صف کے اندر کھڑا ہو مردونکی جماعت کیطرح کہ اونکا امام بھی صف مین سبھے آگے نہ بڑھے — اور مقتدی اگر ایک ہو تو امام کے داہنی طرف کھڑا ہو اور دو خواہ زیادہ ہون تو اوسکی پیچھے کھڑے ہون — اور اول مرد صف باندھین پھر دوسری صف مین لڑکے کھڑے ہون انکے پیچھے عورتین صف کرین — اور اگر حین نماز مین رکوع اور سجدہ ہوتا ہی مرد کی برابر ایک ہی جگہہ مین بدون آڑ کے عورت بالغ کھڑی ہوجاوے اور نیت اوسکی برابر کرے اور ادا بھی اوسکے ساتھہ کرے اور امام نے اوسعورت کے امام ہونیکی نیت کرلی ہو تو اسصورت مین مرد کی نماز جاتی رہیگی اور نماز جنازہ مین یہہ حکم نہین اوسمین دونو کی نماز ہوجاویگی اور امام شافعیؒ کے نزدیک پہلی صورت مین نماز نہین جاتی اور امام اعظمؒ کے قول کی وجہ یہہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ عورتونکو پیچھے کرو جہان کہ اللہ تعالی نے اونکو موخر کیا ہی اس حکم کے مخاطب مرد ہین پس صورت مذکورہ بالا مین جو مرد برابر عورت کے کھڑا ہوا ہی اوسنے فرض مقام کو چھوڑا ہی نہ عورت نے اسلئے مرد کی نماز جاتی رہی اور یہہ شرطین کہ مذکور ہوئی ہین اسسوا سطے ہین کہ مرد اور عورت

کی نماز مین اتحاد اچھی طرح ہو جاوے - اور ناجائز ہے اقتدا کرنا مرد کو عورت یا لڑکے
کے پیچھے اور پاک کو عذر والیکا مثلاً جسکو سلسل بول ہو یا ریح نہ تھمتی ہو یا پیٹ چلتا ہو اچھے
شخص کو ایسے لوگونکے پیچھے نماز پڑہنا ناجائز ہے اور پڑہے ہوتے کو ایسے کا اقتدا
جو قدرت پڑہنے کی نرکھتا ہو اور کپڑا پہنے ہوئے کو ننگے کا جو ستر نرکھتا ہو اور تندرست
کو ایسے شخص کا جو رکوع اور سجدہ اشارہ سے کرے اور فرض پڑہنے والیکو نفل پڑہنے والے
کا یا اوس شخص کا کہ دوسرے فرض پڑہتا ہو اسلئے کہ یہہ سب مقتدی اپنے امام کی نسبت
عمدہ حال رکھتے ہین پس امامت اولٰی طرح ہو جاویگی — اور اقتدا وضو والیکا تیمم والے
کے پیچھے اور دہونے والیکا مسح کرنیوالیکے پیچھے اور کھڑا ہونیوالے کا بیٹھنیوالیکے
پیچھے یا کبڑے کے پیچھے اور اشارہ کرنیوالیکا اپنی جیسے شخص کے پیچھے اور نفل پڑہنیوالیکا فرض پڑہنے
والیکے پیچھے نماز کو خراب کو نہین کرتا یعنی جائز ہے — اور اگر مقتدی کو بعد نماز کی معلوم
ہو کہ امام نے وضو نہا تو اپنی نماز کو پہر سے پڑہلے — اور اگر ایک اَن پڑہ اور ایک
پڑہا ہوا کسی اَن پڑہ کے پیچھے نماز پڑہین یا امام پڑہا ہوا پچھلی دو رکعتون مین کسی
اَن پڑہ آدمی کو خلیفہ کردی تو سبکی نماز جاتی رہیگی اسلئے کہ پڑہی ہوئی کے ہوتے
اَن پڑہ کی امامت جائز نہین ہوتی اور یہی حال ہے اگر پڑہا شخص ان پڑہ کو پڑہی ہوون پر
خلیفہ کردی اور پچھلی رکعتون کی قید اسلئے لگادی کہ اس حکم مین مبالغہ ہو جاوے یعنے
باوجودیکہ پچھلی رکعتون مین قرارت نہین اونمین اگر خلیفہ کریگا تو نماز جاتی رہیگی تو اگر پہلی
دو رکعتونمین کہ قرارت فرض ہی خلیفہ کریگا تو بطریق اولٰی نماز فاسد ہو جاویگی ٭

باب نماز مین ہو ضو ہو جانیکے بیان مین — جس شخص کا وضو نماز مین ٹوٹ جاوے
وہ وضو کرے اور جسجگہہ سے نماز چھوڑی ہے وہان سے شروع کرے اور اگر امام ہو تو اپنا
خلیفہ کسیکو کردے اور یہی حال ہے اگر قرارت سے رکجاوے یعنی اوسکو بھی چاہیئے کہ خلیفہ
کردے تاکہ لوگونکو قرارت سے نماز پڑہا دے اور اس مسئلہ مین امام شافعی کا خلاف ہے

اونکی نزدیک جتنی پہلی پڑہی ہی وہ جاتی رہی نئے سرسے پڑہی اور امام اعظم کی دلیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی کہ جس کسیکو آجاوی قے یا نکسیر تو چاہئی کہ نماز سی ہٹی اور وضو کرے اور پہر اپنی نماز پر بنا کرے یعنی جتنی پہلے پڑہی تہے اوسمین اور ملاکر پوری کردی روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور ابن ابی شیبہ نے بھی اسیطرح کا مضمون حضرات ابوبکر اور عمر اور علی اور ابن مسعود اور سلمان رضی اللہ عنہم سے بیان کیا ہی اور اگر وضو ٹوٹنے کے خیال سی مسجد کے باہر نکلجاوی یا دیوانہ ہوجاوی یا خوابمین انزال ہوجاوے یا بیہوش ہوجاوی تو ان صورتونمین نماز از سرنو پڑہے پہلے کی نماز کو پورا نکرے اسلئے کہ یہہ باتین بہت کمتر ہوا کرتی ہین انکو عادت کے موافق امور پر قیاس نکرنا چاہئی۔ اور اگر التحیات پڑہنے کے بعد وضو ٹوٹا تو وضو کرکے سلام پھیرے اسلئے کہ لفظ سلام واجب تہا اوسکی ذمہ پر باقی ہے اور اگر دانستہ وضو توڑدیا یا بات کی تو نماز پوری ہوگئی کیونکہ اپنے فعل سے نماز کے باہر آنا فرض تہا وہ ادا ہوگیا۔ اور اگر نماز مین تیمم والا پانی دیکہہ لے یا مسح کرنے والیکی مدت مسح پوری ہوجاوی یا موزہ کو تہوڑے سے عمل سے نکالدی تو نماز باطل ہوجاویگی اور تہوڑی عمل کی شرط اسلئے ہی کہ اگر عمل بہت ہوگا تو عمل ہی سی نماز باطل ہوجاویگی طہارت قدم کے دور ہونے پر منحصر نرہیگی۔ یا ان پڑہ نماز مین کوئی سورت سیکہلی یا ننگی کو کپڑا ملجاوی یا اشارہ سی پڑہنے والا رکوع اور سجدہ پر قادر ہو یا صاحب ترتیب کو قضا نماز یاد آجاوی یا پڑہنے والا کسی ان پڑہ کو نائب کردی یا صبح کی نماز مین آفتاب نکل آوی یا جمعہ کی نماز مین عصر کا وقت آجاوی یا زخم اچہا ہوکر پٹی گر پڑے یا عذر والیکا عذر مثل سلسل بول اور پیٹ چلنے کے دور ہوجاوے تو ان سب صورتونمین نماز باطل ہوجاویگی۔ اور جائز ہے نائب بنانا مسبوق کا اور مسبوق وہ ہی جسکو امام کے ساتھہ کچہہ نماز ملی ہو پس مسبوق جب امام کی نماز تمام کرچکے وہ ایسے شخص کو اپنا نائب کرے جسکو امام کے ساتھہ پوری نماز ملی ہو اوسکو مدرک کہتے ہین یہہ مدرک مقتدیون کے ساتھہ

سلام پھیرے اور مسبوق اپنی نماز پوری کرے - اور اگر مسبوق کوئی کام نماز کے خلاف کریگا مثلاً بیوضو ہو جاوے یا کھلا وے یا اور ایسا ہی کام کرے تو اوس مسبوق کی نماز جاتی رہیگی نہ اور لوگونکی اسلئے کہ جب اسنے مدرک کو اپنا نائب کر دیا تو امام مدرک ہوگا نہ مسبوق اب جو کام نماز کا مفسد مسبوق سے سرزد ہوگا اوس سے صرف مسبوق کی نماز جاویگی نہ اور لوگونکی اور اگر امام نے اپنی نماز تمام کرنیکے وقت قہقہہ کیا تو اسصورت مین بھی نماز مسبوق کی جاتی رہیگی اسلئے کہ یہہ فعل نماز کا مفسد امام کیطرف سے مسبوق کی نماز کے بیچ مین ہوا ہے گو امام کی نماز کے ختم کیوقت ہوا ہے - اور اگر امام مسجد مین سے نکلجاوے اور باتین کرنے لگے تو نماز نہین جانیکی یعنے ان دونو صورتونمین امام کی نماز تمام ہوگئی اسلئے کہ اپنے فعل سے نماز سے باہر ہوگیا کوئی رکن اوسکے ذمہ پر باقی نہین رہا اسلئے مسبوق کی نماز بھی فاسد نہوئی کیونکہ نماز کے بیچ مین کوئی مفسد پیش نہین ہوا بخلاف پکار کر ہنسنے کے نماز کے اندر کہ وہ مفسد نماز ہے امام کے حق مین بھی اور مدرک اور مسبوق کے حق مین بھی - اور اگر رکوع مین خواہ سجدہ مین بیوضو ہوا تو وضو کرکے پہلی نماز پر بنا کرے اور جس رکوع خواہ سجدہ مین بیوضو ہوا ہوا اوسکو دوبارہ کرے اسلئے کہ اوسکا کچھہ اعتبار نہین اسواسطے اوسکو دوبارہ ادا کرنا چاہئے - اور اگر نمازی کو حالت رکوع خواہ سجدہ مین یاد آیا کہ ایک سجدہ رہگیا ہے تو اوس رہی ہوئی سجدہ کو ادا کرے اور جس رکوع وسجدہ مین وہ یاد آیا ہوا اوسکو دوبارہ ادا کرے - اور اگر مقتدی ایک ہی ہو تو نائب ہونیکے لئے وہی متعین ہو جاتا ہے بدون نیت کے یعنی اگر امام کے پیچھے صرف ایک ہی مقتدی ہوا اور امام بیوضو ہو جاوے تو وہ مقتدی خود امام ہو جاتا ہے بدون نیت کے اور بدون خلیفہ بنانیکے ۔

باب اُن چیزون کے بیان مین جو نماز کو فاسد کر دیتی ہین اور جو نماز کے اندر مکروہ ہین - نماز کے اندر بات کرنی اور ایسی دعا مانگنی جو ہم لوگونکی باتونکے مشابہ ہو اور باریک آواز سے رونا اور آہ آہ کرنا اور پکار کر رونا مصیبت اور درد بیماری سے نماز کا مفسد ہے

اور بہشت اور دوزخ کو یاد کرکے رونا مفسد نہین اور بدون ضرر کے کھانسنا یعنی بدون
اسبات کے کہ گلے یا چھاتی مین بلغم اٹکا ہو یا اثر کھانسی کا ہو اور مین آمین کرنا اور چھینک
کے جواب مین یرحمک اللہ کہنا اور آپنے امام کے سوا غیر کو پڑہنے مین لقمہ دینا اور کسیکے
جواب مین لاالہ الا اللہ کہنا اور سلام کرنا اور اوسکا جواب دینا اور شروع کرنا نماز عصر یا نفل کا
بعد ایک رکعت ظہر کے نہ خود ظہر کا یہہ سب بھی مفسد نماز ہین یعنے ایک نماز کی ایک رکعت پہلی
پہر دوسری نماز شروع کی تو پہلی نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر پہلی ہی نماز کی نیت نئے سرسے
کی تو فاسد نہوگی ۔ اور نمازی کا پڑہنا قران دیکہکر اور کہانا اور پیا یہہ بھی مفسد نماز ہین
اور اگر کسی لکہی ہوئی چیز کو نماز کے اندر دیکہا اور اوسکو سمجہہ گیا یا اپنے دانتونکے درمیان
کی چیز کہائی یا کوئی شخص اوسکے سجدہ گاہ مین کو گذر گیا تو ان باتون سے نماز نہین جاتی مگر
گذرنیوالے پر گناہ ہوتا ہے ۔ اور مکروہات نماز کے یہہ ہین نمازی کا اپنے بدن اور کپڑے
سے کہیلنا اور ایکدفعہ سے زیادہ سجدہ کے لئے کنکرونکو ہٹانا اور انگلیان چٹخانا اور
ہاتھہ کو لمبے پر رکہنا اور بائین دہنے دیکہنا اور کتے کیطرح چوتڑون پر بیٹہنا اور دونو ہاتھونکو
سجدہ مین کہنیون تک بچہانا اور سلام کا جواب ہاتھہ کے اشارہ سے دینا اور بدون عذر بالتی
مار کر بیٹہنا اور سر کے بالونمین گرہ دینا اور کپڑے کو زمین پر گرنیسے بچانا اور اوسکو
بدون باندہے یا آنچل ماری لٹکا رکہنا اور جمائی لینی اور آنکہین بند کرنی اور مسجد کی محراب مین
کہڑا ہونا مگر سجدہ کرنا محراب مین مکروہ نہین اور صرف امام کا چبوترہ پر کہڑا ہونا اور اوسکا
الٹا یعنی امام نیچے ہو اور مقتدی سب چبوترہ پر ہون اور ایسا کپڑا پہننا جسمین تصویرین ہون
یا ایسی طرح کہڑا ہونا کہ سر کے اوپر خواہ سامنے یا برابر مین تصویرین ہون لیکن اگر تصویر
بہت چہوٹی ہو یا سر کٹی ہوئی ہو یا بیجان چیز کی ہو مثلاً درخت اور پہول وغیرہ کی تو مکروہ
نہین اور آیتون اور تسبیحونکو ہاتھہ پر گننا ۔ اور مکروہ نہین سانپ اور بچہو کا تہوڑی سی
عمل سے مار ڈالنا اور ایسے شخص کی پشت کیطرف کو نماز پڑہنا جو باتین کرتا ہو یا قران مجید

کیطرف کو بالکی ہوئی تلوار کیطرف کو نماز پڑہنی اور نے لٹکی ہوئی بھی یہی حکم رکہتی ہے یا شمع
یا چراغ کیطرف کو نماز پڑہنی اور ایسے فرش پر نماز پڑہنی جسمین تصویرین ہون بشرطیکہ
سجدہ تصویر دن پر نہو۔ **فصل** پاخانہ پہرنے مین قبلہ کیطرف منہ کرنا اور پیٹہہ کرنا
مکانات مین مکروہ ہی پس جنگل مین بطریق اولی مکروہ ہوگا اور مسجد کا دروازہ مقفل کرنا اور
اوسکی چھت پر صحبت کرنی اور بول و براز کرنا مکروہ ہے نہ ایسے گہر پر پیشاب کرنا جسکے اندر مسجد ہو
اور مکروہ نہین مسجد کو گچ اور سونے کے پانی سے منقش کرنا ۔

باب وتر اور نوافل کے بیانمین ۔ وتر نماز واجب ہی اور امام شافعیؒ کے نزدیک سنت ہے
اور امام اعظمؒ کی دلیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی کہ وتر حق واجب ہی ہر مسلمان پر
روایت کیا اوسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ اور نسائی نے ۔ اور وتر تین رکعتین ہین ایک سلام کے
ساتھہ اور دعاء قنوت تیسری رکعت مین رکوع سے پہلے ہمیشہ پڑہی اور اول ہاتھہ اوٹھاکر
اللہ اکبر کہلے اور امام شافعیؒ کے نزدیک وتر مین قنوت نہ پڑہی مگر نصف اخیر رمضان مین وتر
مین اور فجر کی نماز مین قنوت پڑہی اور اونکے یہان قنوت رکوع کے بعد پڑہی نہ رکوع سے پہلے
اور دلیل امام اعظمؒ کی یہہ حدیث ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قنوت پڑہتے تھے وتر مین
رکوع سے پیشتر روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور نسائی اور دارقطنی اور طبرانی اور ابو نعیم
اور ابن ابی شیبہ نے اور نسائی مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وتر تین رکعتین
پڑہتے تھے اور قنوت پہلے رکوع سے پڑہتے تھے اور وتر کی تینون رکعتون مین الحمد
اور ایک سورت پڑہی اور سوا ہی وتر کے اور نماز مین قنوت نہ پڑہی جیسے امام شافعیؒ کے
تابعین فجر مین پڑہتے ہین اور جو امام کہ وتر مین قنوت پڑہتا ہو مقتدی اوسکی متابعت
کرین اور اگر فجر کی نماز مین امام قنوت پڑہے اوسکی متابعت نکرین یعنی امام اگر وتر مین
قنوت پڑہی تو مقتدی بہی اوسکے ساتھہ پڑہین اور اگر امام مذہب شافعی ہو اور فجر کی
نماز مین قنوت پڑہے تو مقتدی چپ رہی کچھہ نہ پڑہے اور دعاء قنوت یہہ ہے اللھم

إنا نستعينك ونستغفرك ونؤمن بك ونتوكل عليك ونثني عليك الخير ونشكرك ولا نكفرك ونخلع
ونترك من يفجرك اللهم إياك نعبد ولك نصلي ونسجد وإليك نسعى ونحفد نرجو رحمتك ونخشى عذابك
إن عذابك الجد بالكفار ملحق اور حدیث مین یہہ دعا بھی آئی ہی اللهم اهدني فيمن هديت
وعافني فيمن عافيت وتولني فيمن توليت وبارك لي فيما أعطيت وقني شر ما قضيت فإنك تقضي
ولا يقضى عليك إنه لا يذل من واليت ولا يعز من عاديت تباركت ربنا وتعاليت نستغفرك
ونتوب إليك وصلى الله على النبي - اور فجر کی نماز کے پہلے اور ظہر اور مغرب اور عشا
کی نماز کے بعد دو رکعتین سنت ہین اور ظہر اور جمعہ کے بعد چار رکعتین مستحب ہین اور مغرب
کے بعد چہہ مستحب ہین اور دن کی نفلونمین ایک سلام سی چار رکعتون سی زیادہ پڑہنی
اور رات کی نفلونمین آٹھہ سے زیادہ ایک سلام سے ادا کرنی مکروہ ہی اور دیر تک
کہڑا رہنا اچہا ہی نسبت بہت سجدہ کرنیکے یعنی اس بات سی بہتر ہی کہ تہوڑا کہڑا ہو اور
رکعتین بہت سی ادا کرے مگر یہہ حکم نفل پڑہنے والے اور اکیلے پڑہنے والیکا ہی ورنہ
جماعت مین اسقدر رکعت کا زیادہ کرنا جس سی لوگ گہبرا جاوین مکروہ ہے اور قران کا
پڑہنا فرضونکی دو رکعتونمین اور نفلون اور وترونکی سب رکعتونمین فرض ہے - اور نماز نفل
شروع کرنے سی لازم ہو جاتی ہے اگرچہ آفتاب کے غروب ہونے اور طلوع ہونیکے
وقت کہ اوقات ممنوع ہین شروع کی ہو اور امام شافعیؒ کے نزدیک چونکہ نفل اصل مین
لازم نہین تو شروع کے بعد بھی لازم نہین یعنی اگر بعد شروع کے فاسد کردیگا تو اسکی
قضا اونکے نزدیک لازم نہوگی اور دلیل امام اعظمؒ کی قول خدا تعالی کا ہے لا تبطلوا أعمالكم
یعنی مت بیکار کرو اپنی عملونکو اور شروع کے بعد توڑ دینا بہی عمل کا باطل کرنا ہی اور حضرت
عائشہؓ اور حفصہؓ سی منقول ہی کہ ہم روزہ سی تہی کہ ہمارے سامنے ایک کہانا آیا جسکو ہمارا
دل چاہتا تہا ہمنے اوسکو کہا لیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوسکی قضا
دوسرے دن کر لینا روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے اور طبرانی مین

یہہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پہر ایسا کام مت کرنا اور اگر چار رکعت نفل کی نیت کی
اور بعد پہلے قعدہ کے توڑ دی یا قعدہ اولی سے پیشتر فاسد کردی یا چار رکعتین کچھہ پڑہا
یا صرف دو اول رکعتون مین پڑہا یا صرف دو پچھلی رکعتونمین پڑہا یا دو رکعتونمین اول کی اور
ایک پچھلی مین قرارت کی یا ایک پہلی رکعت مین اور دو پچھلی رکعتونمین پڑہا ان سب صورتونمین
دو رکعتین قضا کرے ۔ اور اگر صرف اول کی دو رکعتونمین سے ایک مین اور پچھے کی دو
رکعتونمین سے بھی ایک مین قرارت کی یا ایک رکعت مین صرف پہلی دو مین سے پڑہا یا پچھلی دو
مین سے تو ان صورتونمین چار رکعتین قضا پڑہے ۔ اور ایک نماز پڑہکے پہر اوس جیسی دوسری
نہ پڑہی جاوے جاننا چاہیئے کہ سلف سے یہہ مضمون اسطرح چلا آتا ہے اور بعض علمانے اسکو حدیث
خیال کیا ہے اور اوسکے معنی چند طور پر بیان کئے ہین اول یہہ کہ جو فرض چار ہین اونکے بعد
اور چار رکعتین اسطرح نہ پڑہے کہ دو رکعتونمین قرارت ہو اور دو مین نہو جیسے فرض پڑہتے ہین
اس قول کے بموجب یہہ مضمون نفل کی کل رکعتون مین قرارت کے فرض ہونیکا بیان ہے اور
اسی توجیہ کو امام محمدؒ نے پسند فرمایا ہے دوسری یہہ کہ مسجد ونمین جماعتونکی مکرر کرنیکو منع
کیا ہے تیسری یہہ کہ اگر نماز مین وسوسہ جاتے رہنے کا ہو جاوے تو اوسکے از سر نو پڑہنے کو منع کیا
ہے ۔ اور باوجود قدرت کہڑا ہونیکے نفل پڑہنے والا شروع سے بیٹہکر پڑہے اور کہڑا
ہوکر شروع کی ہو تو بیٹہکر تمام کرلے اور سوار آدمی شہر کے باہر اپنی سواری پر نفل اشارہ سے پڑہے
اور منہ اوسطرفکو کرے جدہر اوسکی سواری جاتی ہو اور آخر رکعتین باقی ہو اوتنی پڑہ لے اور
اگر زمین پر پڑہتا ہو تو سواری پر اوسکو تمام کرنا درست نہین یعنی اگر سواری پر نماز اشارہ
سے پڑہتا ہے اور اوسی حالمین اترا تو پہلی نماز پر بنا کرسکتا ہے اور اگر زمین پر پڑہتا تھا
اور اوسی حالمین سوار ہوا تو پہلی نماز پر بنا نکرے بلکہ نئے سر سے نماز پڑہے ۔ اور رمضان
کے مہینے مین نماز عشا کے بعد بیس رکعتین دس سلام سے وتر دن سے پیشتر مسنون
ہین اور وتر کے بعد بھی آئی ہین اور سنت ہے اونمین جماعت اور قرآن پورا ایکبار سننا اور

چار رکعتونکے بعد بقدر چار رکعتونکے بیٹھنا اور نماز وتر صرف رمضان مین جماعت سے پڑھی
غیر رمضان مین جماعت سے نہ پڑھے ۔

باب فرض نماز مین ملنے کے بیان مین ۔ فرض ظہر کی ایک رکعت تنہا پڑھ چکا تھا کہ تکبیر ہوگئی
تو دو رکعتین پوری کرکے امام کے ساتھ شامل ہوجاوے اور اگر تین پڑھنے پر تکبیر ہوئی تو نماز
کو پورا کرے اور امام کے ساتھ نفل کا اقتدا کرے اور اگر فرض فجر یا مغرب کی ایک رکعت
پڑھنے پر تکبیر جماعت کی ہو تو نماز توڑکر شامل جماعت ہوجاوے ۔ اور جس مسجد مین اذان
ہوگئی ہو اوسمین سے نکلنا مکروہ ہی جبتک کہ نماز نہ پڑھلے اور اگر اذان سے پیشتر نماز پڑھ چکا
ہو تو نکلنا مکروہ نہین مگر ظہر اور عشا مین کہ باوجود نماز پڑھ چکنے کے مسجد سے نکلنا مکروہ ہے
جبکہ تکبیر شروع ہوگئی ہو ۔ اور جو شخص کہ اِسبات کا خوف کرے کہ اگر سنت فجر کی ادا کرونگا
تو فرض نملینگے تو اوسکو چاہیے کہ سنتونکو ترک کرکے جماعت مین ملجاوے اور اگر فرضون کے
نملنے کا خوف نہو تو سنتونکو ترک نکرے ۔ اور فجر کی سنتین قضا نکیجاوین مگر فرضون کے ساتھ
مین یعنی اگر سنتین صرف قضا ہوگئی ہون فرض قضا نہوئے ہون تو سنتونکو قضا نہ پڑھے
ہان اگر سنت و فرض دونو قضا ہوگئے ہون تو اوسوقت قضا فرض کے ساتھ مین سنتین
بھی پڑھ لے ۔ اور ظہر کے پہلے کی چار رکعتین ظہر ہی کے وقت مین بعد کی دو رکعت سنت سے
پیشتر ادا کیجاوین یعنی اگر چار سنتین ظہر سے پہلے ملی ہون تو اونکو فرضون کے بعد ہی دو
سنتون سے پیشتر ادا کرلے اگر وقت ظہر ہو ۔ اور ایک رکعت کے ملنے سے ظہر جماعت
کے ساتھ نہوگی بلکہ ثواب جماعت کا ملیگا یعنی اگر کسی نے قسم کہائی کہ مین ظہر کو جماعت کے
ساتھ پڑھونگا اور اوسکو ایک رکعت ہاتھ آئی تو اوسپر قسم کا کفارہ لازم ہوگا ۔ اور نماز
فرض سے پہلے نفلین اوسصورتمین پڑھے کہ وقت کی نماز کے جاتے رہنے کا خوف نہو
ورنہ فرضونپر کفایت کرنا چاہیے بعض علما نے ان نفلون سے مراد سنت لی ہی یعنی حکم
سنتین پڑھنے کا اوسوقت ہی کہ وقت کی نماز کے جانے کا خوف نہو اور بعضون نے نفلین ہی

وہ اول ہین یعنی جب کہ تکبیر مسبوق ہین اور جماعت ہین ہو تو مقتدی پڑھے یہانتک کہ خوف
اسکا نہو کہ وقتی نماز جماعت کی فوت ہوگی - اور اگر امام کو رکوع مین پایا اور تکبیر کہکے کہڑا رہا
یہانتک کہ امام نے سر اپنا رکوع سے اٹھالیا تو مقتدی سے رکعت مذکور فوت ہوگئی یعنے
شرط رکعت کے ملنے کی یہ ہے کہ امام کے ساتھ رکوع مین شامل ہو جاوے اور اگر رکوع امام کے
ساتھہ نہ ملا تو ساری رکعت نہلی اور اگر مقتدی نے امام سے پہلے رکوع کیا اور رکوع ہی مین امام
نے اوسکو جالیا تو درست ہے اور اگر امام کے رکوع سے پہلے مقتدی نے رکوع سے سر
اٹھالیا تو نماز اوسکی جاتی رہیگی گو اول صورت مین نماز نہین جاتی مگر تاہم مقتدی کو سنچا ہیئے کہ

امام سے پہلے کوئی کام کرے

باب قضا نمازون کے ادا کرنیکے بیان مین - ترتیب نماز قضا اور نماز وقتی مین اور خود

قضا نمازون مین واجب ہے اور ترتیب تین باتون سے ساقط ہو جاتی ہے اول وقت کی تنگی
سے جسمین گنجایش قضا نماز اور وقتی کی نہو دوم قضا نماز کے یاد نرہنے سے سوم قضا
نمازون کا شمار پانچ سے زیادہ ہو جانے سے اور ترتیب نہین پہر آتی بہت سی قضا نمازون کے
کم ہو جانے سے یعنی اگر اوسکے ذمہ بہت سی نمازین تہین اور اوسنے اونمین سے اداکین
یہانتک کہ پانچ سے کم رہگئین تو اس سے صاحب ترتیب نہو جاویگا جبتک کہ سب ادا نکر چکے -
پس اگر کوئی شخص فرض وقت پڑہے حالانکہ اوسکو یاد ہے کہ میرے ذمہ ایک نماز ہے گو وہ قضا
نماز وتر ہی ہو تو اوس شخص کے فرض فاسد ہونگے مگر انکا فساد موقوف ایک شرط پر رہیگا
وہ یہہ ہے کہ ان فرضون کے بعد اگر قضا نماز کو ادا کریگا تو یہہ فرض فاسد ہو جاوینگے انکو بھی
دوبارہ پڑہے اور اگر اوس قضا نماز کو ادا نکیا یہانتک کہ چہہ وقتی نمازین ادا کرلین تو سب
نمازین صحیح ہو جاوینگی اسلئے کہ کثرت کی حد مین داخل ہوگئین اور کثرت ترتیب کو دور کرتی ہے
جیسے بھولنا اور وقت کا تنگ ہونا ترتیب کو ساقط کر دیتا ہے مثلاً اگر بھولے سے وقتی نماز
پڑھلی تو جائز ہو جاتی ہے اسیطرح اگر وقت تنگ ہو کہ قضا کو پڑہیگا تو وقتی نماز کا وقت نرہیگا

تو اسصورتمین بھی قضا کو متنوی کرکے وقتی کو پڑھے اور ترتیب کو واجب ہونے مین امام شافعیؒ
کا خلاف ہے اور امام اعظمؒ کی دلیل قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ جو شخص کوئی
نماز نہ پڑھے اور بھولجاوے اور اوسوقت یاد کرے کہ امام کے ساتھہ نماز پڑھتا ہو پس
اوسکو چاہیئے کہ جو نماز پڑھہ رہا ہے اوسکو چھوڑ دی پھر وہ نماز پڑھے جو اوسکو یاد آئی
ہے یعنی قضا کو پڑھے پھر اوس نماز کو دوبارہ پڑھے جو امام کے ساتھہ پڑھی تھی اس حدیث
سے ترتیب کا لازم ہونا قضا نماز اور وقتی نماز مین معلوم ہوتا ہے اور اس حدیث کو مالک اور
دار قطنی اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور نیز جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کئی نمازین
فوت ہوگئین تو آپ نے اونکو ترتیب وار ادا فرمایا اور ارشاد کیا کہ نماز اسیطرح ادا کرو جسطرح
مجھہ ادا کرتے دیکھا اس حدیث سے قضا نماز و نمین ترتیب کا لازم ہونا پایا جاتا ہے واللہ اعلم

باب سہو یعنی بھول کے سجدون کے بیانمین — جو فعل کہ نماز مین واجب ہے اوسکے
چھوڑنے سے بعد سلام کے دو سجدے سہو التحیات اور سلام کے واجب ہوتے ہین اگرچہ
ترک واجب مکرر ہو جاوے یعنی چند سہو کے لئے دو ہی سجدے کفایت کرتے ہین اور سجدہ سہو واجب
ہوتا ہے امام کے سہو سے نہ مقتدی کی بھول سے یعنی اگر امام نے سہو کیا تو مقتدی کو بسبب
امام کی متابعت کے سجدہ سہو لازم ہو جاتا ہے اور اگر مقتدی سے سہو ہوا امام سے نہوا تو
مقتدی سے سجدہ سہو ساقط ہو جاتا ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک سجدہ سہو سنت ہے واجب
نہین اور سلام سے پہلے ہے نہ بعد اوسکے اور دلیل امام اعظمؒ کی ظاہر قول آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا ہے کہ ہر سہو کیواسطے دو سجدے ہین بعد سلام کے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور
ابن ماجہ نے — پس اگر نمازی پہلا قعدہ بھولکر اوٹھے مگر قعدہ سے نزدیک ہو تو بیٹھہ جاوے اور
قعدہ کرے اور اگر قیام سے نزدیک ہو تو نہ بیٹھے اور آخر مین قعدہ کی بھول کیواسطے سجدہ سہو کرنے

فائدہ کہتے ہین کہ دوری اور نزدیکی قعدہ سے باعتبار نمازی کے نیچے کے دھڑ کی ہے
یعنے اگر نیچے کا آدھا دھڑ سیدھا نہین ہوا تو قعدہ کے نزدیک ہے ورنہ قیام کے نزدیک

اور اگر قعدہ اخیر کو بھولکر اُٹھ کھڑا ہو تو جب تک پانچوین رکعت کا سجدہ نکرے بیٹھہ جاوی اور سجدہ سہو کرے اور اگر پانچوین رکعت کا سجدہ کیا تو سجدہ سہو سر اوٹھاتے ہی فرض باطل ہوگئی اور وہ نماز نفل ہوگئی اسصورت مین چاہیئے کہ پانچوین رکعت کے ساتھہ چھٹی ملالیوے اور اگر قعدہ اخیرہ کرکے اُٹھہ کھڑا ہو تو پھر بیٹھہ جاوی اور سلام پھیرے اور اگر اسصورت مین بھی پانچوین رکعت کے لئے سجدہ کرلیا تو فرض تو پوری ہوگئی مگر اس پانچوین کے ساتھہ ایک رکعت چھٹی ملادی تاکہ یہہ دو نو رکعتین کہ چار کے بعد ہوئین نفل ہو جاوین اور سجدہ سہو کرے۔ اور اگر نماز نفل مین دو رکعت کے بعد سجدہ سہو کری تو اُن رکعتون پر اور دو رکعتین بناکر ی اسلئے کہ سجدہ سہو نماز کے آخر مین ہونا چاہئی نہ بیچ مین۔ اور اگر سہو والی نے نماز کا سلام پھیرا اور کسی شخص نے اس خیال سی کہ اوسپر سجدہ سہو باقی ہی اوسکا اقتدا کیا تو اگر یہہ مقتدی امام کے ساتھہ سجدۂ سہو کریگا تو اوسکا اقتدا صحیح ہی ورنہ درست نہوگا اسلئے کہ اقتدا بعد سلام کے کیا اور سجدہ سہو کہ باقی تھا ادا نکیا۔ اور سجدہ سہو اگر ذمہ ہوا ادا کرے گو سلام بہ نیت نماز کے تمام کرنیکے پھیرا ہو۔ اور اگر مصلی شک کرے کہ کتنی رکعتین ادا کی ہین اور یہہ شک اول ہی دفعہ ہوا ہو تو نماز نئے سر سے پڑھے اور اگر شک اکثر پڑا کرتا ہو تو اٹکل سے اپنے دلمین قیاس کری کہ کتنی پڑھہ چکا ہون اور اگر دل کی شہادت سی کسیطرف کو ظن غالب نہو تو کمتر رکعتین اختیار کرے یعنی اگر شک تین اور چار مین تہا تو تین کو اختیار کرکے ایک رکعت اور پڑہی۔ ظہر کی نماز پڑہنے والے کو گمان ہوا کہ مین نماز پوری پڑھ چکا اور اسی دہوکے مین سلام پھیر دیا بعد اوسکے جانا کہ دو رکعتین پڑہی ہین چار نہین ہوئین تو دو اور پڑھلے اور سجدہ سہو کرلے لیکن یہہ حکم جبتک ہی کہ اوسنے سلام کے بعد کوئی کام نماز کا منافی نکیا ہو اور اگر امر خلاف نماز کے واقع ہوا ہو تو نماز پھر سے پڑھے

باب بیمار کی نماز کے بیان مین

جس شخص کو نماز مین کھڑا ہونا دشوار ہو یا مرض کی زیادتی کا خوف ہو تو وہ شخص نماز بیٹھکر رکوع اور سجدہ کے ساتھہ پڑھے اور اگر رکوع اور سجدہ بھی

مشکل ہو تو اشارہ سے پڑھے اور سجدہ کو رکوع کی نسبت کر زیادہ پست کرے اور کسی چیز
کو منہ کے سامنے اسلئے نہ اٹھاوے کہ اوسپر سجدہ کیا جاوے مثلاً تکیہ خواہ لکڑی سجدہ کے لئے
نہ اوٹھاوے اور اگر ایسا ہو بھی مگر سجدہ رکوع سے پست تر ہوتا ہو تو جائز ہے اور اگر سر پست
نہیں ہوتا تو درست نہیں — اور اگر بیٹھا بھی نجاوے تو نماز چت لیٹکر یا کروٹ پر لیٹکر اشارہ
سے پڑھے اور اگر یہہ بھی نہو سکے تو نماز ملتوی کیجاوے یعنی بعد شفا کے قضا کرے اور اشارہ
دونو آنکھون اور دل اور بھوون سے نکرے اور بعض علما کے نزدیک جسطرح پر ہو سکے ادا کرے
اور بعد تندرستی کے قضا کرے اور یہہ قول احتیاط کے قریب ہے اور دلیل امام اعظم کی
قول رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ نماز پڑھ کھڑا ہو کر اور اگر نہو سکے تو بیٹھکر اور اگر
نہو سکے تو چت لیٹکر اور ایک روایت مین آیا ہے کہ اگر نہو سکے تو اللہ سبحانہ عذر کے ماننے کیواسطے
سزاوار تر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اشارہ آنکھہ اور دل اور ابرو کا لازم نہین واللہ اعلم
— اور اگر رکوع اور سجدہ مشکل ہو کھڑا ہونا دشوار نہو تو بیٹھکر اشارہ سے پڑھے — اور اگر عین
نماز کے اندر بیمار ہو جاوے تو اوسکو پورا کرے جسطور پر کہ ہو سکے خواہ بیٹھکر خواہ کروٹ پر خواہ
اشارہ سے اور اگر بیٹھکر نماز رکوع اور سجدہ کے ساتھہ پڑھتا تھا اور نماز ہی مین تندرست
ہو گیا تو کھڑا ہو کر باقی کو پورا کرے اور اگر رکوع سجدہ اشارہ سے کرتا تھا اور صحت پائی
تو اسصورت مین اس نماز پر بنا نکرے بلکہ کھڑا ہو کر نئے سر سے نماز پڑھے — اور نفل والیکو
تکیہ کرنا کسی چیز مثل دیوار اور لاٹھی پر درست ہے بشرطیکہ تھک گیا ہو — اور اگر کشتی مین
بدون عذر نماز بیٹھکر پڑھے تو درست ہے اور عذر کشتی کا سر کا گھومنا اور قی کا آنا وغیرہ ہے
اور شروع نماز کیوقت قبلہ کی طرف کو منہ کر لینا لازم ہے اور بعد اوسکے جس طرف کو قبلہ
پھرے اوسی طرف کو نماز کے اندر منہ کر لے — اور جو شخص بیہوش یا مجنون ہو جاوے
پانچ نمازون کے وقت تک وہ نمازونکو قضا کرے اور اگر پانچ نمازون سے زیادہ
ہو جاوین تو قضا کرنا لازم نہین —

باب تلاوت قران کے سجدہ کرنیکے بیانمین - سجدہ واجب ہوتا ہی ایک آیت کی پڑہنے
سے چودہ آیات سجدہ مین سے اور نزدیک شافعیؒ کے سجدہ تلاوت سنت ہے اور دلیل امام اعظمؒ
کی یہہ حدیث ہی کہ سجدہ لازم ہے سننے والے اور پڑہنے والے سجدہ پر اور ظاہر الفاظ
اس حدیث کے وجوب ہونیکو مقتضی ہین - اُن آیتونمین پہلی آیت سجدہ کی سورہ حج مین
ہے اور ایک آیت سورہ ص مین اور نزدیک امام شافعیؒ کے سورہ حج کی آخر آیت
سجدہ ہی اور سورہ ص مین اونکے نزدیک سجدہ نہین اور دلیل امام اعظم کی یہہ ہے
کہ مصحف عثمانی مین کہ معتمد علیہ اصحاب ہین ان آیات پر علامت سجدہ کی کی ہوئی ہے

فائدہ سجدہ کی آیتین ان سورتونمین ہین سورہ اعراف کے آخر مین سورہ رعد مین سورہ
نحل مین سورہ بنی اسرائیل مین سورہ مریم مین سورہ حج مین اول کی آیت سورہ فرقان مین
سورہ نمل مین سورہ الم تنزیل مین سورہ حم سجدہ مین سورہ ص مین سورہ والنجم مین سورہ
اذا السماء انشقت مین سورہ اقرأ مین - سجدہ واجب ہوتا ہی اوس شخص پر کہ آیت سجدہ
کو تلاوت کرے گو امام ہو اور اوس شخص پر جو اوسکو سنے اگرچہ نے ارادہ سنا ہو یا
مقتدی ہو اور واجب نہین ہوتا مقتدی کی تلاوت سے یعنی اگر مقتدی نے آیت سجدہ نماز
مین پڑہی تو اوسپر سجدہ لازم نہوگا - اور اگر آیت سجدہ کو نمازی نے اپنے سوا کسی اور
سے سُنی تو بعد نماز کے سجدہ کرے اور اگر نماز مین سجدہ کرے تو بعد نماز کے پھر سے
سجدہ کرے نماز کو نہ دہراوے - اور اگر امام سے آیت سجدہ سنی پھر اوسکا اقتدا
کیا پیشتر اسسے کہ امام سجدہ تلاوت کرے تو امام کے ساتھ سجدہ کرلے اور اگر اقتدا
بعد سجدہ امام کے کیا تو اوسکو سجدہ نکرنا چاہیئے اور اگر اوس امام کا اقتدا کرے تو
سجدہ تلاوت خود کرلے - اور جو سجدہ کہ نماز کے اندر واجب ہوا ہو وہ نماز کے باہر
قضا نکیا جاوی اور اگر آیت سجدہ نماز کے باہر پڑہی اور سجدہ کرلیا پھر نماز مین اوسی آیت
کو دوبارہ پڑہا تو دوسری دفعہ سجدہ کرے اور اگر سجدہ اول بار نہین کیا تہا تو ایک سجدہ

کفایت کرتا ہی جیسے وہ شخص کہ آیت سجدہ کو ایک مجلس مین کئی بار پڑھے نہ کہ دو مجلسونمین
یعنے اگر آیت سجدہ کو ایک مجلس مین کئی بار پڑہا تو ایک سجدہ واجب ہوگا اور اگر کئی مجلسونمین
پڑہا تو ہر مجلس مین ایک سجدہ واجب ہوگا۔ اور کیفیت سجدہ کی یہہ ہی کہ نماز کی شرایط کے
ساتھہ بدون ہاتھہ اٹھانیکے اللہ اکبر کہکر سجدہ کرے اور پھر اللہ اکبر کہکر سر اوٹھادے
التحیات اور سلام پھیرنا اسمین کچھہ نہین۔ اور مکروہ ہی کہ کسی سورت کو پوری پڑھے
اور آیت سجدہ کو چھوڑ دے اور اُسکا الٹا یعنی آیت سجدہ کو صرف پڑہنا اور سورت کو

نہ پڑہنا مکروہ نہین

باب مسافر کی نماز کے بیانمین۔ جو شخص کہ بارادہ سفر مسافت تین دنرات کے اپنے
شہر کے گہرون سے باہر نکلجاوی جنگل مین خواہ دریا مین خواہ پہاڑ مین تو وہ چار رکعت کے
فرضونکو دو رکعت پڑھے جاننا چاہیئے کہ نماز کے قصر کرنیکے لئے مسافت چال سی سفر تین دن
رات کا شرط ہے یعنی ایسی چال سے کہ قافلہ بھی پونہچ سکے پس جنگل اور دریا اور پہاڑ
مین اوسکا فاصلہ مختلف ہوگا اسلیئے ہر جگہہ مین اوسکی موافق تین دنرات کے سفر کی
نیت کرنی چاہیئے اور امام شافعیؒ کے نزدیک دو دنرات کا سفر ہونا شرط ہی اور دلیل
امام اعظمؒ کی قول رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ مسافر موزونپر مسح کرے تین
دنرات پس معلوم ہوا کہ مسافر کے لئے تین دنرات مدت مسح ہونی چاہیئے اور اس سی معلوم ہوتا ہی
کہ مسافرت کم تین دنرات سی نہین ہوتی ہے اور نیز امام شافعیؒ کے نزدیک سفر مین قصر
اور پوری نماز پڑہنی دونو جائز ہین اور امام اعظمؒ کے نزدیک قصر لازم ہی اور پوری
پڑہنی جائز نہین اس دلیل سے کہ حضرت عایشہؓ سی مروی ہی کہ انہون نے فرمایا کہ نماز
دو دو رکعت فرض ہوئی تھی پس سفر کی نماز تو ویسی ہی رہی اور حالت قیام مین زاید
کی گئی اور نیز ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اونہون نے فرمایا کہ تمہارے نبی کی زبانی
اللہ تعالی نے چار چار رکعتین حالت قیام مین فرض کین اور دو دو حالت سفر مین

روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے - پس اگر سفر مین پوری چار رکعتین پڑہین اور دو رکعت
کے بعد بیٹہا تو نماز درست ہوگی اور اگر دوسری رکعت کے بعد نہین بیٹہا تو نماز جائز نہوگی
اسلئے کہ مسافر کے حق مین اول قعدہ ہی قعدہ اخیر ہے جو فرض ہے تو اوسکے ترک سے
نماز نہین ہوگی - اور یہ حکم قصر کا جبتک ہی کہ مسافر اپنے شہر مین داخل ہو یا پندرہ روز
کے ٹہہرنے کی کسی شہر مین یا گانو مین نیت کرلے نہ مکہ اور منی مین یعنی پندرہ دن کی
نیت اگر دو جگہہ مین کریگا تو اس سے مقیم نہوگا اور ذکر مکہ اور منی کا مثال کی طور پر ہے
اور اگر نیت ٹہہرنے کی پندرہ دن سے کم کرے خواہ کچہہ نیت نکرے اور برسون تک
رہے تو سفر ہی کا حکم رہیگا نماز قصر کئے جاوے یا نیت کرے پندرہ دن کے ٹہہرنیکی
کوئی لشکر کسی دار الحرب مین گودہا نکے کسی شہر کا محاصرہ کئے ہون یعنی لشکر اسلام غالب ہو
یا لشکر اسلام نے سرکشونکا محاصرہ دار الاسلام مین ایسی جگہہ کر رکھا ہو جو شہر نہو تو ان
صورتونمین بھی حکم سفر کا ہوگا نہ اقامت کا بخلاف اہل خیمون کے کہ جہان کہین گھاس
اور پانی پاتے ہین اپنے مویشی کے ساتھہ وہان ہی خیمہ ڈالدیتے ہین اونکا وطن وہی خیمہ
ٹہہر گیا اور اس قسم کے لوگ ہمیشہ مقیم رہتے ہین - مسافر متن کنز مین لفظ اخبیہ جمع
خبا کی ہے جسکے معنی خیمہ کے ہین - اور اگر کوئی مسافر کسی مقیم کے پیچہے نماز پڑہے تو
اوس نماز کے وقت مین بیہ اقتدا درست ہی اور مقیم کی متابعت سے مسافر بھی پوری نماز پڑہی
اور اگر وقت نماز کا نہین یعنی مقیم قضا پڑہتا ہو اور مسافر بھی وہی نماز قضا پڑہنا چاہی تو
اقتدا درست نہین اور اگر مقیم مسافر کے پیچہے نماز پڑہے تو دونو صورتونمین اقتدا درست
ہی خواہ وقت نماز ہو یا وقت کے بعد پڑہتا ہو لیکن جب مسافر امام اپنی دو رکعت پڑہکے
مقیم اپنی نماز کو چار رکعتین کرلے - اور وطن اصلی دوسری وطن اصلی سے جاتا رہتا
ہے سفر سے باطل نہین ہوتا اور وطن اقامت دوسرے وطن اقامت سے اور اوسجگہہ سے
وطن کو سفر کرنے سے باطل ہو جاتا ہے جاننا چاہیئے کہ وطن اصلی اوسکو کہتے ہین کہ

آدمی اپنی اور اپنے اہل و عیال کی بود و باش و ہان مقرر کرے اور وطن اقامت وہ ہے
جہان پندرہ روز یا زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرے پس اگر ایک وطن اصلی کو چھوڑ کر دوسرا
وطن اصلی اختیار کرے تو وطن اصلی اول باطل ہو جاتا ہے اور اوسجگہہ سے چند روز کے
سفر کر جانے سے باطل نہین ہوتا اور وطن اقامت کو چھوڑ کر اگر دوسرا وطن اقامت کرے
تب بھی باطل ہو جاتا ہے اور اگر اپنے وطن کو سفر کرے تب بھی جاتا رہتا ہی — اور سفر کی
قضا اور مقام کی قضا دو رکعتین اور چار رکعتین پڑہی جاوین یعنی سفر کی قضا دو رکعت ہین
اور حضر کی چار — اور سفر اور مقام مین معتبر وقت آخر نماز کا ہے تو آخر وقت مین اگر نمازی
مسافر ہوگا تو سفر کی پڑہنی پڑیگی اور اگر مقیم ہوگا تو اقامت کی — اور سفر کی اجازت مین
گناہگار دوسرون جیسا ہی یعنی اگر بارادہ رہزنی یا سرکشی کے مثلاً سفر اختیار کرے تو
اوس سفر مین بھی اجازت قصر نماز اور افطار روزہ کی ہوتی ہے اسلئے کہ نافرمانی اوس
شخص کی دوسری بات مین ہے جو سفر کے بعد حاصل ہوگی اصل سفر مین نافرمانی نہین وہ
اپنی ذات سی مباح ہی — اور نیت اقامت اور سفر مین اصل کا اعتبار ہی تابع کا نہین یعنی
عورت اور غلام اور سپاہی کی نیت کا اعتبار نہین بلکہ شوہر اور آقا اور حاکم کی نیت کا اعتبار ہے

باب نماز جمعہ کے بیان مین — نماز جمعہ کی ادا کی یہہ شرطین ہین اول شہر کا ہونا اور شہر وہ جگہہ
ہے جہان کوئی حاکم ہو کہ حکم جاری کرتا ہو اور قاضی ہو کہ حدود شرعی کو رائج رکہتا ہو خواہ
عیدگاہ کا ہونا کہ شہر کے کنارہ پر ہوا کرتی ہی وہ بھی سب یا تو نمین شہر مین داخل ہے
اور امام شافعی کے نزدیک شہر شرط نہین اور اونپر قول حضرت علی رض کا حجت ہی کہ آپ
نے فرمایا کہ جمعہ اور تشریق اور عید فطر اور عید اضحی سوا شہر جامع کے اور جگہہ نہین
روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اور اس روایت کی تصحیح کی ابن حزم اور عبد الرزاق
نے علاوہ ازین جب صحابہ اور تابعین نے ملک فتح کئے تو شہرونکے سوا اور جگہون مین
نہ منبر بنائے نہ جمعہ مقرر فرمایا — اور منی شہر ہے عرفات شہر نہین — اور ایک شہر مین جمعہ

چند جا ادا کیا جاوی۔ دوسری شرط ادا جمعہ کی حاضر ہونا بادشاہ کا ہے یا اوسکی نائب کا جو قاضی ہے اور اسمین امام شافعیؒ کا اختلاف ہے اور دلیل امام اعظمؒ کی ارشاد حضرت حسن بصریؒ کا ہے کہ آپنے فرمایا کہ چار چیزین جو بادشاہ کو سپرد ہین اُن سب مین سے جمعہ اور عیدین ہے۔ تیسری شرط وقت ظہر کا ہونا ہے پس اوسکے نکل جانے سے جمعہ باطل ہو جاویگا۔ چوتھی شرط نماز جمعہ سے پہلے خطبہ ہے اور مسنون یہہ ہے کہ امام دو خطبہ طہارت کے ساتھہ کھڑا ہو کر پڑھے اور دونو کے بیچمین کچھہ بیٹھے اور کفایت کرتا ہے ایکدفعہ الحمد للہ یا لا الہ الا اللہ یا سبحان اللہ کہنا پانچوین شرط جماعت ہے اور وہ امام کے سوا تین آدمی ہین پس اگر سجدہ کرنے سے پیشتر جماعت کے لوگ بھاگجاوین تو جمعہ باطل ہو جاویگا۔ چھٹی شرط اذن عام ہے یہانتک کہ جو کوئی چاہے اگر نماز مین مشغول ہو جاوی۔ اور جمعہ کے واجب ہونیکی شرطین پانچ ہین اول مقیم ہونا کہ مسافر پر جمعہ واجب نہین دوسرے مرد ہونا کہ عورت پر نہین تیسری تندرستی کہ بیمار پر واجب نہین چوتھی آزاد ہونا کہ غلام پر جمعہ نہین پانچوین آنکھو نکا سلامت ہونا کہ اندھے پر واجب نہین چھٹی پانو کا درست ہونا کہ لنگڑے اور اپاہج پر جمعہ نہین۔ اور جو شخص کہ جمعہ اوسپر واجب نہین اگر وہ جمعہ کو اُن شرائط کے ساتھہ جو گذر چکین ادا کرے تو یہہ جمعہ فرض وقت یعنے ظہر کے بدلہ مین ادا ہو جاویگا۔ اور مسافر اور غلام اور بیمار کو جائز ہے کہ جمعہ مین امام ہو جاوین اور جمعہ ان لوگون سے بھی ہو جاتا ہے یعنی اگر ایسے ہی لوگ ہون اونکے سوا اور نہو اور جمعہ پڑہین تو جائز ہوگا۔ اور جس شخص کو کوئی عذر نہو اگر وہ ظہر کی نماز جمعہ سے پیشتر پڑھ لے تو مکروہ ہے پھر اگر نماز پڑہکر جمعہ کے لئے جاوے تو ظہر کی نماز اوسکی باطل ہو جاویگی۔ اور معذور اور قیدی کو نماز ظہر جماعت کے ساتھہ شہر مین پڑہنا مکروہ ہے۔ اور جس شخص کو کہ جمعہ کی نماز مین التحیات یا سجدہ سہو امام کے ساتھہ ملے تو وہ نماز جمعہ تمام کرے اور جس وقت امام خطبہ کے لئے نکلے اوسوقت نہ کوئی نماز درست ہے نہ کلام اور واجب ہے جمعہ کیواسطے چلنا اور خرید و فروخت کو چھوڑنا پہلی اذان کے ساتھہ پھر جب امام منبر پر بیٹھے تو اوسکی سنی

اذان دوسری دیجاوی اور خطبہ پورا ہونے پر تکبیر نماز کہی جاوے واللہ اعلم

باب دونو عیدونکی نماز کے بیان مین — نماز عید کی اوس شخص پر واجب ہی جسپر جمعہ واجب ہے اور شرطین بھی وہی ہین جو جمعہ مین ہین سوا خطبہ کے کہ عید مین شرط نہین بلکہ سنت ہے — اور عید فطر مین مستحب یہہ ہی کہ کچھہ کہاوی اور غسل اور مسواک کرے اور خوشبو لگاوی اور سب سے عمدہ اپنے کپڑے پہنے اور صدقہ فطر دیکر عید گاہ کو چلے اسطرح کہ تکبیر پکار کر کہی اور نہ نماز عید سے پہلے کوئی نفل پڑھے — اور نماز عید کا وقت آفتاب کے اونچا ہونیسے لیکر اوسکے زوال تک ہی اور نماز کی دو رکعتین پڑھے اور دعا شروع یعنی سبحانک اللہم زائد تکبیرون سے پہلے پڑھے زائد تکبیرین ہر رکعت مین تین تین ہین اور دونو رکعتونکی قرارت کو ملا دیوی یعنی اول رکعت مین تکبیرین قرارت سے پہلے کہی اور دوسری رکعت مین قرارت کے بعد — اور نماز کے بعد دو خطبہ پڑھے اور خطبہ مین صدقہ فطر کے احکام بیان کری اور کسی شخص کو امام کے ساتھہ نماز عید نملے تو قضا نہ پڑھے — اور مینہ وغیرہ کے عذر کے باعث نماز عید مین کل تک کی تاخیر کرین یعنی اگر اول روز نہ پڑھ سکین تو دوسرے روز پڑھ لین تیسرے روز پڑھنا جائز نہین اور یہی حکم نماز عید اضحے کا ہے مگر اتنا فرق ہی کہ اس عید مین کہانا بعد نماز کے کھاوی اور راستہ مین پکار کر تکبیر کہی اور خطبہ مین قربانی اور تکبیر تشریق کے احکام بیان کرے اور یہہ نماز تاخیر کیجاوے تیسرے دن یعنی بارہوین تاریخ تک — اور تعریف یعنی عرفہ کرنا کوئی مشروع بات نہین اور تعریف اسکو کہتے ہین کہ عرفہ کے دن احرام باندھکر حاجیون کیطرح ننگے سر جنگل مین تلبیک کہتے ہوئے کھڑے رہین تو یہہ امر مشروع نہین اسواسطے کہ یہہ عبادت ایک خاص جگہہ مین مشروع ہی دوسری جگہہ نکلوا اوسپر قیاس نکرنا چاہیے — اور مسنون ہے عرفہ کے دن کی نماز فجر کے بعد سے آٹھہ نماز دن تک ہر نماز کے بعد ایکبار اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر ولہ الحمد کہنا بشرطیکہ مقیم ہوتے اور شہر مین ہوتے اور نماز فرض ادا جماعت مستحب کے اور مستحب جماعت سے غرض مرد ونکی جماعت

مراد ہے عورتونکی جماعت کے بعد تکبیر واجب نہین - اور اقتدار کے سبب سے عورت
اور مسافر پر بھی واجب ہو جاتی ہے جاننا چاہیئے کہ ایام تشریق کی تکبیرین واجب ہین اور کنز
مین جو مسنون کا لفظ ہے تو اسمین سے ہے کہ اونکا ثبوت سنت سے ہوا ہے چنانچہ اسی
مسئلہ مین لفظ یجب اور یستحب لا لت کہتا ہے اور امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک آخر
ایام تشریق یعنے تیرہوین تاریخ کی عصر تک تکبیرات واجب ہین کہ تیئیس نمازین ہوتی ہین +

باب سورج گہن اور چاند گہن کی نماز کے بیان مین - سورج گہن مین امام جمعہ دو رکعتین
مثل نفل کی یعنی بدون اذان اور تکبیر کے جماعت کے ساتھ ایک ہی رکوع سے ہر رکعت مین پڑھے
اور قرارت پکار کر اور خطبہ نہ پڑھے پھر دعا مانگے یہانتک کہ آفتاب کھلجاوے اور اگر امام
جمعہ نہو یا لوگ جمع نہون تو اکیلے نماز پڑہین مثل چاند گہن کی اور اسیطرح اکیلے پڑہین سخت
اندہیری اور آندہی اور خوف مین مثل زلزلہ اور کڑک اور دشمن کے

باب مینہ کی طلب کے بیان مین - مینہ کی طلب مین نماز تو ہے مگر جماعت کے ساتھ نہین
اور دعا مانگنا اور استغفار پڑہنا ہے نہ چادر کا لٹکانا اور اہل ذمہ کا موجود ہونا بلکہ صرف
تین روز نماز کے لئے نکلین جاننا چاہیئے کہ امام اعظم کے نزدیک مینہ کی نماز مین جماعت مسنون
نہین بلکہ مینہ کی طلب مین دعا مانگنا مینہ کے لئے اور اپنے گناہونکی مغفرت چاہنی ہے اور اگر
اکیلے اکیلے نماز پڑہین تو ہو سکتا ہے اور صاحبین کے نزدیک دو رکعتین جماعت سے پڑہین
جیسے عید کی نماز پڑہتے ہین اور چادر کو کوٹ لین یعنی ایک مونڈہی کی دوسری پر کرین
اور نیچے کی اوپر اور چاہیئے کہ اہل ذمہ نماز کی جگہہ مین حاضر نہون اور اس کام کے واسطے
تین دن نکلین واللہ اعلم

باب خوف کے وقت کی نماز کے بیان مین - جسوقت کہ دشمن خواہ درندہ سے خوف
زیادہ ہو تو امام اپنی جماعت کے دو گروہ کرے ایک کو دشمن کے سامنے کھڑا کرے اور
اور دوسرے کے ساتھ اگر مسافر ہو تو ایک رکعت پڑہے اور اگر مقیم ہو تو دو رکعتین پڑہی

پہر یہہ گروہ دشمن کے سامنے چلا جاوی اور سامنے والا گروہ ہٹکر امام کے پیچھے آوے اور امام باقی نمازان لوگونکے ساتھہ پڑھکر سلام پھیروے امام کے سلام کے بعد یہہ گروہ دشمن کے مقابل جاوے اور پہلا گروہ آکر اپنی نماز بدون قرارت کے تمام کریگا اسلئے کہ وہ لوگ شروع سے امام کے ساتھہ تھے اور سلام کے بعد یہہ لوگ پہر دشمن کے سامنے جاوین اور دوسرا گروہ آکر اپنی نماز تمام کرین قرارت کے ساتھہ اسلئے کہ یہہ لوگ شروع نماز مین امام کے ساتھہ نہ تھے اور جو پیچھے آکر ملتا ہے اوسکو قرارت پڑہنی چاہیے اور جو پہلے سے شامل ہے اور بیچ مین کسیوجہہ سے شامل نہین رہا اوسکو قرارت نہین چاہیے اسلئے قرارت پہلی گروہ پر نہوئی اور دوسرے پر ہوئی اور نماز مغرب مین اول گروہ کو دو رکعت پڑہا وی اور دوسرے کو ایک رکعت اور جو شخص لڑنے لگے گا اوسکی نماز باطل ہوجاویگی - اور اگر خوف بہت زیادہ ہو تو حالت سواری مین اکیلے اکیلے اشارہ سے نماز جس طرفکو قادر ہون پڑہین اور خوفکی نماز بدون دشمن کے موجود ہونیکے جائز نہین ٭

باب جنازہ کے بیانمین - جنازہ جیم کے زبر سے بمعنی مُردہ کے ہی اور جیم کی کسرہ سے اوس تختہ کو کہتے ہین جسپہ مُردہ کو رکھتے ہین - جب آدمی کی موت قریب ہو تو اوسکا منہ قبلہ کیطرف دہنی کروٹ پر پھیرین اور اوسکو کلمہ شہادت سکہایا جاوی اور جب مرجاوے تو اوسکے دونو جبڑے باندھے جاوین اور دونو آنکھین بند کیجاوین اور ایک تختہ کو طاق مرتبہ یعنی ایک یا تین یا پانچ یا سات بار بساکر اوسپر اوسکو اوتارین اور اوسکی برہنگی ناف سے لیکر گھٹنون تک ڈھانپ کر کپڑے اوتارلین اور وضو بغیر کلی اور ناکمین پانی دینے کے کراوین بعدہٗ اوسپر وہ پانی ڈالین جسمین بیری کے پتے خواہ اشنان جوش دیا ہو ورنہ خالص پانی ڈالین اور اوسکی سر اور ڈاڑھی کے بالونکو گل خیر وسی دہوین اور بائین کروٹ پر لٹاکر اتنا دہوین کہ پانی بدن کے اوس حصہ پر پونہچ جاوی جو تختہ سے ملا ہو پہر دہنی کروٹ دیکر اوسیطرح نہلا دین کہ پانی نیچے تک پونہچ جاوی پہر اوسکو سہارا

دیکر بٹھلادین اور اوسکے پیٹ کو آہستگی اور نرمی سے سونتین اور جو کچھ اوسکے پیٹ
مین سے نکلے اوسکو دھو ڈالین اور پھر دوبارہ غسل دیوین اور اوسکی بدنکو کپڑے
سے پونچھکر خشک کرین اور خوشبو مرکب اوسکے سر اور ڈاڑھی مین لگاوین اور نماز
کی جگہون یعنی پیشانی اور ناک اور ہتھیلیون اور گھٹنون اور نلو دن پر کافور ملین اور اسکے
بالونمین اور ڈاڑھی مین کنگھی نکرین اور نہ بال اور ناخن کترین - اور مرد کا کفن مسنون
اندر کی چادر اور پیراہن یعنی کفنی گردن سے لیکر گھٹنون کے نیچے تک اور پوٹ کی
چادر ہے اور کفن کفایہ اندر اور پوٹ کی چادرین ہین اور مردہ پر کفن کو اوسکی بائین
طرف سے لپیٹین پہر داہنی طرف سے اور اگر خوف کفن کے اُڑنے اور کھلنے کا ہو تو
گرہ دیدین اور کفن ضرورت جو کچھ میسر ہو جاوے - اور عورت کا کفن مسنون پانچ کپڑے
ہین کفنی اور اندر کی چادر اور دامنی اور سینہ بند جسکو اسکی چھاتیون پر لپیٹا جاتا ہے اور پوٹ کی چادر
اور کفن کفایہ اوسکے لئے تین کپڑے ہین دو نو چادرین اور دامنی جسکو اوڑھنی کہتے
ہین اور عورت کو اسطرح کفن پہنایا جاوے کہ اول کفنی پہنا دین پہر اسکے بالون کو
دو لٹین کرکے چھاتی پر رکھین اور دامنی پہنا دین کفنی کے اوپر اور پوٹ کی چادر کے
نیچے پہر سینہ بند اور چادرین لپیٹین - اور کفن کے کپڑونکو طاق مرتبہ پہنانیسے بیشتر بسا لین

فصل جنازہ کی نماز کے لئے بادشاہ لائق تر ہے اور یہہ نماز فرض کفایہ ہے یعنی
اگر کچھ لوگ ادا کرین تو سبکے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے ورنہ سب گناہگار ہوتے ہین
اور جنازہ کی نماز کی شرط مردہ کا مسلمان اور پاک ہونا ہی پس کافر پر نماز جائز نہین اسی
طرح غسل سے پہلی نماز درست نہین - بعد بادشاہ کے لائق تر جنازہ کی امامت کے لئے
قاضی ہے اگر دونو موجود ہون پہر محلہ کا امام پس مردہ کا ولی اور ولی کو جائز ہے
کہ اپنے سوا کسی دوسرے کو نماز پڑہانے کی اجازت دیدے پس اگر بادشاہ اور ولی
کے سوا کوئی اور نماز پڑہ لے تو ولی دوبارہ نماز پڑھ سکتا ہے اور ولی کے سوا

دوسرا شخص پھر نہیں پڑھ سکتا اور اگر بدون نماز کے دفن کر دیا جاوے تو اوسکی قبر
پر نماز پڑھی جاوے جبتک کہ امکان بہتا نہووے اور نماز جنازہ چار تکبیرین ہین اول تکبیر کے
بعد سبحانک اللّٰھم آخر تک پڑھکر اللہ اکبر کہے اسکے بعد درود پڑھے اور تیسری بار
اللہ اکبر کہے پھر دعا میت کیواسطے کرے پھر چوتھی تکبیر کہکر دونوطرف سلام
پھیر دے اور اگر امام پانچوین دفعہ تکبیر کہے تو مقتدی اوسکی پیروی نکرین یعنی
وہ پانچوین دفعہ اللہ اکبر نہ کہین اور دعا میت کیواسطے یون کہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا
وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ
وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اور لڑکے کے لئے استغفار نکہے بلکہ یہہ دعا پڑھے
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا۔ اور مسبوق یعنی
جس سے پہلی کوئی تکبیر ہو چکی ہو انتظار امام کی تکبیر کا کرے کہ جب وہ اللہ اکبر کہے اوسکے
ساتھہ مسبوق بھی کہکر ملجاوے نہ وہ شخص کہ موجود ہو یعنی جو موجود ہی اور پہلی تکبیر
امام کے ساتھہ نہین کہی وہ امام کی تکبیر کا انتظار نکرے بلکہ خود تکبیر کہکر شریک ہوجاے
اور دوسری تکبیر امام کے ساتھہ کہی اور مسبوق کو جو تکبیر رہگئی ہو نماز کے ہو چکنے کے
بعد قضا کرے۔ اور امام مرد و عورت کے سینہ کے مقابل کھڑا ہو اور اس نماز کو سوار
ہوکر نہ پڑہین اور نہ مسجد کے اندر ادا کرین اور امام شافعیؒ کے نزدیک مسجد مین جائز ہی
اور دلیل امام اعظم کی یہہ ہی کہ مسجد نماز پنجگانہ کے لیے بنی ہی نہ نماز جنازہ کے لئے
علاوہ اسکے احتمال مسجد کے آلودہ ہو جانیکا ہے اور زمانہ صحابہ اور تابعین مین جنازہ کی
نماز مسجد مین نہ پڑہتے تھے مگر جب کوئی خاص ضرورت اوسکی مقتضی ہوتی تھی تو پڑہتے تھے واللہ اعلم
اور جو بچہ کہ پیدا ہوکر آواز کرے اور مرجاوے اوسپر نماز پڑہی جاوے ورنہ نہین
پڑہنا چاہیے جیسے وہ لڑکا کہ اپنی ماں خواہ باپ کے ساتھہ قبر مین اگر مرجاوی تو اوسپر
نماز نہ پڑہین گے اسلئے کہ ماں باپ کی متابعت سے وہ بھی کافر گنا جاویگا لیکن جس صورتمین

اس دعا مین جو دعا کی جاتی ہی وہ دعا کی جاتی ہی

کہ باپ خواہ ماں مسلمان ہو جاوے تو اسکی متابعت مین بچہ کو مسلمان جانینگے اور اسپر نماز پڑہینگے یا وہ لڑکا خود مسلمان ہو جاوے بشرطیکہ عاقل ہو یا اوسکے ساتھہ مین اوسکا باپ خواہ ماں قید نہو ئے ہون تو اسصورت مین بھی اوسکو دارالاسلام کی متابعت سے مسلمان تصور کرینگے اور نماز پڑہینگے - اور ولی اگر مسلمان ہو تو وہ کافر مردہ کو نہلا دی اور کفن دی اور دفن کر دی مگر سنت کے طور پر یہہ امور نکرے بلکہ اوسپر پانی ڈالکر اور کپڑے مین لپیٹکر گڈھے مین دبا دے - اور جنازہ کی چارپائی کے چارون پائے پکڑکر جلد جلد لیجاوین گرد و ڑین نہین اور نہ پہلے جنازہ رکہنی سی بیٹہین اور نہ اوس سے آگے چلین - اور اوسکے سرہانے کو پہلے اپنے دہنے کندہے پر رکہے پہر بائین پر پہر پائینتی کیطرف اوا دہنے پر رکہے پہر بائین پر یعنی اگر اوٹھانیوالے بہت سے ہون تو ہر ایک کو چاہیئے کہ نوبت بنوبت اسیطرح اُٹھاوین - اور قبر کھود کر لحد بنائی جاوے اور قبلہ کیطرف سے گور مین اُتارا جاوی اور جو گور مین اوتاری وہ کہی بسم اللہ علی ملۃ رسول اللہ اور گور مین رکہکر مُنہ قبلہ کیطرف پھیر دیا جاوی اور کفن کے بند کہولدئی جاوین اور کچی اینٹین خواہ نل لحد کے اوپر رکہین پکی اینٹین اور لکڑی نرکہین اور عورت کی قبر چھپائی جاوے نہ مرد کی پہر مٹی دیجاوے اور قبر کو اونٹ کی کوہان کیصورت بناوین چوکہونٹی چبوترہ کی شکل نہ بناوین اور قبر کو چونہ کی نہ بناوین اور نہ مردہ کو قبر سی نکالین مگر اوس صورت مین کہ زمین زبردستی سی چھینی ہوئی ہو ٭

باب شہید کے حکمون کے بیان مین - شہید وہ شخص ہے جسکو کافرون یا سرکشون یا راہزنون نے مار ڈالا ہو یا میدان جنگ مین اوسکی نعش ملے اور زخم کا نشان اوسپر ہو یا اوسکو کسی مسلمان نے براہ ظلم مار ڈالا ہو اور مارنیوالے پر خون بہا لازم نہوا ہو یعنی دانستہ مارا ہو - تو ایسے شخص کو کفن دیا جاوی اور نماز پڑہی جاوی بدون نہلانیکے اور خون اور کپڑونکے سانہہ دفن کیا جاوی مگر جو کپڑی کفن کی جنس

سے نہون تو دو دینار لئے جاوین اور اگر کپڑے کفن سے کم ہون تو زیادہ کر کے
کفن پورا کر دین اور اگر زیادہ ہون تو کفن سنی زیادہ کو نکال لین اور اگر حالت ناپاکی
مین مارا گیا ہو یا اگر کفن مین یا قبر مین مرا ہو اسطرح کہ زخمی ہونے کے بعد کھا وی یا پیوے
یا سووی یا علاج کیا جاوی یا اوسپر ایکوقت نماز کا گذرے اور اوسکی ہوش بجا
ہون یا لڑائی کی جگہہ سے زندہ لایا جاوے یا وصیت کرے یا شہر مین مارا جاوے
اور یہہ نہ معلوم ہو کہ وہ ہتھیار سے براہ ظلم مارا گیا ہے یا حد مارنے کی سبب سے
مر گیا ہو یا دوسرے کے مار ڈالنے کی عوض مین مارا گیا ہو تو ان سب صورتون مین
غسل دیا جاویگا اور اگر کوئی شخص باغی ہونیکی جہت سی خواہ رہزنی کے باعث مارا گیا ہو
تو اوسکو غسل دینا چاہیئے نہ نماز پڑہنی چاہیئے ٭

باب کعبہ کے اندر نماز پڑہنے کے بیان مین ۔ کعبہ کے اندر نماز فرض اور نفل دونو
درست ہین ۔ اور جو شخص کہ کعبہ کے اندر اپنی پیٹہہ امام کی پیٹہہ کیطرف کو کریگا تو جائز
ہوگا لیکن منہ اگر امام کے منہ کیطرف ہوگا تو نماز درست نہوگی اور اگر گرد کعبہ کے
حلقہ کرین تو درست ہی نماز اوس شخص کی کہ کعبہ سی امام کی نسبت کر قریب تر ہو بشرطیکہ
وہ شخص امام کیطرف نہو اس مسئلہ کی صورت یہہ ہی کہ کعبہ کی چار وطرف نماز کو کھڑی
ہوئی تو جو شخص کہ اوس طرف مین ہے جدہر امام ہے اوسکو چاہیئے کہ کعبہ کیطرف کو
اپنی امام ہی نزدیک ہو جاوی اسلئی کہ امام سے آگے بڑہنا لازم آویگا اور جو شخص کہ اور
تین طرف ہین اونکو جائز ہے کہ امام کی نسبت کر کعبہ سے نزدیک زیادہ ہو جاوین

کتاب الزکوۃ اسمین زکوۃ کا بیان ہے ۔ جاننا چاہیئے کہ زکوۃ اسلام
کا تیسرا رکن ہی اور نماز کے بعد سب حکمون سی زیادہ اسیکی تاکید ہی اسلئی کہ قرآن مین
اکثر جگہہ زکوۃ کے دینی کو نماز کے برپا رکہنی کی ساتہہ بیان فرمایا ہی اور بعد وفات آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی جب بعضی گروہ عرب کے زکوۃ کے دینی سی باز رہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے

اونکے مرتد ہوجانیکا حکم فرماکر اُنپر جہاد کیا - زکوۃ کے واجب ہونے کی شرطین بیہہ ہین اوّل عاقل ہونا دوم بالغ ہونا سوم مسلمان ہونا چہارم آزاد ہونا پس باندے اور لڑکے اور کافر اور غلام پر واجب نہین پنجم مالک ہونا ایسے مال کا جو نصاب کی مقدار ہو اور برس دن اوسپر گذر گیا ہو اور قرض اور حاجت اصلی سے بچا ہوا ہو اور بڑہنے والا ہو گو فرضاً ہی بڑہے مثلاً سونا اور چاندی کہ اگرچہ بدون بڑہے اونپر برس گذر جاوے لیکن یہہ دونو چیزین بڑہنے والی مال کے حکم مین ہین اسلئے کہ اگر تجارت کرتا تو اونکی مالیت زیادہ ہوجاتی - اور شرط زکوۃ کے ادا کرنیکی نیت ہی خواہ دینے کیوقت ہو خواہ مقدار واجب کے علیحدہ کرنے کیوقت یا کُل مال خیرات کرڈالنا ہی

باب چرنے والے جانورونکی زکوۃ مین

چرنیوالے جانور وہ کہلاتے ہین کہ سالمین بہت دن چرنے پر گذارہ کرین یعنی گو بعض اوقات گہر سے اونکو گہاس کہلایا جاوے مگر اکثر چرنے پر کفایت کرتے ہون - اول اونٹ کی زکوۃ کا ذکر ہے کہ پچیس اونٹونمین ایک بنت مخاض ہی اور وہ ایسا بوتہ ہی جو ایک برس کا ہوکر دوسرا سال اوسکو لگا ہو - اور اونٹ اگر پچیس سے کم ہون تو ہر پانچ اونٹ کی زکوۃ ایک بکری ہی اور ۳۶ اونٹونمین ایک بنت لبون دینی چاہئے وہ ایسا بوتہ ہی کہ دو برسکا ہوکر تیسری مین پانو دہرا ہوا اور ۴۶ اونٹون کی زکوۃ حقہ ہے یعنی وہ بوتہ کہ چوتھی سالمین ہو اور اکسٹھ اونٹونمین ایک جذعہ ہی جسکو پانچوان سال ہو اور چہہتر اونٹونمین دو بنت لبون ہین اور اکانوے اونٹونمین اکیسو بیس تک دو حقے ہین پھر ۱۲۰ سے آگے ہر پانچ اونٹ پیچھے ایک بکری ہی یہانتک کہ تعداد ۱۴۴ ہوجاوے اسقدر مین دو حقے اور ایک بنت مخاض مقدار زکوۃ ہی اور ڈیڑہ سو اونٹونمین تین حقے ہین پھر ہر پانچ اونٹ پر ایک بکری ہی اور ۱۷۶ اونٹونپر تین حقے اور ایک بنت مخاض اور ۱۸۶ مین تین حقے اور ایک بنت لبون ہے اور ۱۹۶ مین چار حقے ہین دو سو اونٹون تک پھر دو سو کے بعد نیا حساب کرے اوسطرح جیسا ڈیڑہ سو کے بعد کیا ہی یعنی ہر پانچ پر ایک

بکری اور ۲۵ پر بنت مخاض اور ۳۶ پر بنت لبون اور ۴۶ سے ۶۰ تک ایک حقہ اور
بختی اونٹ مثل عرب کے اونٹو نکی ہین اونکی زکوۃ بھی اسیطرح ہونی چاہیئے — اب گای
کی زکوۃ کو سنو کہ ۳۰ گا یونمین ایک بچھڑا خواہ بچھڑی ایکسالہ ہی اور ۴۰ مین دو برسکا بچھڑا خواہ
بچھڑی ہی پھر ۴۰ سے اگر بڑہین تو اونکی زکوۃ حصہ رسد حساب کرلیجاوے یعنی اگر ۴۱ ہون تو ایک دو
برسکا بچھڑا اور اوسکی قیمت کا چالیسوان حصہ اونکی زکوۃ ہوگی اسیطرح اگر ۴۰ سے دو زائد ہون تو دو
چالیسوین حصے یعنی بیسوان حصہ قیمت کا بڑہا لیا جاویگا یہانتک کہ تعداد ساٹھ ہو پس ساٹھ گایون
مین برس برس کے دو بچھڑے ہونگے اور ستر مین ایک برس روز کا اور ایک دو برسکا اور اسی مین دو
بچھڑیان دو دو برسکی ہونگی پس مقدار زکوۃ ہر دہائی پر بدلتی جائیگی کہ ایک برس کے
بچھڑے کی جگہہ دو برس کا ہوجاویگا یعنی ہر دہائی پر دیکھنا چاہیئے کہ اوسمین کتنے
تیس ہین اور کتنے چالیس پس تیس کے عوض ایک برسکا بچھڑا لگالیوین اور ۴۰ کے
عوض دو برسکا مثلاً اگر تعداد نوے ہو تو تیس اوس مین تین دفعہ پورے ہین
اسلیئے اونکی زکوۃ تین بچھڑے یک سالہ ہونگے اور سو مین تیس دو دفعہ اور ۴۰
ایکدفعہ ہے تو اوسکی زکوۃ دو ایکسالہ بچھڑی اور ایک دوسالہ بچھڑا ہوگا اور علی ہذا القیاس
اور بھینس مثل گای کے ہی زکوۃ کی یا ہین — اور بکری کی زکوۃ اسطرح ہی کہ ۴۰ بکریون مین
ایک بکری ہے اور ۱۲۰ بکریونمین دو بکریان ہین اور دو سو ایک بکریونمین تین بکریان ہین اور
چار سو مین چار پھر ہر سو پیچھے ایک بکری دینی چاہیئے — اور بھیڑ مثل بکری کے ہی — اور بکریون
کی زکوۃ مین ایک برسکا بکرا دو دانت لینا چاہیئے جذع جو ایک برس سے کم کا ہو نا ہی نہ لینا چاہیئے
— اور گھوڑون اور گدہون اور خچرونمین اور صرف بھیڑ بکری کے بچون اور نری بچھڑون
اور کام کے مواشی اور گھر پر کھانے والون مین کچھہ زکوۃ واجب نہین اور نہ اوس
مقدار مین جو معاف ہی اور نہ اوسمین کہ بعد زکوۃ کے واجب ہونیکے ہلاک ہوگئی ہون یعنی
اگر فقط بچے ہی ہون بڑی مواشی نہون تو اونمین زکوۃ نہین اسیطرح جو جانور کہیتی وغیرہ مین

کام مین لگے ہون یا اونکو گھر سے گھاس دانہ دینا پڑتا ہو جسنے پر بسر کرتے ہون اونپر بھی
زکوۃ نہین ایسا ہی دو نصابونکے بیچ مین جو عدد معاف ہین جیسے تیس اور چالیس گایون
کے بیچمین مثلاً ۳۵ ہون تو ۳۵ کی زکوۃ ہی پانچ کی کچھہ نہین اور یہی حال ہے جبکہ مال بعد
زکوۃ واجب ہونیکے جاتا رہی کہ مال کے جاتے رہنے سے زکوۃ واجب بھی جاتی رہتی
ہے - اور اگر کسی عمر کے جانور کا دینا زکوۃ مین لازم آوے اور اوس عمر کا جانور زکوۃ
کے گلہ مین پایا نجاوے تو زکوۃ دینے والیکو چاہیئے کہ تین باتونمین سے ایک کرے یا اوس
جانور سے زائد عمر کا دیوے اور زکوۃ لینے والے سے اوپر اوون بھیلے یا اوس سے
کمعمر کا مع اوپر اوون زکوۃ لینے والیکے حوالہ کرے یا قیمت اوس جانور کی جو لازم ہوا ہے
دیدے مخفی نرہے کہ مقدار واجب کی قیمت دینے مین امام شافعی خلاف کرتے ہین اور اونکی
اور قول حضرت معاذ بن جبل رض کا حجت ہی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف سے یمن کو الون
سے زکوۃ لیتے تھے کہ اونہون نے فرمایا کہ تم چنے اور جو کے بدلے مین کپڑا دیدو کہ تم پر
بھی آسان ہو اور مدینہ منورہ مین اصحاب رض کے کار آمد ہو روایت کیا اسکو بخاری نے اور
ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ کے اونٹونمین ایک اونٹنی نہایت
عمدہ دیکھی استفسار فرمایا کہ اسکو زکوۃ مین کیون لیا ہی لوگون نے عرض کیا کہ یہ دو اونٹون
کی عوض مین آئی ہے آپ نے فرمایا کہ خیر اس روایت سے بھی مقدار واجب کا بدل لینا ثابت
ہوتا ہی واللہ اعلم - اور زکوۃ مین میانہ جانور لینا چاہیئے نہ سب سے اچھا ہو اور نہ سب سے
برا - اور جو کچھہ جنس نصاب سی سال کے بیچ مین حاصل ہوا وہ نصاب مین ملا لیا جاوے
یعنی اگر سال کے بیچ مین اونٹ خواہ گائین یا بکریان اور حاصل ہوئین تو یہہ بھی اوسی
جنس مین ملا لیجاوینگی کہ گویا برس بھر اونپر پورا ہو گیا اور اگر باغی خراج اور دہ یکی اور
زکوۃ لے لیوین تو دوسری بار نہ لینی چاہیئے - اور اگر مال والا اپنے مال کی زکوۃ کئی
برسونکی خواہ کئی نصاب کی پیشتر سی ادا کردی تو جائز ہے +

باب مال نقد کی زکوۃ کے بیانمین - چاندی اور سونا اگر وزن مین دو سو درم ہون
خواہ بیس دینار اونمین چالیسوان حصہ زکوۃ واجب ہوتی ہے خواہ اونکی ڈیلیان ہون
خواہ زیور خواہ برتن خواہ روپیہ اشرفی - پھر ہر پانچوین حصہ مین درم اور دینار کی تعداد
اسی حساب سی ہی یعنی دو سو پر جب ۴۰ درم وزن بڑہیگا اور ۲ دینار سونے پر جب چار
دینار زائد ہونگے تو اونکا بہی چالیسوان حصہ دینا پڑیگا - اور زکوۃ کے ادا کرنے اور واجب
ہونے مین درم اور دینار کا وزن معتبر ہی یعنی اگر چاندی یا سونے کے برتن کی قیمت مال
کی نسبت کرزیادہ ہو تو اوسکا اعتبار نہین بلکہ وزن کا اعتبار ہی اور درہمون مین وزن سبعہ
معتبر ہے یعنی دس درم چاندی کے سات مثقال سونے کی برابر ہونے چاہئین - اور
جسمین چاندی غالب ہو وہ چاندی ہی نہ اسکا اولٹا یعنی اگر برتن یا روپیہ تانبے کا ملا ہوا ہو
تو جسمین چاندی زیادہ ہوگی وہ ایسا ہی جیسا خالص چاندی کا اور جسمین تانبا زیادہ ہی وہ
ترے تانبے کے حکم مین ہوگا - اور واجب ہی زکوۃ اسباب تجارت مین جسکی قیمت مقدار نصاب
چاندی خواہ سونیکو پونہچ جاوی یعنی اگر کپڑا خواہ لکڑی یا پتہر یا گہوڑا یا گدہا تجارت کیواسطے
لیا تو اگر اوسکی قیمت دو سو درم چاندی کے خواہ بیس دینار سونے کی برابر ہوگی تو
اوسکا چالیسوان حصہ زکوۃ دینی پڑیگی - اور سال کے بیچ مین مقدار مال کا نصاب سی کم
ہو جانا زکوۃ کے واجب ہونیکو مضر نہین بشرطیکہ سال کے دونو سرونپر پوری نصاب ہو
- اور اسباب تجارت کی قیمت نقد چاندی سونے مین ملا لیجاوی اور سونے کو چاندی مین
قیمت کی اعتبار سی ملا لیا جاوی نہ وزن کے اعتبار سی یعنی اگر سو درم چاندی کے اور دس
دینار سونے کے ہون جنکی قیمت سو درم ہو تو دو سو درم کی زکوۃ کہ پانچ درم ہوتے
دیدی ہو اور وزن کے اعتبار سی نہ ملاوین مثلاً اگر مثال مذکور مین دس دینار سو درم کے
نہون بلکہ نوے درم کے ہون تو اسصورت مین گو وزن کے اعتبار سی آدہی نصاب چاندی
کی اور آدہی سونے کی ہی مگر زکوۃ لازم نہوگی ۔

باب زکوٰۃ لینے والیکے بیان مین جسکو عاشر کہتے ہین - عاشر وہ شخص ہی جسکو بادشاہ
سوداگرون سی زکوٰۃ لینے کیواسطے مقرر کرے - پس اگر کوئی شخص سوداگرونمین سی کہی کہ
میرے مال پر ابھی برس دن نہین گذرا یا میرے ذمہ قرض ہی یا مین نے خود ایک فقیر کو دیدی
ہے یا دوسرے عاشر کو حوالہ کی ہی جو اسی سالمین ہوا ہی اور ان باتونپر قسم کہاوی تو اوسکی
بات مان لیجاویگی یعنی زکوٰۃ اوس سی نہ لیوین - مگر چرنیوالونکی زکوٰۃ مین اوسکا قول آپ دیدینی کا
نمانیسنگے یعنی اگر وہ کہی کہ مین نے خود ایک فقیر کو زکوٰۃ اُن چرنی والے جانورونکی دیدی ہی
تو باوجود اوسکی قسم کھانیکے نمانیسنگے اور دوسری دفعہ اوس سی زکوٰۃ لینگے - اور جس بات
مین مسلمان کا قول مانا جاوی اوسمین جزیہ دینی والے کافر کا قول بھی مانا جاوی نہ کافر حربی کا لیکن
اُم ولد کے بابمین کافر حربی کا قول بھی مانا جاتا ہی یعنی اگر کوئی حربی امن لیکر دارالاسلام
مین سوداگری کو آوی اور اپنی لونڈی کو کہی کہ تجھیسی وی حرام ہی سوداگری کی نہین تو اوسکی
تو لکو مان لینگے - اور عاشر کو چاہیئے کہ مسلمانون سی چالیسوان حصہ زکوٰۃ لے اور ذمی
سے یعنی جو کافر جزیہ یعنی چٹی دیکر دارالاسلام مین رہتا ہو اوس سی بیسوان حصہ زکوٰۃ لیوے
اور حربی سے دسوان حصہ بشرطیکہ نصاب پوری ہو اور حربی بھی مسلمانون سی لیتے ہون
یعنے اگر کافر دارالحرب مین مسلمان سوداگرون سی راہداری لیتے ہون تو عاشر بھی کافر
سوداگرون سی لیوی ورنہ نلیوی - اور بدون دارالحرب سی دوبارہ آنے کے ایک برسمین
دوبار زکوٰۃ نہ لیجاوی یعنی اگر حربی ایک برسمین دوبار دارالحرب سی دارالاسلام مین آمدورفت
کرے تو اوس سی دوبارہ یکی لیوین - اور شراب کی دہ یکی لیجاوی نہ سؤر کی اسلئے کہ
شراب مثلی چیزونمین سی ہی یعنی ایسی چیز ہے کہ اوسکی تلف کرنے سی ویسی ہی دینی پڑے
تو اوسکی قیمت خود شراب نہوگی اور سؤر قیمت والی چیزونمین سی ہی کہ اوسکی تلف سی قیمت
دینی پڑتی ہی تو اوسکی قیمت اوسکی ذات کا حکم رکھتی ہی اور ان دو چیزونکی ذات کا لینا
ممنوع ہی اور نہ اوس چیز کی زکوٰۃ لین جو اوسکی گھر مین ہو اور نہ اوس مال کی لیوین جو

کسی نے اوسکو تجارت کے لئے دیا ہو اور نہ مال مضاربت کی اور نہ اوس مال کی جو اوسکے غلام نے پیدا کیا ہو جسکو اوسنے تجارت کی اجازت دی رکھی ہو یعنی اگر کوئی سودا گر اپنے گذرے جسکے گھر مین مال تجارت اتنا ہی کہ اوسپر کوئی واجب ہی تو زکوۃ اوسیقدر مال کی لین جو موجود ہے اور جو اوسکے گھر مین ہی اوسکی نہ لین ایسا ہی حال زکوۃ سرمایہ تجارت اور مال مضاربت اور غلام کی کمائی کا ہے کہ اوسکو بھی نہ لینا چاہیے۔ اور وہ یکی دوبارہ لیجاوی اگر خارجیون نے راہداری لے لی ہو یعنی اگر باغیون نے ملک بادشاہ پر غالب ہوکر حربی سوداگرون سے راہداری لی ہو تو اون سے دوبارہ لیجاوی +

باب رکاز یعنی زمین کی چیزون مثل کان اور خزانہ مدفون کی زکوۃ کے ذکر مین۔ کان اگر نقد کی ہو یعنی سونے اور چاندی کی خواہ لوہی جیسی چیز کی ہو مثل تانبی اور سیسی کی تو اسطرحکی کان اگر زمین خراجی اور وہ یکی والی مین پائی جاوی تو اوسمین سے پانچوان حصہ لیا جاوی اور اگر یہہ کان پانیوالیکے گھر مین یا اوسکی ملک کی زمین مین نکلی تو کچھہ نہ لیا جاوی اور اسیطرح پانچوان حصہ خزانہ مدفون کا لیا جاوی اور باقی چار حصے زمیندار قدیم کو ملینگے اور پارہ مین سے بھی پانچوان حصہ لیا جاوی۔ اور جو دفینہ اور کان کہ دارالحرب مین نکلی خواہ فیروزہ اور موتی اور عنبر دارالاسلام مین نکلی اوسمین سے پانچوان حصہ نلیوین +

باب عشر یعنے محصول زمین مین سے وہ یکی کے لینے کے بیان مین۔ وہ یکی واجب ہے زمین عشری کے شہد مین سے اور اوس زمین سے پیدا (دسوان حصہ) اوار سے جسکو مینہ کا خواہ رہٹ کا پانی پونہچا ہو اور اوسمین کچھہ شرط مقدار نصاب کی اور باقی رہنے کی نہین یعنی ایسی چیزین خواہ تھوڑی ہون خواہ بہت ٹھہرتی ہون یا نہین سب مین سے وہ یکی لیوین لیکن لکڑی اور نرکل اور گھاس اگر پیدا ہوا اوسمین وہ یکی نہین۔ اور بیسوان حصہ لیا جاوی اگر زمین کو چرسی اور بڑے ڈول سے پانی دیا ہو۔ اور مزدوری کا خرچ مجرا نہ پایا جاوی یعنی وہ یکی اور بیسوان حصہ کل پیداوار سے لیا جاوی یہہ نکیا جاوی کہ بیلون اور کارکنون کا خرچ مجرا دیکر باقی کی

وہ یکی لیوین - اور پانچوان حصہ لیا جاوی تغلبی شخص کی زمین عشری کے پیداوار مین گو وہ مسلمان ہوگیا ہو یا اوس سے کسی مسلمان یا جزیہ دینے والے نے خرید لی ہو اور تغلبی ایک فرقہ نصارا مین کا ہے جو جزیہ کے عوض دوچند وہ یکی دیتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین اسیطرح ٹھہر گیا ہے - اور اگر زمین عشری کو مسلمان کے پاس سے کوئی ذمی مول لے لیوی تو خراج لیا جاویگا اور اگر زمین عشری مذکور کو اوس ذمی کے پاس سے کوئی مسلمان حق شفعہ کی جہت سے لے لیوی یا وہ ذمی اوس زمین کو بیع فاسد ہونیکی جہت سے پھر بائع کو پھیر دی جو مسلمان تہا تو اسصورت مین وہ یکی لیجاویگی - اور اگر کوئی مسلمان اپنی گہر کو باغ بنالے تو اوسکا مقدار واجب پانی کے ساتھہ بدلتا رہتا ہی یعنی اگر پانی عشر والا ہو تو اوس باغکی پیداوار سے وہ یکی لیجاویگی اور اگر پانی خراج کا دیا تو خراج دینا پڑیگا بخلاف جزیہ دینے والے یعنی ذمی کے کہ وہ اگر اپنی گہر کو باغیچہ کردیگا تو اوسمین دونو صورتون مین خراج ہی دینا پڑیگا اور ذمی کے گہر کی زمین آزاد ہی یعنی اوسپر کچہہ واجب نہین مانند چشمہ فیر اور نفط کے زمین عشری مین کہ اوسپر بہی کچہہ واجب نہین اور اگر یہہ دونو چشمے زمین خراج مین ہون تو اُنپر خراج واجب ہوتا ہی واضح ہو کہ عشر کا پانی مینہ اور کنوؤن اور دریاؤنکا ہی کہ کسیکے تابع حکم نہین اور خراج کا پانی اُن نہروںکا پانی ہی جنکو عجم کے بادشاہون نے کہدوایا ہی اور اُن چشمون کا جو زمین خراجی مین ہون اور قیر اور نفط نون کے کسر سے گوند کیطرح کی چیز ہی کہ آگ سے شعلے اُٹہتی ہی جیسے رال وغیرہ +

باب مال زکوٰۃ کے مصرف کے بیان مین - زکوٰۃ جسکو دیجاوے فقیر ہی اور مسکین اور مسکین فقیر سے بہتر ہی جسکا حال ہی اسلئے کہ مشہور یہہ ہی کہ فقیر وہ ہے جو مالک نصاب نہو اور مسکین وہ ہے جسکے پاس ایک روز دن کی غذا نہو - اور جو شخص بادشاہ کیطرف سے مال زکوٰۃ کی تحصیل کا عامل ہو اور مکاتب یعنی وہ غلام اور لونڈی کہ اوسکے مالک نے ایک مقدار معین مال پر اسکو آزاد کیا ہو اور قرضدار اور شکستہ حال غازیون مین سے جو گہوڑا اور ہتہیار رکہتا ہو اور

مسافر کہ مال اپنے پاس نہ رکھتا ہو گو وطن مین مالدار ہو تب مال زکوٰۃ خواہ ان سب کو دیا جاوے
خواہ ایک قسم کے شخص کو۔ اور زکوٰۃ ذمی کو نہ دیجاوے اور زکوٰۃ کے سوا اور صدقونکا
اوسکو دینا جائز ہے۔ اور نہ مال زکوٰۃ سے مسجد بناوے اور نہ مُردہ کو کفن دے نہ مُردہ کا
قرض ادا کرے نہ آزاد کرنیکے لئے غلام خریدے اور نہ اپنی اصل یعنی ماں باپ دادا دادی
نانا نانی وغیرہ کو دے اور نہ اپنی فرع یعنی بیٹا بیٹی اور اونکی اولاد کو دے نہ عورت اپنے خاوند کو
دے نہ خاوند اپنی بیبی کو نہ اپنے غلام اور مکاتب اور مدبّر اور اُم ولد کو اور نہ اوس غلام کو
جسکا کچھ حصہ آزاد ہو گیا ہے اور ایسے شخص کو بھی نہ دے جو توانگر ہو نصاب کے مالک ہونیسے اور نہ
اوسکے لڑکے اور غلام کو دے اور بنی ہاشم کی قوم کو اور اونکے آزاد کئے ہوؤنکو بھی نہ دیوے
جاننا چاہیئے کہ بعض روایتون کے بموجب بنی ہاشم کے فقرا کو زکوٰۃ نہین دیسکتے اور بعض
روایتو نمین یہہ ہے کہ چونکہ ذوی القربیٰ کا حصہ اُن لوگون کے موقوف ہو گیا ہے تو ناچار
زکوٰۃ کا مال اونکو دینا جائز ہے واللہ اعلم۔ اور اگر زکوٰۃ اٹکل سے دیدی پھر معلوم ہوا کہ
جسکو دی وہ توانگر تھا یا ہاشمی تھا یا کافر تھا یا اوس خود کا باپ یا بیٹا تھا تو جائز ہے اور اگر یہہ
معلوم ہوا کہ وہ شخص اوسکا غلام یا مکاتب تھا تو جائز نہین دوبارہ زکوٰۃ دے۔ اور مکروہ
ہے زکوٰۃ کا اسقدر دینا کہ فقیر توانگر ہو جاوے مگر اتنا دینا مستحب ہے کہ اوس دن کے سوال کی
اوسکو حاجت نرہے اور مکروہ ہے مال زکوٰۃ کو ایک شہر سے دوسرے شہر مین لیجانا بشرطیکہ دوسرے
شہر مین کوئی اُسکا رشتہ دار نہین نہ اول شہر کی نسبت کرو مان زیادہ محتاج اور اگر دوسرے
شہر مین اپنے رشتہ دارون کے لئے لیجاوے یا اول شہر کی نسبت کر دوسرے مین زیادہ محتاج کے
دینے کے لئے لیجاوے تو بلا کراہت درست ہے۔ اور جس شخص کے پاس ایکدن
کی غذا ہو اوسکو سوال کرنا نچاہیئے ✦

باب صدقہ فطر کے بیانمین یعنی اوس صدقہ کے بیانمین جسکا دینا بعد رمضان کے روزون
کے واجب ہوتا ہے۔ صدقہ فطر واجب ہے اوس شخص پر جو آزاد اور مسلمان صاحب نصاب ہو اور

وہ نصاب وسکی گھر اور کپڑون اور اسباب اور گھوڑی اور ہتھیار اور غلامون سی علاوہ ہو
اور صدقہ فطر خود اپنی طرف سے اور اپنی لڑکے کیطرف سی جو مالدار نہو اور اپنی خدمت کی غلامون
کیطرف سی اور مدبر اور اُم ولد کیطرف سی دیوی اور اگر بچہ غنی ہو تو اوسکی طرف سی اوسکی ذمہ
واجب نہین - نہ اپنی بیبی کیطرف سی اور نہ بالغ لڑکی کیطرف سی اور نہ اپنی مکاتب کیطرف سے
اور نہ ایسی ایک غلام یا چند غلامون کیطرف سی جو مشترک ہون دو شخصون مین اور اگر کسی غلام کو
جاکر بیچدیا ہی تو اوسکا صدقہ ملتوی رہیگا یعنی اگر خریدار نے واپس کر دیا اور اوس شخص
کی ملک مین آگیا تب تو اوسکو دینا پڑیگا اور اگر خریدار کی ملک مین جاویگا تو اوسپر لازم آویگا
- اور مقدار صدقہ واجب کی آدھا صاع گیہون خواہ اوسکا آٹا یا ستو یا خشک انگور یعنی کشمش
سے یا ایک صاع چھوہاری یا جو کا ہی - اور صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہی اور رطل تخمیناً شاہجہانی
وزن کے آدھ سیر کی برابر ہے - اور وقت صدقہ کے واجب ہونیکا عید کے دن کی صبح ہے
پس جو شخص کہ صبح سی پہلے مرجاوی یا صبح کے بعد مسلمان ہو یا پیدا ہوا اوسپر صدقہ فطر واجب
نہوگا اور اگر صدقہ عید کی صبح سی پہلی خواہ پیچھے ادا کری تو درست ہے

کتاب الصوم اسمین روزہ کا بیان ہے

- جاننا چاہئی کہ روزہ اسلام کے پانچون رکن مین سی چوتھا رکن ہے اور قدیم سی فرض ہوا ہی کہ پہلی اُمتون پر بھی فرض تھا چنانچہ
اللہ تعالے فرماتا ہی كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ یعنی تم پر
روزہ کو فرض کیا گیا جیسی اُن لوگون پر فرض کیا گیا جو تم سی پیشتر تھے - روزہ اِسکو کہتے ہین
کہ جو شخص روزہ کا اہل ہے (یعنی مرد مسلمان اور عورت پاک حیض اور نفاس سی) وہ نیت کی ساتھہ
کھانا اور پینا اور صحبت کرنی صبح صادق سی آفتاب کے ڈوبنی تک چھوڑ دی - اور رمضان کا
روزہ جو فرض ہی اور نذر معین کا روزہ جو واجب ہی مثلاً کہی کہ اس جمعرات کا روزہ رکھونگا
اور نفل کا روزہ ان تینون روزون کے لئی اگر نیت معہ تعیین رات سی لیکر دوپہر تک کری
خواہ مطلق نیت کرے یعنی فرض اور واجب اور نفل کو معین نکری خواہ نفل ہی کی نیت کری

تو درست ہونگے اور ان تینون قسمون کے سوا اور روزے جو رہے مثلاً قضا اور رمضان اور
کفارہ کے اور نذر غیر معین کے جیسے یون کہے کہ خدا کیواسطے روزہ رکھونگا تو یہہ روزے
درست نہین ہوتے جبتک کہ نیت رات سے نکرے اور تعیین روزہ کی نہ کردے۔ اور
رمضان چاند دیکھنے سے یا شعبان کے ۳۰ دن ہوجانیسے ثابت ہوجاتا ہے اور شک کے
روز یعنی تیسوین تاریخ شعبان کی اگر اونتیسوین کو ابر و غبار مین چاند معلوم نہوا ہو روزہ
نفل کی نیت کے سوا نرکہا جاوے جاننا چاہیئے کہ روز شک کا روزہ امام شافعیؒ کے
نزدیک ممنوع ہے اسلئے کہ حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی شک کے روز روزہ رکھیگا وہ
میری نافرمانی کریگا اور برہان مین مذکور ہے کہ اوس روز کا روزہ امام احمدؒ کے نزدیک
واجب ہے اور امام اعظمؒ کے نزدیک نفل کی نیت سے روزہ رکھنا جائز ہے اور فرض رمضان
کی نیت سے ناجائز اور اس نیت سے بھی جائز نہین کہ اگر کل رمضان ہے تو روزہ رکھونگا اور اگر
نہین ہے تو روزہ نرکھونگا اور دلیل امام اعظمؒ کی یہہ ہے کہ حدیثون مین رمضان کے مہینے سے
پیشتر روزہ رکھنے سے ممانعت آئی ہے اور بعضی حدیثون مین شروع ماہ شعبان اور اوسکی آخر دن
کا روزہ رکھنے کے لئے حکم آیا ہے جو امام احمدؒ کے لئے دلیل ہے ان دو حدیثونکی رعایت
کرنے سے روزہ نفل جائز ہوگا اور فرض رمضان کی نیت سے جائز نہوگا اور ہدایہ مین ذکر
کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شک کے روز روزہ نرکہا جاوے مگر
نفل کی نیت سے اور یہہ حدیث خواہ مرفوع ہو یا موقوف یعنی اسکی اسناد حضرت تک پونہچی
ہو یا نہ پونہچی ہو اسی مذہب کے موافق ہے اور احتیاط زیادہ اسمین ہے کہ قاضی اور مفتی
اور خواص شک کے روز نفل کی نیت سے روزہ رکھین اور عوام کو افطار کا حکم کرین۔ اور
جو کوئی چاند رمضان کا خواہ عید کا دیکھ لے اور اوسکی گواہی نمانی جاوے تو اوس کو
چاہیئے کہ روزہ رکھے پس اگر افطار کرلے تو صرف ایک روزہ قضا رکھے یعنی کفارہ اوسپر
لازم نہین اور روزہ رمضان مین اوسپر بسبب چاند دیکھنے کے لازم ہے اور عید مین بسبب

مسلمانونکی پیروی کے - اور آسمان مین ابر و غبار کی جہت سے ایک عادل کی خبر اگرچہ وہ غلام یا عورت ہو رمضان کے لئے مقبول ہوگی اور ماہ شوال کے لئے دو مردون خواہ ایکمرد اور دو عورتونکی گواہی لیجاویگی اور اگر آسمان مین ابر و غبار نہو تو بڑی جماعت کا دیکھنا معتبر ہوگا رمضان اور شوال دونو مین اور بڑی جماعت کے لئے ۵۰ آدمی مقرر کئے ہین اور عید اضحے مانند عید فطر کی ہے یعنی چاند کے دیکھنے مین اور گواہی کے قبول ہونے مین دونو کا ایک حکم ہے - اور مطلعونکا مختلف ہونا معتبر نہین یہانتک کہ اگر تمام جہانمین ایک ہی جگہہ چاند دیکھین تو پورب سے پچھم اور شمال سے جنوب تک چاند معلوم ہونیکا حکم ہوگا اور بعضی علما کے نزدیک اختلاف اطراف کے مطلعونکا معتبر ہے اس روایت کے بموجب ہر ولایت مین اوسکی مطلع کا حکم معتبر ہوگا +

باب اُن چیزونکے بیان مین جنسے روزہ فاسد ہوجاتا ہے اور جنسے نہین ہوتا - اگر روزہ دار کھائی یا پیوی یا صحبت کرے مگر یہہ باتین بھولکر ہوجاوین یا خواب مین نہانے کی حاجت ہو یا شہوت سے دیکھنے کے باعث منی نکل پڑے یا تیل ملے یا سینگی سے خون نکلوادی یا سرمہ لگادی یا بوسہ لے یا اوسکے گلے مین غبار یا مکھی چلی جاوی اور اوسکو اپنا روزہ یاد ہو یا اپنے دانتونمین لگی ہوئی چیز کو کھا جاوی یا قے کرے اور وہ ہنکار اوسکے حلق مین خود چلی جاوی تو اوسکا روزہ نہ ٹوٹیگا - اور اگر تے خود نگلجاوی یا جان بوجھکر قے کری یا کنکر یا لوہے کا ٹکڑا یعنی جو چیز کھانیکی نہو نگلجاوی تو ان صورتونمین صرف روزہ کی قضا کرے یعنی کفارہ لازم نہوگا - اور جو مرد صحبت کرے خواہ عورت صحبت کیجاوی یا غذا کھاوے یا دوا پیوی اور یہہ باتین جان بوجھکر ہون تو روزہ کی قضا کرے اور ظہار کا سا کفارہ دے یعنی ایک بردہ آزاد کرے یا ساٹھہ مسکینونکو کھانا کھلادی یا دو مہینے برابر روزے رکھے - اور کفارہ لازم نہوگا اگر شرمگاہ کے سوا اور کسی عضو مین صحبت کرنے سے انزال ہوگا اور ایسا ہی حال ہے رمضان کے سوا اور روزہ کے توڑنیکا - اور اگر حقنہ کراوے

یا ناکین دوا ٹپکا دی یا کان مین یا زخم پیٹ یا زخم کھوپری کا علاج کسی خشک خواہ تر دوا سے کرے اور وہ دوا اوسکے پیٹ یا دماغ مین پونہچ جاوی تو اِن صورتونمین روزہ ٹوٹ جاتا ہے - اور اگر سوراخ وغیرہ مین کوئی دوا ڈالے تو روزہ نجاویگا - اور مکروہ ہے بدون عذر کے کسی چیز کا چکھنا اور چابنا اسیطرح ملک کا چابنا جو ایک قسم کا گوند ہی اور عذر یہہ ہی کہ لڑکے کے لئے چانے کہ بدون اوسکے چارہ نہو یا کسی درد کے لئے چاہوے کہ اوسکے چبانے سے آرام ہو اور سرمہ لگانا اور موچھونپر تیل ملنا اور مسواک کرنی اور بوسہ لینا اِس شرط سی کہ خوف صحبت کر بیٹھنے اور انزال ہو جانیکا نہو مکروہ نہین ورنہ مکروہ ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک دن ڈھلے سے غروب آفتاب تک مسواک کرنی مکروہ ہے اور اُنپر حجت ارشاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ فرمایا اگر مین اپنی امت پر محنت نجانتا تو مسواک کا حکم ہر نماز کیوقت کر دیتا اس سی معلوم ہوتا ہی کہ رمضان مین بھی مسواک ظہر اور عصر کی نماز کے لئے مسنون ہے اور ابراہیمنے عاصم سے پوچھا کہ آیا روزہ دار تر مسواک کرے اونھون نے کہا البتہ اِسلئے کہ مسواک کی تری پانی کی تری سے بڑھکر نہین یعنی کلی ہر وضو مین کرتے ہین اور تری مُنہ مین پونہچتی ہے پھر مسواک کی تری تو اوس سی کم ہی ہے ابراہیمنے پوچھا کہ دن کے شروع مین مسواک کرے یا آخر مین عاصم نے کہا کہ دونو وقتونمین ابراہیمنے پوچھا کہ یہہ بات تم کس شخص سے روایت کرتے ہو اونھون نے کہا کہ مین انسؓ سے روایت کرتا ہون اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہین روایت کیا اِس حدیث کو بیہقی نے **فصل** جو شخص بیماری کے بڑھ جانیکا خوف رکھتا ہو اوسکو روزہ کا افطار کرنا درست ہی اور جائز ہے افطار کرنا مسافر کو بھی اور مسافر اگر روزہ رکھی تو مستحب ہی بشرطیکہ اوسکو ضرر نکری یعنے مسافر کو اگر مشقت اور ماندگی سفر کی نہو تو باوجود افطار کے مباح ہونیکی روزہ رکھنا مستحب ہی اور اگر مشقت ہو تو افطار کرنا مستحب ہی - اور بیمار اور مسافر اگر حالت

بیماری یا سفر مین مرجاوین تو اونپر روزہ کی قضا نہین یعنی بیمار اگر صحت پاوی اور مسافر نہ ٹھہرے تو اوسپر لازم نہین کہ اپنے وارثونکو وصیت کرے کہ میری ان روزونکا فدیہ دیدینا - اور اگر وہ دونو اپنے وارثونکو وصیت کرجاوین تو اونکا وارث ہر روزہ کے عوض مین صدقہ دیوی مثل صدقہ عید فطر کے اور بدون وصیت کے لازم نہین اور میت کیطرف سی روزہ اور نماز درست نہین - اور اگر وہ دونو روزہ رکھنے پر قادر ہوجاوین تو قضا رکھلین بدون شرط پے در پے رکھنے کے یعنی رمضان کے روزونکی قضا مین یہ قید نہین کہ سب ایک ساتھ ہون اگر جدا جدا رکھیگا تب بھی جائز ہی پس اگر اسعرصہ مین دوسرا رمضان آجاوی اور اونکی ذمہ قضا کے روزے باقی ہون تو اونکو چاہیئے کہ رمضان حال کے روزے اول رکھلین اور قضا رمضان کے پیچھے - اور عورت حاملہ اور دودہ پلانیوالی کو افطار کرنا روزہ کا درست ہی بشرطیکہ بچے کا خوف ہو اور جائز ہی افطار نہایت بوڑہی شخص کو جو ناطاقتی کے باعث روزہ نرکھہ سکی اور آیندہ کو بھی توقع نرکھتا ہو اور صرف اسطرحکا بوڑہا اپنی روزہ کے عوضمین فدیہ دیوے یعنی پیٹ والی عورت اور دودہ پلانیوالی کو فدیہ دینا لازم نہین - اور جائز ہی نفل روزہ والے کو افطار کرنا عذر کے ساتھ سب روایتونمین اور بدون عذر کے ایک روایت مین اور اس روزہ کی وہ قضا کریگا اسلئے کہ نفل کو شروع کرکے اگر توڑ ڈالیگا تو اوسکی قضا لازم ہوجاویگی - اور اگر رمضان کے دنونمین کوئی لڑکا بالغ ہوا یا کوئی کافر مسلمان ہو تو اوس روز امساک کرے یعنی افطار کرنیوالی چیزونمین سی کچھہ نکرے اور کوئی روزہ اوسنکے عوض قضا نرکہی - اور اگر کوئی مسافر افطار کی نیت کرکے چلے پہر اپنے شہر کو پھر آوی اور روزہ کیوقت مین نیت روزہ کی کرلے یعنی دوپہر ڈہلے سی پہلے نیت کرلے تو اوسکا روزہ درست ہوگا اور اگر روزہ دار کو بیہوشی عارض ہوجاوے تو بیہوشی کے ایام کے روزے قضا کرے مگر جس رات مین بیہوشی ہوئی ہو اوسکے دن کے روزہ کی قضا نکرے یعنی اگر چند روز رمضان کے مہینے مین بیہوش رہا تو سب دنون کی قضا کریگا اسلئے کہ نیت روزہ کی نہین پائی گئی مگر اوسدن کی قضا نکرے جسکی رات مین بیہوش ہوا ہو اسلئے کہ ظاہر

یہی ہے کہ اُس رات مین نیت اوس روزہ کی کی ہوگی - اور قضا کرے روزہ کو بسبب ایسے جنون
کے جو مدت تک کا نہو یعنی مہینے مین کبھی ہوگیا ہو اور کبھی نہوا ہو اور اگر تمام مہینے جنون رہا ہو
تو اوسپر قضا نہوگی اسلئے کہ ماہ رمضان مین اوسکو موجود ہونا میسر نہوا جو کہ شرط روزہ کے
واجب ہونے کی ہے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ
یعنے پس جو کہ حاضر ہووے تم مین سے مہینے مین وہ اوسکے روزے رکھے
اور یہی قضا کرے وہ شخص کہ افطار کی چیزون سے بدون نیت کے باز رہے یعنی اگر کوئی کچھ نیت
نکرے نہ افطار کرنے کی اور نہ روزہ رکھنے کی رمضان کے روزونمین تو وہ شخص اون
روزونکی قضا رکھے اسلئے کہ روزہ بدون نیت کے جائز نہین ہوتا - اور اگر وہ نکور رمضان مین
مسافر اپنے شہر مین پونہچ جاوے یا حیض والی عورت پاک ہو خواہ رات کے گمان سے سحر
کھالے حالانکہ صبح ہوگئی ہو یا رات ہو جانیکے گمان پر افطار کرلے حالانکہ آفتاب موجود ہو
ایسے لوگ وہ نکو افطار کی چیزون سے باز رہین اور اوس روزہ کی عوض قضا رکھین اور کفارہ
نہین - اور یہی حکم ہے بھولکر کھانے کے بعد جان بوجھکر کہا لینے کا یعنی اگر کسی نے بھولکر
کھالیا اور نادانی سے یہہ سمجھا کہ میرا روزہ جاتا رہا پھر دانستہ کھایا تو اوسکو روزہ قضا
رکھنا پڑیگا کفارہ لازم نہوگا - اسیطرح اگر سوتی ہوئی اور دیوانی عورت سے صحبت کیجاوے تو
اُن دونون پر قضا لازم ہوگی کفارہ نہوگا **فصل** اور جو شخص کہ قربانی کے دن یعنی عید اضحے
کے روزہ رکھنے کی منت مانے تو وہ اوس روز افطار کرے اور اوسکی عوض دوسرا روزہ رکھے
اور اگر اوس منت سے قسم فرادے تو قسم کا کفارہ بھی دیوے اسلئے کہ اوس دنکا روزہ رکھنا جائز
نہین اسلئے افطار کرکے قضا رکھے اور قسم کی نیت مین قسم کا کفارہ بھی لازم آتا ہے اور یہی حکم
اور دنون کے روزہ کی نذر کا ہے جنمین روزہ رکھنا منع ہے جیسے ایام تشریق اور عید فطر کا روز
- اور اگر نذر کرے کہ اِس برس کے روزے رکھونگا تو چاہیے کہ جن دنون مین روزہ ممنوع
ہے یعنی دو عیدون کے دن اور تین دن تشریق کے اِن پانچون روزونمین افطار کرے اور اونکی

فصل
[illegible]

عوض اور دن رکھے اور قضا ان روزونکی لازم نہین جس صورتمین کہ اندنو نمین روزہ شروع کرکے افطار کرلیا ہو یعنی جسطرح اور روزونمین ہی کہ اگر نفل مین شروع کرکے افطار کرنے سے قضا لازم آتی ہے قضا ان روزونکی لازم نہین ہوتی

باب اعتکاف کی بیان مین مسجد مین روزہ اور نیت اعتکاف کیساتھہ ٹھہرنا اعتکاف کہلاتا ہی اور دو سو ن ہے اور کمسے کمدت نفل اعتکاف کی ایکساعت ہی اور عورت اپنے گہر کی مسجد مین اعتکاف کرے اور اعتکاف والا بدون حاجت شرعیہ یا طبیعت کی حاجت کے مسجد سے باہر نہ نکلے حاجت شرعی جیسے نماز جمعہ اور نماز جنازہ اور بیمار پرسی ہے اور حاجت طبعی مثل بول و براز کی ہی پس اگر بدون عذر کے ایک ساعت کو باہر نکلیگا اعتکاف جاتا رہیگا اور جائز ہی اعتکاف والیکو کہانا اور پینا اور سونا اور خرید و فروخت کرنا جس مسجد مین کہ اعتکاف کیا ہو اور مکروہ ہے بیچنے کی چیز کو مسجد مین لانا بلکہ صرف زبانی معاملہ داد و ستد کا کرے اور مکروہ ہی اوسکو چپ رہنا اور نیک کلام کے سوا دوسری باتین کرنی - اور حرام ہے اوسکو صحبت کرنا اور اوسکے لوازم مثل بوسہ لینے اور گلے چمٹانیکے اور صحبت کرنے سے اعتکاف باطل ہوجاتا ہی - اور اگر چند روز کے اعتکاف کی نذر کرے تو اون روز و نکی راتین بھی اوسپر لازم ہوجاتی ہین اور دو روز کی اگر نذر کرے تو دو راتین لازم ہونگی +

کتاب الحج اسمین حج کا بیان ہی جاننا چاہیئے کہ حج کرنا خانہ کعبہ کا اسلام کے پانچون رکنونمین سے پانچوان رکن ہی اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا یعنی اللہ کیواسطے ہے لوگونپر حج کرنا خانہ کعبہ کا جسکو قدرت ہو اوسکی راہ کی - حج عمر بھر مین ایکبار بفور پائے جانے شرطونکی فرض ہی اور شرطین اوسکی یہہ ہین اول آزاد ہونا دوم بالغ ہونا سوم عاقل ہونا چہارم تندرستی مرض سے پنجم قادر ہونا راہ کے خرچ اور سواری پر جو زائد ہو اوسکے مکان اور ضروری چیزون سے ششم قادر ہونا خرچ آنے جانے اور گہر والونکے اخراجات پر ہفتم راستے کا امون ہونا ہشتم شرط عورت

کے لئے ہی کہ محرم یعنی باپ بیٹا یا خاوند ساتھ ہو اور مسور تین کہ اوسکا اور کعبہ کے درمیان تین فاصلہ سفر شرعی یا اوس سے بڑھکر ہو اور اگر کعبہ سی ایکدو منزل پر رہتی ہو تو محرم کا ہونا شرط نہین۔ پس اگر کوئی لڑکا یا غلام احرام باندھے اور بعد احرام کے وہ لڑکا بالغ ہو جاوی یا غلام آزاد کیا جاوی اور پھر یہہ دونو باقی افعال حج کے بجالاوین تو اونکے ذمہ سی حجۃ فرض یعنی حج اسلام ادا نہوگا اسلئے کہ احرام بالغ ہونے اور آزاد ہونے سے پیشتر باندھا تھا۔ اور میقات یعنی وہ جگہین جہان سی احرام باندھتی ہین اور بدون احرام کے گذرنا جائز نہین پانچ ہین اول ذوالحلیفہ دوم ذات عرق سوم جحفہ چہارم قرن المنازل پنجم یلملم یمن سی ہر ایک جگہہ اُن لوگون کیواسطے جو وہان رہتے ہین اور جو اونپر کو گذرتے ہین احرام باندھنی کا مقام ہی۔ اور جائز ہے اُن جگہون سی پیشتر احرام کا باندھنا مگر ان سی آگے بڑہکر باندھنا جائز نہین۔ اور جو لوگ ان جگہون کے اندر رہتی ہین اونکے لئے احرام باندھنی کی جگہہ حل ہے یعنی حرم کے سوا اور مکہ کے رہنے والونکے لئے اگر حج کا احرام باندھین تو میقات حرم ہی اور عمرہ کے لئے باندھین تو حل ہے

باب احرام باندھنے کے بیان مین

حج کے اعمال مین احرام مثل تحریمہ کے ہی افعال نماز مین۔ اور جب تو احرام باندھنا چاہی تو وضو کر اور نہانا مستحب ہی اور وضو خواہ نہانے کے بعد ایک تہمد اور چادر کہ دونونی ہون یا دہولی ہوئی پہن اور خوشبو لگا اور دو رکعتین پڑہکر یون کہہ کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ اور نماز کے بعد نیت حج سے تلبیہ کہہ یعنی یہہ الفاظ زبان پر لا لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اور ان الفاظ مین چاہے تو اور بڑہا دی مگر کم نکر جب تو نیت حج سی تلبیہ کہہ چکی تو اب تو احرام باندھ چکا تو اب بُری باتون اور گناہون اور لڑائی جہگڑے اور شکار کی مارنے اور اوسکی طرف اشارہ کرنے اور اوسکو بتلانے اور کُرتہ اور پاجامہ اور پگڑی اور ٹوپی اور قبا اور موزے پہننے سی پرہیز کر لیکن اگر جوتیان میسر نہون تو موزون کو ٹخنے کے نیچے سی کاٹکر

پہن لے اور ورس اور زعفران اور کسم کا رنگا مت پہن مگر یہہ نگین کپڑا اگر دھویا ہوا ہو کہ بو
نہ آتی ہو تو اوسکا مضایقہ نہین اور سر اور چہرہ کے ڈھانپنے اور اونکو گل خیرو وغیرہ سے
دھونے اور خوشبو لگانے اور اپنے سر کے بال مُنڈانے اور کترانے اور ناخن دور کرانے
سے بھی پرہیز کر۔ اور نہانے اور حمام مین جانے اور مکان کے خواہ کجاوہ کے سایہ مین
ٹھہرنے اور ہمیانی کمر مین باندھنے سے پرہیز کرنا ضرور نہین۔ اور جب تو نماز پڑھے یا اونچی
جگہہ پر چڑھے یا پستی مین اُترے یا سوار دن سے ملے اور سحر کیوقت مین تلبیہ کثرت سے
پکار کے کہتا رہ۔ اور جسوقت مکہ مین داخل ہو تو اول مسجد حرام مین جا اور خانہ کعبہ کو
دیکھکر اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ زبان پر لا اور پھر حجر اسود کے سامنے جاکر اللہ اکبر لا الہ الا
اللہ کہتا ہوا اوسکو بوسہ دے خواہ ہاتھہ لگاکر ہاتھہ کو بوسہ دے بدون دوسرے شخص کو
تکلیف دینے کے اور خانہ کعبہ کے گرد اپنی چادر داھنی بغل کے نیچے سے نکالکر بائین
کندھے پر ڈالکر حطیم کو شامل کرکے سات بار پھر اور حطیم ایک دیوار کا ٹکڑا ہے کعبہ کے
ایک کنارہ کو اور پھر ناگرد کعبہ کے اپنی داہنی طرف سے شروع کر اوسجگہہ سے جو دروازہ کعبہ
کے پاس ہے اور اول کے تین پھیرون مین رمل کر یعنی مونڈھے ہلاتا ہوا تیز دوڑ اور جب حجر اسود
کے پاس کو گذرے تو اگر ہو سکے تو بوسہ دے یا ہاتھہ لگا دے اور ختم کر گردش کو حجر اسود
کے بوسہ دینے پر بعد اسکے دو رکعت نماز مقام ابراہیم مین خواہ جس جگہہ مسجد مین
ہو سکے ادا کر اور یہہ طواف خانہ کعبہ کے سامنے آنیکا ہے یعنی اسکو طواف قدوم کہتے ہین اور
یہہ طواف مکہ کے رہنے والونکے سوا کے لئے سنت ہے کیونکہ یہہ طواف اول آنیکے واسطے ہے
اور اہل مکہ تو وہان ہی رہتے ہین دوسری جگہہ سے نہین آتے پھر مسجد مین سے نکلکر صفا
کی پہاڑی پر جا اور خانہ کعبہ کیطرف مُنہ کرکے تکبیر اور تہلیل کہہ اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر درود بھیج اور اپنے پروردگار سے اپنی مراد مانگ پھر وہان سے اُترکر مروہ
کیطرف چل اور سبز میلون کے درمیان دوڑ اور مروہ پر پہونچکر جو کچھہ صفا پر کیا تھا

وہی افعال بجالاوے اسیطرح ان دونو کے درمیانمین سات پھیرے کرکہ شروع پھیرون کا صفا سے اور ساتوان پھیرا تمام مروہ پر ہو بعد اسکے مکہ مین احرام باندہی ٹہرا اور جب تیسرا دن چاہے خانہ کعبہ کا طواف کیا کرپھر ساتوین تاریخ ذی الحجہ کو امام کو چاہیئے کہ خطبہ پڑہے اور اوسمین افعال حج کے بیان کرے اور آٹھوین تاریخ منی کو جاوے اور نوین کو صبح کی نماز کے بعد عرفات کو جاوے وہان امام خطبہ پڑہی اور افعال حج کے لوگونکو تعلیم کرے پھر دوپہر ڈہلے ظہر اور عصر کی نماز ایک اذان اور دو تکبیرون سے پڑہ بشرطیکہ امام اور احرام ہو یعنی اگر احرام نہ باندہی یا اکیلا ہو تو اسصورتمین ایک وقتمین دونمازونکو ساتہہ پڑہنا چاہیئے پھر موقف کیطرف چلے اور کوہ رحمت کے قریب ٹہہرے اور عرفات کا میدان سب ٹہہرنے کی جگہہ ہی سوای میدان عرنہ کے اور وہان تحمید اور تکبیر اور تہلیل اور تلبیہ اور درود اور دعائین پڑہتا رہے پھر دن چھپنے کے بعد مزدلفہ کیطرف چل اور کوہ قزح کے پاس اترا اور جماعت کے ساتھہ مغرب اور عشا کی نماز ایک اذان اور ایک تکبیر سے پڑہہ اور نماز مغرب کو راہ مین پڑہنا درست نہین پھر نماز فجر کی اندہیرے مین پڑہکر تکبیر اور تہلیل اور تلبیہ اور درود اور دعائین پڑہتا ہوا توقف کرے اور مزدلفہ میدان محسر کے سوا سب جگہہ ٹہہرے کی ہی پھر روشنی ہو جانے کے بعد منی کو چل اور وہان پونہچکر جمرہ عقبہ کو میدان پست کے بیچ مین کہڑا ہوکر سات کنکرین ایسی مارجنکو انگلی سے مارسکین اور ہر تہری کے ساتھہ اللہ اکبر کہہ اور لبیک کہنا اول ہی کنکری کے مارنے سے موقوف کرے پھر قربانی کرے پھر سر کے بال منڈایا کترا اور منڈانا مستحب ہی ان کاموں کے بعد تمہیں سب احرام کی ممنوع چیزین سوا عورت سے صحبت کرنیکے جائز ہو جاوینگی پھر اسی تاریخ دسوین کو یا گیارہوین خواہ بارہوین کو مکہ مین آوے اور طواف رکن کے (جسکو طواف زیارت بھی کہتے ہین) سات پھیرے بدون رمل اور صفا مروہ دوڑنیکے بجالاوے اگر یہہ دونو باتین طواف قدوم مین کرلی ہون اور اگر نکی ہون تو طواف رکن مین کیجاوین اس طواف کی بعد تجکو عورت سے صحبت

صفا سے مروہ تک جانا ایک پھیرا ہوا اور مروہ سے صفا تک دوسرا ہی طرح ساتوان پھیرا صفا سے مروہ تک ہوگا ۱۲ ایک جگہہ کا نام ہی لڑائی بادہیل کی فاصلہ پر کہ حاجی وہان ٹہہرتے ہین ۱۲ ۱۲ حاجیون کا مقام کہ جگہہ ۱۲ ۱۲ ایک جگہہ کا نام ہی وہان حاجی نہین ۱۲ ۱۲ ایک مقام ہی عرفات اور منی کے درمیان ۱۲ ۱۲ ایک مقام ہی مزدلفہ کے قریب ۱۲

کرنا درست ہو جاویگا اور مکروہ ہے اس طواف کو ذبح کے دن یعنی دسوین گیارہوین بارہوین
تاریخ سے پیچھے ڈالنا - پھر طواف رکن کرنیکے بعد منیٰ کو جا اور قربانی کے دوسرے دن یعنے
گیارہوین کو دوپہر ڈھلے پیچھے تینون جمرونکو سات سات کنکرین مار اور شروع اون جمرہ
سے کر جو مسجد خیف کے قریب ہی پھر جو اوس کے قریب ہی پھر جمرہ عقبہ کو مار اور جس کنکر مارنے
کے بعد دوسرا کنکر مارنا ہو تو اوسکے بعد کچھہ توقف کر یعنی جمرہ اول اور دوسرے کو کنکر مارنیکے
بعد توقف کر اور جمرہ عقبہ کو مارنیکے بعد توقف مت کر پھر گیارہوین کو اسیطرح کر اور بارہوین کو
بھی ایسا ہی کر اگر منیٰ مین ٹھہرا رہی اور اگر تیرہوین تاریخ کو کنکر مارے تو زوال سی پہلے کنکر
مارنا درست ہی اور اول اور دوم جمرہ کو کنکرین پیادہ ہو کر مارنی چاہین اور تیسری کو سوار
ہو کر بھی مارنا درست ہی اور مکروہ ہی کہ اپنا اسباب سامان مکہ کو روانہ کر دی اور خود کنکرین
مارنیکو منی مین ٹھہرا رہی - پھر محصب مین پونہچ اور محصب ایک پتھریلی زمین مکہ کے کنارہ پر وہان
رات کو رہنا سنت ہی - پھر محصب سے مسجد حرام مین داخل ہو کر طواف رخصت کی سات پھیری پھر اور
یہہ طواف سوا اہل مکہ کی اور دنیرواجب ہی اسکو طواف صدر بھی کہتے ہین اور مکہ والون پر اسلئے نہین
کہ وہ اپنے وطن کو رخصت نہین ہوتی - پھر طواف رخصت کے بعد زمزم کا پانی پی اور ملتزم سی
لپٹ اور یہہ جگہہ حجر اسود سی لیکر دروازہ کعبہ تک ہی اور خانہ کعبہ کے پردونکو پکڑ اور دیوار
سے لگ کر اور دعا مانگ کر گریہ وزاری کرنا علیحدہ ہو **فصل** اور جو شخص مکہ مین
بسنا دی اور عرفات مین ٹھہری اوسکی ذمہ سی طواف قدوم جاتا رہیگا اور جو شخص عرفہ کے
روز زوال کے بعد سی دسوین کی صبح تک ایک ساعت بھی توقف کریگا تو اوسکا حج پورا ہو جائیگا
گو نے جانے یا سوتے ہوئے خواہ بیہوشی کیحالت مین توقف کری اور اگر اوسکی طرف سی
بیہوشی کی جہت سی اوسکا رفیق احرام باندہلی تو جائز ہی یعنی اوسکا حج ہو جاویگا - اور حج
کے تمام افعال مین عورت کا حکم مثل مرد کے ہی اتنا فرق ہی کہ عورت اپنا منہ کہولے مگر سر
نہ کہولے اور لبیک بلند آواز سی نہ کہی اور نہ طواف مین مونڈہی ہلا وی اور نہ سبز میلوان کے

درمیان دوڑی اور نہ سر منڈاوی بلکہ بال تھوڑی سی کتروالے اور سیا ہوا کپڑا پہنی مترجم
کہتا ہی کہ عورت مرد مین ایک فرق یہہ بھی ہی کہ عورت کو بباعث عذر حیض کے طواف رکن مین تاخیر
کرنی درست ہی۔ اور جو شخص کہ نفل کی بدنہ یعنی قربانی کے گلے مین خواہ نذر کی بدنہ کے
خواہ شکار کے عوض کے بدنہ کی گلے مین خواہ اور اسکی مانند مثل تمتع کے بدنہ کے کلادہ
باندہی اور اوسکو حج کے ارادہ سی اپنی ساتھہ لیکر کعبہ کیطرف متوجہ ہو تو اوسکا احرام بندھگیا
یعنی بدون تلبیہ کے اس عمل سی محرم ہو جاتا ہی اور اس مسئلہ مین امام شافعیؒ کا خلاف ہی
اور دلیل اونپر ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ آپ نے فرمایا جو کوئی کلادہ باندہے
بدنہ کو تو وہ محرم ہو گیا۔ پس اگر بدنہ کو اول روانہ کرے بعد اوسکی خود روانہ ہو تو محرم
نہو گا جبتک کہ راہ مین اوس سی نملے مگر بدنہ تمتع مین کہ بدون ملنی کے محرم ہو جاتا ہی۔ پھر
اگر اوس بدنہ پر جھول ڈالی یا اوسکی کوہان مین زخم لگادیا یا بکری کے گلے مین کلادہ باندہا
تو محرم نہو گا۔ اور بدنہ شریعت مین اونٹ اور گاہی کا معتبر ہی بکری کا نہین

باب قران کے بیان مین جاننا چاہئے کہ حج کے افعال تین قسم ہین قران اور تمتع اور
افراد قران ایک احرام سی حج اور عمرہ کے ادا کرنیکو کہتی ہین اور تمتع ایک سفر اور دو احرام
سی حج اور عمرہ کرنیکو کہتی ہین اور افراد اکیلا حج بدون عمرہ کے کرنیکو کہتی ہین۔ ان تینون
قسمون مین سے افضل قران ہی اسلئے کہ اوسمین دو عمل ادا کرنے ہوتے ہین اور احرام
بہت دنون تک رہتا ہی جسمین سب کامونکی نسبت کرزیادہ مشقت ہوتی ہی قران کے بعد تمتع
ہی اسلئے کہ اوسمین بھی دو عمل ادا ہوتے ہین لیکن چونکہ احرام اول کے بعد حلال ہو جاتا ہی
اسلئے اوسمین محنت کم ہوتی ہی نسبت قران کے اور تمتع کے بعد افراد ہی کہ اوسمین صرف
حج کا ادا کرنا ہی نہ عمرہ کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای آل محمد احرام
باندھو حج اور عمرہ کا ایک ساتھہ اس حدیث کو طحاویؒ نے بیان کیا ہی اور امام شافعیؒ کے
نزدیک قران کی نسبت کرتمتع بہتر ہے واللہ اعلم۔ اور قران کی صورت یہہ ہی کہ میقات یعنی

احرام باندھنے کی جگہ جسسے حج اور عمرہ کا احرام اکٹھا باندھی اور یہہ دعا پڑہی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ پھر مکہ مین داخل ہوکر طواف اور سعی عمرہ کی کرے پھر موجب بیان گذشتہ بالا کے حج ادا کرے - پس اگر حج اور عمرہ کے لئے دو طواف کریگا اور دو ہی سعی کریگا یعنی صفا اور مروہ مین دو بار دوڑیگا تو جائز ہوگا مگر برا کریگا یعنی اسطرح کرنا مکروہ ہی - اور جب قربانی کے روز جمرہ عقبہ کو کنکرین مار چکے تو ایک بکری یا بدنہ یا بدنہ کا ساتوان حصہ ذبح کرے اسلئے کہ یہہ ذبح واجب ہی اور جو شخص ذبح کرنے سے عاجز ہو وہ دس روزے رکھے اسطرح کہ تین تو ساتوین اور آٹھوین اور نوین تاریخ کو رکھے اور سات روز جبکہ افعال حج سے فارغ ہو چکے گو مکہ ہی مین ٹھہرا رہے - اور اگر قربانی کے دن تک روزہ نہ رکھیگا تو ذبح کرنے کے سوا اور کچھہ نہین ہوسکتا - اور اگر قران والا کہ مین سنجاوے کہ حج سے پہلے عمرہ ادا کرے اور عرفات مین توقف کرے یعنے حج کے ارکان شروع کردے تو اوسپر عمرہ کی چھوڑیگا دم دینا لازم ہوگا اور عمرہ کی قضا کرے +

باب بعد حج کے تمتع کے بیان مین - اوسکی صورت یہہ ہی کہ میقات پر عمرہ کا احرام باندھی پھر طواف عمرہ کا اور سعی کرے اور سر کے بال منڈوادے یا کترادے اور احرام کھولکر حلال ہوجاوے ایسا شخص طواف کے اول ہی پھیرے مین لبیک کہنا موقوف کردے پھر آٹھوین تاریخ ذی حجہ کی احرام حج کا حرم سے باندھی اور حج کرے اور ذبح کرے - پس اگر ذبح سے عاجز ہو تو اوسکا حکم گذر چکا کہ دس دن روزے رکھے - اور اگر تین روزے ماہ شوال مین رکھے یعنی حج کے مہینون مین سے کوئی سے تین دن رکھے اور روز دن کے بعد عمرہ کرے تو یہہ روزے تمتع کی تین روزو کے عوض کافی نہونگے لیکن اگر عمرہ کا احرام باندھکر طواف عمرہ سے پیشتر تین روزے رکھیگا تو البتہ تمتع کے روزونکی عوضین کافی ہونگے - پس اگر تمتع کرنیوالا قربانی اپنے ساتھہ لیجایا چاہی کہ یہہ دوسری قسم تمتع کی ہی تو وہ احرام باندھکر قربانی کو ہانکتا چلے اور اوسکی گلے مین توشہ دان یا جوتی ڈالدے مگر اوسکو مان مین زخم نکرے اور عمرہ کرنیکے بعد احرام

کی قید بن لگی رہی حلال نہو جاوی اور آٹھوین تاریخ کو حج کے لئے احرام باندھی اور آٹھوین سے پہلے باندھنا مستحب ہی پھر جب سوین کو بال منڈا چکے اوسوقت دونو احرامون یعنی عمرہ اور حج سے حلال ہو جاوی۔ اور مکہ اور اوسکی قریب کے باشندے تکو تمتع اور قران درست نہین۔ پس اگر تمتع کرنیوالا اپنے شہر کو عمرہ کے بعد لوٹ آوی اور قربانی کو روانہ نکیا تو اوسکا تمتع باطل ہو جاویگا اور اگر قربانی روانہ کر چکا تہا اور عمرہ کے بعد اپنی شہر کو واپس آیا تو تمتع باطل نہوگا۔ اور جو شخص عمرہ کی طواف مین کمتر پھیرے یعنی تین پھیری یا اوسسے کم حج کے مہینون کے پیشتر کرلے اور حج کے مہینو نمین اوس طواف کے باقی پھیری پوری کری اور حج ادا کرے تو تمتع اوسکا باقی رہیگا اور اسکی عکس کیصورت مین یعنی حج کے مہینو نمین زیادہ پھیرے نکرے بلکہ کمتر کرے تو وہ تمتع والا نرہیگا۔ اور حج کے مہینے ماہ شوال اور ذی قعدہ اور دس روز ذیحجہ کے ہین اور حج کے لئے ان مہینون سے پیشتر احرام باندہنا جائز ہی مگر مکروہ ہی۔ اور اگر کسی کوفہ کے رہنے والے نے حج کے مہینون مین عمرہ کیا اور مکہ مین خواہ بصرہ مین ٹھہر گیا یعنی اپنے وطن کو واپس نگیا اور حج کیا تو اوسکا تمتع جائز ہوگا اور اگر عمرہ کو فاسد کردیا اور مکہ خواہ بصرہ مین ٹھہرا اور عمرہ فاسد کو قضا کرکے حج کیا تو اسصورت مین تمتع والا نرہیگا مگر ایک صورت سی کہ اپنے وطن کو واپس جاوے اور پھر آوی اور عمرہ فاسد کو حج کے مہینون مین قضا کرکے حج ادا کرے اسصورت مین البتہ اوسکا تمتع درست ہوگا۔ اور انمین سی جون سی کو فاسد کردی چاہئے کہ اوسکی افعال کرتا رہی اور ذبح لازم ہوگا اسلئے کہ حج خواہ عمرہ کے فاسد کردینے سی تمتع والا نرہا اور اگر کسی نے تمتع کیا اور قربانی کی تو یہہ قربانی تمتع کی دم کے عوض نہوگی اسلئے کہ تمتع کا دم قربانی کے سوا ہی۔ اور اگر عورت احرام باندہنے کیوقت حائض ہوگئی تو طواف کے سوا سب ارکان حج کے ادا کری اور اگر طواف رخصت کرنیکے وقت حائض ہو تو طواف رخصت کو چھوڑ دی اور اپنے وطن کو چلی جاوی یعنی اوس طواف کے چھوڑنے سی اوسپر کچھ لازم نہوگا جیسے وہ شخص کہ مکہ مین رہنا اختیار کرے یعنی حج کے بعد

اگر کوئی شخص مکہ کی اقامت اختیار کرے تو اوسپر بھی طوافِ رخصت لازم نہین رہتا +

باب احرام اور حج کے اعمال مین قصور ونکے بیان مین - ذبح کرنا ایک بکری کا واجب ہوتا ہے اگر محرم اپنے ایک عضو کامل پر خوشبو لگا دے اور اگر ایک عضو سے کم کو لگا دے تو صدقہ دے اور اگر اپنے سر کو مہدی سے رنگین کرے یا زیتون کا تیل ملے یا کپڑا ایسا ہوا پہنے یا دن بھر سر کو چھپا دے تو ان صورتون مین بکری ذبح کرے اور ایک روز سے کم اگر سر کو چھپا دے تو صدقہ دے - اور اگر چوتھائی سر کے خواہ داڑھی کے بال منڈا دے تو دم دے اور چوتھائی سے کم مین صدقہ دے مثل مونڈنے بغل کے یعنی اگر محرم کسیکے بال مونڈے تو اوسپر صدقہ واجب ہوتا ہے اور اگر گردن کے بال خواہ دونو بغلون کے یا ایک کے یا پیٹھ یا لگانے کی جگہ کے منڈا دے تو ان سب صورتون مین دم دے اور ایک موچھ منڈانے مین حکم ایکمرد عادل کا ہے کہ جو کچھ وہ کہے صدقہ دیڈالے اور محرم شخص اگر حلال آدمی کی موچھین مونڈے یا ناخن کترے تو بکا کہانا دے - اور اگر دونو ہاتھ پانو کے ناخن ایک مجلس مین کاٹے یا ایک ہاتھ خواہ ایک پانو کے کاٹے تو دم دے اور اگر اس سے کم کترا دے تو صدقہ دے اور یہی حال ہے اگر پانچ ناخن متفرق دونو ہاتھ پانو مین سے ڈالے - اور اگر ٹوٹا ہوا ناخن دور کرے تو کچھ واجب نہین ہوتا - اور اگر کسی عذر کی جہت سے مثلاً بیماری کے باعث خوشبو لگا دے یا ایسا ہوا کپڑا پہنے یا سر منڈا دے تو بکری ذبح کرے یا تین صاع گیہون چھ مسکینونکو دے یا تین روزے رکھے اور بدون عذر کے ان چیزون کے مرتکب ہونے سے ذبح کرنے کے سوا اور کوئی چیز درست نہین

فصل اور کچھ واجب نہین ہوتا اسمین کہ محرم کسی عورت کی شرمگاہ کیطرف شہوت سے دیکھے اور منی نکل پڑے اور اگر بوسہ دے خواہ شہوت سے اوسکو چھو دے یا اپنی حج کو فاسد کر دے اسطرح کہ عرفات مین ٹھہرنے سے پیشتر صحبت کر بیٹھے تو دم دے اور اعمال حج کی کئی چلا جاوے اور اوسکی قضا کرے اور مرد و عورت جنہون نے ہم بستری کی ہو قضا کرنیمین حج کے آئندہ سال مین یہہ ضرور نہین کہ جدا جدا ہون - اور اگر عرفات پر ٹھہرنیکے بعد صحبت کی ہو تو بدنہ واجب ہوگا

اور حج فاسد نہوگا - اور اگر صحبت کرے حج مین بعد سر منڈانیکے یا عمرہ مین طواف کے اکثر پھیرون یعنے چار یا زیادہ سے پیشتر تو دم دی اور عمرہ اس صحبت سے فاسد ہوجاویگا اسکی اعمال بجالاوی اور اوسکو قضا کرے اور اگر عمرہ مین طواف کے اکثر پھیرون کے بعد صحبت کریگا تو عمرہ فاسد نہوگا مگر اسصورتمین دم دینا لازم ہوگا - اور بھولکر صحبت کرنی مثل جان بوجھکر صحبت کرنیکے ہے - اور بکری ذبح کرے جس صورتمین کہ طواف رکن بیوضو کرے اور بدنہ ذبح کرے اگر طواف رکن حالت ناپاکی مین کرے اور اوس طواف کو اسصورتمین دوبارہ کرے اور اگر طواف قدوم کو یا طواف رخصت کو بیوضو کرے تو صدقہ دی - اور بکری ہے اگر طواف رکن مین کے کمتر پھیرے چھوڑ دی اور اگر زیادہ پھیرے نکو اس طواف کے چھوڑ دیگا تو محرم ہی بنا رہیگا چاہیئے کہ اوسکو دوبارہ کرے بدون نئے احرام کے - اور بکری دی اگر طواف رخصت کو ترک کرے یا اوسکو حالت ناپاکی مین کرے اور اگر اس طواف مین سے کمتر پھیرے یعنی تین یا دو یا ایک ترک کرے تو صدقہ دی اور بکری دی اگر طواف رکن بیوضو کرے یا طواف رخصت کو ایام تشریق کے آخر دنمین یعنی تیرہوین تاریخ کرے - اور اگر طواف رکن کو حالت جنابت مین کرے تو دو دم واجب ہوتے ہین - اور بکری ذبح کرے اگر عمرہ کا طواف اور سعی بیوضو کرے لیکن اس عمرہ اور سعی کا دوبارہ کرنا لازم نہین - اور بکری ہے اگر عرفات پر سے امام سے پیشتر چلا آوے یا مزدلفہ مین رہنا چھوڑ دی یا سب تو نکی کنکرین مارنیکو خواہ ایک دن کی کنکرین مارنیکو ترک کرے یا بال بارہوین تاریخ کے بعد منڈاوے یا طواف رکن کو بارہوین کے بعد کرے یا سر کو حرم کے باہر حل مین منڈاوے - اور اگر قران کرنیوالا ذبح سے پیشتر سر کے بال منڈاوے تو دو دم دینے لازم ہونگے **فصل** اگر کوئی محرم شکار کو مار ڈالے یا ایسے شخص کو شکار بتلاوے جو اوسکو مار ڈالے تو اوسپر جزا واجب ہوتی ہے اور جزا شکار کی وہ قیمت ہے جو دو مرد عادل اوسکے مار ڈالنے کی جگہہ مین یا اوسکے قریب ٹھہراوین اور امام شافعیؒ کے نزدیک صورت مذکورہ مین اس شکار کی صورت کا جانور واجب

ہوتا ہی اور دلیل اوسپر یہ ہی کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی کہ مثل شکار پر تم مین کے دو صاحب عدل حکم کرین اگر صورت کا مثل اس سی مراد لیا جاوی تو دو شخصون کے حکم کی کیا حاجت ہی صورت کے یکسان ہونیکو تو ہر کس و ناکس پہچانتا ہی پس ضرور ہوا کہ مثل سے غرض مالین یکسان ہونا ہی اور وہ قیمت ہی صورت نہین - پس اس قیمت سی تذہی خرید کرکے ذبح کرے اگر قیمت مین ہدی کی گنجایش ہو اور اگر اتنی قیمت نہو تو اوس سی جو اور گیہون خرید کر مساکین پر صدقہ کرے مثل صدقہ فطر کے یعنی ہر مسکین کو ایک صاع جو اور نصف صاع گیہون دے دی یا ہر مسکین کی یوم صدقہ کی عوض مین ایک روزہ رکھی یعنی حساب کرے کہ یہہ اناج کتنے مساکین کو تقسیم ہوگا اوسیقدر روزہ رکھی اور اگر حساب مین مسکینونکو دیکر نصف صاع سی کم بچے تو اوسکو خیرات کر دی یا اوسکی عوض ایک دن روزہ رکھی - اور اگر شکار کو زخمی کرے یا اوسکا عضو کاٹ ڈالے یا بال اکھاڑے تو ان افعال سے جسقدر نقصان شکار کی قیمت مین ہو جاوی اوسقدر دام لیکر صدقہ کر دی - اور اگر شکار کے شہپر اکھاڑ ڈالے یا اوسکی ہاتھ پانو کاٹ ڈالے یا اوسکا دودھ دوہ لی یا اوسکا انڈا توڑے اور اوسمین سی مردہ بچہ نکلی تو ان سب صورتونمین ہر یک کی پوری قیمت واجب ہوگی - اور کوی اور چیل اور بھڑیے اور سانپ اور بچھو اور چوہی اور باؤلے کتے اور مچھر اور چیونٹی اور پسو اور کلنی اور کھجوے کے مارڈالنی سی کچھہ لازم نہین ہوتا اور مجوان اور ٹیڈی کے مارڈالنی مین جو چاہی صدقہ دی مثلا ایک مٹھی اناج خواہ اور ایسی ہی چیز دیدی - اور درندہ کے مارڈالنی مین ایک بکری سی زیادہ قیمت نکیجاویگی یعنی اگرچہ قیمت درندہ کی زائد ہو مگر بکری سے زیادہ واجب نہین ہوتی اور اگر درندہ محرم پر حملہ کرے تو اوسکی مارڈالنی سی کچھہ واجب نہین ہوتا - بخلاف نے اختیار کے یعنی اگر محرم بھوک سی مجبور ہوکر شکار کو کہانیکے لئے ماری تو اوسپر جزا لازم نہین آتی - اور محرم کو ذبح کرنا بکری اور گاہی اور اونٹ اور مرغی اور گہری کی پلی بلی کا جائز ہے اور اگر پامور کبوتر کو یا پلے ہوئی ہرن کو ذبح کرے تو جزا لازم ہوتی ہی - اور اگر محرم کسی شکار کو ذبح کرے تو وہ حرام ہو جاتا ہی اور تا ذبح کے اگر اوسکو کہاوے

یعنے اگر ذبح کیے ہوئے کو کہاے تو خیمت اوسکی ساکین پر صدقہ کری اور اگر اوس جانور کو
دیکھ کر محرم کہاے تو اوسپر کچھ تاوان واجب نہین - اور محرم کو اوس شکار کا گوشت حلال ہے
جسکو حلال شخص نے مار کر ذبح کیا ہو بشرطیکہ محرم نے اوسکو شکار نہ بتلایا ہو اور نہ حکم شکار مارنے
کا کیا ہو - اور مرد حلال اگر حرم کے شکار کو ذبح کرے تو واجب ہی کہ اوسکی قیمت خیرات کری
نہ روزہ رکھنا یعنی روزہ نرکہی جیسا شکار مارنیمین رکھتا تہا - اور جو شخص کہ حرم مین شکار سا
لاوے تو اوسکو چہوڑ دینا چاہیے پس اگر اوسکو بیچ لے اور شکار موجود ہو تو اس بیع کو واپس
کرانا چاہیے اور اگر شکار مرجاوے تو اوس شخص بائع پر جزا لازم ہوگی - اور اگر کوئی شخص احرام
باندہے اور اوسکے گہر مین یا اوسکے ساتھہ پنجری مین شکار ہو تو اوسپر لازم نہین کہ اوس شکار کو
چہوڑ دے - اگر کوئی حلال شخص شکار پکڑکر احرام باندہ لے تو جو کوئی اوسکو چہوڑ دیوے ضامن ہوگا
بسبب اسکے کہ احرام کی حالت کے سوا مین شکار ممنوع نہتا جو پکڑنیوالا نقصان اوٹہاوے تو
اوسکی چہوڑنیوالے پر تاوان لازم ہوگا اور اگر کوئی محرم اوس شکار کو پکڑے تو چہوڑنیوالا
تاوان نہدے اسلیے کہ پکڑنا شکار کا حالت احرام مین ممنوع ہی تو اوسکی چہوڑنیوالے پر تاوان
نہوگا پہر اگر کسی دوسرے محرم نے اوس کو مارڈالا تو دونو محرم تاوان دین اول تو شکار پکڑنے کی
جہت سے اور دوسرا اوسکو مارڈالنے کے سبب سے اور جسنے شکار پکڑا تہا وہ اپنا تاوان مارنیوالے
سے بہرلے اسلیے کہ اگر وہ نمارتا تو شاید پکڑنیوالا اوس شکار کو خود چہوڑ دیتا تو اوسکی ذمہ
کچہہ بھی واجب نہوتا اب جو تاوان دینا پڑا تو اوسکی مارڈالنے کی جہت سے دینا پڑا - پس اگر
محرم حرم کا گہاس کاٹے یا ایسا درخت جو کسیکی ملک نہو اور نہ اُن چیزونمین سے ہو جنکو لوگ
بویا کرتے ہین تو اوسکی قیمت کا تاوان دے لیکن اگر گہاس اور درخت خشک ہو تو اوسمین کچہہ
تاوان نہین - اور حرام ہی حرم کی گہاس کا چرانا اور کاٹنا سوا اذخر کے اور وہ ایک گہاس
خوشبودار ہی اوسکا کاٹ لینا حاجت کیواسطے درست ہی اور جو قصور ایسے ہین کہ اونکی باعث
تنہا حج کرنیوالے پر ایک دم لازم آتا ہی تو اونکی جہت سے قران والے پر دو دم لازم آتی ہین

ف اسلیے کہ وہ صید حرم کا ہوگیا

ف یعنی اوسکی قیمت مالک کو دیوے

ایک حج کیواسطے اور ایک عمرہ کے لئے مگر ایک صورتمین کہ قران والا احرام باندھنے کی جگہہ سے بدون احرام کے آگے بڑھجاوے تو اسصورتمین تنہا حج کرنے والے اور قران والے پر دو نو پر ایکدم سے زیادہ لازم نہین۔ اور اگر دو محرم ملکر ایک شکار مارین تو جزا دو دینی پڑیگی اور اگر دو حلال ملکر حرم کا شکار مارین تو ایک جزا سے زیادہ لازم نہوگی اسلئے کہ یہہ جزا حرم محترم کی تعظیم کے لئے ہی اور وہ ایک ہی ہی اور پہلی جزا احرام مین امر ممنوع کرنیکی جہت سے ہی اور وہ دو شخصون سے سرزد ہوا ہی۔ اور اگر محرم شکار کو بیچے یا خریدے تو یہہ خرید و فروخت باطل ہی اور اگر کوئی شخص حرم مین سے ہرنی پکڑلاوے اور اوسکی بچہ پیدا ہوا اور دو نو مرجاوین تو اوسکو دو نو کا تاوان دینا چاہئے اور اگر وہ ہرنی کا تاوان دیچکی اوسکی بعد وہ بچہ جنے اور دو نو مرجاوین تو بچہ کا تاوان نہ دے

باب میقات پر سے بدون احرام کے آگے بڑھنے کے بیان مین۔ جو شخص بدون احرام کے میقات سے گذر جاوے اور پھر میقات کو احرام باندھکر لبیک کہتا ہوا لوٹ آوے یا بدون احرام آگے بڑھ گیا تھا پھر عمرہ کا احرام باندھ لیا اور عمرہ کو فاسد کرکے اوسکو قضا کیا اسطرح کہ دوسرا احرام میقات پر سے باندھا تو جو ذبح کرنا اوسکی ذمہ میقات پر سے بدون احرام نکلجانیکے باعث لازم ہوا تھا وہ ساقط ہوجاویگا۔ اور اگر کوفہ کا کوئی رہنے والا یا کسی اور شہر کا بنی عامر کے باغمین کسی اپنے کام کو آوے (اور یہہ باغ حرم کے باہر میقات تون کے اندر واقع ہے) تو اوس شخص کو مکہ مین بدون احرام داخل ہونا جائز ہی اور حج کیواسطے اوس شخص کی میقات وہی باغ ہی۔ اور جو کوئی مکہ مین بدون احرام کے داخل ہو پھر اسی سال مین اپنی ذمہ پر کے حج اسلام کو ادا کرے تو یہہ حج عوض اوس حج کے جو اوسکی ذمہ پر مکہ مین بدون احرام داخل ہونے سے ہوا تہا جائز ہوگا اور اگر سال بدلجاوے یعنی حج اسلام دوسری برس کرے تو اوسکی عوض جائز نہوگا غرضکہ جو کوئی مکہ مین بدون احرام چلا آتا ہے اوسپر حج لازم ہوجاتا ہی اور اگر اوسی سال مین حج اسلام ادا کرتے تو دوسرے حج کی ضرورت نہین ایک

ہی دونو کے عوض ہوجائیگا

باب ایک احرام پر دوسرا احرام کر لینے کے بیانمین — ایک مکہ کے رہنیوالے نے عمرہ کے طواف کا ایک پھیرا کیا پھر حج کا احرام باندھ لیا تو حج کو ترک کرسکتا ہے اور اوسپر حج اور عمرہ دونو کی قضا اور دم لازم ہوگا واسطے ترک کرنے حج کے پھر اگر حج اور عمرہ کے افعال پورے کردی تو جائز ہوگا اور دم لازم آویگا کہ مکے ہو کر دونو کو اکٹھا کیا — اور اگر کسی شخص نے حج کا احرام کیا پھر قربانی کے دن یعنی دسوین تاریخ دوسری حج کا احرام کر لیا تو اگر اول حج مین اوسنے بال مُنڈا لئے ہین تو اوسکو دوسرا حج کرنا لازم ہوگا اور دم دینا نہ پڑیگا اور اگر بال نہ مُنڈائے ہون تو حج دوم بھی لازم ہوگا اور دم دینا بھی پڑیگا گو بال کتراوے یا نہ کتراوے یعنی دوسرے احرام مین کہ پہلے احرام کے بعد باندھی بال کترانے سے دم ساقط نہوگا اور کترانے سے مراد دور کرنا بالونکا ہی خواہ مُنڈانے سے ہو یا کترانے سے — اور جو شخص سوائے بال منڈانیکے اپنی عمرہ کے سب افعال سے فارغ ہوجاوے پھر احرام دوسری عمرہ کا باندھلے تو اوسپر دم لازم آویگا اسلئے کہ اوسنے دو احرامونکو جمع کردیا — اور جس شخص نے احرام حج کا باندھا پھر عمرہ کا احرام کر لیا پھر عرفات مین ٹھہرا تو اوسنے عمرہ کو ترک کیا اور اگر صرف عرفات کیطرف کو چلے تو جبتک وہان توقف نکریگا عمرہ کا ترک کرنا متحقق نہوگا — پھر اگر حج کا طواف کرکے عمرہ کا احرام باندھ لے اور اوسکی اعمال بجالاوے تو ذبح کرنا اوسپر واجب ہے اور مستحب ہے کہ اوس عمرہ کو ترک کرے — اور اگر قربانی کے روز عمرہ کا احرام باندھے تو عمرہ لازم ہوجاتا ہے مگر اوسوقت اوسکا ترک کرنا لازم ہے اور اوس عمرہ کی قضا مع دم کے لازم ہے اگر اوسوقت عمرہ کو چھوڑا اور حج اور عمرہ کے افعال دونو کئے تو جائز ہوجاویگا اور دم دینا پڑیگا اور جس شخص سے حج فوت ہوجاوے پھر وہ عمرہ یا حج کا احرام کرلے تو دونو کو اوس وقت ترک کرے اور عمرہ کی قضا مین تو صرف عمرہ کرے اور حج کی قضا مین حج اور عمرہ دونو کرے +

باب حج اور عمرہ سے رکجانیکے بیانمین - جو شخص کہ دشمن یا مرض کی جہت سے حج خواہ عمرہ سے رک گیا ہو اوسکو چاہیئے کہ ایک بکری روانہ کرے اور اگر قران والا ہو تو دو دم واجب کرے یہہ دم اوسکی طرف سے ذبح کیا جاوے اوسکے بعد وہ احرام کھولدے اور اس دم کا ذبح ہونا حرم مین چاہیئے یہہ نہین کہ قربانی کے روز ذبح ہو - اور جو کوئی کہ حج سے رک کر حلال ہو جاوے تو اوسپر قضا ایک حج اور ایک عمرہ کی ہے اور اگر عمرہ سے رکا ہے تو ایک عمرہ کی قضا ہے اور قران والے پر ایک حج اور دو عمرہ کی قضا ہے - پھر اگر ہدی کے روانہ کرنیکے بعد رکاوٹ جاتی رہی اور وہ شخص ہدی کو پکڑ سکتا ہے اور حج ادا کر سکتا ہے تو حج کو چلا جاوے ورنہ بجاوے ہدی کے رکاوٹ کو کافی ہوگی اور حج یا عمرہ کی قضا کرے - اور جب عرفات مین ٹھہر چکا تو پھر روکا جانا معتبر نہین اسلئے کہ اوسکا حج پورا ہو گیا اور جو رکن سب مین عمدہ تھا وہ تو ادا ہو گیا باقی رہا طواف رکن اور طواف رخصت اور سر منڈانا تو ان اعمال کو دیر سے ادا کریگا - اور جو شخص دور کنون سے روکا جاوے یعنی عرفات پر ٹھہرنے اور طواف رکن کرنے سے اگرچہ مکہ مظمہ مین ہی ہو روکا ہوا کہلائیگا ورنہ روکا ہوا نہوگا

باب حج کے نملنے کے بیانمین - جس شخص کا حج عرفات پر نہ ٹھہرنیکے باعث فوت ہو جاوے تو اوسکو چاہیئے کہ عمرہ کرکے حلال ہو جاوے اور اوسپر سال آیندہ مین حج بدون ذبح لازم ہوگا یعنی حج کی قضا مین دم دینا واجب نہوگا - اور عمرہ فوت ہونیکی چیز نہین اور عمرہ یہہ ہے کہ احرام کے بعد طواف اور سعی کرے اور سر منڈاوے یا بال کتراوے اور یہہ تمام سال مین جائز ہے مگر عرفہ کے روز اور قربانی کے دن اور ایام تشریق مین مکروہ ہے واللہ اعلم +

باب دوسرے کیطرف سے حج کرنیکے بیانمین - عبادت مالی مین جیسے زکوۃ یا صدقہ فطر کے دینے مین نیابت دو نو صورتون مین ہو سکتی ہے آدمی خود قادر ہو یا نہو اور عبادت بدنی مین مثل نماز اور روزہ کے کسی صورتمین نیابت نہین چل سکتی اور جو عبادت کہ مرکب ہو مالی اور بدنی سے جیسا حج اور عمرہ ہے اوسمین نیابت جب چل سکتی ہے کہ نائب کرنیوالا عاجز

ہو اور اگر خود قادر ہو تو نیابت درست نہین - اور حج کرانیکے لئے یہہ شرط ہی کہ جسکی طرف سے حج ہو وہ ہمیشہ کو اپنے مرنے تک عاجز ہو اور یہہ شرط حج فرض کے لئے ہی نہ نفل کے لئے یعنی نفل حج مین دوسرا شخص اگر قادر بھی ہو تو باوجود قدرت کے نائب کر دینا جائز ہے - اور جو شخص دو آدمیونکی طرف سے احرام باندھے وہ جتنا خرچ ہوا ہو اُن دونکو بٹا دی اسلئے کہ حج ہر ایک کیطرف سے جدا جدا چاہئے تھا وہ ثابت نہین ہوا - اور بجا لیجانیکا دم بھیجنے والیکے ذمہ ہی اور قران اور قصور کا دم نائب کے ذمہ - پس اگر نائب حج کے راستہ مین مرجاوی تو جسکی طرف سے حج کو گیا تھا اوسکے ترکہ مین سے جسقدر رہا ہو تہائی لیکر حج اوسکی طرف سے اوسی جگہہ سے کرایا جاوی جہان وہ رہتا تہا نہ اوس جگہہ سے جہان نائب مرا ہی - اور جو شخص حج کے لئے اپنی یا باپ دونکیطرف سے احرام باندہی پہر اسکے بعد اونمین سے ایک کے لئے معین کردی تو جائز ہوگا +

باب ہدی کے بیانمین جو حرم مین ذبح کیلئے بھیجی جاوی - کم سے کم ہدی بکری ہی کہ اوس سے کمتر درست نہین اور ہدی اونٹ اور گاے اور بکری سبکی ہوسکتی ہی اور جو جانور قربانی کے لئے درست ہین وہ ہدی مین جائز ہین - اور بکری ہر قصور مین درست ہی مگر جو طواف فرض یعنی طواف رکن ناپاکی مین کیا ہو یا بعد عرفات پر ٹھہرنیکے صحبت کی ہو تو ان صورتونمین بکری جائز نہین بدنہ لازم آتا ہی جو اونٹ اور گاے کا ہوتا ہی - اور ہدی نفل اور تمتع اور قران کا کہانا درست ہی یعنی اگر صاحب ہدی چاہی تو اونمین سے کہا وی - اور تمتع اور قران کے دم کا ذبح کرنا قربانی کے روز مخصوص ہی صرف اوسی روز ذبح کری اور اونکی سوا اور دم کا ذبح کرنا حرم مین مخصوص ہے جب چاہی ذبح کری اور تمام ایام ہی کے حرم مین مخصوص ہین فقیر حرم پر مخصوص نہین بلکہ حرم کے غنی شخصونکو بھی اونکا کہانا درست ہی - اور واجب نہین ہدی کا عرفات کو لیجانا اور ہدی کی جھول کو صدقہ کردی اور قصائی کی مزدوری اوسمین سے نہ دی اور بدون سخت ضرورت کے اوسپر سوار نہوا اور نہ اوسکا دودھ

نکالے اور اوسکے تھنونپر ٹھنڈا پانی چھڑکدے کہ دودھ نہ ٹپکے کنز مین جو نقاح کا لفظ ہی
وہ نون کے پیش اور قاف اور خا معجمہ سے آب سرد کے معنون مین ہے - پس اگر بہنسی واجب
مرجاوے یا عیبدار ہو یعنی اوسمین ایسا عیب جاوے جو ہدی مین درست نہین تو اوسکی جگہہ
دوسری ہدی قائم کرے اور عیب دار اوسکی خود کی رہیگی اوسکو جو چاہے کرے اور اگر
ہدی نفل کی ہو اور عیب دار ہوجاوے تو اوسکو ذبح کردے اور اوسکی خون سے اوسکی سم بھردے
اور ایک چھاپہ خون کا اوسکی گردن کیطرف لگادے جس سے معلوم ہو کہ ہدی ہی اور اوسکو
کوئی غنی نہ کہادے - اور کلاوہ صرف نفل کے بدنہ اور قران اور تمتع کے بدنہ کے گلے مین
باندہا جاوے یعنی اونکی سوا اور دم مثل رکجانیکے اور قصور کے دم کے گلے مین کلاوہ باندہنا
- اور اگر لوگ اسبات کی گواہی دین کہ حاجی عرفات مین عرفہ سے ایک روز پہلے ٹھہرے ہین تو
اونکی گواہی قبول کیجاویگی یعنی دوسرے روز پہر عرفات پر ٹھہرنا چاہیے اور اگر یہہ گواہی دین کہ عرفہ
سے ایک روز بعد ٹھہرے ہین تو قبول نکیجاویگی اور مراد گواہی سے ماہ ذیحجہ کے چاند دیکھنے
کی گواہی ہی اسطرح کہ عرفات پر ٹھہرنا عرفہ کے روز سے ایکدن پہلے یا پیچھے لازم آوے حاصل
یہہ ہی کہ اگر عرفات پر ٹھہرنیکی خطا کا تدارک ممکن ہو تب تو گواہی قبول کیجاویگی ورنہ منسوخ
ہوگی - اور اگر کوئی شخص اول جمرہ کو کنکرین مارنی گیارہوین تاریخ ترک کرے تو اوسکی قضا
مین چاہیے سبکو بترتیب کنکرین مارے خواہ ضرف اول کو مارے اور یہی حال بارہوین اور تیرہوین
تاریخ کا ہی بخلاف روز اول کے یعنی دسوین کے کہ اوسمین سوا جمرہ عقبہ کے اور جمرات
کو کنکرین نہین مارتے - اور جو شخص اپنے اوپر حج کو پیادہ واجب کرے مثلاً نذر وغیرہ
سے تو اوسکو چاہیے کہ سوار نہو جبتک کہ طواف رکن نکرے اسلئے کہ یہہ طواف فرض ہی اور
حج کے ارکان اوسپر تمام ہوجاتے ہین بعد اس طواف کے اوسکو اختیار ہی چاہے سوار
ہو یا پیادہ رہے - اور جو شخص کہ محرم لونڈی خریدے اور اوس سے صحبت چاہے تو چاہیے
کہ اوسکو حلال کرلے پہر صحبت کرے یعنی لونڈی کے احرام مین یہہ نچاہیے کہ اوس سے صحبت

کرے اور اپنی صحبت سے اوسکو حلال کرے بلکہ پہلے اوسکو حلال کرلے پھر صحبت کرے واللہ اعلم بالصواب

کتاب النکاح

اِسمین نکاح کا بیان ہے جاننا چاہیئے کہ نکاح دنیا کی ضروری باتونمین سے ہے مثل کھانے
اور پینے اور لباس اور رہنے کے مکان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ نکاح کرنا میری سنت سے ہے جو شخص کہ میری سنت سے منہ پھیرے وہ میری اُمت مین
سے اور میرے طریق پر نہین۔ نکاح ایک معاملہ ہے کہ عورت سے فائدہ لینے کے لئے قصداً
ہوا کرتا ہے یعنی اوس معاملہ مین قصد اصلی صحبت کا حلال کرنا ہوتا ہے ورنہ لونڈی کے
خریدنے مین بھی صحبت حلال ہو جاتی ہے مگر قصد اوّلی سے نہین ہوتی بلکہ اول ملک اُس
لونڈی کی خود کی ہوتی ہے اوسکی تبعیت مین صحبت حلال ہو جاتی ہے۔ اور نکاح سنت ہے
اور جبکہ خواہش صحبت زیادہ ہو اوسصورت مین نکاح واجب ہے تاکہ زنا مین مبتلا ہونے سے محفوظ
رہے۔ اور نکاح ایک کے ایجاب اور دوسرے کے قبول سے ہو جاتا ہے مگر شرط یہہ ہے کہ
ایجاب اور قبول ایسے الفاظ سے ہون جو زمانہ گذشتہ کے لئے بنائے گئے ہون خواہ دونو
زمانہ گذشتہ کے لئے موضوع ہون یا ایک مثلاً مرد کہے کہ مین نے تجھہ سے نکاح کیا اور عورت
کہے کہ مین نے قبول کیا یہان دونو ماضی ہین یا عورت کہے کہ مجھہ سے بیاہ کرے اور مرد
کہے کہ مین نے تجھہ سے بیاہ کرلیا اسمین ایک لفظ ماضی ہے۔ اور نکاح لفظ نکاح اور تزویج
اور اُن لفظون سے درست ہوتا ہے جو اوسوقت چیز کے مالک کر دینے کے لئے بنائے گئے ہین
مثلاً ہبہ کے لفظ سے درست ہو جاویگا لیکن اجارہ کے لفظ سے درست نہوگا اسلئے کہ لفظ
اجارہ چیز کی ملکیت کیواسطے نہین بنا بلکہ نفع کے مالک کر دینے کو بنا ہے اور وصیت کے لفظ
سے بھی درست نہین اسلئے کہ وصیت اوسوقت چیز کی ملکیت کے لئے نہین ہے بلکہ بعد
موت کے مالک کر دینے کو بنی ہے۔ اور شرط یہہ ہے کہ ایجاب و قبول دو آزاد مردون سے ہو
ایک آزاد مرد اور دو آزاد عورتون کے سامنے ہو اور وہ دونو عاقل اور بالغ اور مسلمان

ہون اگرچہ گنا ہگار ہون یا گالی دینے کے بدلے مین اونکو سزا ر شرعی ہوتی ہو یا دونو اندھے
ہون یا دونو خاوند بی بی کی اولاد ہون - اور اگر کوئی مسلمان مرد کسی ذمی عورت سے
دو ذمیون کے سامنے نکاح کرے یعنی گواہ نکاح کے دو ذمی ہون تو یہہ نکاح درست ہے -
اور جس شخص نے کسی دوسرے سے کہا کہ میری صغیر لڑکی کا نکاح کر دے اور اوسنے اسکے
سامنے نکاح کر دیا اور باپ موجود تھا تو نکاح درست ہوگا اور اگر وہ موجود نہوگا تو نکاح
درست نہوگا اسلئے کہ باپ کے موجود ہونے سے باپ نکاح پڑہنے والا مانا جاویگا اور وہ مرد اجنبی اور
ایک جسکو نکاح کر دینے کو کہا تہا دونو گواہ ٹہہرینگے اور اگر باپ موجود نہوگا تو صرف ایک
شخص اجنبی گواہ رہیگا اور یہہ درست نہین **فصل** اُن عورتون کے بیان مین جنسے نکاح کرنا حرام ہے
- حرام ہے نکاح کرنا اپنی ماں سے اور بیٹی سے اگرچہ دور کی ہون یعنی نانی ہو یا دادی یا نواسی
ہو یا پوتی ایکمرتبہ کی ہو یا کئی مرتبہ کی اور حرام ہے نکاح کرنا اپنی بہن اور بھانجی اور بھتیجی اور
پھوپھی اور خالہ اور ساس اور اپنی بیبی کی لڑکی سے بشرطیکہ بیٹی سے صحبت کر چکا ہو اور اگر صحبت نکی ہو
تو نکاح اوسکی لڑکی سے درست ہے - اور اپنے باپ کی بیبی سے اور اپنی بہو سے اگرچہ باپ اور
بیٹا دور کا ہو یعنی دادا ہو یا پوتا انکی بیبی سے نکاح کرنا حرام ہے اور یہہ سب رشتے دودھ کے
ناتے سے بھی حرام ہین جیسے نسب مین حرام ہین اور حرام ہے جمع کرنا دو بہنو کا نکاح مین یا
صحبت مین خریدنے کی جہت سے یعنی دو بہنونکو نہ نکاح مین جمع کرنا چاہیے نہ خرید کر ایک ساتھہ
حرم بنانا چاہیے - پس اگر کوئی شخص اپنی لونڈی سے صحبت کرلے پہر اوسکی بہن سے نکاح کرے
تو اب دونو مین سے ایک کے ساتھہ بھی ہم بستر نہو اسلئے کہ دو بہنو کا جمع کرنا صحبت مین
لازم آجاویگا گو ایک کی صحبت نکاح سے ہوگی اور دوسری کی ملکیت کی جہت سے
جبتک کہ خریدی ہوئی لونڈی کو بیچ نڈالے اوسکی فروخت کے بعد منکوحہ سے صحبت
جائز ہو جاویگی - اور اگر کسی مرد نے دو بہنون سے دو عقد دنمین نکاح کیا اور یہہ معلوم
نہین کہ اول کسکا ہوا تو اوس مرد اور اون دونو بہنون مین جدائی کر دیجاوے اور ان دونو

بہنوئی کو آدھا مہر ملیگا اسلئے کہ صحبت سے پہلے جدا ہونیکی صورت مین آدھا مہر لازم آتا ہی اور یہہ معلوم
نہین کہ کسکو ملنا چاہیے اسواسطے یہہ آدھا مہر دونو کو نصف نصف ملیگا۔ اور نہین درست ہی
جمع کرنا ایسی دو عورتونکو کہ جونسی اونمین سے مرد فرض کیجاوی تو دوسری کے ساتھہ اُسکا
نکاح درست نہو مثلاً پھوپھی اور بھتیجی کو ایک ساتھہ نکاح مین نرکھی اسلئے کہ انمین سے جسکو مرد
فرض کرین تو اوسکا نکاح دوسری سے درست نہین۔ اور زنا کرنا اور شہوت سے ہاتھہ لگانا اور
مرد کو شہوت سے عورت کی شرمگاہ کا دیکھنا یا اسکا عکس ان سب باتون سے حرمت دامادی واجب
ہوجاتی ہی یعنی جسطرح منکوحہ کی ماحرام ہی اوسیطرح جس عورت سے زنا کیا ہو یا اوسکو شہوت سے
ہاتھہ لگایا ہو یا اوسکی شرمگاہ کو شہوت سے دیکھا ہو اوسکی ماسے بھی نکاح کرنا حرام ہے
۔ اور حرام ہی اپنی طلاق دی ہوئی بی بی کی بہن سے نکاح کرنا جبتک کہ وہ طلاق کی عدت مین ہو
اور اسیطرح اپنی لونڈی سے نکاح کرنا اور غلام کو اپنی مالکہ سے نکاح کرنا اور مسلمان کو مجوسی
اور بت پرست عورت سے نکاح کرنا ناجائز ہی۔ اور درست ہی کتابیہ عورت سے یعنی یہودی
خواہ نصرانی سے نکاح کرنا اور صابیہ عورت سے نکاح کرنا صابی ایک فرقہ نصاری کا ہی جو
زبور پڑہتے ہین اور بعضے ستارونکی تعظیم کرتے ہین لیکن اونکی تعظیم عبادت کے طور پر
نہین کرتے تاکہ مشرک ہوجاوین۔ اور درست ہی احرام والی عورت سے نکاح کرنا اگرچہ
مرد بھی محرم ہو اور دوسریکی لونڈی سے نکاح کرنا گو وہ لونڈی اہل کتاب مین سے ہو۔
اور درست ہی لونڈی کے نکاح پر آزاد عورت سے نکاح کرنا نہ اسکا عکس یعنی یہہ جائز
نہین کہ آزاد عورت اگر نکاح مین ہو تو اوسپر لونڈی سے نکاح کرے گو یہہ لونڈی کا نکاح
اوس عورت آزاد کے عدت کے دنونمین ہوتا ہم جائز نہوگا۔ اور نکاح کرنا صرف چار
عورتون آزاد کا خواہ چار لونڈیونکا درست ہی یعنی چار عورتونکے سوا نکاح مین جمع
کرنا درست نہین خواہ وہ آزاد ہون یا لونڈیان۔ اور نکاح اوس عورت کا جسکو
زنا سے پیٹ ہو درست ہی نہ دوسری طرحکا پیٹ یعنی جس عورت کو حمل زنا سے نہوا اوسکا

نکاح درست نہین — اور جائز ہی نکاح اوسعورت کا جس سے صحبت ملک کے باعث یا زنا
کے طور کی ہو یعنی بعد صحبت کے نکاح اوس سے درست ہی — اور درست ہے نکاح
اوس عورت کا جو حرام عورت کے ساتھ عقد مین آئی ہو اسطرح کہ ایک عقد مین دو عورتون
سے نکاح کیا کہ ایک اون دونو مین سے اوسپر حرام تھی تو دوسری کا نکاح درست ہوگا
اور مہر جتنا ٹھہرایا ہو تمام و کمال اوس حلال عورت کا ہوگا اوس حرام عورت کو کچھہ نملیگا
— اور باطل ہے نکاح متعہ اور میعادی متعہ کی صورت یہہ ہی کہ کسی عورت سے کہے کہ مجھہ سے
اسقدر روپیہ لے تاکہ مین تجھہ سے اتنے دنون کام نکالون اور یہہ معاملہ شروع اسلام مین
مشروع تھا پھر منسوخ ہو گیا اور میعادی نکاح کی صورت یہہ ہی کہ کسی عورت سے نکاح کی
سب شرطون کے ساتھہ نکاح کرے اور کہے کہ مین نے ایک مہینے کیواسطے تجھہ سے نکاح کیا ہی اس
نکاح کا حال بھی متعہ کا سا ہی — اور جائز ہی مرد کو صحبت کرنی ایسی عورت سے جو یہہ دعوے
کرے کہ تو نے مجھہ سے نکاح کیا ہی اور گواہونکی رو سے اوسپر حکم نکاح کا کر دیا جاوے حالانکہ
واقع مین نکاح نہوا ہو یعنی ایک عورت نے قاضی کے سامنے دعوی کیا کہ اس مرد نے
مجھہ سے نکاح کیا ہی اور اس دعوی پر گواہ گذرانے اور قاضی نے گواہی مانکر دو تو مین حکم
نکاح کا کر دیا تو اسصورت مین اوس مرد کو اوس عورت سے صحبت کرنی جائز ہی گو واقع مین
نکاح نہین ہوا تھا اور گواہونے جھوٹی گواہی دی تھی اور اس مسئلہ مین امام شافعیؒ کا
خلاف ہی وہ کہتے ہین کہ چونکہ حقیقت مین نکاح نہ تھا اسلئے صحبت درست نہین اور دلیل امام
اعظم کی یہہ ہی کہ اگر پہلے نکاح نہ تھا تو اب ہو گیا یعنی قاضی کے حکم نے گویا نیا عقد
کر دیا لیکن یہہ عورت کا حلال ہو جانا اس امر پر شرط ہی کہ کوئی اور سبب مانع نکاح کا
اوس مرد و عورت مین نہو مثلاً ایکدوسرے کی محرم نہون اور دودھہ کا رشتہ نہوا اور روایت
صحیح ہی کہ یہہ مقدمہ حضرت علیؓ کی خلافت مین واقع ہوا تھا کہ ایک شخص نے ایکعورت پر
دعوی نکاح کا کیا اور جھوٹے گواہ گذرانے حضرت علیؓ نے اون دونو مین نکاح کا

حکم کردیا عورت نے عرض کیا کہ بہتر اگر اب کچھ چارہ نہیں تو میرا نکاح اس مرد سے کردو اسلئے کہ واقع
مین نکاح نہین ہوا آپ نے فرمایا کہ انہین گواہون نے نیز انکاح کردیا یعنی عادۃً دسرے نکاح کی نہین

باب بیان مین ولیون اور کفوون یعنی ہمسرون کے - جو عورت کہ آزاد اور عاقل اور
بالغ ہو اوسکا نکاح بدون اجازت اوسکی ولی کے جائز ہے اور اس مسئلہ مین امام شافعیؒ کا
خلاف ہی کہ اونکے نزدیک بدون ولی کی اجازت کے نکاح نہین ہوتا اور دلیل امام اعظمؒ
کی یہہ ہی کہ آیات قرانی مین معاملات کی نسبت عورتونکی طرف بہت جگہہ ہی چنانچہ اس آیت مین
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ اور اس آیت مین فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ
يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ عورت مالک عقد کی ہوتی ہی - اور باکرہ عورت
یعنی کنواری اگر بالغ ہو تو ولی کو نہین پونہچتا کہ زبردستی سے اوسکا نکاح کردے اس مسئلہ مین
بھی امام شافعیؒ کا خلاف ہی اور دلیل امام اعظمؒ کی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ
کنواری سے اوسکی خود کی باب مین اجازت طلب کیجاوے اور اوسکا چپ رہنا اجازت ہے
اور اسیکے موافق بہت سی حدیثون مین ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور احمد اور دارقطنی
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی - پس اگر ولی نے کنواری سے اجازت مانگی
اور وہ چپ ہورہی یا ہنس پڑی یا یہہ کہ ولی نے اوسکا نکاح کردیا اور وہ نکاح کو سنکر
چپ ہورہی تو یہہ اذن مین داخل ہی لیکن اگر ایسا شخص اجازت مانگی جو ولی نہو تو زبان سے
اجازت دینی ضرور ہی جیسے اوس عورت کی اجازت جو کنواری نہو یعنی اوسکا چپ رہنا یا
ہنس دینا اجازت مین کافی نہین زبان سے کہنا معتبر ہی اور جس عورت کی بکارت کودنے
سے خواہ حیض سے خواہ زخم سے خواہ بہت دنون ٹھہرنے سے خواہ زنا سے جاتی رہی ہو تو وہ
زبردستی نکاح کرنے اور اجازت مانگنے مین مثل کنواری کے ہی - اور اگر عورت اور ولی
جسنے اوس سے اجازت مانگی تھی چپ رہنے مین مختلف ہون تو عورت کا قول معتبر ہوگا - اور ولی
کو اختیار ہی چھوٹے لڑکے اور لڑکی کے نکاح کرنے کا خواہ ولی باپ ہو یا کوئی اور ہو -

اور ولی عصبہ ہونا ہی وراثت کی ترتیب یعنی جو شخص ارث مین مقدم ہی وہ ولی نکاح ہو نہین یہی مقدمے اور اُن دونو کو
بعد بالغ ہونیکے اختیار عقد کے توڑنیکا ہے بشرطیکہ نکاح باپ دادی کے سوا کسی اور نے
کیا ہو اور قاضی کا حکم بھی واسطے اس عقد کے توڑنیکے شرط ہی یعنی نابالغ کو چاہیئے کہ بعد بالغ
ہونیکے قاضی کے یہان رجوع کرے تاکہ وہ اوس نکاح کو توڑدی ۔ اور صغیرہ کا اختیار
جاتا رہتا ہے جس صورتمین کہ حال نکاح کا اوسنے اپنی کنواری پن مین جانا اور بعد بالغ ہونیکے
چپ ہو رہی اور صغیر کا اختیار بعد بلوغ کے چپ رہنے سے نہین جاتا جب تک راضی نہو جاوے
گو رضامندی حال کی دلالت سے معلوم ہوتی ہو ۔ اور اگر اُن دونو مین سے نکاح کے ٹوٹنے
سے پیشتر کوئی مرجاویگا تو دوسرا اوسکی ترکہ سے وراثت پاویگا ۔ اور غلام اور نابالغ اور
دیوانہ کو ولی ہونیکا حق نہین اور نہ مرد کافر مسلمان عورت کا ولی ہوسکی ۔ اور جس صورتمین کہ
عورت کے کوئی عصبہ نہو تو ولایت مان کو ہی پھر حقیقی بہن کو پھر علاتی بہن کو پھر اخیافی بہائی
یا بہن کو پھر ذی الارحام کو مثلاً نواسہ کو یا بھانجہ کو اور اگر یہہ بھی نہون تو حاکم کو حق
ولایت ہی یعنی بادشاہ یا قاضی کو ۔ اور اگر ولی قریب موجود ہو بلکہ اتنی فاصلہ پر ہو کہ
وہان تک جانے مین نماز قصر سے پڑھی جاوے تو دور کے ولی کو اختیار نکاح کردینے کا ہی
اور اسکا نکاح کیا ہوا قریب تر کے ولی کے آنے سے جاتا رہیگا بلکہ بدستور صحیح رہیگا اور دیوانی
عورت کا ولی اوسکا لڑکا ہوتا ہے باپ نہین ہوتا **فصل** جو عورت غیر کفو سے نکاح کرلے تو
ولی خاوند بی بی کو جداکردی اور تہوڑی سے ولیونکا راضی ہونا ایسا ہی جیسا سبکا راضی
ہونا اور اوسکی خاوند سے مہر کا لینا یا اور اسیطرحکی بات کرنی مثلاً اوسکی جہیز کا سامان کردینا
رضامندی ہی چپ ہو رہنا رضامندی نہین ۔ اور ہمسری اور برابری نکاح مین نسب کی
راہ سے معتبر ہوتی ہی پس قریشی آپسمین ایکدوسرے کے کفو اور برابر ہین اور عرب کے لوگ سوائے
قریش کے سب آپسمین کفو ہین اور برابری کا اعتبار آزادی اور مسلمان ہونے مین بھی چاہیئے
اور جسکا باپ اور دادا آزاد اور مسلمان ہو وہ مثل اوس شخص کے ہی جسکی پشت ہا پشت

ایسی ہی ہون یعنی جو شخص باپ اور دادی سی مسلمان اور آزاد ہو وہ ایسی شخص کا کفو ہی
جسکی بہت پشتین آزاد مسلمان ہون اور برابری کا اعتبار پرہیزگاری اور بدکاری اور
توانگری اور پیشہ وری کی راہ سی بھی چاہیئے جیسے لوہار اور بڑہئی اور جولاہا اور گندہی
اور چمار اور حجام وغیرہ کہ انمین سی ہر ایک اپنی پیشہ کی برابر ہین اور اگر عورت اپنے
نکاح مین مہر مثل سی گھٹا دی تو ولی کو اختیار ہے کہ نکاح توڑ دی یا مہر کو کامل کردی۔ اور
اگر کوئی شخص اپنے بچہ کا نکاح غیر کفو سی کردی یا مہر بہت سا گھٹا کر باندہی تو نکاح درست ہی مگر
سوا باپ یا دادی کے اور کسیکو یہہ امر جائز نہین **فصل** چچا کے بیٹے کو اختیار ہی کہ اپنی چچا
کی دختر کا نکاح اپنی آپ سی کرلے اور اگر عورت نے کسیکو وکیل اپنی نکاح کردینی کا کیا ہو تو
اوسکو بھی اختیار ہی کہ اوس وکیل کرنیوالیکو اپنی نکاح مین لے آوی اسلئے کہ یہہ دونو اگر
اپنی سوا کسی دوسری سی اُن عورتو نکا نکاح کردین تو جائز ہوتا ہی اگر خود اپنی ذات سی کرلینگے
تب بھی درست ہوگا۔ اور اگر غلام یا لونڈی بدون اجازت آقا کے اپنا نکاح کرلے تو
یہہ نکاح آقا کی اجازت پر موقوف رہیگا جیسی فضولی کا نکاح کہ وہ بہی طرفین کی اجازت
پر موقوف رہتا ہی اگر وہ اجازت دین تو درست ہو جاتا ہی ورنہ باطل نکاح مین فضولی
اوسکو کہتی ہین کہ مرد و عورت کی اجازت کے بدون خواہ بغیر ایک کی اجازت کے بالا بالا
نکاح کردی۔ اور نصف عقد غائب شخص کے قبول کرنے پر موقوف نہین رہتا یعنی اگر ایک
طرف سی ایجاب ہوا اور دوسری جانب وہان موجود نہین تو یہہ ایجاب اوسکی حاضری پر
موقوف نرہیگا بلکہ اوسکے آنیکے بعد نئے سر سے ایجاب کرنا چاہیئے پہلا ایجاب جو ہوا
تھا بیکار گیا۔ اور اگر کسی شخص نے دوسری کو وکیل کیا ہو کہ میرا نکاح ایکعورت سی کردی
اور وہ دو عورتون سے اوسکا عقد کردی تو وہ شخص اوسکے حکم کا خلاف کرنیوالا ہوگا
یعنی اوسکا عقد کرنا نئی اجازت پر موقوف رہیگا اور اگر لونڈی سے اوسکا عقد کردیگا
تو پہلی ہی اجازت سی جائز ہوگا۔

باب مہر کے بیانمین — نکاح بدون ذکر مہر کے بھی درست ہے اور مہر کم سے کم دس درم ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک جو چیز کہ کسی کارآمد شی کی قیمت ہو سکے خواہ تھوڑی ہو یا بہت وہ مہر ہونیکی لیاقت رکھتی ہے اور دلیل امام اعظمؒ کی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ مہر دس درم سے کمتر نہین روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے اور قول حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کا بھی ایسا ہی ہے روایت کیا اوسکو دارقطنی اور بیہقی نے — پس اگر مہر دس درم ٹھہرایا یا اوس سے کم تو صحبت کرنے سے خواہ میان بیبی مین سے ایک کے مرجانے سے دس درم واجب ہو جاتے ہین اور قبل صحبت کے طلاق دینے سے مہر مذکور آدھا رہجاتا ہے — اور اگر مہر معین نکیا ہو یا یہہ کہا ہو کہ مہر نہ دونگا تو ان صورتونمین عورتکو مہر مثل یعنی اوس جیسی عورت کا مہر بشرط صحبت یا مرجانے خاوند کے ملیگا اور اگر صحبت سے پیشتر خاوند اوسکو چھوڑ دے تو جوڑا ملیگا اور اوسمین تین کپڑے ہین پیراہن اور دامنی اور چادر — اور جو چیز کہ عقد نکاح کے بعد ٹھہری ہو یا مہر پر بڑہائی گئی ہو اوسکو نصف نکرین یعنی اگر صحبت سے پیشتر طلاق دین تو اصل مہر کا نصف دلادین جو زیادتی بعد ہوئی ہو اوس کو نصف نکرین — اور جائز ہے عورت کا اپنے مہر کو گھٹا دینا یعنی اگر مہر زیادہ بندھا ہو اور عورت کہے کہ مین اسقدر کم کئے دیتی ہون تو جائز ہے اور عورت سے خلوت کرنی بدون مرض کے کہ نہ خود مریض ہو نہ عورت اور بدون حیض اور بدون اپنے اور اوسکے احرام کے اور بدون روزہ فرض کے صحبت کرنیکے حکم مین ہے اگرچہ مرد ذکر کٹا یا نامرد یا خصیہ نکالا ہوا ہو کہ ان سبکا عورت کے ساتھ علیحدہ ہونا ایسی طرح کہ عذر شرعی صحبت کی نکرنیکا موجود نہو خلوت صحیحہ ہوتی ہے — اور عورت کو ان سب صورتونمین بعد طلاق کے یا خاوند کے مرنیکے احتیاطاً عدت واجب ہے اگرچہ واقع مین صحبت کا ہونا ان شخصون سے محال ہے — اور مستحب ہے جوڑا دینا سوا مفوضہ کے اور عورتونکو جنکو پہلے صحبت سے طلاق دی ہو اور اگر مفوضہ کو پہلے صحبت کی طلاق دی ہو تو اوسکو جوڑا دینا واجب ہے اور مفوضہ

عورت ہی جسکا نکاح بدون ذکر مہر کے ہوا ہو۔ اور نکاح شغار مین مہر مثل واجب ہی اور شغار اوس نکاح کو کہتے ہین کہ ایک شخص اپنی لڑکی خواہ بہن کا نکاح دوسری شخص سی اس شرط سے کرے کہ دوسرا بھی اپنی لڑکی خواہ بہن کو اول شخص سی بیاہ دی اور سوای اس شرط کے اور مہر کچھہ نہ ٹھہری پس اسصورتمین یہہ شرط لغو ہوگی اور مہر مثل لازم آویگا۔ اور اگر نکاح اس شرط پر کیا کہ شوہر آزاد منکوحہ کی خدمت بجالاویگا یا اوسکو قرآن پڑہاویگا تو ان دونو صورتونمین بہی مہر مثل واجب ہوتا ہی نہ خدمت اور قران کا پڑہانا ان اگر شوہر غلام ہوا اور شرط خدمت کرے تو البتہ اسصورتمین عورتکو بجای مہر مثل کے شوہر سے خدمت لینی لازم ہوگی۔ اور اگر کسی عورت کا مہر ہزار تہا اور خاوند سی ہزار مہر کی بابت لیکر اوسیکو ہبہ کردی پہر اوس عورتکو صحبت سی پہلے طلاق ہوگئی تو خاوند آدہا مہر یعنی پانسو عورت سے اورلے اسواسطیکہ ہزار جو مہر کے واجب تہی وہ اوسنے دی تہی مگر پہلے صحبت کے طلاق دینے سی اوسکے ذمہ صرف پانسو ہی لازم ہوئی اسلیئے پانسو عورت سی ہٹالیوی اور وہ جو ہزار لیچکا ہی وہ ہبہ کے تھے مہر سے اونکو کچھہ علاقہ نہین پہر اگر ایسی صورت ہو کہ عورت ہزار نہ لے یا پانسو ہی لے اور ہزار خاوندکو ہبہ کری یا جو اسباب کہ مہر مین تہا اوسکو قبضہ کرنے سی پہلے یا پیچہے خاوند کو ہبہ کردی اور پہر صحبت سی پہلے طلاق دیدی تو اس صورتمین خاوند اوس سی کچھہ نہ پھیرے اسلیئے کہ اسصورتمین عورت کے پاس کچھہ زائد نہین پہنچا ہے کہ خاوند اوس سی واپس کری اور صورت مہر کی اسباب کو قبضہ سی پہلے ہبہ کرنیکی یہہ ہے کہ خاوند نے کوئی چیز مہر کے ادا کرنیکو ٹھہرائی تھی عورت نے وہ چیز مول لیکر خاوندکو ہبہ کردی۔ اور اگر کسی عورت سی اس شرط سی نکاح کیا کہ اوسکو اوسکی وطن سی باہر نہ لیجاوینگا یا اوسپر دوسرا نکاح نکرونگا اور ہزار مہر کے ٹھہرائے یا یہہ شرط کی کہ اگر اوسکو اوسکی وطن مین رکہونگا تو ہزار دونگا اور وطن سی باہر لیجاونگا تو دو ہزار دونگا پس اگر شرط کو پورا کیا اور اوسکی وطن ہی مین رہا تب تو اوسکو ہزار دینے پڑینگے اور اگر شرط

پوری نکی اور اوسکی وطن مین اوسکی ساتھہ نہ ٹھہرا تو اوسکو مہر مثل دینا ہوگا - اور اگر مہر عورت کا نکاح مین دو غلامون سی ایک کو کہا معین نکیا کہ کونسا ہی اور اُن دونو غلامونکی قیمت مختلف ہی تو اسصورتمین مہر مثل کو حکم کیا جاویگا یعنی مہر مثل جس غلام کی قیمت کے موافق ہوگا وہی غلام مہر مین دیگا اور اگر نکاح کیا کسی گہوڑے یا گدہی کی عوض یعنی گہوڑا اور گدہا معین نکیا تو بیچ کی جنس دینی واجب ہوگی یعنی نہ بہت اچہا نہ بہت بُرا دینا پڑیگا خواہ میانہ جانور کی قیمت واجب ہوگی - اور اگر مہر ایک تھان کپڑے کا مقرر کیا یا شراب یا سُوَر کو ٹھہرایا یا کہا کہ اس سرکہ پر نکاح کرتا ہون اور وہ شراب تھی یا کہا کہ اِس غلام خاص پر اور وہ آزاد تہا تو ان سب صورتونمین مہر مثل واجب ہی - اور اگر دو غلامون معین کو مہر ٹھہرایا اور اونمین سے ایک آزاد نکلا تو مہر صرف وہی غلام باقیماندہ ہوگا اور نکاح فاسد مین مہر مثل صرف صحبت سی واجب ہوتا ہی اور وہ بھی جسقدر خاوند بیبی نے مقرر کیا تہا اوس مقدار سی زائد دینا نچاہیئے اور نکاح فاسد سی بچہ کا نسب ثابت ہوتا ہی یعنی ولد الزنا نہ کہلاویگا اور عدت بھی عورت پر لازم ہوتی ہے - اور مہر مثل عورت کے باپ کی قوم کا معتبر ہوتا ہی جسمین دونو عورتین عمر مین اور حسن صورتی مین اور مال اور شہر اور زمانہ اور عقل اور دینداری اور کنواری ہونیمین برابر ہون اور اگر اسطرحکی عورت باپکی قوم مین نپائی جاوی تو اجنبی عورتونکا جو اوسکی برابر ان چیزون مین ہون مہر معتبر ہوگا - اور اگر عورت کا ولی خاوند کیطرف سی مہر کا ضامن ہو جاوی تو درست ہے اور عورتکو اسصورتمین اختیار ہی چاہی مہر کا مطالبہ اپنے ولی ذمہ دار سی کری خواہ خاوند سی مانگی - اور عورتکو پونچتا ہی کہ اپنی مہر کے لینے کیواسطے مرد کو صحبت کرنے سی اور دوسرے شہر مین لیجانے سی روکے گو اول اوس سی صحبت کر چکا ہو - اور اگر عورت و مرد مہر کی مقدار مختلف بیان کرین تو مہر مثل کو حکم کیا جاویگا جسکے بیان سی مہر مثل ملتا ہوگا وہی معتبر ہوگا اور اگر پہلے صحبت سی طلاق دیدی ہو اور مہرمین اختلاف واقع ہو تو اسصورتمین جوڈی کو حکم کیا جاویگا اور اگر اصل مہرمین تکرار ہو کہ ایک کہی کہ مہر کچہہ ٹھہرا ہے اور دوسرا کہی کہ کچہہ

نہین ہوا تو مہر مثل واجب ہوتا ہی گو دونو خاوند بی بی مرجاوین - اور اگر خاوند بی بی کے وارث بعد اُن دونو کی مرجانیکی مقدار مہر مین اختلاف کرین تو مرد کی وارثونکا قول معتبر ہوگا عورت کی وارثونکا نہوگا اور جو شخص اپنی بیبی کو کچھ بھیجے پہر وہ عورت دعوی کرے کہ وہ چیز ہدیہ تھی اور مرد کہے کہ وہ مہر مین تھی تو اِسمین قول مرد کا معتبر ہوگا اُن چیزونمین جو کہانے کی جنس سی نہون یعنی کہانے کی چیزونکو مہر مین سی تصور نکرینگے گو مرد بیان کرے کہ مین نے مہر کی نیت سی بھیجی تہی اسلئے کہ ظاہر حال سی وہ جہوٹا معلوم ہوتا ہی - اور اگر کوئی چیز بیچ دینی والا مرد جزیہ دینی والی عورت سے نکاح کرے کسی مردار جانور کے عوض مین خواہ بدون مہر کے اور یہہ امر اونکی یہان جائز ہو پہر اوس سی صحبت کیجاوی یا قبل صحبت کے طلاق دیجاوی یا خاوند مرجاوے تو اوسعورت کا مہر کچھ نہ ملیگا اور یہی حال حربی عورتونکا ہی کفرستان مین کہ اِن صورتونمین اونکو مہر نملیگا یعنی اگر وہ عورتین قاضی کے یہان نالش کرینگی تو قاضی خاوند پر مہر کا حکم نکریگا - اور اگر کوئی ذمی کسی ذمی عورت سی معین شراب کے عوض یا معین سُور کے عوض مین نکاح کری پہر وہ دونو مسلمان ہوجاوین یا ایک اونمین سی مسلمان ہوجاوی تو عورتکو وہی شراب اور سور ملینگی اور اگر شراب اور سُور کو معین نکرے تو شراب کی قیمت ملیگی اور سُور کی صورت مین مہر مثل دلایا جاویگا +

باب غلام کے نکاح کے بیانمین - غلام اور لونڈی اور مکاتب اور مُدبّر اور خاوند سے اولاد والی لونڈی کا نکاح بدون مالک کی اجازت کے جائز نہین پس اگر کوئی غلام آقا کی اجازت سی نکاح کری تو مہر مین بیچڈالا جاویگا اور مدبر اور مکاتب یعنی جو آقا کے مرنیکے بعد یا کسیقدر مال پر آزاد ہو تو یہہ دونو مہر مین بیچی نجاوینگی بلکہ کماکر مہر ادا کرینگے - اور اگر آقا کو غلام کے نکاح کر لینے کی خبر ہوئی اور اوسنے غلام سی کہا کہ اوس عورتکو طلاق رجعی دیدی تو یہہ لفظ اجازت نکاح کی متصور ہوگا اسلئے کہ طلاق رجعی وہی ہی جسمین پہر عورت سی رجوع کرنا درست ہو اور اگر اوسنے یہہ کہا کہ اوس عورت کو طلاق دیدی یا الگ کردی تو اِن الفاظ سی نکاح کی اجازت نہوگی - اور اجازت نکاح فاسد کو بھی شامل ہی یعنی آقا نے اگر اجازت دی

باب غلام کے نکاح کے بیان مین

اور غلام نے نکاح فاسد کیا تو مہر نکاح بھی آقا کی اجازت سی شمار ہوگا۔ اور اگر مالک اپنی کسی
غلام کا نکاح کسی عورت سی کردی اور اوس غلام کو تجارت کی اجازت دی رکھی ہو تو یہہ نکاح
جائز ہوگا اور عورت اپنی مہر کے بابہن اور قرضخواہونکی شریک ہوگی یعنی غلام پر اگر لوگونکا
تجارت مین قرض ہوگا تو عورت کا مہر بھی منجملہ اُن قرضون کے متصور ہوگا۔ اور جو شخص
اپنی لونڈی کا نکاح کردی تو اوسکی ذمہ یہہ لازم نہین کہ اوسکی لئی کوئی جگہہ بھی علٰحدہ سونے
کی مقرر کردی بلکہ وہ عورت آقا کی خدمت کریگی اور خاوند کو جب موقع ملی اوس سی ہم بستر ہو
۔ اور آقا کو اپنے غلام اور لونڈی کا نکاح زبردستی کرنا درست ہی یعنی اونکا دل چاہی یا
نچاہے آقا کو اختیار ہی کہ نکاح کردی۔ اور آقا اگر اپنی لونڈی کو شوہر کی صحبت سی پہلے مار ڈالی تو
اوسکا مہر ساقط ہو جاتا ہی لیکن اگر آزاد عورت اپنی آپکو صحبت سی پہلے مار ڈالے تو اُسکا مہر
سنجاویگا اوسکی وارثونکو مہر کا دعوی پونہچتا ہے۔ اور عزل کے بابہن اجازت آقا کی چاہیگی
لونڈی کا قول معتبر نہین عزل اوسکو کہتی ہین کہ صحبت کیوقت انزال سی پیشتر دُور نکال لے
تاکہ نطفہ باہر گری اور حمل نرہے اور یہہ حرکت کراہت کی ساتھہ درست ہی۔ اور اگر کوئی لونڈی
یا مکاتبہ نکاح کے بعد آزاد ہو جاوی تو اونکو نکاح کے باقی رکہنی اور توڑ دینی کا اختیار دیا جائیگا
اگرچہ اونکا شوہر آزاد ہوا اور جس صورتمین کہ غلام بعد نکاح کے آزاد ہو جاوی تو وہ بطریق اولے
مختار ہوگا اور اگر لونڈی بدون اجازت آقا کے نکاح کری اور پہر آزاد کیجاوی تو اُسکا نکاح
کہ موقوف تہا اب بدون اختیار کے جاری ہو جاویگا پہر اگر اوسکا شوہر اوسکے آزاد ہونیسی
پیشتر اوس سی صحبت کری تب تو مہر آقا کو ملیگا اور اگر بعد آزاد ہونے کے صحبت کری تو مہر لونڈی
کا ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص اپنی بیٹے کی لونڈی سے صحبت کرے اور اوس سی بچہ پیدا ہوا اور وہ
اوسکا دعوی کری کہ میرا ہی تو اوس بچہ کا نسب باپ سی ثابت ہوگا اور وہ لونڈی اوسکی حرم ہو جائیگی
اور اوسکی قیمت اپنے بیٹے لونڈی کے مالک کو دینی پڑیگی صحبت کا تاوان اور بچہ کی قیمت ندینی
ہوگی اور اگر باپ نہوا اور دادا ہی دعوی کری تو دادی کا حال باپ ہی کا سا ہی۔ اور اگر

بیٹا اپنی لونڈی کا نکاح باپ سے کردے اور اوس سے اولاد ہو تو وہ لونڈی باپ کی حرم نہوگی
بلکہ اوسکی منکوحہ ہی اور اسصورت مین باپ پر اوسکی قیمت نہ واجب ہوگی بلکہ مہر واجب ہوگا
اور اوسکی اولاد آزاد ہوگی اسلئے کہ لونڈی کی اولاد کا مالک اوسکا آقا ہوا کرتا ہی اور اسصورت
مین آقا اولاد کا فلانی بھائی ہے اسی جہت سے وہ بھائی پر آزاد ہوگی — جو آزاد عورت کہ
غلام کے نکاح مین ہو وہ اگر اپنے شوہر کے آقا سے کہے کہ اسکو میرے طرف سے ہزار کے عوض آزاد
کردے اور وہ ویسا ہی کرے تو نکاح فاسد ہوجاویگا اسلئے کہ اس کلام کے کہنے سے عورت نہ کورانے
خاوند کی مالک ہوجاتی ہی اور پھر وہ آزاد ہوتا ہی اور عورت کو اپنے شوہر کا مالک ہونا نکاح کا
منافی ہی اور اگر ہزار کے عوض نہ کہے تو البتہ نکاح فاسد نہوگا اسلئے کہ عورت شوہر کی مالک نہوتی
اور اسصورت مین غلام کی ولا آقا کو پہنچیگی نہ اوس عورت کو کیونکہ آزاد کرنیوالا وہی ہی اور پہلی
صورت مین ولا عورت کو پہنچیگی کہ وہ آزاد کرنیوالی ہی اور آقا صرف وکیل ہی ولا اوس مال کو
کہتے ہین کہ مرنیکے بعد اگر میت کا کوئی وارث قرابت دار نہو تو اوسکی آزاد کرنیوالیکو وہ ترکہ پہنچے

باب کافر کے نکاح کے بیان مین — اگر کوئی کافر کسی عورت سے بدون گواہون کے نکاح
کرلے یا ایسی عورت سے نکاح کرے جو دوسرے کافر کی عدت مین تھی اور یہہ امر اونکے دین مین
درست ہو تو اب اگر وہ دونو مسلمان ہوجاوینگے تو اونکا وہی پہلا نکاح قائم رکھا جاویگا
لیکن اگر عورت اوس مرد کی محرم ہوگی مثلاً بہن یا بیٹی وغیرہ تو اسصورت مین ان دونو کو جدا
کردیا جاویگا اگرچہ اونکے دین مین درست ہو — اور جو مرد خواہ عورت کہ مرتد ہوگئے ہون
یعنی دین اسلام سے پھر گئے ہون وہ کسی سے نکاح نکرین یعنی نہ مسلمان سے نہ ذمی سے نہ مرتد سے
اسلئے کہ مرتد کا نکاح جائز نہین — اور لڑکا اپنے باپ مین سے دین مین بہتر کا تابع ہوتا ہی یعنی اگر
شوہر مسلمان ہو اور عورت اہل کتاب مین سے تو اونکی اولاد کو مسلمان تصور کرینگے اور آتش پرست
بنسبت بہودیون اور نصرانیون کے برا ہی اس سے یہہ نکلا کہ جو اولاد اہل کتاب مرد اور آتش پرست
عورت سے ہوگی وہ اہل کتاب ہوگی — اور اگر میان بی بی مین ایک مسلمان ہوجاوے تو دوسرے

کو مسلمان ہونیکو کہا جاوے اگر وہ بھی مسلمان ہوجاوے تو بہتر ہے نکاح باقی رہیگا ورنہ دونو کو جدا کردیا جاوی اور اگر مرد مسلمان ہونے سی انکار کریگا تو اوسکا انکار طلاق متصور ہوگا لیکن عورت کا انکار طلاق نہوگا بلکہ صرف جدا ہونا ہوگا۔ اور اگر دونو مین سی ایک دارالحرب مین مسلمان ہو تو عورت نکاح سی جدا نہوگی جبتک کہ تین بار حیض سی نہو لے اور اگر کتابی والی عورت کا شوہر مسلمان ہوجاوے تو دونو کا نکاح باقی رہیگا اسلئے کہ مسلمان کو کتابی عورت کا نکاح جائز ہے۔ اور دو ملکو نکا علیحدہ ہونا جدائی کا سبب ہی نہ قید مین آنا یعنی اگر مرد و عورت مین سی ایک مسلمان ہوکر کفرستان سی دارالاسلام مین چلا آوی تو جدائی ہوجاویگی اور اگر کسیکو اونمین سی قید کرکے اوسی ملک مین رکھین تو جدائی نہوگی جبتک کہ اوسکو دارالاسلام مین لاوین اور جو عورت کہ دارالحرب سی ہجرت کرکے دارالاسلام کو چلی آوی اور اوسکو حمل نہو وہ بدون عدت مین بیٹھنے کے نکاح کرلے حامل جو عبارت کنز مین ہی اوسکا معنی جو عورت حاملہ نہو۔ اور دونو مین سی کسیکا مرتد ہوجانا اوسیوقت نکاح کا ٹوٹجانا ہی پس جس عورت سے صحبت کی ہو اوسکا تمام مہر لازم ہوگا اور جس سے صحبت نکی ہو اوسکو نصف مہر دینا پڑیگا یعنی جس صورتمین کہ مرد مرتد ہوجاوی اور اگر عورت مرتد ہو تو اوسکو مہر نملیگا۔ اور مسلمان ہونے سے انکار کردینا مرتد ہونیکے حکم مین ہے یعنی جب دونو مین سی ایک مسلمان ہوجاوے اور دوسریکو مسلمان ہونیکو کہا جاوے اور وہ انکار کرے اور اس انکار سی دونو مین جدائی واقع ہو تو مہر کے واجب ہونے اور نہونے مین اس انکار کا حکم مرتد ہونیکا سا ہی جو اوپر مذکور ہوا۔ اور اگر دونو اکٹھے مرتد ہوجاوین اور ساتھ ہی مسلمان ہون تو عورت و مرد مین جدائی نہوگی لیکن اگر آگے پیچھے مسلمان ہونگے تو جدائی ہوجاویگی۔

باب عورتونکی نوبت کے بیان مین

نوبت کے بابمین کنواری اور بیاہی برابر ہی اور نئی اور پرانی اور مسلمان عورت اور کتاب والی بھی برابر اور آزاد عورت کی باری لونڈی کی نسبت کردونی ہے اگر ایکروز منکوحہ لونڈی کی باری کا ہو تو دو روز آزاد منکوحہ کے مقرر کرے

- اور مرد کو اختیار ہے کہ جس بیبی کے ساتھ چاہی سفر کرے اوسمین باری کی رعایت نہین مگر قرعہ ڈالنا مستحب ہی جسکے نام قرعہ نکلے اوسیکو ساتھ لیجاوی اور عورتکو اختیار ہے کہ اگر اپنی باری دوسری عورتکو بخشدی ہو پھر اُس سے لے لی واللہ اعلم

کتاب الرضاع

کتاب الرضاع اسمین دودھ پینے کا بیان ہے - دودھ پینا اُسکو کہتے ہین کہ شیرخوار بچہ ایک خاص وقت مین کسی عورتکی چھاتی سے دودھ پیوی اور اوسکی باعث اگرچہ ۳۰ مہینے کے اندر کم ہی پیا ہو وہ رشتے حرام ہو جاتے ہین جو قرابتِ نسب سے تھی مگر دودھ کی بہن کی ماں اور اوسکی بیٹی کی بہن کہ نسب مین حرام تھی اور دودھ مین حرام نہین ہین اسلئے کہ نسبی بہن کی ماں یا اپنی حقیقی ماں ہوگی یا باپ کی بیبی ہوگی جو دونو حرام ہین اور نسبی لڑکے کی بہن یا اپنی بیٹی ہوگی یا اپنی اوس زوجہ کی بیٹی ہوگی جس سے صحبت کر چکا ہے اور یہہ دونو بھی حرام ہین بخلاف دودھ کی کہ اوسمین یہہ رشتے حلال ہین واضح ہو کہ امام شافعیؒ کے نزدیک دودھ پینے سے حرمت کی شرط یہہ ہی کہ پانچ بار دودھ پیوے اور امام اعظمؒ کے نزدیک ایکبار کے پینے سے بھی حرمت ثابت ہی اور اونکی دلیل قول اللہ تعالے کا ہے وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَكُمْ کہ اسمین مطلق دودھ پلانا ارشاد ہوا پانچ بار کی قید نہین اور قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ دودھ پینے سے وہ رشتے حرام ہین جو نسب سے ہین اسمین بھی شرط گنتی اور تھوڑی ہی اور بہت کی نہین اور اسیطرح حضرت ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ سے مروی ہی اور نیز امام شافعیؒ کے نزدیک دودھ پینے کی مدت دو برس ہی یعنی اسیکے اندر پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہی اور امام اعظمؒ کے نزدیک ۳۰ مہینے ہین اور اونکی دلیل یہہ آیت ہی وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ظاہرا اس آیت سے معلوم ہوتا ہی کہ حمل اور دودھ چھوڑانیکی ہر ایک کی مدت ۳۰ مہینے ہین لیکن چونکہ حمل کی مدت دو برس سے زیادہ نہین ہوتی تو دودھ چھوڑانیکو ۳۰ مہینے قائم رکھے اور اگر یہہ بھی مان لیا جاوی کہ جو مدت اس آیت مین مذکور ہی وہ دونو چیزونکی مجموعہ کے لئی ہی تو جس صورتمین کہ حمل کی کمترمدت چھہ مہینے اختیار فرمائی ہی تو دو برس بھی کمترمدت دودھ

کی ہوگی - اور دودھ پلانیوالیکا وہ خاوند جس سے اوسکو دودھ پیدا ہوا ہی وہ شیر خوار بچہ
کا باپ ہوگا اور اوسکا بیٹا اوس بچہ کا بھائی اور اوسکی بیٹی بچہ کی بہن اور اوسکا بھائی بچہ کا
چچا اور اوسکی بہن اوسکی پھوپھی ہوگی - اور اپنے بھائی کی دودھ کی بہن اور نسبی بہن حلال
ہوسکتی ہین دودھ کی صورت تو ظاہر ہے مگر نسب کیصورت یہہ ہے کہ ایک شخص کے دو لڑکے دو
بیبیون سے ہون اور ان بیبیون مین سے ایک کے ایک لڑکی بھی ہو دوسرے خاوند سے تو یہہ لڑکی دوسری
بی بی کے لڑکے کے حلال ہوگی اسلئے کہ ان دونو مین کوئی قرابت نہین مگر اوسی بیبی کے لڑکے
کو حلال نہین اسلئے کہ وہ اخیافی بہن اوسکی ہی - اور دو شیر خوار جنہون نے ایک چھاتی سے
دودھ پیا ہو اونمین حلت نہین یعنی اُن دونو کا نکاح نہین ہوسکتا اسلئے کہ وہ دونو بہن
بھائی ہین ورنہ کوئی دودھ پلانیوالی اپنے دودھ پینیوالے لڑکے یا پوتے کو حلال
ہوسکتی ہے جاننا چاہیے کہ یہہ مسئلہ پہلی عبارت سے بھی سمجھ مین آتا ہی لیکن مصنف نے
تاکید اور تصریح کے لئے جو اس باب مین مناسب ہی اسکو دوبارہ بیانکیا اور دودھ کے
مسائل کی جامع یہہ بیت مشہور ہی ؎ از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند + وز جانب شیر خوار
زوجان و فروع + یعنی دودھ پینیوالی کے اصول مثل باپ دادی کے اور انکی اولاد یعنی
شیر خوار کے بھائی اور چچا یہہ لوگ دودھ پلانیوالی اور اوسکی بیٹی پوتی پر حرام نہین ہوتے
- اور جو دودھ کہ بچہ کو کھانیمین ملاکر دیا جاوے خواہ دودھ غالب ہو یا کھانا وہ حرام نہین
کرتا اسلئے کہ حکم کھانیکا ہی نہ دودھ کا تاآن اگر دودھ کو پانی مین یا دوا مین یا بکری کے دودھ
مین یا دوسری عورت کے دودھ مین ملاکر دیا تو ان صورتونمین اگر دودھ غالب ہوگا تو
حرمت ہوگی اور اگر دوسری چیز غالب ہوگی تو وہی کہلاویگی اور حرمت اوس سے متعلق نہوگی
اگر دو عورتون کے دودھ کیصورتمین ایک کی حرمت ضرور ہوگی جسکا کہ دودھ غالب ہوگا —
اور کنواری عورت کے اگر دودھ اوترآوے اور مری ہوئی عورت کا دودھ دونو حرام کرنیوالے
ہین لیکن اگر دودھ کا مخنہ بچہ کو کیا جاوے یعنی پاخانہ کی راہ سے دودھ اندر پہنچایا جاوے

بامرد کے دودہ اوتر آدمی یا بکری کا دودہ دونچے پیوین تو ان صورتونمین حرمت نہوگی
۔ اور اگر کوئی عورت اپنی دودہ پیتی بیٹوت کو دودہ پلادی تو یہہ دونو مرد پر حرام ہوجاتی
ہین اسلئے کہ ما بیٹی کا نکاح مین رکھنا حرام ہی اور اسصورت مین بڑی کو مہر نلیگا اگر اوس
سے شوہر نے صحبت نکی ہو اور چھوٹی کو نصف مہر دیوی اور یہہ آدا مہر بڑی سے لیوی اگر
اوسنی جان بوجھکر نکاح کو فاسد کیا ہو ورنہ کچھہ نلے اور جس گواہی سے مال ثابت ہوتا ہی
اوسی سے دودہ کا پینا بھی ثابت ہوتا ہی یعنی دو مردون خواہ ایک مرد دو عورتون کی
گواہی سے دودہ کا پینا ثابت ہوجاتا ہے

کتاب الطلاق

اسمین عورت کو چھوڑ دینے کا بیان ہی واضح ہو کہ سب مباح چیزونمین سے
زیادہ بری طلاق ہی اسلئے کہ اسمین نکاح کا دور کرنا ہی جو سنت یا واجب ہی لیکن جب بعد
نکاح کے ناموافقت ہو تو جدائی کے سوا کوئی علاج نہین اسواسطے شریعت نے اوسکو درست
کیا۔ جو قید کہ شریعت سے نکاح کے باعث ہوتی ہی اوسکے دور کردینے کو طلاق کہتے ہین پھر
طلاق کی تین قسمین ہین ایک یہہ ہی کہ عورتکو ایسے طہر مین جسمین صحبت نکی ہو ایک طلاق دیکر چھوڑ دے
یہانتک کہ اوسکی عدت پوری ہوجاوی اس طرحکی طلاق کو احسن کہتے ہین دوم یہہ کہ تین
طہرون مین تین طلاق دی اسکو حسن اور سنی کہتے ہین یعنی انکا واقع ہونا سنت سے ثابت ہوا
تیسری یہہ کہ تین طلاقین ایک طہر مین یا ایک لفظ مین دی مثلاً یہہ کہی کہ مین نے تجکو تین
طلاقین دین اسکو بدعی کہتے ہین یعنی منسوب بدعت کیطرف ہی ۔ اور جس عورت سے صحبت نہوئی
ہو اوسکو طلاق سنی حالت حیض مین بھی ہوسکتی ہی یعنی اوسکے حق مین حیض حکم طہر کا رکھتا ہے
طلاق کے باہمین اور جس عورتکو حیض نہ آتا ہو اوسکی طلاق کو مہینونپر منقسم کرنا چاہیے یعنی
اگر ایسی عورتونکو طلاق سنی دیجاوی تو ہر طہر کے عوض مین ایک مہینا ہوگا اور صحبت کے
بعد بھی اونکو طلاق دینا جائز ہی اور جس عورت سے صحبت کرلی ہو اوسکو حالت حیض مین طلاق
دینی بدعت ہی پس ایسی طلاق کے بعد عورت سے رجعت کرلے اور دوسری طہر مین اوسکو طلاق

دی - اور اگر اپنی صحبت کی ہوئی سی کہا کہ تجکو تین طلاق ہین بطور سنت کے تو ہر طہر پر ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر شوہر نیت کرے کہ تینون طلاقین اوسی ساعت مین پڑجاوین یا ہر مہینے مین ایک ایک پڑے تو جائز ہے - اور طلاق ایسی شوہر کی پڑا کرتی ہی جو عاقل اور بالغ ہو کو اوس سی کسی نے زبردستی طلاق دلوائی ہو اور مست اور گونگے کی طلاق اشارہ سے اور غلام کی بھی واقع ہوتی ہے مگر لڑکے کی اور دیوانہ کی اور سوتے ہوئے شخص کی اور آفاقی طلاق جو اپنی غلام کی منکوحہ کو دی نہین پڑتی - اور طلاق کی گنتی کا اعتبار عورت سے ہی اور وہ آزاد عورت کے حق مین تین ہین گو شوہر آزاد ہو یا غلام اور لونڈی کے حق مین دو ہین اگرچہ شوہر آزاد ہو یا غلام +

باب صریح طلاق کے بیان مین - صریح طلاق کے یہہ الفاظ ہین کہ تو طلاق والی ہی یا طلاق دی ہوئی ہے یا مین نے تجکو طلاق دی اور ان الفاظ سی ایک طلاق رجعی پڑتی ہے اگرچہ نیت زیادہ کی کرے یا بائن کرنیکی یا کچھہ نیت نکرے - اور اگر یہہ الفاظ کہی اَنتِ الطَّلاقُ وَ اَنتِ طَالِقٌ الطَّلاقَ وَ اَنتِ طَالِقٌ طَلاقًا تو ان لفظون سی ایک طلاق رجعی پڑیگی بشرطیکہ نیت کچھہ نہو یا نیت ایک طلاق کی خواہ دو کی کرے لیکن اگر نیت تین طلاق کی کریگا تو تین پڑجاوینگی - اور اگر طلاق کو تمام عورت کیطرف منسوب کیا یا ایسی چیز کیطرف جسسی تمام بدن بیان کیا جاتا ہی مثلاً گردن اور گلا اور روح اور بدن اور جسم اور شرمگاہ اور سر اور چہرہ یا اوسکی حصہ غیر معین کیطرف منسوب کیا جیسی آدھا اور تہائی ہی تو ان صورتون مین طلاق پڑجاویگی - اور اگر ہاتھہ اور پانو اور انگلی اور مقام پاخانہ کیطرف نسبت کیا مثلاً کہا کہ تیری انگلی پر طلاق ہی تو طلاق نہ پڑیگی اسلئے کہ ان اعضا کی تمام بدنکو تعبیر نہین کرتے - اور اگر کہی کہ آدہی طلاق ہی یا تہائی طلاق ہی تو پوری طلاق ہوگی اور دو طلاق کے تین نصف کہی تو تین طلاقین ہونگی اور اگر یون کہی کہ ایک طلاق سی لیکر دو تک یا کہی کہ جو کچھہ ایک طلاق سی دو تک کے درمیا نمین ہی تو ایک طلاق پڑیگی اور

ایک سی تین تک خواہ ایک ہی تین تک کے درمیان مین کہنی سی دو طلاقین ہوتی ہین —
اور اگر کہی ایک دو دو تو ایک طلاق ہوگی اگر کچھہ نیت نکرے یا نیت ضرب کی کرے اور اگر
ان لفظون سی ایک اور دو مراد لے تو اسصورت مین تین پڑینگی جاننا چاہئیے کہ ضرب کے معنی
فقہا کے نزدیک یہہ ہین کہ مضروب کے اجزا بقدر مضروب فیہ کے زیادہ ہو جاوین پس ایک
کی ضرب تین مین یہہ ہے کہ ایک کی تین جزو ہو گئی یہہ معنی نہین کہ ایک کو تین بار اعتبار کرین جیسا حساب مین ہوتا ہی —
اور دو دو دو کہنے مین دو طلاقین ہونگی گو ضرب کی نیت کرے — اور اگر کہی کہ یہان سے
شام تک طلاق ہی تو اس سی ایک طلاق رجعی ہوگی اور اگر کہی کہ مکہ کے پاس یا مکہ کے اندر یا
گہر کے اندر طلاق ہے تو یہہ طلاق اوسیوقت پڑجاتی ہی اور اگر یون کہی کہ جب تو مکہ مین داخل
ہو تجھہ طلاق ہی تو یہہ الفاظ متعلق یعنی مشروط کہلاتے ہین جب عورت مکہ مین داخل ہوگی اوسوقت
طلاق پڑیگی اور مخفی نرہے کہ شام اور مکہ کا ذکر مثال کے لئی ہی ورنہ ہر ایک شہر اور گانو کا یہی
حکم ہے **فصل** جس صورتمین کہی کہ تو طالق یعنی طلاق والی ہی کل کو یا کل مین تو اوسپر
طلاق صبح ہونے پر پڑیگی اور اگر شوہر ان لفظون سی نیت عصر کے وقت کی کرے تو صرف دوسرے
لفظ مین جائز ہوگی یعنی اگر کہا کہ کل مین طالق ہی — اور اگر کہا کہ تو طالق ہی آجکل یا کل آج تو
ایسی الفاظ مین اول لفظ کا اعتبار کیا جاتا ہی دوسرے کا اعتبار نہین پس جو لفظ زبان سے
اول کہا ہی اوسمین طلاق پڑیگی — اور اگر کہی کہ تو طالق ہی پیشتر اس سی کہ مین تجھہ سی نکاح
کرون یا تو کل طالق تہی حالانکہ اوس سی نکاح آج کیا ہی تو یہہ طلاق لغو ہی اسلئی کہ نکاح
سے پہلے طلاق دینے کے کچھہ معنی نہین اور اگر اوس سے نکاح کل سے پیشتر کر چکا تہا
تو طلاق اوسیوقت پڑیگی اسلئی کہ گذری ہوئی زمانہ مین طلاق پڑ نہین سکتی تو ضرور ہوا کہ
جس وقت طلاق دیتا ہی اوسوقت پڑی — اور اگر یون کہی کہ تو طالق ہی جس وقت مین کہ
مین تجھکو طلاق نہ دون اور یہہ کہکر چپ ہو رہا تو طلاق پڑجاویگی اسلئی کہ جب چکا ہوا تو
ایکوقت ایسا ثابت ہوا کہ اوسمین طلاق ندی حالانکہ وہ وقت طلاق دیدینی کی قابل تھا

پس اوسوقت مین طلاق پڑجاویگی - اور اگر یہہ کہا کہ تو طالق ہے اگر مین تجکو طلاق ندون تو یہہ طلاق نہین پڑتی جبتک کہ ایک اون دونو مین سے نہ مرجاوے - اور اگر یون کہی کہ تو طالق ہے اوسوقت مین کہ مین طلاق ندون تو طالق ہے تو اِس پہلے لفظ سے طلاق پڑجاویگی - اور اگر کہی کہ تو طالق ہی جسروز کہ مین تجہہ سے نکاح کرون اور نکاح اوس سے رہا تو کیا تو طلاق پڑجاویگی اِسلئے کہ مراد مرد کی روز سے مطلق وقت تہا دن ہو یا رات بخلاف اِس صورت کے کہ اپنی عورت سے کہی کہ تیرا اختیار تیرے ہاتہو مین ہی جسروز ایسا معاملہ ہوا در اِس اختیار دینے سے اوسکی نیت طلاق کی ہو پہر وہ معاملہ رات کو واقع ہو تو طلاق نہ پڑیگی - اور اگر کہے کہ مین تجہہ سے طلاق دالا ہون تو یہہ لفظ لغو ہی اگرچہ طلاق کی نیت کرلے اِسلئے کہ طلاق مرد کیطرف سے عورتکو ہوا کرتی ہی نہ مرد کو عورت کیطرف سے - اور اگر یہہ کہی کہ مین تجہہ سے جدا ہون یا حرام ہون تو عورت جدا ہو جاتی ہے - اور اگر یہہ کہے کہ تو طلاق والی ہے ایک طلاق سے یا نہین یا تو طلاق والی ہے مرنیکے ساتہہ خواہ اپنی مرنیکے ساتہہ تو یہہ الفاظ لغو ہین اِنسے طلاق نہین ہوتی - اور اگر شوہر عورت کے کل کا یا جزو کا مالک ہوجاوے یا عورت اپنی شوہر کے کل خواہ جزو کی مالک ہو تو نکاح جاتا رہتا ہی پہر اگر شوہر اپنی منکوحہ لونڈی کو خرید کر طلاق دیگا تو نہ پڑیگی اِسلئے کہ خریدنے کے بعد نکاح جاتا رہا وہ عورت طلاق کی جگہہ ہی نرہی - اگر یون کہی کہ جب ہی تیرا آقا تجھی آزاد کرے تب ہی تجکو دو طلاق ہین پس آقا نے اوسے آزاد کردیا تو شوہر کو اوس سے رجوع کرلینے کا اختیار ہی اِسلئے کہ طلاق آزادی کے ساتہہ پڑی ہی تو دو طلاق سے وہ بائن نہوگی لونڈی رہتی تو بائن ہو جاتی - اور اگر لونڈی کا آزاد ہونا اور دو طلاقین کل کے آنے پر شرط کردیجاوین تو کل کے آنے پر شوہر کو رجوع کا اختیار نرہیگا اور اوس عورت کی عدت تین حیض ہونگے اِس مسئلہ کی صورت یہہ ہی کہ شوہر نے اپنی منکوحہ لونڈی کو کہا کہ جب اگلی کل ہو تو تجکو دو طلاقین ہین اور اُس لونڈی کے آقا نے کہا کہ جب کل ہو تو تو آزاد ہی پس جسوقت دوسرا دن ہوگا وہ عورت دو طلاق سے بائن ہو جاویگی

اور رجعت کے قابل نرہیگی اسلئے کہ طلاقونکی پڑنیکے وقت وہ لونڈی تھی مگر عدت اوسکی تین حیض ہونگے کہ عدت کیوقت مین بلاشبہہ آزاد ہی اور آزاد کی عدت تین حیض ہین اور فرق اول مسئلہ اور دوسرے مین یہہ ہے کہ اول مین لونڈی کے آزاد ہونیکے بعد طلاق پڑتی ہے کیونکہ عرف مین اوس عبارت سی یہی سمجھا جاتا ہی اور دوسرے مین آزادی سی پہلے پڑتی ہی — اور اگر کہی کہ تو طالق ہے اِتنی اور اشارہ تین انگلیونسی کرے تو تین طلاقین پڑینگی — اور اگر کہے کہ تو طالق ہے بائن یا بتہ یا سب سے فاحش تر طلاق یا شیطان کی طلاق یا بدعت کی طلاق یا سخت تر طلاق یا پہاڑ جیسی یا مثل ہزار کے یا گہر بہر کر یا طلاق سخت یا کنبی یا چوڑی تو ان سب لفاظ سی ایک طلاق بائن پڑیگی بشرطیکہ تین کی نیت نکرے اور اگر تین کی نیت کرے تو تین پڑینگی **فصل** صحبت سی پہلے طلاق دینی کے بیان مین — جو عورت غیر مدخولہ ہو یعنی شوہر نے اوس سی صحبت نکی ہو اوسکو اگر شوہر تین طلاقین اکٹھی دیوی تو تینون پڑجاوینگی اور اگر جدا جدا کرکے دیوی تو عورت پہلی ہی طلاق مین نکاح سے باہر ہو جاویگی اور اگر طلاق کہہ چکنے اور ہنوز شمار ذکر کرنے پایا تھا کہ عورت مرگئی تو وہ طلاق لغو ہوئی اسلئے کہ شوہر نے کلام پورا نکیا تھا تو گویا کچھہ منہ سی نکالا ہی نہ تھا — اور اگر کہا کہ تو طالق ہے ایک اور ایک یا ایک سی پہلے ایک یا ایک جس کے بعد ایک ہو تو ان سب صورتون مین ایک ہی پڑیگی اسلئے کہ عورت غیر مدخولہ تھی ایک سی بائن ہوگئی دوسرے کا محل نرہی اور اگر کہا کہ تو طالق ہے ایک کے بعد ایک طلاق سی یا ایک طلاق جسکے پہلے ایک ہو یا ایک سی جسکے ساتھہ ایک ہو تو ان سب مین دو طلاقین واقع ہوتی ہین اسلئے کہ دونو ایک ساتھہ پڑین آگے پیچھے نہ پڑین اور اگر آگے پیچھے تھین تو بولنے سی پیشتر صرف خیال اور تصور مین تھین اسلئے ایکبارگی پڑین — اور اگر یون کہی کہ جب تو داخل ہو تو طالق ہی تو ایک اور ایک پیچھے داخل ہوئی تو ایک طلاق پڑیگی اور اگر شرط کو پیچھے بولے یعنی یون کہے کہ تو طالق ہی ایک اور ایک جب داخل ہو تو دو پڑینگی +

باب کنایہ کے لفظون سی طلاق دینی کے بیان مین — کنایات سی عورتکو طلاق نہین پڑتی
مگر نیت سی یا قرینہ کے باعث اگر شوہر یہہ کہی کہ تو عدت مین بیٹھہ اور اپنی رحم کو صاف کر
اور انت بریۃ او بائنۃ او حرام تو ان صورتون مین ایک طلاق رجعی پڑتی ہے اور ان الفاظ کے سوا
اگر دوسری کنایات بولیگا تو ایک طلاق بائن پڑیگی اگرچہ دو کی نیت کری اور جائز ہی
تین طلاقونکی نیت کرنی کنایات مین اس مسئلہ مین امام شافعی کا خلاف ہی کہ اونکی نزدیک
کنایات مین طلاق رجعی پڑتی ہی اور دلیل امام اعظمؒ کی یہہ ہی کہ طلاق بائن دینی کی ضرورت
تو ہوا ہی کرتی ہے پس شوہر اپنی ملک مین اگر اس قسم کا تصرف کری تو جائز ہوگا بلکہ صریح
طلاق مین بھی قیاس یہی ہی لیکن نص کی ضرورت سی صریح مین حکم رجعت کا کیا گیا ہی اور روایت
کیا ہی عبد الرزاق نے کہ کنایات سی طلاق بائنہ کا واقع ہونا اکثر صحابہؓ کا قول ہی سوا
حضرت ابن عمر اور ابن مسعودؓ کے اور امام محمدؒ نے اپنی کتاب الآثار مین اسیطرح کہا ہی —
اور الفاظ کنایات کے یہہ ہین کہ تو بائنؔ اور بتۃ اور بتلہ یعنی جدا ہی حرام ہی خالی ہے
پاک ہی تیری ڈور تیری مونڈہی پر ہے اپنے میکے مین جا دل مین نے تجھی تیری میکے کو دیا
تجھی مین نے جدا کیا مین تجھہ سے الگ ہوا تو جانے تیرا کام آزادی پسند کر گھونگھٹ
نکال چادر پہن چپ جا دور ہو باہر نکل اٹھہ کھڑی ہو شوہر تلاش کر — اگر شوہر نے
کہا کہ تو تین حیض شمار کر اور اول سی نیت طلاق کی کی اور دو بار حیض کی شمار سی عدت
مراد لی تو اوسکا قول مانا جاویگا اور اگر ان دو پچھلی حیضون کے شمار کرنے سی کچھہ نیت
نکی تو تین طلاقین ہونگی — اور اگر کہا کہ تو میری بیوی نہین یا مین تیرا خاوند نہین اور طلاق
کی نیت کی تو طلاق پڑ جاویگی — اور طلاق صریح طلاق صریح اور بائن دونو سی ملتی ہی اور
بائن صرف صحیح سی ملتی ہی نہ بائن سے مگر جس صورت مین کہ بائن کسی شرط پر موقوف ہو تو
اوسصورت مین بائن سی بھی بلجاتی ہی اول مسئلہ کی صورت یہہ ہی کہ ایک شخص نے اپنی عورت
کو کہا کہ مین نے تجکو طلاق دی یا طلاق کنایہ سی دی پھر اوس طلاق کی عدت مین دوسری

طلاق صریح دی تو یہہ دوسری طلاق بھی پہلی طلاق سے ملحاوے گی اور اوسپر دو طلاقین واقع ہونگی اسیطرح اگر پہلی طلاق صریح دی اور پھر بائن دی تو وہ صریح سے ملحاوے گی لیکن اگر پہلی بائن دی اور دوبارہ پھر بائن دی تو یہہ اول کے ساتھہ نہ ملیگی اسلئے کہ جب طلاق اول سے عورت جدا ہو چکی تو پھر طلاق کی محل نہیں ہان اگر پہلی طلاق بائن کسی شرط پر موقوف ہوگی تو اوسکا پڑنا شرط کے ہونے پر ہوگا اوس سے پہلے نہوگا اسلئے دوسری بھی اس اثنا مین پڑسکتی ہے

باب عورت کو طلاق کے سپرد کرنیکے بیان مین — اگر شوہر اپنی بیبی سے کہے کہ اختیار کر اور اس سے نیت طلاق کی کرے اور وہ عورت اوسی مجلس مین اپنے تئیں اختیار کرلے تو ایک طلاق سے بائن ہو جاویگی اور اسصورت مین اگر شوہر تین طلاق کی نیت کریگا تو درست نہوگی پھر اگر وہ عورت وہان سے اوٹھکر اور کام کرنے لگے تو اوسکا اختیار جاتا رہیگا — اور اس باب مین یعنی اختیار کے ثابت ہونے مین یہہ شرط ہے کہ ذکر نفس کا یا اختیار کا دونو مین سے ایک کے کلام مین پایا جاوے مثلاً یا مرد کہے کہ اختیار کر اپنے نفس کو خواہ طلاق کو یا عورت کہے کہ مین نے اپنے نفس کو خواہ طلاق کو اختیار کیا اور اگر دونو کے کلام مین سے کسی مین نپایا جاویگا تو اختیار کا ثبوت درست نہوگا اور اگر شوہر نے عورت سے کہا کہ تو اختیار کر اور عورت نے جواب دیا کہ مین اپنی ذات کو اختیار کرتی ہون یا مین نے اپنی ذات کو اختیار کیا تو طلاق پڑجاویگی — اور اگر عورت سے تین بار کہے کہ اختیار کر اختیار کر اختیار کر اور عورت جواب دے کہ مین نے اول کو یا دوم کو یا پچھلی کو اختیار کیا تو تین طلاقین بدون نیت کے پڑجاوینگی اور اگر کہے گی کہ مین نے اپنی ذات کو طلاق دیلی یا اپنی ذات کو ایک طلاق سے اختیار کیا تو اسصورت مین ایک طلاق سے بائن ہو جاویگی — اور اگر شوہر عورت سے کہے کہ تیرا معاملہ تیرے ہاتھہ ہے ایک طلاق کے باب مین یا یہہ کہ ایک طلاق اختیار کرلی اور اوسکے جواب مین عورت اپنی ذات کو اختیار کرلے تو ایک طلاق رجعی پڑیگی اسلئے کہ شوہر کے کلام مین صریح لفظ طلاق کا موجود ہے اور صریح طلاق مین حکم رجعت کا ہے —

اور اگر شوہر نے کہا کہ تیرا معاملہ تیرے ہاتھ ہے اور تین طلاقونکی نیت کی اور عورت نے جواب دیا کہ مین نے اپنی ذات کو اختیار کیا تو تین طلاقین پڑینگی اور اگر کہیگی کہ مین نے اپنے نفس کو ایک طلاق دی یا اپنی ذات کو ایک طلاق سی اختیار کیا تو ایک طلاق سے بائن ہو جاویگی - اور اگر شوہر کہی کہ تیرا معاملہ تیرے ہاتھ ہی آج اور پرسون تو اِس قول مین رات داخل نہو گی یعنی اختیار دونکو رہیگا رات کو نہو گا اور اگر عورت اختیار اوس دن کا نمانے تو اوس روز کا اختیار باطل ہو جاویگا اور پرسون کا اختیار اوسکو رہیگا اور اگر اختیار مین شوہر نے قید آج اور کل کی لگائی تو اِسمین رات بھی شامل رہیگی اور اگر اوس روز کے اختیار کو عورت نمانیگی تو اوسکی کل کو بھی اوسکو اختیار نرہیگا اِسلیئے کہ اختیار کے دقیقین کو مُنہ اختیار نرہنے کا نہین - اور اگر اختیار دیجانیکے بعد عورت نے ایک دنکی دیر کی اور کھڑی نہوی یا کھڑی تھی بیٹھ گئی یا بیٹھی تھی تکیہ لگا کیا یا تکیہ لگائی تھی بیٹھ گئی یا اپنے باپ کو مشورہ کے لیئے بلایا یا گواہونکو گواہ کرنیکو طلب کیا یا سواری پر تھی سواری کو روک لیا تو اِن سب صورتون مین اوسکا اختیار باقی رہیگا اور اگر سواری کو اشارہ چلنے کا کیا تو اختیار نرہیگا اور کشتی کا حال گھر کا سا ہی یعنی کشتی اگرچہ چلتی ہو عورت کا اختیار باقی رہتا ہی سواری کیطرح نہین کہ چلنے سی اختیار جاتا رہتا ہی - اور اگر شوہر نے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دیلے اور اوس نے کچھ نیت نکی یا ایک طلاق کی نیت کی اور عورت نے طلاق لی تو ایک طلاق رجعی پڑیگی اور اگر تین طلاقین دی لیوینگی اور شوہر نے تین کی نیت کی ہو گی تو تینون پڑ جاوینگی اور اگر عورت کہی کہ مین نے اپنی ذات کو جُدا کیا تو طلاق پڑ جاویگی لیکن اگر کہی کہ مین نے اختیار کیا تو نہ پڑیگی - اور اس اختیار دینے سی مرد رجوع کرنیکا مالک نہین رہتا اور اختیار عورت کی مجلس تک رہتا ہی یعنی بعد اوس مجلس کے ہو چکنے کے اوسکو اختیار طلاق کا نہین رہتا اور اگر شوہر اختیار دینے مین یہہ بھی کہدی کہ جب تو چاہی ایسا کر تو اِسصورت مین عورت اوس مجلس کے بعد بھی اپنے آپ کو طلاق دی سکتی ہی - اور اگر شوہر کسی آدمی سی کہے کہ میری بیبی کو

کو طلاق دیدے تو یہہ اجازت فقط اوسی مجلس پر منحصر رہیگی اوس مرد کا جب دل چاہے طلاق دی دی لیکن اگر شوہر یون کہے کہ تو چاہے تو طلاق دیدے اسصورت مین بعد اوس مجلس کے گذر جانیکے اختیار نرہیگا - اور اگر شوہر اپنی منکوحہ سے کہے کہ اپنی ذات کو تین طلاقین دیلے اور عورت نے ایک طلاق دیلی تو یہہ طلاق پڑجاویگی اور اسکے اُلٹے مین یعنی مرد کہے کہ ایک طلاق دیلے اور عورت تین طلاقین دی تو واقع نہوگی اور اگر مرد کہے کہ تین طلاقین دیلے اگر چاہے اور عورت ایک دیدے اور مرد کہے کہ ایک دیلے اگر چاہے اور عورت تین دیلے اسصورت مین کچھہ واقع نہوگی نہ ایک نہ تین - اور اگر شوہر نے اوسکو طلاق بائن یا رجعی کے دینے کو کہا اور عورت نے اوسکی اجازت کے برعکس کیا تو اسصورت مین وہی پڑیگی جسکی اجازت شوہر نے دی تہی - اور اگر شوہر نے کہا کہ تو طالق ہے اگر چاہے اور عورت نے کہا کہ مین نے چاہا اگر تو چاہے پھر شوہر نے کہا کہ مین نے چاہا اور اس کلمہ سے طلاق کی نیت کی یا یہہ کہ عورت نے کہا کہ مینے چاہا بشرطیکہ ایسا ہو اور ایک امر معدوم کا نام لیدیا تو دونو صورتون مین یہہ قول باطل ہوجاویگا اور اگر کسی ایسے امر کا ذکر عورت نے کیا جو گذر گیا ہو تو طلاق پڑجاویگی - اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالق ہے جب چاہے یا جب کبھی چاہے اور عورت اسکو رد کردے تو رد نہوگا اور نہ مجلس پر مقید ہوگا مگر اس لفظ سے صرف ایک طلاق اپنے آپکو دیسکتی ہے - اور اگر شوہر نے کہا کہ جتنی بار کہ تو چاہے طالق ہے تو عورت کو اختیار ہے کہ تین طلاقین علیحدہ علیحدہ دیلے اور ایک ساتھہ تین نہین دیسکتی اور اگر اس اختیار کی رد سے بعد نے شوہر کے پھر طلاق دیدی تو واقع نہوگی یعنی دوسرا نکاح کرکے اگر پھر شوہر اول کے پاس اتفاقاً آوے تو اوسوقت وہ پہلا اختیار باقی نہین رہتا - اور اگر کہا کہ تو طالق ہے جہان اور جسجگہہ چاہے تو طلاق نہوگی بجز اسکے کہ اوسی مجلس مین چاہے اور اگر کہا کہ جسطرح چاہے اور عورت نے طلاق دیلی تو رجعی پڑیگی اور اگر عورت نے طلاق بائن چاہی یا تین طلاقین اور شوہر کی نیت بھی نہی تو وہی پڑجاویگی - اور اگر شوہر نے کہا کہ تو طالق ہے جتنی چاہے

اور جو چاہی تو عورت جو چاہی اوسی مجلس مین طلاق دیلے اور اگر عورت اس اختیار کو رد کردی تو پھر ہٹ آتا ہی - اور اگر شوہر کہی کہ اپنی ذات کو تین مین سے جتنی چاہی طلاق دیلی تو عورت کو تین سے کم کا اختیار ہوگا یعنی ایک یا دو کے دینی کا +

باب طلاق کو کسی شرط پر مقید کرنیکے بیان مین - طلاق کا مشروط کرنا اوسصورتمین درست ہی کہ شرط ملک نکاح مین واقع ہو یا خود ملک نکاح سی وابستہ ہو مثلاً شوہر اپنی منکوحہ سی کہی کہ اگر تو میرے پاس آویگی تو طلاق ہے تو یہہ شرط لگانا حین ملک نکاح مین ہی اور اگر اجنبی سی کہی کہ اگر مین تجھہ سی نکاح کرون تو تو طلاق ہے تو یہہ شرط ملک نکاح کی ہونے پر ہوتی ہی تو ایسی صورت مین شرط کے بعد طلاق پڑجاتی ہے یعنی نکاح یا پاس آنے کے بعد اوپر کی مثالون مین طلاق ہوجاویگی - اور اگر اجنبی عورت سی کہا کہ اگر تو میرے پاس آویگی تو تو طلاق والی ہی پھر اوس سی نکاح کیا اور وہ آئی تو طلاق نہوگی اسلئے کہ شرط نہ تو نکاح مین تھی نہ خود نکاح کو شرط کیا تھا - اور الفاظ شرط کے یہہ ہین اگر جو جو کچھہ ہر چیز جتنی بار جب جب کبھی ان الفاظ مین اگر شرط پائی جاویگی تو قسم تمام ہوجاویگی یعنی حکم مشروط کرنیکا ختم ہوجاویگا مگر لفظ کلما یعنی جتنی بار مین حکم شرط کا تمام نہوگا اسلئے کہ وہ فعل کے عام ہونیکو چاہتا ہی جیسے لفظ کل جسکے معنی ہر چیز ہین اسمون کے عام ہونیکو چاہتا ہے پس اگر شوہر کہی کہ جتنی بار مین تجھہ سی نکاح کرون تو طلاق ہے تو ہر بار کے نکاح کرنے سی عورتکو طلاق ہوگی گو وہ عورت دوسرے شوہر کے بعد اس سے نکاح کری - اور ملک نکاح کے جاتے رہنے سے شرط باطل نہین ہوتی پس اگر شرط ملک مین پائی جاوی تو عورت طالق ہوجاویگی اور حکم شرط کا پورا ہوجاویگا اور اگر شرط ملک نکاح مین نپائی جاویگی تو عورت کو طلاق نہوگی مگر حکم شرط کا اس صورتمین بھی تمام ہوجاویگا مثلاً شوہر نے کہا کہ اگر تو گھر مین جاوے تو تجھہ طلاق ہی تو اگر وہ عورت نکاح کی حالت مین جاویگی تو طلاق بھی پڑیگی اور شرط بھی جاتی رہیگی اور اگر نکاح نرہنے کے بعد عورت گھر مین جاویگی تو طلاق بھی نہ پڑیگی اور شرط بھی بیکار ہوجاویگی یعنی آیندہ اگر بعد نکاح کے وہ عورت پھر گھر مین

جاویگی اور پہلی شرط کی رو سے اوسکو طلاق نہ پڑیگی - اور اگر شرط کے واقع ہونے مین عورت
مرد اختلاف کرین تو مرد کی بات معتبر ہوگی مگر جس صورت مین کہ عورت گواہ اپنے دعوے کے
پیش کرے تو اوسکا قول معتبر ہوگا - اور جو امور ایسے ہین کہ وہ عورت ہی کے بتانے سے معلوم
ہوسکتے ہین اونمین عورت ہی کا قول معتبر ہوگا مگر خاص اوسکے بابمین مثلاً اگر شوہر نے کہا کہ جب
تو حیض سے ہو تو اور فلانی عورت طالق ہو یا یہہ کہا کہ اگر تو مجھہ سے محبت رکھتی ہے تو تو اور فلانی
عورت طالق ہے پس عورت نے کہا کہ مین حیض سے ہوئی یا مین تجھسے محبت رکھتی ہون تو اسصورت
مین صرف وہی عورت طالق ہوگی دوسری پر صرف اوسکے کہنے سے طلاق نہ پڑیگی - اور جس
صورت مین کہ طلاق کو حیض پر شرط کیا ہو تو بغیر خون دیکھنے کے طلاق نہ پڑیگی پس اگر خون
تین دن تک رہیگا تو طلاق اوسیوقت سے پڑیگی جب سے خون دیکھا ہوگا اور اگر یہہ کہا ہوگا کہ اگر تجکو ایک حیض آوے تو طلاق
ہے تو اسصورت مین طلاق اوسوقت پڑیگی جب وہ حیض سے پاک ہوگی اسلئے کہ ایک حیض سے حیض کامل
مراد ہوتا ہے - اور اگر شوہر نے کہا کہ تیرے لڑکا پیدا ہو تو ایک طلاق سے طالق ہے اور اگر
تیرے لڑکی ہو تو دو طلاقون سے پس اوس عورت کے لڑکا اور لڑکی توأم ہوئی اور یہہ معلوم
نہوا کہ اول کون ہوا تو قاضی کے حکم کی رو سے تو اوسپر ایک طلاق پڑیگی اور احتیاط کی
رو سے دو پڑینگی اور عدت بھی اوسکی گذر جاویگی اسلئے کہ اول بچہ ہونے سے تو اوسکو طلاق
پڑگئی اور دوسرے کے ہونے پر عدت پوری ہوگئی کیونکہ حاملہ عورت کی عدت بچہ ہونے تک
ہوتی ہے - اور ایک نکاح دو شرطونمین سے پچھلے کے لئے شرط ہے مثلاً اگر کہے کہ اگر تو زید اور عمر
سے کلام کریگی تو طالق ہے بعد اوسکے اوس عورت کو دوسری طلاق دیکر بائن کر دیا اور اوس
عورت نے زید سے کلام کیا پہر شوہر اول نے اوس سے نکاح کر لیا پہر اوسنے عمرو سے کلام کیا
تو طلاق پڑ جاویگی اور اگر زید سے کلام کرنیکے وقت تو نکاح مین ہو اور عمرو سے کلام کرنیکے
وقت منکوحہ نہو تو طلاق نہ پڑیگی - اور اگر تین طلاقونکو ایک شرط پر موقوف کیا اور پہر تین
طلاقین اوسیوقت دیدین تو پہلی شرط اوس سے باطل ہو جاویگی - اور اگر تین طلاقون کو

یا لونڈی کے آزاد ہونے کو صحبت پر شرط کیا تو صحبت کیوقت زیادہ ٹھہرنے سے
اجرت زنا کی دینی نہ پڑیگی اور طلاق رجعی کیصورت مین اس زیادہ ٹھہرنے سے رجعت ثابت نہوگی
ہان اگر اپنے ذکر کو نکالکر دوبارہ پھر داخل کریگا تو رجعی کیصورتمین رجعت ثابت ہوگی اور
اول صورت مین زنا کی اُجرت دینی پڑیگی اِسلئے کہ صحبت کرنے مین ایک ہی حال پر زیادہ توقف
کرنا دوسری بار صحبت کرنا نہین کہ اوس سے اُجرت بار جعت درست ہو۔ اور اگر شوہر کہے کہ اگر
فلانی عورت سے مین تیرے اوپر نکاح کرون تو اوسکو طلاق ہے پھر منکوحہ کو طلاق بائن دیکر
اوس عورت سے نکاح کیا تو اوسکو طلاق نہ پڑیگی اِسلئے کہ شرط نہین پائی گئی کیونکہ طلاق بائن
کے بعد حکم نکاح کا باقی نہین رہتا گو کہ عورت عدت مین ہو اور اگر مرد نے کہا کہ تجکو طلاق
ہے انشاء اللہ اور کلمہ انشاء اللہ ملاکر کہا تو طلاق نہ پڑیگی اگرچہ عورت انشاء اللہ کہنے سے
پہلے مرجاوے۔ اور اگر شوہر کہے کہ تجکو ایک کم تین طلاقین ہین تو دو پڑینگی اور ایک کم دو
کہیگا تو ایک پڑیگی اور اگر کہے کہ تین کم تین طلاقین ہین تو تین پڑینگی اِسلئے کہ ایک یا دو کا نکالنا
تین مین سے ہوسکتا ہے مگر تین کو تین مین سے نکالنا ناممکن ہے اسواسطے استثنا لغو ہوگیا اور تین
طلاقین پڑگئین ✣

باب بیمار کے طلاق دینے کے بیان مین۔ اگر شوہر اپنی مرض مین منکوحہ کو طلاق
رجعی یا بائن دے اور اوسکی عدت مین مرجاوے تو وارث ہوگی اور اگر بعد عدت کے مرے تو
وارث نہوگی۔ اور اگر طلاق بائن عورت کی اجازت سے دی یا عورت مال دیکر طلاق لیوے یا شوہر
کے اختیار دینے کی جہت سے وہ اپنی ذات کو اختیار کرلے تو وارث نہوگی۔ اور جس
صورت مین کہ عورت شوہر سے کہے کہ مجکو طلاق رجعی دیدے اور شوہر اوسکو تین طلاقین دیوے تو وارث
ہوگی۔ اور اگر شوہر اپنے مرض مین عورت کی اجازت سے اوسکو بائن کردے یا حالت صحت مین
اوسکی بائن کردینے اور عدت ہوچکنے پر مرد و عورت ایکدوسرے کو سچا کہہ چکے ہون پھر شوہر
عورت کے قرض کا اپنے ذمہ اقرار کرے یا اوسکو کسیقدر مال کے دینے کی وصیت کرے

تو عورت کو قرضہ خواہ وصیت اور ترکہ مین سے جو کم ہوگا وہ ملیگا یعنی جو کچھ اوسنے اقرار کیا ہو
یا وصیت کی ہو اگر وہ ترکہ کے حصہ سے کم ہو تو وہ ملیگا نہین تو ترکہ مین کا حصہ ملیگا
۔ اور جو شخص دوسرے کو لڑنے کے لئے بلا دے یا قصاص مین مارا جانے کو خواہ سنگسار
کیا جانیکو پیش ہو اور اس صورت مین اپنی منکوحہ کو بائن کر دے تو وارث ہوگی بشرطیکہ اوسی
صورت مین مارا جاوے یا مرجاوے اور اگر گھر گیا ہو یا لڑائی کی صف مین ہو اور اپنی بی بی کو
بائن کر دے تو اس صورت مین مرجانے سے وہ عورت وارث نہوگی اسلئے کہ اسمین مرجانا یقینی
نہین اور پہلی دو صورتون مین مرنا یقینی ہے ۔ اور اگر شوہر نے اپنی عورت کی طلاق کو کسی
اجنبی مرد کے کام پر مشروط کیا مثلاً کہا کہ زید اگر سفر سے آوے تو تو بائن ہے یا کسیوقت
کے آنے پر مشروط کیا مثلاً کہا کہ ماہ رمضان آوے تو تو بائن ہے اور شرط کا وجود اور
مشروط کرنا دونو مرض ہی مین ہون یا مشروط کیا خاص اپنے کام پر اور عین مرض مین مشروط
کرنا اور اوس کام کا کرنا پایا گیا خواہ شرط کا ہونا ہی مرض مین پایا گیا اور مشروط پہلے
کیا تہا یا عورت کے ایسے فعل پر مشروط کیا کہ اوسکو خواہ نخواہ کرنا پڑے مثلاً کہدیا کہ اگر
تو کہا دیگی یا پیوگی تو بائن ہو جاویگی اور اسمین خواہ دونو باتین مرض مین ہون خواہ صرف
شرط کا وجود مرض مین ہو تو ان سب صورتونمین وارث ہوگی اور انکی سوا اور صورتونمین
وارث نہوگی ۔ اور اگر اپنی بیبی کو مرض مین بائن کر دیا پھر اچھا ہو گیا اور اوسکے بعد
مر گیا یا بائن کر چکا تہا اور وہ عورت مرتد ہو گئی اور پھر مسلمان ہو گئی اوسکے بعد شوہر مرا
تو ان صورتونمین وارث نہوگی ۔ اور اگر عورت شوہر کے لڑکے سے ہم بستر ہو گئی یا شوہر
سے لعان کیا یا شوہر نے بحالت مرض اوس سے ایلا کیا تو وارث ہوگی اور اگر ایلا بحالت
صحت کیا تہا اور ایلا کے باعث حالت مرض مین بائن ہوئی تو وارث نہوگی اور قاعدہ
کلیہ یہ ہے کہ جس صورت مین شوہر کا طلاق دینا اسوجہ سے معلوم ہوتا ہو کہ عورت کو وارث
کرنے سے گریز کرتا ہے تو اوس صورت مین عورت وارث ہوگی اور اگر وہ وارث کرنے سے

لعان کیا یا ایلا کیا اگر
تو وارث ہوگی

گریز نہین کرتا اور نہ احتمال گریز کا ہو تو وارث نہوگی

باب رجعت یعنی طلاق کے بعد عورت سی شوہر کے رجوع کرنیکے بیان مین - رجعت اسبات کو کہتی ہین کہ جو نکاح مرد و عورت مین قائم تہا اوسکو عدت کے دنو نمین جون کا تون بنا رکہین اور یہہ رجعت اوس صورتمین درست ہی کہ عورتکو تین طلاقین نہوئی ہون اگرچہ عورت رجعت پر راضی نہو - اور صورت اوسکی یہہ ہے کہ شوہر طلاق کے بعد عدت مین منکوحہ سی کہدی کہ مین نے تجہسی رجعت کی یا اور دنسی کہدی کہ مین نے اپنی منکوحہ سی رجعت کی اور ایک یہہ ہی کہ جن افعال سے حرمت دامادی ثابت ہی وہ فعل بیبی کے ساتہہ کرے مثلاً شہوت سی ہاتہہ لگا دی یا بوسہ لے یا اوسکی شرمگاہ کو دیکہے غرضکہ رجعت قول سی بہی ہوتی ہی اور فعل سے بہی اور مستحب ہی کہ رجعت کے لئے گواہ کر دی - اور اگر شوہر نے عدت ہو چکنے کے بعد عورت سی کہا کہ مین نے عدت مین تجہہ سی رجعت کر لی اور عورت نے اوسکی تصدیق کی کہ ٹہیک ہی تو رجعت درست ہی اور اگر تصدیق نکی تو درست نہوگی جیسی اسصورتمین کہ شوہر اوس سی کہے کہ مین نے تجہسی رجعت کی اور وہ جواب دے کہ میری عدت ہو چکی تو رجعت درست نہوگی - اور اگر لونڈی کا شوہر عدت کے بعد اوس سی کہے کہ مین نے عدت مین تجہہ سی رجعت کر لی تہی اور اسبات کا یقین اوسکی آقا کو ہو گیا مگر لونڈی نے یقین نکیا یا لونڈی نے شوہر کے رجوع کرنیکے وقت کہا کہ میری عدت ہو چکی اور اوسکی آقا اور شوہر نے یہ بات نمانی تو اِن صورتونمین لونڈی کا قول معتبر ہے یعنی رجعت درست نہین - اور حکم رجعت کا اوسوقت جاتا رہتا ہے جبکہ عورت حیض اخیر سی پاک ہو جاتی ہی پہر اگر دس روز پر پاک ہوئی تو بلفور پاک ہونے کے وقت رجعت جاتا رہا گو غسل نکیا ہو اور اگر دس روز سے کم مین پاک ہوئی تو غسل تک وقت رجعت رہیگا یا یہہ کہ پاک ہونیکے بعد ایکوقت نماز کا گذر جاوی یا اتنا وقت گذر جاوی کہ اوسمین عورت نہا کر نیت نماز کی کر لے یا وہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے جس صورتمین کہ پانی اوسکو مضر ہو اور اگر عورت نے غسل کیا اور ایک عضو سی کم کو دہونا بہول گئی تو حق رجعت نرہیگا اور اگر عضو کامل کا دہونا بہول گئی ہو تو حق رجعت باقی رہیگا

اِسلئے کہ ابہی پورا غسل نہین کیا - اور اگر شوہر اپنی عورت حاملہ یا بچہ والیکو ایک طلاق دے
اور کہے کہ مین نے اِس سے صحبت نہین کی یعنی ایک طلاق سے یہہ بائن ہوگئی تو وہ مسئلہ مین
عورت سے رجعت کرسکتا ہے اِسلئے کہ عورت کا حاملہ خواہ بچہ دار ہونا شوہر کو جھوٹا کرتا ہے اور اگر
عورت سے خلوت کرے اور کہے کہ مین نے صحبت نہین کی بعد اوسکے ایک طلاق دی تو رجعت نکرے
اِسلئے کہ ممکن ہے کہ خلوت مین صحبت نکی ہو تو ایک ہی طلاق سے بائن ہوجاویگی پس اگر اسیصورت
مین رجعت کی اور رجعت کے بعد اوس عورت کے دو برس سے کم مین بچہ پیدا ہوا تو وہ
رجعت درست ہوگی اِسلئے کہ جب دو برس سے کم مین بچہ ہوا تو معلوم ہوا کہ وقت رجعت کے حمل
موجود تہا اور شوہر کا یہہ کہنا کہ مین نے صحبت نہین کی غلط تہا اور عورت ایک طلاق سے بائن نہین
ہوئی تھی اِسلئے اوسکی رجعت درست ہوئی - اگر شوہر نے اپنی منکوحہ سے کہا کہ اگر تو بچہ جنی
تو تو طالق ہے پہر اوسکی بچہ پیدا ہوا پہر دوسرے حمل سے دوسرا بچہ ہوا تو یہہ دوسرا بچہ رجعت
کا باعث ہوگا اوس طلاق سے جو اول بچہ ہونے پر اوسکو ہوئی تھی - اور اگر شوہر نے یون کہا
کہ جتنی بار تو بچہ جنی تو تو طالق ہے پہر اوسکی تین بچے علٰحدہ علٰحدہ حمل سے ہوئی تو دوسرا اور تیسرا
بچہ پہلی دو طلاقون سے رجعت کے سبب ہونگے اِسلئے کہ پہلا بچہ کے ہونے پر شرط کے بموجب اُسپر
طلاق ہوئی اور حمل دوسری بچہ کا اوس سے رجعت کا سبب ہوا پہر دوسرے کے پیدا ہونے پر دوسری
طلاق ہوئی تیسرے کا حمل اوس سے رجعت کا باعث ہوا پہر تیسرے کے پیدا ہونے پر طلاق گاڑہی
پڑگئی اب رجعت نہین ہوسکتی - اور جس عورت کو طلاق رجعی ہوئی ہو وہ اپنا بناؤ سنگار کرے
تاکہ شاید اوسکا شوہر اوس سے رجوع کرلے اور مستحب یہہ ہے کہ شوہر بدون اطلاع اوسکے
پاس نجاوے اور جب تک اوس سے رجعت نکرلے تب تک اوسکے ساتھ سفر نکرے - اور طلاق رجعی سے
صحبت کرنا حرام نہین ہوتا مگر عدت کے بعد البتہ حرام ہے - اور جو عورت کہ بائن ہوگئی ہو وہ
شوہر سے نکاح عدت مین اور بعد عدت کے کرسکتی ہے مگر جو تین طلاقون سے بائن ہوئی ہو
بشرطیکہ آزاد ہو اور دو سے بائن ہوئی ہو اوس صورت مین کہ لونڈی ہو وہ شوہر سے نکاح

تہین کرسکتی جب تک کہ وہ دوسرے شوہر سے نکاح صحیح نکرلے اور وہ دوسرا اوس سے صحبت
نکرچکے اگرچہ وہ مرد قریب بالغ ہونیکے ہو اور پہر وہ دوسرا اوسکو طلاق دی اور اوسکی عدت
پوری ہوجاوے تو اب البتہ شوہر اول سے نکاح کرسکتی ہی نہ صحبت کرنا ملک کے باعث یعنی اگر
شوہر اپنی منکوحہ لونڈی کو دو طلاقین دی اور بعد عدت کے اوسکا مالک اوس سے صحبت کرے
تو اس صحبت سے یہہ عورت اپنے شوہر کو حلال نہوگی بلکہ صحبت کے لئے نکاح صحیح شرط ہی اور
مکروہ ہے حلال کرنیکی شرط سے نکاح کرنا یعنی اسطرح کہ بعد نکاح کے طلاق دیدوں گا
شوہر کے طلاق دینے سے شوہر اول پر وہ عورت حلال ہوجاتی ہی گو نکاح تحلالہ کرنیکی شرط
سے کیا ہو تاہم ایسی غرض سے نکاح کرنا مکروہ ہی۔ اور دوسرا شوہر پہلے شوہر کی طلاق کا
حکم دور کردیتا ہی بشرطیکہ طلاقین تین سے کم ہون یعنی جب عورت دوسری شوہر سے نکاح کرے
اور اوسکی طلاق کے بعد پہر اول شوہر کے نکاح مین آوے تو شوہر اول تین طلاق تو نکا مالک ہوجاویگا
۔ اور اگر تین طلاقون والی عورت خبر دی کہ شوہر اول اور شوہر دوم کی طلاق کی عدتین پوری ہوچکین
اور زمانہ اتنا ہو کہ اوسمین دو نو عدتین ہوسکتی ہون تو شوہر اول کو اختیار ہی کہ اوسکی بات
مان لے اگر ظن غالب اوسکو ہو کہ یہہ سچ کہتی ہی یعنی اوس سے اسصورتمین نکاح کرسکتا ہے ۔

باب ایلا کے بیانمین۔ ایلا کے معنی لغت مین قسم کے ہین اور شریعت کی اصطلاح
مین یہہ ہین۔ شوہر کا قسم کہانا اپنی منکوحہ سے چار مہینے یا اوس سے زیادہ صحبت نکرنے پر
ایلا کہلاتا ہی مثلاً یون کہے کہ خدا کی قسم مین تجہہ سے چار مہینے صحبت نکرونگا یا یہہ کہے کہ بخدا مین
تجہہ سے صحبت نکرونگا پس اگر قسم مدت معین کی کی اور مدت چار ماہ مین صحبت کی تو کفارہ
دی اپنی قسم کا اور ایلا جاتا رہیگا اور اگر صحبت نکریگا تو عورت نکاح سے جدا ہوجاویگی اور قسم
جاتی رہیگی یعنی کفارہ لازم نہوگا۔ اور قسم جاتی رہتی ہی اگر چار مہینے کے لئے قسم کہاتی ہو اور
اگر قسم ہمیشہ کے لئے کہائی ہو تو قسم باقی رہتی ہی یعنی جس صورتمین کہ یون کہا کہ بخدا تجہہ سے
صحبت نکرونگا اور چار مہینے تک صحبت کی اور وہ عورت نکاح سے باہر ہوگئی اور پہر شوہر نے

اوس سے دوبارہ نکاح کیا تو حکم قسم کا باقی ہے یعنی اگر چار مہینے کے اندر صحبت کریگا تو کفارہ
لازم آویگا - پھر اگر اوس سے دوسری بار اور تیسری بار نکاح کیا اور دو نو دفعہ مدت چار چار
مہینے کی مدون صحبت گذر گئی تو وہ عورت دو اور طلاقون سے بائن ہو جاویگی پھر اگر بعد دوسرے
شوہر کے نکاح کے اوس سے نکاح کیا تو طلاق نہوگی اور اگر اوس سے صحبت کرے تو کفارہ دے
قسم کے باقی رہنے کی جہت سے صورت مسئلہ کی یہہ ہے کہ اپنی بیبی سے ایلا کرے اور چار مہینے
کی مدت مین اوس سے صحبت نکرے تو وہ بائن ہو جاویگی اور اگر دوبارہ اوس سے نکاح کرے اور چار
مہینے اوس سے ہم بستر نہو تو پھر ایک طلاق سے بائن ہو جاویگی اسیطرح اگر تیسری دفعہ نکاح کرکے
چار مہینے قربت نکرے تو پھر ایک طلاق سے بائن ہو جاویگی اب چونکہ طلاقین تین ہوگئین بدون
نکاح دوسرے شوہر کے حلال نہوگی پس اگر بعد نکاح و طلاق شوہر ثانی کے پھر اوس عورت سے
نکاح کرے تو ایلا کا حکم نرہیگا اور قسم باقی رہیگی یعنی اگر اوس سے صحبت نکریگا تو بائن نہوگی اور اگر
صحبت کریگا تو کفارہ دینا پڑیگا - اور چار مہینے سے کم مدت مین ایلا معتبر نہین یعنی اگر ترک
صحبت کی قسم چار مہینے سے کم پر کہاویگا اور اوس مدت مین صحبت نکریگا تو طلاق نہ پڑیگی لیکن
اگر صحبت کریگا تو کفارہ لازم ہوگا اور اگر شوہر نے کہا کہ بخدا دو مہینے یہہ اور دو مہینے ان کے
بعد تجھسے صحبت نکرونگا تو یہہ ایلا ہوگیا اسلئے کہ چار مہینے ہوئے اگرچہ اونکو دو دفعہ مین بیان کیا
اور اگر پہلے یون کہا کہ تجھسے دو مہینے صحبت نکرونگا پھر ایک روز ٹھہر گیا اور اوسکے بعد کہا کہ
بخدا تجھسے پہلے دو مہینون کے بعد دو مہینے اور صحبت نکرونگا یا یون کہو کہ تجھسے ایکدن کم
برس روز صحبت نکرونگا یا یہہ قسم بصرہ مین کہا دی کہ مین کوفہ مین نجاؤنگا اور اوسکی منکوحہ
کوفہ مین ہو تو ان صورتون مین ایلا نہین ہوتا - اور اگر شوہر نے صحبت کو حج یا روزہ یا صدقہ
یا آزاد کرنے یا طلاق پر مشروط کیا مثلاً یون کہا کہ اگر مین صحبت کرون تو مجھپر حج یا روزہ
یا صدقہ لازم ہے یا رجعی طلاق والی سے ایلا کرے تو ان سب صورتون مین ایلا کرنیوالا ہوگا
لیکن اگر طلاق بائن والی عورت یا اجنبی عورت سے ایلا کریگا تو درست نہوگا - اور لونڈی

منکوحہ کی ایلا کی مدت دو مہینے ہین - اور اگر ایلا کرنیوالا اپنی بیمار ہی یا عورت کے مرض یا اوسکے شرمگاہ کے بند ہونے یا اوسکے صغیر سن ہونے یا فاصلہ دراز پر ہونے کی جہت سی اوس سے صحبت کر سکے تو ایلا سی رجوع کرنا یون ہو سکتا ہی کہ اپنی زبان سی کہدی کہ مین نے اپنی منکوحہ سے رجوع کی اور اگر چار مہینے کی مدت مین صحبت پر قادر ہو جاوے تو رجوع کرنا صرف صحبت ہی یعنی چار مہینے کے اندر اگر یہہ موانع برطرف ہون تو زبانی رجوع کا اعتبار نہین بلکہ صحبت کرنی چاہیئے - اگر شوہر نے اپنی منکوحہ سی کہا کہ تو مجھپر حرام ہی اور اوس عورت کی حرام ہونے کو اپنے اوپر نیت کی یا نیت کچھہ نکی تو اس جملہ سے ایلا ہو جاویگا اور اگر اس سی ظہار کی نیت کریگا تو ظہار ہوگا اور اگر جھوٹ کی نیت کریگا تو جھوٹ ہوگا اور طلاق کی نیت کریگا تو بائن طلاق ہوگی اور تین طلاقون کی نیت کریگا تو تین پڑینگی اور قول مفتی بہ یہہ ہی کہ جب کوئی شخص اپنی منکوحہ سی کہی کہ تو مجھپر حرام ہی اور حرام اوسکی نزدیک طلاق کے معنی مین ہو لیکن اوسنی طلاق کی نیت نکی ہو تو طلاق پڑجاویگی اور عرف کی رو سی طلاق کی نیت کرنیوالا ٹھہرایا جاویگا یعنی اگر اوسکو علم مین حرام کے معنی طلاق کے ہونگے تو طلاق ہو جاویگی گو اوسنی ان لفظون سی طلاق کی نیت نکی ہووے +

باب خلع کے بیان مین

باب خلع کے بیان مین - خلع اوسکو کہتی ہین کہ عورت اپنے شوہر کو کچھہ مال دیکر طلاق لیوے - خلع نکاح سی جدا ہونیکا نام ہی اور خلع کے لفظ سی اور مال کے عوض طلاق کے لفظ سے طلاق بائن پڑتی ہی اور عورت پر جسقدر مال ٹھہرایا ہو لازم ہو جاتا ہی اور مکروہ ہی شوہر کو طلاق کی عوض مین کچھہ لینا بشرطیکہ سرکشی اور ناموافقت مرد کیطرف سی ہو اور اگر عورتکی طرف سی ہو تو مکروہ نہین اور جو چیز مہر ہونیکی لیاقت رکھتی ہی وہ خلع کا عوض ہو سکتی ہی - پس اگر عورت سی شراب یا سور یا مردار پر خلع کیا یا اوسکو طلاق دی تو خلع کیصورت مین طلاق بائن پڑیگی اور دوسری صورت مین رجعی مگر مفت پڑینگی عورت کو کچھہ دینا نہ آویگا جیسا اسصورت مین کہ عورت کہی کہ مجھہ سی خلع کرلے اور جو کچھہ میرے قبضہ مین ہی لیلے اور اوسکے قبضہ مین کچھہ نہو تو اسصورت مین

اگر شوہر خلع کرلیگا تو طلاق مفت بدون عوض کے پڑیگی اور اگر عورت اتنا اور بڑہا دی کہ
میرے قبضہ مین جو مال اور درم ہین لیلے تو اسصورتمین عورت یا اپنا مہر واپس کرے یا
تین درم شوہر کو دی۔ اور اگر شوہر عورت سے خلع کرے ایک بھاگے ہوئے غلام پر جو عورت
کی ملک مین ہو اور وہ عورت شرط کرے کہ مین اوسکی ضامن نہین تو وہ اس شرط سے بری
نہو جاویگی۔ اگر عورت نے کہا کہ مجکو تین طلاقین ہزار کے بدلے دیدے پس شوہر نے اوسکو
ایک طلاق دی تو اوسکو ہزار کی تہائی ملیگی اور وہ عورت بائن ہو جاویگی اور اگر عورت کہی کہ تین
طلاقین مجکو ہزار پر دیدے اور وہ ایک دیوی تو اسصورتمین طلاق رجعی مفت پڑیگی اسواسطیکہ اول
صورتمین لفظ بدلے کا تھا اور بدلہ کیصورتمین عوض معوض پر بٹ جاتا ہی اور دوسری صورتمین
لفظ پر بمعنی شرط ہی اسمین نہین منقسم ہوتا۔ اگر شوہر نے منکوحہ سے کہا کہ تو اپنی نفس کو
تین طلاقین ہزار کے بدلے یا ہزار پر دیدی اور اوسنے ایک طلاق دی تو کچھہ نہ پڑیگی اور اگر مرد نے
کہا کہ تو طالق ہے ہزار کے بدلے یا ہزار پر اور عورت نے قبول کرلیا تو ہزار اوسپر لازم
ہونگے اور بائن ہو جاویگی اور اگر اپنی منکوحہ سے کہا کہ تو طالق ہے اور تجھپر ہزار ہین یا غلام
سے کہا کہ تو آزاد ہی اور تجھپر ہزار ہین تو طلاق اور آزادی مفت ہو جاویگی کچھہ دینا نہ پڑیگا
۔ اور اختیار کی شرط خلع مین عورتونکو کرلینی درست ہی مرد کو جائز نہین اگر شوہر اپنی بیبی
سے کہے کہ مین نے تجکو کل ہزار کے بدلے طلاق دی ہی مگر تو نے نہین مانا اور عورت نے کہا
کہ مین نے قبول کرلیا تہا تو شوہر کا قول سچا جانا جاویگا بخلاف بیچنے کے اگر بیچنے والا کہے کہ
مین نے اپنی چیز کل ہزار کے بدلے بیچی تھی اور تو نے منظور نکی اور مشتری کہے کہ مین نے منظور
کرلی تھی تو اسصورت مین لینے والیکا قول مانا جاویگا۔ اور خلع کرنا اور حقوق سے بری الذمہ
کرنا ان حقونکو دور کردیتا ہی جو مرد و عورتکو ایکدوسرے پر نکاح کے باعث ہون یہانتک
کہ اگر مال کے عوض مین شوہر اپنی منکوحہ سے خلع کری یا بری الذمہ ہونیکا معاملہ کری تو شوہر کو
وہی مال ملیگا جو اس معاملہ مین ٹھہرا ہوا اور حقوق زوجیت ایکدوسرے ذمہ باقی نرہینگے

مثلاً دعوی مہر کہ لے لیا ہو یا نلیا ہو صحبت سے پہلے ہو یا بعد ہو کسیکو اونمین سے
ایکدوسرے پر نہین پونہچتا - اور اگر چھوٹی لڑکی کا ولی شوہر سے خلع کرے اور اسکی
عوض صغیرہ کا مال ٹھہرادے تو اوس مال کے بدلہ مین خلع درست نہوگا اور طلاق پڑجاویگی
یعنے صغیرہ کے ذمہ مال لازم نہ آویگا اور ولی ہزار کے بدلہ مین اگر خلع کرے اس شرط پر
کہ مین ضامن ہون تو طلاق پڑجاویگی اور ہزار ولی کے ذمہ رہینگے واللہ اعلم +

باب ظہار کے بیانمین جو ایک طرحکی طلاق ہے - ظہار یہہ ہے کہ اپنی منکوحہ کو شوہر ایسی
عورت سے تشبیہ دے جو اوسپر ہمیشہ کو حرام ہو مثلاً اپنی ماں اور بہن اور بیٹی سے تشبیہ دے
بخلاف سالی سے تشبیہ دینے کے کہ وہ ظہار نہوگا اسلئے کہ سالی کی حرمت ہمیشہ کو نہین
بلکہ منکوحہ کی زندگی یا نکاح تک ہے - اگر شوہر اپنی منکوحہ کو کہے کہ تو مجھپر مثل میری ماں کی
پشت کے ہے تو ان لفظون کے بعد اوسکو عورت سے صحبت کرنا اور ایسی باتین جو
صحبت کے سامان ہون مثل بوس و کنار کے حرام ہوجاتے ہین جبتک کفارہ نہ دیلے
اور اگر کفارہ سے پیشتر صحبت کر بیٹھے تو صرف اپنے پروردگار سے استغفار کرے کفارے
کفارہ لازم نہین ہوتا اور یہہ جو قرآن مجید مین لفظ ثُمَّ یَعُودُونَ لِمَا قَالُوا آیا ہے یعنے پھر
پھرتے ہین اپنے قول سے اس پہلے سے مراد عورت سے صحبت کرنیکا قصد ہے نہ خود صحبت کرنا تاکہ
صحبت کفارہ دینے سے پہلے درست ہو - اور پیٹ اور ران اور شرمگاہ ان تینون اعضا
کا حکم مثل پیٹھہ کے ہے حرمت کے لازم ہونمین - اور مرد کی بہن اور پھوپھی اور مادودہ
کی راہ سے مثل حقیقی ماں کے ہے یعنی انکے ساتھہ مشابہت دینے سے بھی حرمت ثابت
ہوگی - اور عورت کو یہہ کہنا کہ تیرا سر اور تیری شرمگاہ اور تیرا چہرہ اور تیری گردن اور تیرا
آدھا اور تیرا تہائی ایسا ہے جیسا یہہ کہا کہ تو ایسی ہے یعنی ان اعضا کو تشبیہ دینے سے محرمات کے
اعضا سے حرمت ثابت ہوگی - اور اگر شوہر نے کہا کہ تو مجھپر مثل میری ماں کے ہے اور ان الفاظ
سے نیت اوسکی خدمت اور سلوک کی کی یا ظہار کی یا طلاق کی تو جو نیت کریگا وہی ہوگا اور

اگر کچھہ نیت نکی ہو تو یہہ قول لغو ہے - اور اگر یہہ کہا کہ تو مجھہ پر حرام ہی مثل میری ماں
کے اور ظہار یا طلاق کی نیت کی تو جو نیت کریگا وہی ہوگا اور اگر یہہ کہا کہ تو مجھہ پر مثل میری
ماں کی پشت کے ہی اور اوس سی طلاق یا ایلا کی نیت کی تو ظہار ہوگا یہہ دو نو چیزین نہونگی
اور ظہار صرف اپنی منکوحہ بیبی سے ہوا کرتا ہے یعنی اگر الفاظ ظہار کے اپنی لونڈی یا
اُم ولد سی کہیگا تو ظہار نہوگا - پس اگر ایکعورت سی بدون اوسکی اجازت کے نکاح کیا
اور اوس سی ظہار کیا اور ظہار کے بعد اوس عورت نے نکاح کو جائز رکہا تو ظہار باطل
ہو جاویگا اسلئے کہ نکاح کی اجازت سی پیشتر وہ عورت اوسکی منکوحہ نتہی - اگر اپنی سب عورتون
کو کہی کہ تم مجھہ پر مثل میری ماں کی پشت کے ہو تو سب سی ظہار ہوا اور کفارہ ہر ایک کیواسطے
جدا جدا دی - اور ظہار کا کفارہ یہہ ہے کہ ایک بردہ آزاد کری اور آزاد کرنا ایسی بردہ کا جو
اندہا ہو یا دونو ہاتھہ کٹی ہوئی ہون یا ہاتھونکی دونو انگوٹھی کٹی ہون یا دونو پانون کٹی ہون
یا دیوانہ ہو یا مدبر اور ام ولد ہو یا ایسا مکاتب ہو جو کچھہ مال دیچکا ہو اسباب مین جائز
نہین ہان اگر مکاتب نے کچھہ ندیا ہو اور اوسکو کفارہ مین ازاد کردی تو جائز ہے اسلئے کہ وہ
بردہ کامل ہے یا یہہ کہ کفارہ کی نیت سی اپنی کسی رشتہ دار قریب کو خرید کری یا کفارہ مین
آدہا غلام اپنا پہلے آزاد کردے اور آدہا پہر آزاد کرے یہہ سب صورتین درست ہین
- اور اگر کفارہ مین آدہا غلام مشترک آزاد کردی اور آدہی کی قیمت کا اوسکی مالک کیواسطے
ضمہ کرے یا آدہا بردہ کفارہ مین آزاد کری اور جس عورت سی ظہار کیا تہا پہر اوس سی صحبت
کرلے اور بعد صحبت کے آدہا آزاد کرے تو یہہ صورتین درست نہونگی اسلئے کہ آزادی پوری
بردہ کی صحبت سی پہلے نہوئی اور پوری بردہ کا ازاد کرنا صحبت سی پیشتر بموجب نص قرانی
کے شرط ہی - پس اگر بردہ آزاد کرنیکو نملے تو دو مہینے پے در پے روزہ رکہی اسطرح
کہ ان دو نو مہینو نمین رمضان اور ایسے دن واقع نہون جنمین روزہ رکہنا ممنوع ہی یعنی دو
روز عید کے اور تین روز بعد عید اضحے کے ان دو نو مہینو نمین نہ پڑین پہر اگر ان دو نو

مہینوں کے اندر عورت مذکورہ سے رات کو یا بہولکر دن کو صحبت کریگا یا ایکدن بھی افطار کریگا
تو نئے سرسے پھر روزے رکھنے پڑینگے اسلئے کہ ان روزونمین پے در پے ہونا اور
صحبت سے پیشتر رکھنا شرط ہی۔ اور اگر شوہر خود غلام ہو تو اوسکو سوا ہی روزہ رکھنے کے
دوسری چیز جائز نہین اگرچہ اوسکی طرف سے اوسکا آقا بردہ آزاد کردی یا کہانا کہلادے
اسلئے کہ غلام خود تو مالک نہین تاکہ کہانا کہلادی یا بردہ آزاد کری اور آقا کا آزاد کرنا
اور کہانا کہلانا اوسکی طرف سے معتبر نہین۔ پھر اگر روزہ رکھنے کی طاقت نہو تو ساٹھ مسکینون کو
کہانا کہلادی جیسا صدقہ فطر مین مذکور ہوا یا کہانے کی قیمت دی پس اگر اپنی طرف سے دوسرے
شخص کو اجازت دی کہ ظہار کے کفارہ مین کہانا کہلادی اور وہ حکم کی تعمیل کرے تو
درست ہی۔ اور کفارونکی سب اقسام مین کہانیکا مباح کردینا درست ہی یعنی ظہار کی اور روزہ
کی قضا اور قسم اور احرام کے شکار کے کفارون مین اور تیز شیخ فانی کو روزہ کے فدیہ ادا کرنے
مین کہانیکا مباح کرنا جائز ہے مگر صدقات مین مثل زکوٰۃ اور صدقہ فطر اور محشر زمین مین
مباح کرنا کافی نہین بلکہ تملیک شرط ہی اور مباح کرنا اسطرح ہی کہ کہانا لاکر فقیرونکو اوسکے
کہانے کی اجازت دیدی اور تملیک یہ ہے کہ وہ کہانا فقیرونکو دیڈالی اور اونکی ملک کردے
۔ اور کہانا کہلانے مین یہہ شرط ہی کہ ہر فقیر کو پیٹ بھر کر دو صبح یا دو شام یا ایک صبح
اور ایک شام کا کہانا دی یعنی دو وقت کہلادی خواہ ایکدن مین ہو یا دو دنمین اور اگر
ایک فقیر کو دو مہینے تک کہلادی تو درست ہی لیکن اگر ایک فقیر کو ۶۰ حصے ایکدنمین دیدی تو
جائز نہوگا مگر خاص اوسدن کے ایک آدمی کے کہلانیمین شمار ہوگا اور اگر کہانا کہلانیکے
درمیان مین عورت سے صحبت کری تو کہانا نئے سرسے نہ کہلادی جیسا روزونمین تھا۔ اور اگر
دو ظہار ونکی کفارونمین ساٹھ فقیرونکو ایک ایک صاع گیہون حوالہ کری تو ایک ظہار کا کفارہ
جائز ہوگا دوسری کا اور دینا چاہیئے اور اگر ایک کفارہ افطار کا تھا اور ایک ظہار کا
اور کہانا مثل مذکورہ بالا دیا دو ظہارمین دو بردی آزاد کئی اور معین نکیا کہ کونسا کس ظہار

مین آزاد کرتا ہون تو ان صورتو نہین دونو کفارونکی طرف سی جائز ہوگا اور اسی جیسا ہے
دونو ظہارونکے عوض مین روزی رکھنا اور کھانا کھلانا یعنی معین نکری کہ کسکے عوض روزے
رکھتا ہون اور کسکی عوض کھانا کھلاتا ہون تو دو نو ظہار کا کفارہ ہو جاویگا۔ اور اگر دو نو
ظہارونکے کفارہ مین ایک بردہ آزاد کرے یا دو مہینے کے روزی رکھی تو ایک ظہار کا کفارہ
ہوگا دوکا نہوگا۔ اور اگر ایک کفارہ ظہار کا ہوا اور ایک قتل کا اور وہ شخص ایک کفارہ کا
تعین ادا کردی تو کسیکی طرف سی جائز نہوگا غرضکہ دونو کفارے اگر ایک جنس کے ہونگی تو جائز
ہے کہ کفارہ دینی والا بعد کفارہ دینے کے اونمین سے ایک کی نیت کرلے اور اگر دو جنس
کے کفارے ہون تو اُن مین بعد کفارہ دینے کے اگر معین کریگا تو کافی نہوگا واللہ اعلم

باب لعان کے بیان مین جس سی مرد و عورت مین جدائی ہو جاتی ہے لغت مین اسکی معنی
آپسمین لعنت کرنیکے ہین اور شریعت مین لعان چند گواہیان مرد و عورت کی ہین جو تاکید
اور قسم اور لعنت خدا کے ساتھہ بیان کرین اور یہہ لعان مرد کے حق مین گالی دینی کی
سزا کے قائم مقام ہے اور عورت کے حق مین زنا کی سزا کے۔ پس اگر شوہر لیاقت گواہی
کی رکھتا ہو یعنی آزاد اور عاقل اور بالغ اور مسلمان ہو اور وہ اپنی عورت کو زنا کی تہمت کرے
اور وہ عورت ایسی ہو کہ اوسپر تہمت زنا کرنیوالیکو سزا ملتی ہو یعنی پارسا منکوحہ ہو یا وہ
شوہر اوس عورت کی بچہ کو کہی کہ یہہ میرا نہین اور عورت اوس شوہر کو زنا کی تہمت کی سزا
دلوانا چاہی تو اِسصورت مین لعان واجب ہی۔ پس اگر شوہر لعان سی انکار کرے تو اوسکو قید
کیا جاوی یہانتک کہ خواہ لعان کری یا اپنے آپکو جھوٹا کہی اور گالی کی سزا سر لے پھر جب شوہر
لعان کری تو عورت پر لعان واجب ہی اور اگر وہ انکار کرے تو قید کیجاوی یہان تک کہ
لعان کری یا شوہر کی تہمت کو سچا کرے اور زنا کی سزا کو پونہچے۔ پھر اگر شوہر مین لیاقت
گواہی کی نہو تو اوسکو گالی کی سزا ملیگی اور اگر شوہر مین تو لیاقت گواہی کی ہو مگر عورت ایسی نہو
جسکی تہمت لگانیوالیکو سزا گالی کی دیجاوی یعنی پارسا نہو تو اوسپر نہ سزا واجب ہے نہ لعان

۔ اور صورت لعان کی وہ ہی جو کلام مجید مین ارشاد ہوئی ہی یعنی قاضی شوہر سی شروع
کرے اور وہ چار مرتبہ اسطرح گواہی دی کہ مین خدا کے نام سی گواہی دیتا ہون کہ مین نے
جو نسبت زنا کی اس عورت پر کی ہی اوسمین مین سچا ہون اور پانچوین مرتبہ یون کہی کہ اگر
اسباب مین مین جھوٹا ہون تو خدا تعالی کی لعنت مجھپر ہو بعد اسکی عورت چار بار گواہی دے
کہ مین خدا کے نام سی گواہی دیتی ہون کہ یہہ مرد جو مجکو زنا لگاتا ہی اوسمین جھوٹا ہی اور
پانچوین مرتبہ یون کہی کہ اگر یہہ مرد میرے ذمہ زنا لگانے مین سچا ہو تو مجھپر خدا کا غضب
ہو پس جب اسطرح سی لعان کر چکین تو عورت اور مرد حاکم کے حکم سے علحدہ ہو جاوین اور
اگر مرد نے تہمت اسطرح کی ہو کہ عورت کے بچہ کو کہا ہو کہ میرا نہین تو حاکم اوس بچہ کا نسب
اوس مرد سی دور کری اور اوسکو اوس عورت کیطرف لگا دی اور اگر مرد اپنی آپکو جھوٹا کہی کہ
مین نے جھوٹ کہا تہا تو اوسکو گالی کی سزا دیجاوی ۔ اور ہو سکتا ہی کہ مرد اوس عورت سی
بعد لعان کے اور قاضی کے جدا کر دینے کے نکاح کرلے اور اسیطرح اگر اپنی بیبی کے سوا کسی
اور عورت کو زنا کی تہمت کرے اور اوسکی سزا مرد کو ملے یا عورت زنا کری اور اوسکو زنا کی
سزا ملے تو ان صورتون مین مرد کو اختیار ہی کہ اوس عورت سی نکاح کرلے ۔ اور شوہر اگر گونگا
ہو اور وہ زنا کی تہمت اپنی منکوحہ کو کری یا کوئی شخص اپنی بیبی کے حمل کو کہی کہ میرا نہین تو ان
صورتون مین لعان واجب نہین اسلئے کہ پوری تہمت کلام کے ساتہہ مین ہی اور وہ گونگے سے
ناممکن ہی اور حمل کے انکار کرنے مین بہی پوری تہمت نہین اسلئے کہ ہو سکتا ہی کہ بچہ پیٹ مین ہو
ویسی ہی ہو گیا ہو یا کوئی مرض ہو ۔ اور اگر شوہر کہی کہ تو نے زنا کیا اور یہہ حمل زنا کا ہی
تو لعان واجب ہی اسلئے کہ اسصورت مین صریح نسبت زنا کی کی ہی اور قاضی کو چاہئیے کہ اس مسئلے
مین حمل کو اوسکی باپ سی جدا نکرے اسلئے کہ بچہ ہونے سی پیشتر حمل کے ہونے اور نہونے
ہی مین شبہ باقی ہی ۔ اور اگر لوگ اوسکو مبارکباد دی لڑکے کی دیوین اور اوسوقت وہ کہی کہ
یہہ بچہ میرا نہین یا اسباب بچہ کے تولد کے خریدنیکے وقت ایسا کہی تو یہہ نسب کو دور کرنا

اپنے اوپر سے درست ہی اور ان وقتوں کے بعد اگر کہیگا تو جائز نہوگا اور لعان دونو صورتونمین کرے یعنی خواہ تہنیت کیوقت لڑکے کو اپنا بتاوے خواہ تہنیت کے بعد خواہ سامان ولادت خریدنے سے پہلے خواہ پیچھے۔ اور اگر جڑوان بچونمین سے اول کو اپنا نہ کہی اور دوسرے کو اپنا بتادی تو گالی کی سزا اوسکو دیجاوے اور اگر اول کا اقرار کرے اور دوسرے کا انکار تو لعان کری اور نسب دونو بچونکا دونو صورتونمین اوسی سے ہوگا۔

باب عنین یعنی نامرد کے بیانمین جو عورت سے صحبت نکرسکے۔ عنین اوسکو کہتے ہین جس سے عورتون سے صحبت نہوسکی یا کنواریونکی صحبت پر قادر نہو اور دونکی صحبت پر قادر ہو۔ اگر عورت اپنے شوہر کو ہیجڑا یعنی ذکر کٹا ہوا دیکھی تو قاضی اُن دونو کو اوسیوقت جدا کردے اور جس صورتمین کہ نامرد اور خصیہ نکالا ہوا ہو تو ایک سال ٹھہرے اگر اس برسمین وہ صحبت کرے تو بہتر ورنہ اگر عورت اوس سے جدا ہونا چاہی تو قاضی جدا کردی۔ پس اگر شوہر کہے کہ مین نے صحبت کی ہی اور عورت انکار کری اور دوسری عورتین کہین کہ وہ عورت باکرہ ہی تو اوس عورت کو جدا ہوجانیکا اختیار دیا جاویگا اور اگر وہ کہین کہ یہہ عورت مردرسیدہ ہے تو شوہر کا قول بشرط قسم کہانیکی سچا جانا جاویگا اور اگر عورت شوہر کو پسند کرلے تو اوسکے بعد جدا ہونیمین اوسکا حق باطل ہوجاویگا۔ اور مرد و عورتمین سے کسیکو دوسرے کے عیب کے باعث اختیار نہ دیا جاوے یعنی جس صورتمین کہ ایک کو جذام یا جنون یا برص وغیرہ ہوجاوے تو دوسریکو جدا ہوجانیکا اختیار نہین۔ اور اس مسئلہ مین امام شافعیؒ کا خلاف ہی کہ اُنکی تردیک پانچ مرضونمین عورت مختار ہوتی ہی تین جو اوپر مذکور ہوئے چوتھا رتق ہی کہ عورت کی شرمگاہ کے مُنہ پر گوشت اُبھرآوے جو صحبت کا مانع ہو پانچوان قرن ہی کہ اوس جگہہ پر ہڈی مانع صحبت کی ہو اور دلیل امام اعظمؒ کی قول عطا نخعی اور عمر بن عبدالعزیز اور اوزاعی اور سفیان ثوری اور ابن ابی لیلیٰ کا ہے اور وجہ اسکی کہ جن معاملات مین ضامندی کا شرط ہی اونمین یہہ بات ہوتی ہے کہ اگر رضامندی کی تقویت مین کوئی عیب خلل کرتا ہی تو اُس

معاملہ کو واپس کر دیتے ہین اور نکاح کا لازم ہونا کامل رضامندی پر موقوف نہین
کہ نکاح تو ہنسی کے الفاظ سے بھی لازم ہو جاتا ہے ؛

باب عِدّت کے بیانمین - عدت اوس انتظار کو کہتی ہین کہ عورت کو طلاق کے یا شوہر
کی موت کے بعد کرنا لازم ہی - عدت آزاد عورت کی طلاق کے لئے اور بعد صحبت کے
نکاح ٹوٹنے کے لئے تین حیض ہین جسکو حیض آتا ہو اور جسکو حیض نہ آتا ہو اوسکی عدت تین مہینے
ہین اور شوہر کے مرنے کی عدت چار مہینے دس روز ہین اور لونڈی کی عدت اگر حیض آتا
ہو تو دو حیض ہین اور اگر حیض نہ آتا ہو تو آزاد عورت کی عدت کا نصف ہوگا یعنی طلاق اور
نکاح ٹوٹنے مین ڈیڑھ مہینا اور خاوند کے مرنے مین دو مہینے پانچ روز اور حاملہ عورت کی عدت
بچہ کا جننا ہی اور فار کی منکوحہ کی عدت وہ ہی جو دو نو قومون مین سے زیادہ تر دور ہو فار
اوس مرد کو کہتی ہین کہ اپنی بیبی کو مرض کیحالت مین طلاق دی ہی اور اوسی مرض مین مر جاوے
تو ایسی عورت کی عدت چار مہینے دس روز اور تین حیضونکی مدت مین سے جو زیادہ ہو وہی ہوگی -
اور جو عورت کہ طلاق رجعی کی عدت مین آزاد ہو جاوی اوسکی عدت کا حکم مثل آزاد عورت
کے ہی اور اگر طلاق بائن کی عدت مین یا خاوند کے مرنے کی عدت مین آزاد ہووی تو
حکم آزاد کا سا نہوگا لونڈی کی عدت کریگی - اور جس عورتکو تین مہینے عدت کے بعد حیض نہ
آنے لگے تو اوسکی عدت حیض کے اعتبار سے ہوگی نہ مہینون کے اعتبار سے - اور جس
عورت کا نکاح فاسد ہوا ہو یا اوس سے شبہہ مین صحبت ہوئی ہو اوسکی عدت اور ام ولد کی
عدت باعتبار حیض کے ہی شوہر کے مرنے وغیرہ کے لئے - اور شوہر اگر چھوٹا ہو اور اوسکی
زوجہ اوسکے مرنیکے وقت حاملہ ہو جاوے تو اوسکی عدت بچہ کا جننا ہی اور اگر اوسکے مرنیکے
بعد حاملہ ہو تو عدت چار مہینے دس روز کی ہوگی اور ان دونو صورتون مین نسب اوس بچہ کا
اوس شوہر سے خورد سال سے نہ لگایا جاویگا - اور جس حیض مین عورتکو طلاق دیگئی ہو اوسکا
اعتبار نکیا جاوی یعنی اگر طلاق حیض کیحالت مین دی ہو تو اوس حیض کو عدت مین شمار

نکرین بلکہ تین حیض اوسکے سوا شمار کرین - اور جو عورت کہ عدت مین ہو اگر اوس سے
شبہ سے صحبت کا اتفاق ہو تو وہ عورت دوسری عدت کرے اور یہہ دونو عدتین
ایکدوسرے مین آجاوینگی اور جو حیض صحبت کے بعد عورتکو ہوگا وہ دونو عدتونمین شمار
ہوگا اور وہ عورت جب پہلی عدت پوری ہوچکے تو دوسری کو تمام کرے یعنی مرنے عدت
والی عورت سے شبہ کے ساتھ صحبت کی تو اوس عورت پر ایک عدت اور لازم ہوگی اور جو
حیض اب آویگا وہ دونو عدتونمین شمار ہوگا اور یہی معنی ہین دونو عدتون کے ایکدوسرے
مین آجانیکے اور جب پہلی عدت پوری ہوچکے تو دوسری عدت تمام کرے - اور شروع
عدت کا طلاق کے پڑنے اور مرنیکے بعد سے ہے اور نکاح فاسد مین جدائی کے بعد
سے یا اوسوقت سے کہ شوہر نے قصد اوس سے صحبت کے ترک کا کیا - اور اگر عورت نے
دعوے کیا کہ میری عدت گذر گئی یعنی اب جعت درست نہین اور شوہر نے اوسکا قول نمانا
تو قاضی کے یہان معتبر عورت ہی کا قول ہوگا بشرطیکہ قسم سے بیان کرے - اور اگر شوہر
نے اپنی عدت والی عورت سے نکاح کیا اور اوسکو صحبت سے پیشتر طلاق دیدی تو اس نکاح کا
مہر پورا دینا واجب ہوگا نہ آدہا اور نئے سرسے عدت عورت پر لازم ہوگی - اور اگر کوئی ذمی
اپنی ذمی منکوحہ کو طلاق دے تو وہ عدت کرے یعنی اوس صورت مین کہ اونکے مذہب مین عدت
واجب نہو **فصل** جس عورتکو طلاق بائن ملی ہو یا شوہر مرگیا ہو وہ سوگ کرے یعنی زیب
وزینت اور خوشبو لگانا اور سرمہ اور تیل ڈالنا چھوڑدے اور مرض کے عذر سے تیل و سرمہ درست
ہے اور مہدی لگانا اور سرخ و زرد کپڑا پہننا ترک کرے بشرطیکہ عورت بالغ اور مسلمان ہو
اور اگر آزادی کے سبب سے عدت مین ہو یا نکاح فاسد کی عدت مین جسمین بدون گواہونکے نکاح ہوا ہو
تو ایسی عدت تو نمین سوگ نکرے - اور عدت والی عورت سے صراحۃً پیام نکاح کا نہ دیا جاوے اور
اشارۃً پیام دینا صحیح ہے - اور جو عورت طلاق کی عدت مین ہو اوسکو اپنی گھر سے نکلنا نچاہیئے
اور جو موت کی عدت مین ہو وہ نکلے اور شروع رات مین نکلے اور یہہ دونو عدت اوسی

فصل

گھر مین بیٹھین جسمین عدت اونپر واجب ہوئی ہو یعنی طلاق یا موت جس گھر مین ہوئی ہو اوسی
مین عدت چاہیئے لیکن اگر اوسمین سے کوئی نکالدی یا وہ گھر گر جاوی تو دوسرے مکان مین رہین۔
جو عورت کہ سفر مین بائن ہو یا شوہر مر جاوے اور اوسمین اور اوسکی شہر مین فاصلہ تین روز
سے کم ہو تو اپنے شہر کو واپس آوی اور اگر تین دن کی مدت ہو تو خواہ اپنے شہر کو چلی آوی یا
جدہر جاتی ہے اوسطرف چلی جاوی دونو صورتون مین اوسکی ساتھہ محرم ہو یا نہین اور اگر
کسی شہر مین ایسا اتفاق ہو تو اوسی جگہہ عدت کری اور بعد عدت کے وہانسے محرم کے ساتھہ نکلے

باب نسب کے ثابت ہونیکے بیان مین۔ اگر کوئی مرد کہے کہ فلانی عورت سے اگر مین نکاح کرون
تو اوسکو طلاق ہے پھر اوس سے نکاح کیا اور جب سے نکاح کیا تہا چھہ مہینے کے بعد
اوس عورت کے بچہ ہوا تو اوسکا نسب اوس شوہر پر لازم ہوگا اور مہر پورا دینا آویگا اور
جو عورت کہ طلاق رجعی کی عدت مین ہو اوسکے بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا اگرچہ وہ دو
برس کے بعد جنے بشرطیکہ شوہر عدت کے ہو چکنے کا اقرار نکرے اور اس بچہ کا ہونا رجعت
کے حکم مین ہوگا دو برس سے زیادہ پر اگر ہوا ہوگا اور اگر دو برس سے کم مین ہوا ہوگا تو رجعت
نہوگی اسلئے کہ حمل دو برس سے زیادہ نہین ٹھہرتا پس اول صورتمین معلوم ہوا کہ شروع حمل کا
عدت مین ہوا اسلئے باعث رجعت ہوگیا اور دو برس سے کم کی کیصورت مین یہہ شک ہے کہ شاید
یہہ حمل نکاح کے دنونکا ہو تو اسیواسطے موجب رجعت نہوا۔ اور اگر عورت طلاق بائن کی
عدت مین ہو تو دو برس سے کم مین اگر بچہ ہوگا تو نسب ثابت ہوگا ورنہ ثابت نہوگا اسلئے کہ
طلاق بائن مین احتمال رجعت کا نہین ہان اگر شوہر بچہ کا دعوی کرے تو ثابت ہوگا اور
یہہ مان لیا جاویگا کہ شبہ سے صحبت کی ہوگی۔ اور جو عورت بالغ ہونیکے قریب ہو اور
وہ عدت مین طلاق رجعی یا بائن کی ہو اوسکے بچہ کا نسب اگر نو مہینے سے کم مین ہوگا تو ثابت
ہوگا اور اگر پورے نو مہینے یا زیادہ مین ہوگا تو ثابت نہوگا۔ اور جو عورت موت شوہر
کی عدت مین ہو اوسکے بچہ کا نسب دو برس سے کم مین ثابت ہوگا۔ اور جو عورت کہ اپنی عدت

ہو چکنے کا اقرار کرتی ہو اوسکے بچہ کا نسب وقت اقرار سے چھہ مہینے سے کمتر مین اگر ہوگا تو ثابت ہوگا ورنہ ثابت نہوگا - اور جو عورت عدت مین ہو اور اوسکی بچہ ہونیکو لوگ نمانین تو اوسکا نسب کئی طرح ثابت ہو سکتا ہی یا یہہ کہ دو مرد یا ایکمرد اور دو عورتین گواہی اوس بچہ کے ہونے کی دین یا یہہ کہ حمل ظاہر ہو یا یہہ کہ شوہر اوس بچہ کو کہی کہ میرا ہے یا اگر شوہر مرجاوی تو اوسکے وارث اوسکی تصدیق کرین - اور عورت سکو ہر کے بچہ کا ثبوت اس شوہر سے اسصورت مین ہے کہ اوسکے بچہ چھہ مہینے خواہ زیادہ مین وقت نکاح سی پیدا ہو اگرچہ شوہر چپ رہی کچھہ اقرار یا انکار نکرے اور اگر انکار کرے تو ایک عورت کی گواہی سی ثابت ہوگا جو بیان کرے کہ اس عورت کے بچہ پیدا ہوا ہے - پھر اگر بچہ پیدا ہونیکے بعد عورت مرد مین اختلاف ہو عورت کہی کہ تو نے مجھہ سی چھہ مہینے ہوئی کہ نکاح کیا ہی اور شوہر دعوی کرے کہ چھہ مہینے سی کم ہوئی ہین تو اسصورت مین عورت کا قول معتبر ہوگا اور وہ بچہ اوس مرد کا ٹھہریگا - اور اگر شوہر طلاق کو مشروط بچہ ہونے پر کردی اور ایک عورت اوسکے بچہ ہونے پر گواہی دے تو طلاق نہوگی اور اگر مرد نے خود اقرار حمل کا کر لیا ہو تو بدون کسیکی گواہی کے عورت پر طلاق پڑجاویگی - اور مدت حمل کی زیادہ سی زیادہ دو برس ہین اور کم سے کم چھہ مہینے اور امام شافعیؒ کے نزدیک زیادہ مدت حمل کی چار برس ہین اور دلیل امام اعظمؒ کی قول حضرت عائشہؓ کا ہی کہ بچہ پیٹ مین دو برس سی زیادہ نہین رہتا - پس اگر کسی لونڈی سی نکاح کرکے اوسکو طلاق دی پھر اوسکو خرید لیا اور وقت خرید سے چھہ مہینے کے اندر اوسکے بچہ ہوا تو وہ بچہ اوسیکے سر پڑیگا اور اوسیکا لڑکا ہوگا اور چھہ مہینے یا زیادہ مین بچہ جنیگی تو بدون دعوی کے اوسکا نہ ٹھہریگا - اور اگر کسی شخص نے اپنی لونڈی سی کہا کہ اگر تیرے پیٹ مین بچہ ہے تو وہ میرا ہے اور گواہی دے ایکعورت بچہ ہونیکی تو وہ لونڈی اوس مرد کی ام ولد ہوجاویگی یعنی نسب اوس بچہ کا

بدون دعوی کے ثابت ہوجاویگا لیکن یہہ اوس صورتمین ہے کہ بچہ اوس لونڈی کے مرد کے اقرار سے چھہ مہینے سے کم مین ہووے - اور جو شخص کسی لڑکی کو کہی کہ یہہ میرا بیٹا ہے اور مرجاوے پس اوس لڑکے کی ماکہی کہ مین اوسکی بیبی ہون اور یہہ اوسکا بیٹا ہے تو یہہ دونو اوس مُردہ کے وارث ہونگے پھر اگر اوس عورت کی آزادی معلوم نہوا اور وارث مردہ کا یعنی وہ لڑکا کہے کہ تو میرے باپ کی اُمّ ولد ہی نکاحی بیبی نہین تو اوس عورت کو میراث نملیگی +

باب بچہ کے گود لینے یعنی پرورش کے بیانمین - سب سے زیادہ مستحق اور بہتر بچہ کے رکھنی کے لئے اوسکی ماں ہی باپ سے جدا ہونیکے پیشتر اور بعد جدائی کے بھی اور بعد ماں کے نانی ہی اوسکے بعد دادی اوسکی پھوپھی بہن حقیقی اوسکے بعد بہن اخیافی اوسکی بعد بہن علانی پھر خالہ اسیطرح یعنی حقیقی سب سے مقدم اوسکی بعد اخیافی اوسکی بعد علانی پھر پھوپھیان اسیطرح - اور جو عورت کہ بچہ کے غیر محرم سے نکاح کرلے یعنی اوسکا شوہر بچہ سے قرابت قریب نرکہتا ہو تو اوس عورت کا حق گود لینے کا جاتا رہیگا اور اگر وہ عورت اوس شوہر سے جدا ہوجاوے تو حق مذکور پھر ہٹ آویگا بعد اِن مذکورین کے گود لینے کے مستحق عصبات ہین ارث کی ترتیب پر - اور ماں اور نانی دادی لڑکے کی پرورش کی مستحق ترہین جبتک کہ وہ اپنی حاجات ضروری سے نہ پرداہو جاوے یعنی کہانا پینا کپڑا پہننا استنجا کرنا خود بدون کسیکی مدد کے کرسکے اور اسکا انداز لڑکے کے حق مین سات برسکا ہے کہ اس عمر کا لڑکا یہہ باتین اپنے آپ کرلیا کرتا ہے اور لڑکی کی مستحق اوسوقت تک ہین کہ وہ حائضہ ہو اور ماں اور نانی دادی کے سوا اور دنکو اوسوقت تک حق ہے کہ لڑکی مُشتہاۃ یعنی مردونکی خواہش کے لائق ہوجاوے - اور لونڈی کو اپنی اولاد کے بابمین اور ام ولد کو اپنے بچون کے بابمین حق گود لینے کا نہین جب تک کہ آزاد نہو جاوین اور آزاد ہونیکے بعد آزاد عورت کیطرح اونکو حق گود مین لینے کا ہوگا اور عورت ذمی اپنے مسلمان بچہ کے رکھنی کی اوسوقت تک مستحق ہے کہ وہ دین کو

نہ سمجھے اور بعد دین کے سمجھ آنیکے اوس بچہ کا مستحق اوسکا باپ مسلمان ہوگا - اور بچہ کا
اسبابین اختیار نہین یعنی اوسکو اختیار ندین کہ چاہے ماں کے ساتھ رہے چاہے باپ کے
ساتھ اسلئے کہ اوسکو عقل نہین اور غالب یہی ہے کہ اوسکے نزدیک جو بہتر ہوگا اور اوسکو
آرام ملیگا وہی صورت اختیار کرے لیکن یہہ امر تربیت کی مصلحت کے خلاف ہے اسلئے کہ تربیت
مین دھمکی اور گوشمالی ضروری ہے - اور جس عورتکو طلاق دیگئی ہو وہ اپنے بچہ کو لیکر
کہین سفر نکرے ہان اگر اپنے وطن کو جہان اوسکا نکاح ہوا تھا لیجاوے تو مضائقہ نہین

باب نفقہ کے بیان مین - نفقہ کہانا غیرہ دینے کو کہتے ہین - عورت کا کہانا اور کپڑا شوہر پر
موافق حیثیت دونو کے واجب ہے یعنی کہانے اور پوشاک مین دونو کے حال کی رعایت
مفلسی اور توانگری کے اعتبار سے کرنی چاہیئے اگرچہ عورت اپنا مہر لینیکیواسطے صحبت
شوہر کو نکرنے دیتی ہو لیکن جو عورت کہ سرکش ہو یعنی خاوند کے گہر سے نکلجاوے اور اسکی
بات نمانے اوسکا نفقہ اور لباس شوہر پر واجب نہین اور نہ اوس عورت کا جو کم سن قابل
صحبت کے نہو اور نہ اوسکا جو قرضدار ہونیکی جہت سے قید ہو اور نہ اوسکا جو زبردستی شوہر
سے چہن گئی ہو اور نہ اوسکا جو حج کو شوہر کے سوا کسی اور کے ساتھ چلی گئی ہو اور نہ
اوسکا جو بیماری کے سبب شوہر کے حوالہ نہوئی ہو - اور اگر شوہر توانگر ہو تو عورت کی
خادم کا نفقہ بھی اوسکے ذمہ پر ہوگا اور اگر شوہر نفقہ دینے سے عاجز ہو تو عورت کو اوس سے
جدا نکیا جاوے بلکہ اوسکو اجازت دیجاوے کہ شوہر کے نام قرض لے یعنی قاضی حکم کردے
کہ اپنے شوہر پر قرض لیکر کہاوے - اور اگر شوہر کو توانگری عارض ہوجاوے تو توانگری
کے نفقہ کو پورا کرے گو نفقہ مفلسی کا حکم ہوچکا ہو یعنی اگر قاضی نے شوہر کو حکم دیا
ہو کہ مفلسون کا سا نفقہ عورتکو دیدے اور بعد اسکے وہ توانگر ہوجاوے تو اوسکو توانگری کا
نفقہ پورا دینا پڑیگا - اور جو مدت گذر چکی ہو اوسکا نفقہ بدون قاضی کے حکم کے یا
رضامندی شوہر کے واجب نہین ہوتا - اور شوہر اور عورت مین سے اگر ایک جاوے

تو جو نفقہ کہ حاکم نے مقرر کیا ہو وہ جاتا رہتا ہی اور جو نفقہ کہ شوہر عورت کو دیچکا ہو اگر شوہر مر جاوے تو عورت سے وہ واپس نلیا جاویگا۔ اور شوہر اگر غلام ہو اور منکوحہ کا نفقہ نہ دے تو اوسکے نفقہ مین بیچڈالا جاویگا۔ اور لونڈی منکوحہ کا نفقہ جگہ دینی ہی واجب ہوتا ہے یعنی اگر لونڈی کے آقا نے لونڈی اور اوسکے شوہر کو جگہہ علیحدہ رہنے کی دی ہوگی تو اوسکا نفقہ شوہر پر واجب ہوگا ورنہ واجب نہوگا۔ اور شوہر پر عورت کی لئے ایکمکان رہنے کو دینا واجب ہی جو شوہر کے گھر والون اور عورت کے گھر والون سے خالی ہو اور جائز ہے عورت کے گھر والونکو اوس عورت کیطرف دیکھنا اور اوس سے باتین کرنی جب اونکا دل چاہے۔ اور جو شخص کہ غائب ہو اوسکے لڑکے اور مان باپ اور منکوحہ کا نفقہ اوسکے اُس مالمین مقرر کیا جاوی جو دوسرے شخص کے پاس ہو اور وہ اقرار کرے کہ یہہ فلانی کا مال ہی اور یہہ بھی اقرار کرے کہ یہہ عورت اوسیکی منکوحہ ہے اور منکوحہ سے ضمانت لے لیجاوی کہ اگر اوسکی منکوحہ نہوئی تو نفقہ واپس کرنا پڑیگا۔ اور واجب ہی نفقہ اوس عورت کے لئے جو طلاق کی عدت مین ہو نہ شوہر کی موت کی عدت والیکو اور نہ ایسی جدائی کی عدت والیکو جو عورت کیطرف سے ہوئی ہو مثلاً عورت کے مرتد ہونیکے باعث جدائی ہوئی ہو تو اوسکی عدت کا نفقہ شوہر پر نہوگا۔ اور اگر عورت کو تین طلاقین بائن بلین اور اوسکے بعد وہ مرتد ہوگئی تو جو نفقہ عدت کا اوسکے لئے لازم ہوتا وہ ساقط ہوجاویگا اور اگر عورت مذکور شوہر کے پسر کو اپنی ہم بستری پر قادر کرلے تو نفقہ مذکور ساقط نہوگا۔ اور واجب ہی آدمی پر نفقہ اپنے بچے محتاج کا۔ اور ماپر زبردستی نکیجاوی کہ بچے کو دودھ پلاوی بلکہ باپ کسی دودھ پلانیوالی کو نوکر رکھلے کہ ماکے پاس اوسکو دودھ پلاوے اور اگر اوسکی مان منکوحہ ہو یا عدت مین تو اوسکو اُجرت دودھ پلانے کی ندی اور بعد عدت کے مان کو دودھ پلانے پر اُجرت لینے کا زیادہ استحقاق ہی بشرطیکہ زیادہ اجرت نمانگے۔ اور واجب ہی آدمی پر نفقہ اپنے ماباپ اور اجداد اور جدات کا اگر وہ

محتاج ہون - اور دین کے مختلف ہونے سے نفقہ واجب نہین رہتا مگر منکوحہ ہونے سے
یا باپ بیٹا ہونے سے یعنی اگر دو شخصون کے دین مین اختلاف ہو تو ایک کا نفقہ دوسری پر
نہین واجب ہوتا لیکن دو صورتونمین اول یہ کہ منکوحہ اہل کتاب مین سے ہو دوم یہہ کہ
باپ کافر ہون یا بیٹا اور پوتا کافر ہون کہ ان صورتونمین باوجود دین کے مختلف ہونیکے
نفقہ لازم ہے - اور باپ اگر اپنی اولاد کو نفقہ دے یا لڑکا اپنے باپ کو نفقہ دے تو
اس نفقہ مین کوئی اور شریک نہوگا - اور جو رشتہ دار محرم کہ محتاج اور کمانے سے عاجز
ہو اوسکا نفقہ وارثونپر بقدر وراثت ہوگا اگر وہ توانگر ہون مثلاً ایک شخص فقیر اور اپاہج
ہے اور اوسکے ایک بھائی اور ایک بہن ہے تو اوسکا نفقہ بھائی پر دو حصہ اور بہن پر
ایک حصہ واجب ہوگا بشرطیکہ دونو غنی ہون - اور اپنے بیٹے کے نفقہ کے لئے اوسکا
اسباب بیچنا درست ہے مگر زمین اوسکی فروخت کرنی درست نہین - اور اگر کسی شخص نے اپنی
امانت دوسرے کے پاس رکھی اور اوس دوسرے نے اوسکی بدون اجازت کے اوسکو اوسکے
باپ کے نفقہ مین اٹھا ڈالا تو اوسکا تاوان دینا پڑیگا اور اگر باپ کے پاس کچھہ مال بیٹے کا
ہو اور وہ خرچ کر ڈالین تو اونپر کچھہ تاوان نہین پس اگر باپ یا بیٹے یا قریب کے لئے
قاضی نے حکم نفقہ کا دیا اور ایک مدت گذر گئی کہ وہ نفقہ اونکو نہ پونہچا تو نفقہ ایام
گذشتہ کا ساقط ہو جائیگا ہان اگر قاضی اونکو حکم قرض لینے کا کردے اور وہ قرض
لے لیوین تو ساقط نہوگا اوس شخص کے ذمہ لازم رہیگا - اور واجب ہے نفقہ غلام کا
آقا پر اور اگر وہ انکار کرے نفقہ دینے سے تو غلام کا نفقہ اوسکی کمائی مین ہے یعنی جو
کچھہ غلام کما دے اوسمین سے کھا وے اور اگر کوئی پیشہ اوسکو نہ آتا ہو تو اوسکی فروخت
کر دینے کا حکم دیا جائیگا تاکہ ہلاک نہو

کتاب العتاق

اسمین آزاد کرنیکے مسئلے ہین جاننا چاہیئے کہ آزاد کرنا ایک عمل
مستحب ہے کہ حدیثونمین اوسکے فضائل بہت واقع ہین اونمین سے یہہ ہے کہ رسول خدا

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی آزاد کرے مسلمان بردہ کو اللہ تعالیٰ اوسکے
ہر عضو کے بدلہ مین آزاد کرنیوالیکے ہر عضو کو دوزخ کی آگ سے آزاد کرے - آزادی ایک ایسی
قوت شرعی ہے جو غلام مین بعد آقا کی ملک کے دور ہونے اور بندگی کے جاتے رہنے کے ثابت
ہوتی ہے - اور وہ درست ہوتی ہے جسوقت آزاد عاقل اور بالغ اپنے غلام لونڈی کو یہہ
کہے کہ تو آزاد ہے یا ایسا لفظ کہے جس سے تمام بدن بیان کیا جاتا ہے مثلاً کہے کہ تیری گردن
یا تیرا سر یا روح آزاد ہے یا تو عتیق ہے یا معتق ہے یا محرر ہے یا مین نے تجکو آزاد کیا ان
الفاظ سے آزاد ہو جاویگا نیت کرے یا نکرے اسواسطے کہ یہہ کلمات صریح آزاد کرنیکے ہین انمین
نیت کی کچھہ حاجت نہین - اور اگر آقا یہہ کہے کہ میری ملک تجھپر نہین خواہ یون کہے کہ
میری بندگی تجھپر نہین یا یہہ کہ مجکو تجھپر اختیار نہین تو انمین اگر نیت آزادی کی کریگا
تو غلام آزاد ہو جاویگا - اور اگر یہہ کہے کہ یہہ غلام میرا بیٹا یا باپ ہے یا یہہ لونڈی
میری ماں ہے یا کہے کہ یہ میرا مولی ہے یا یون پکارے کہ اے میرے مولی یا او آزاد یا او
عتیق تو ان الفاظ سے آزاد ہو گا لیکن اگر یون کہے کہ او بیٹے یا او بھائی یا مجکو تجھپر غلبہ نہین
یا الفاظ طلاق کہے یا یون کہے کہ تو مثل آزاد کے ہے تو آزاد نہو گا - اور آزاد ہوتا ہے ان الفاظ سے
تو نہین ہے مگر آزاد اور تو آزاد ہے خدا کی رضا کے لئے یا شیطان کی رضا کے لئے یا بت کی لئے
اور آزاد ہو جاتا ہے قریب رشتہ دار جو ذی رحم محرم ہو مالک ہونیکے سبب سے اگرچہ مالک لڑکا
یا دیوانہ ہو یعنی قریب بمجرد مالک ہو نیکے آزاد ہو جاتا ہے - اور اگر کوئی زبردستی سے آزاد کرادے
یا حالت نشہ مین آزاد کرے تب بھی آزاد ہو جاویگا اور اگر آزادی کو مالک ہونے یا کسی اور شرط
پر مشروط کریگا تو درست ہو گا مثلاً یون کہے کہ اگر مین مالک ہون اس بندہ کا تو یہہ آزاد ہے یا فلان شخص
آوے تو میرا غلام آزاد ہے - اور اگر حاملہ لونڈی کو آزاد کرے تو وہ اور اوسکا بچہ دونو آزاد ہو جاتے
مترجم کہتا ہے کہ یہ صورت اوسوقت ہے کہ بعد آزادی کے چھہ مہینے سے کمتر مین بچہ پیدا ہوا اور اگر
بعد آزادی کے چھہ مہینے کے پیدا ہو گا تو بچہ بالاصالت آزاد نہو گا بلکہ ماں کی تبعیت سے آزاد ہو گا - اور اگر

حمل کو آزاد کریگا تو صرف بچہ آزاد ہوگا اوسکی ماآزاد نہوگی - اور بچہ ملک اور آزادی اور
غلام ہونے مین اور مدبّر اور مکاتب اور اُم ولد ہونے مین ماکا تابع ہونا ہی پس اگر
لونڈی ام ولد ہوگی اور اوسکے بچہ آقا کے سوا کسی اور شوہر سے ہوگا تو وہ بھی ام ولد
کے حکم مین ہوگا یعنی بعد آقا کے مرنیکے ماکے ساتھہ مین آزاد ہوجاویگا - اور جو بچہ
کہ لونڈی کے آقا سے ہو وہ آزاد ہے +

جسکا کچھہ حصہ غلام ہو اور کچھہ آزاد ہو اوسکے بیان مین

باب اوس غلام کے بیان مین جسکا کچھہ حصہ آزاد ہوجاوی - جو شخص کہ اپنی غلام کا
کچھہ حصہ آزاد کردے تو وہ سب آزاد نہین ہوتا بلکہ اوسیقدر آزاد ہوتا ہی جو مالک نے
ازاد کیا ہے اور جو مقدار کہ آزاد نہین ہوئی اوسکی لئی آقا کو روپیہ کمادی اور اوسکا حکم
مثل مکاتب کی ہی یعنی مالک کو اختیار ہی چاہی باقی کو آزاد کردی یا باقی کی قیمت اوسکی
کمائی سے لیوی اتنا فرق ہے کہ اگر یہہ غلام کمانے سی عاجز ہوجاوی تو جسقدر آزاد
ہوگیا ہی وہ پہر سی غلام نہوگا بخلاف مکاتب کے کہ وہ عاجزی کیصورت مین پہر غلام
ہوجاتا ہی - اور اگر ایک غلام مین دو شریک تھے اور ایک نے اپنا حصہ آزاد کردیا تو دوسرے
شریک کو اختیار ہی چاہی اپنا حصہ بھی آزاد کردی خواہ غلام سی اوسقدر کموائے اور
اسصورتمین ولا یعنی ترکہ غلام کا دونو شریکونکو پونہچیگا یا یہہ کری کہ جسنی اپنا حصہ آزاد
کردیا ہے اوس سی اپنی حصہ کے دام بھرلے بشرطیکہ وہ روپیہ والا ہو اور وہ آزاد کرنیوالا
یہہ دام غلام سی بعد آزادی کے لیوی اور اسصورتمین ولا صرف آزاد کرنیوالیکو پونہچیگی دوسرے
شریک کو نہ پونہچیگی - اور اگر دو نو شریک ایکدوسرے کے حصہ کے آزاد کرنے پر گواہی دین
یعنی ہر ایک یون کہی کہ اِس شریک نے اپنا حصہ آزاد کردیا ہی تو وہ غلام دونو مالکونکو اونکے حصہ
کا روپیہ کمادی اور آزاد ہوجاوی اور اگر دو نو شریکونمین سی ایک تو کسی شخص کے آنے پر کل
کے سوز مین آزاد ہونیکو مشروط کرے اور دوسرا اوسکی برعکس مشروط کری اور کل گذرجاوے
اور معلوم نہو کہ دو نو شرطونمین سی کونسی ہوئی تو غلام نصف آزاد ہوجاویگا اور اپنی آدہی

قیمت دونو شریکونکو کما دیگا مثلاً ایک شریک نے کہا کہ اگر زید کل کو آویگا تو میرا غلام آزاد ہی
اور دوسرے شریک نے کہا کہ اگر کل کو زید نہ آوے تو میرا غلام آزاد ہی اور کل کے روز مین
معلوم نہوا کہ زید آیا یا نہ آیا تو غلام مذکور نصف آزاد ہو جاویگا اور نصفی اپنی قیمت دونو کو
کما دیگا - اور اگر دو شخصون نے اسیطرح قسم کہائی اپنے غلام کے علیحدہ علیحدہ آزاد ہونیکی تو دونو
غلامونمین سے کوئی بھی آزاد نہوگا مراد قسم سے یہان وہی شرط کرنا ہی مثلاً ایک شخص نے
کہا کہ اگر زید کل آوے تو میرا غلام آزاد ہی اور دوسرے نے کہا کہ نہ آوے تو آزاد ہی تو اگر
آنا نہ آنا متحقق نہوگا تو کوئی آزاد نہوگا اور فرق دونو مسئلونمین یہ ہے کہ پہلے مسئلہ مین
غلام مشترک تھا اور اس مسئلہ مین دونو کے غلام الگ الگ ہین - اور اگر باپ دوسرے
شریک کے ساتھہ مین اپنے بیٹے کا مالک ہو تو حصہ باپ کا آزاد ہو جاویگا اور اوسکو
شریک ثانی کو کچھہ دینا نہ پڑیگا اور شریک کو اختیار ہی کہ یا اوسکو آزاد کردے یا اپنے
حصہ کی قیمت کموالے - اور اگر ایک غلام کے نصف کو ایک اجنبی نے خریدا پھر باقی نصف
کو اوس غلام کے باپ نے خریدا تو مشتری اول کو پہنچتا ہی کہ وہ یا باپ سے اپنے حصہ کا تاوان
لیلے خواہ بیٹے سے کموالے - اور اگر باپ نے اپنے بیٹے کا نصف کسیکے پاس سے مول لیا جو
کل کا مالک تھا تو اسصورت مین باپ اوس بائع کو تاوان نہدیگا بلکہ بائع یا باقی کو آزاد
کردے یا اوسکی قیمت اوس بیٹے سے کموالے ایک غلام تین نوانگرون کی شرکت مین ہے
ایک نے اوسکو مدبر کردیا اور دوسرے نے آزاد کردیا تیسرا چپ رہا یہہ تیسرا شخص اپنے
حصہ کا تاوان مدبر کرنیوالے سے لیوے اور مدبر کرنیوالا آزاد کرنیوالے سے تہائی قیمت غلام
مدبر کی لے اوسقدر نہ لے جتنی کہ اوسنے تیسرے کو دی ہی اسلئے کہ وہ تو پوری غلام کی تہائی
تھی اور مدبر کا دام پوری کی دو تہائی کہتے ہین تو چونکہ مدبر اسی نے کیا ہی تو اسلیئے
مدبر ہی کی تہائی بھی لینی چاہیئے - اور اگر ایک شریک نے دوسرے سے کہا کہ یہہ لونڈی
تیری ام ولد ہی اور اوسنے انکار کیا تو وہ لونڈی اگر وہ منکر کی مدت کرے اور ایک روز

بیٹھی رہے یعنی مدعی کی خدمت نکرے اور ام ولد کی کچھ قیمت نہین تو اگر اُن دونو مین سے کوئی اپنا حصہ آزاد کر دیگا تو دوسرے کو کچھ تاوان دینا نہ پڑیگا - ایک شخص کے تین غلام ہین دو کو اونمین سے کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہے اس کلام کے بعد ایک چلا گیا اور تیسرا جو نہین تہا وہ چلا آیا پہر اوسنے وہی کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہے اور اپنی نیت کا حال بدون بیان کئے مرگیا تو اِسصورتمین جو غلام دونو دفعہ مین وہان موجود رہا اوسکی تین چوتہائی آزاد ہونگی اور جو ایک دفعہ رہا یعنی دونو باقی اوسکا نصف آزاد ہوگا اور اگر یہہ معاملہ مالک کے مَرض مین ہوا ہو اور وہ بیان کرنے سے پہلے مرجاوے تو سوم حصہ ان سہامونپر تقسیم کیا جاویگا اِسلئے کہ مرض مین آزاد کرنا وصیت کے حکم مین ہے اور وصیت ترکہ کی تہائی سے جاری ہوتی ہے پس سات سہام کو تقسیم کرینگے تین سہام دونو دفعہ والیکو اور دو دو سہام اُن دونو کو اور یہہ سات سہام مال مالک کی تہائی مین سے ہونے چاہئیں - اور بیچنا اور آزاد کرنا اور مرنا اور ہبہ کرنا اور مدبر کرنا مبہم آزاد کرنیکا بیان ہوتا ہے یعنی اگر دو غلامونکو کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہے بعد اوسکے اونمین سے ایک کو بیچڈالا یا آزاد کر دیا یا وہ مرگیا یا مدبر کر دیا یا ہبہ کیا تو دوسرا آزاد ہوگا - اور صحبت کرنا بیان نہین یعنی اگر اپنی دو لونڈیونکو کہا کہ ایک تم مین سے آزاد ہے بعد اوسکے ایک کے ساتہہ صحبت کی تو اس سے یہہ معلوم نہوگا کہ دوسری کی آزادی مراد تہی اور صحبت اور موت طلاق مبہم کا بیان ہوا کرتی ہین مثلاً اگر اپنی دو بیبیونکو کہا کہ تم مین سے ایک کو طلاق ہے پہر ایک کے ساتہہ صحبت کی یا ایک مرگئی تو اِس سے معلوم ہوگا کہ طلاق دوسری کو ہوئی اور اگر شوہر کہے کہ اول بچہ جو تو جنی اگر وہ لڑکا ہو تو تو آزاد ہے پہر اوسکی ایک لڑکا اور لڑکی توام ہوئی اور معلوم نہوا کہ پہلے کونسا ہوا تو لڑکا تو غلام رہیگا اور لڑکی اور اوسکی ما نصف آزاد ہو جاوینگی اسلئے کہ لڑکے کا اول پیدا ہونا شرط آزادی کی ہے تو وہ ہر حالمین غلام ہی خواہ اول پیدا ہو یا پیچھے اور اوسکی ما اور بہن مین آگے پیچھے ہونے ولادت کی روسے شبہہ

آزادی کا ہے کہ شاید لڑکا اول ہوا ہوگا تو آزاد ہونگی اسلیئے دونو آدمی آزاد ہونگے ماصل
مین آزاد ہوگی اور لڑکی اوسکے ساتھ ہین - اور اگر دو گواہ کسی شخص پر گواہی دین کہ اوسنے
اپنے دو غلامون یا دو لونڈیونمین سے ایکہ کو آزاد کیا ہے تو یہہ گواہی لغو اور نامقبول ہوگی
اسلیئے کہ جسکے لئے گواہی دیتے ہین وہ معلوم نہین ہان اگر یہہ صورت وصیت مین واقع ہو کہ مرض
مین اوسنے ایسا کیا ہی یا طلاق مبہم مین اسطرحکی گواہی ہو تو مقبول ہوگی اسواسطے کہ وصیت مین
طرف ثانی یا وصی ہوگا یا وارث ہوگا اور وہ معلوم ہین اور طلاق مین اسلیئے مقبول ہوگی کہ دعوے
طلاق مین شرط نہین پس بدون معلوم ہونے طرف ثانی کے بھی شہادت مانی جاویگی +

باب آزادی کو کسی چیز پر مشروط کرنیکے بیانمین - اگر کسی شخص نے یون کہا کہ مین اگر
گھر مین جاؤن تو اوس روز میرے جتنے مملوک ہون آزاد ہین تو ان لفظون سے وہ مملوک
آزاد ہو جاوینگے جو اوسکے ملک مین بعد اس شرط کرنیکے آئی ہین اور اگر لفظ اوس روز
نکہیگا تو جن مملوکونکا مالک بعد اس شرط کے ہوگا وہ آزاد نہونگے - اور کلمہ مملوک حمل پر
واقع نہین ہوتا تو حمل اس شرط سے خارج رہیگا اور اگر یہہ کہے کہ جتنے میرے مملوک ہین یا مین
اونکا مالک ہون وہ کل کو آزاد ہین یا میرے مرنیکے بعد آزاد ہین تو اسمین صرف وہ مملوک
شامل ہونگے جنکا وہ شخص شروع اس شرط لگانے سے مالک ہے وہ نہ شامل ہونگے جنکو بعد اس
شرط کے خریدیگا اور اگر وہ شخص مرجاویگا تو اوسکے مال کی تہائی سے وہ مملوک بھی آزاد
ہونگے جنکا وہ بعد شرط کے مالک ہوا ہے جیسے شرط کیوقت کے مملوک آزاد ہوتے ہین
اسلیئے کہ یہہ اسکا قول وصیت کے حکم مین ہے تو اسلیئے سوم حصہ مال سے جاری ہوگی +

باب مال کے عوضمین آزاد کرنیکے بیانمین - اگر کوئی شخص اپنے بندہ کو مال پر آزاد کرے
اور وہ غلام اوسکو قبول کرلے تو آزاد ہو جاویگا اور اگر آزاد ہونیکو مال کے ادا کرنے پر
مشروط کردے تو وہ غلام تجارت مین ماذون ہوگا یعنی اجازت تجارت کی اوسکو آقا کی
طرف سے ہو جاویگی اور مال مشروط کو آقا کے سامنے رکھنے سے آزاد ہو جاویگا یعنی یہہ ضرور

نہین کہ غلام کے آزاد کرنیکو مالک قبول بھی کرے بلکہ مال کا سامنے رکھدینا کافی ہی۔ اور اگر کہی کہ تو میری موت سے بعد ہزار کے بدلہ مین آزاد ہے تو غلام کا قبول کرنا مالک کی موت کے بعد معتبر ہوگا اور اگر غلام کو اپنی ایک سال کی خدمت کے عوض آزاد کرے اور وہ غلام قبول کرلے تو اوسیوقت آزاد ہوجاویگا اور مالک کی خدمت ایک برس کرنی ہوگی اور اگر مالک خدمت لینے سے پہلے مرجاوے تو اوس غلام آزاد کو اپنی قیمت مالک کے ورثہ کو دینی پڑیگی ۔ اور اگر ایک شخص نے لونڈی کے مالک سے کہا کہ تو اوسکو ہزار کے عوض اس شرط سے آزاد کردے کہ اوسکا نکاح مجھ سے کردے پس مالک نے اوسکو آزاد کیا اور لونڈی نے اوس شخص کے ساتھ نکاح کرانے سے انکار کیا تو وہ مفت مین آزاد ہوجاویگی اسلئے کہ شرط ہزار کی پوری نہوئی اور اگر اوس شخص نے اتنا اور زیادہ کہا کہ اوس لونڈی کو میرطرف سے ہزار کی عوض آزاد کردے الخ تو اسصورت مین ہزار کو اوس لونڈی کی قیمت اور اوسکی مہر مثل پر بانٹا جاویگا تو جسقدر اوسکی قیمت کے مقابل حصہ ہزار مین سے ہوگا وہ اوس شخص کو مالک کے حوالہ کرنا واجب ہوگا اور جسقدر مہر مثل کے مقابل پڑیگا وتنا دینا نہ آویگا وہ نکاح نہونے کی جہت سے جاتا رہا +

باب مملوک کے مدبر کرنیکے بیان مین مدبر کرنا یہہ ہی کہ آزادی کو اپنی موت معلق پر مشروط کردے مثلاً یہہ کہی کہ جب مین مرون تو تو آزاد ہے یا تو آزاد ہی جبتک مین مرجاؤن یا میرے بعد تو مدبر ہے یا تجکو مین نے مدبر کیا پس اسطرح کا غلام نہ بیچا جاوے نہ ہبہ کیا جاوے لیکن اوس سے کار خدمت لیا جاوے اور مزدوری پر بھیجا جاوے اور اگر لونڈی ہو تو اوس سے صحبت کیجاوے اور اوسکا نکاح کردیا جاوے اب مالک کے مرنے پر مدبر کے تین حال ہین اگر مالک تونگر ہو تب تو مدبر اوسکے تہائی مال سے بالکل آزاد ہوجائیگا اور اگر وہ فقیر ہو تو تہائی آزاد ہوگا اور اپنی دو تہائی قیمت مالک کے وارثون کو کادینی پڑیگی اور اگر مالک قرضہ ادا ہو تو اپنی کل قیمت کادینی ہوگی اور جس صورت مین کہ مالک کہی کہ اگر مین اپنے اس

مرض خواہ اس سفر سے مرجاؤن یا دس برستک مرجاؤن تو تو آزاد ہی یا بعد فلان شخص کے مرنیکے تو آزاد ہے تو ان صورتونمین اوسکا بیچنا درست ہی یعنی وہ مدبر نہوگا اور اگر ان صورتونمین شرط پائی جاویگی تو وہ آزاد ہوجاویگا اسلئے کہ یہہ صورتین مشروط آزادی کی ہین مدبر کرنے کی نہین ؛

باب ام ولد بنانیکے بیان مین — اگر کسی لونڈی کے مالک سے اولاد ہو تو اسکو دوسریکی ملک کرنا یعنی بیچنا اور ہبہ کرنا درست نہین لیکن اوس سے صحبت کرنی اور خدمت لینی اور مزدوری کرانی اور دوسرے سے اوسکا نکاح کرنا جائز ہے — پھر اگر دوسری دفعہ اوسکی اولاد ہو تو اوس بچہ کا نسب مالک سے بدون اوسکی دعوی کے ثابت ہوگا بخلاف اول دفعہ کی اولاد کے کہ وہ بدون دعوی مالک کے ثابت نہوگا اور دوسری دفعہ کے بچہ کے نسب کا اگر مالک منکر ہوگا تو اوسکا نسب اوس سے الگ ہوجاویگا اور وہ لونڈی مالک کے مرنے پر اوسکے کل مال مین سے آزاد ہوجاویگی اور اپنی قیمت مالک کی قرضخواہ کیواسطے نہ کاویگی — اور اگر نصرانی شخص کی ام ولد مسلمان ہوجاوی تو چاہیئے کہ وہ اپنی قیمت مالک کو کاوی اسلئے کہ مسلمان عورت کا نصرانی کے ماتحت رہنا جائز نہین — اور اگر کوئی لونڈی نکاح کے سبب بچہ جنی پھر اوسکا شوہر اوسکا مالک ہوجاوے تو وہ لونڈی اوس شخص کی ام ولد ہوجاویگی — اور اگر ایک لونڈی دو مردونمین مشترک ہو اور وہ بچہ جنے اور اون دونونمین سے ایک اوسکا مدعی ہو تو اوس بچہ کا نسب اوس سے ثابت ہوگا اور وہ لونڈی اوسکی ام ولد ہوجاویگی اور اوسکو لازم ہوگا کہ آدہی قیمت لونڈی کی اور آدہی اجرت صحبت کی حوالہ اپنے شریک کے کرے اوس بچہ کی قیمت کچھہ نہ دی اور اگر وہ دونو شریک اوس بچہ کے مدعی ہون تو اوسکا نسب دونو سے ثابت ہوگا اور وہ لونڈی دونو کی ام ولد ہوگی اور ہر ایک پر اونمین سے نصف اجرت صحبت کی لازم ہوگی اسمین مجوسی دونین یعنی نہ یہہ اوس سے لے نہ وہ اس سے اسلئے کہ ہر واحد پر دوسرے کا حق برابر ہے اور اگر

ان شریکونمین سے کوئی مریگا تو وہ بچہ ہر ایک کے ترکہ مین سے پوری میراث بیٹے کی پاویگا اور اگر وہ انکے سامنے مرجاویگا تو اوسکے ترکہ مین سے ان دونونکو ایک باپ کا حصہ ملیگا اوسکو دونو باہم تقسیم نصفا نصف کرلین ۔ اگر ایک شخص کے پاس غلام مکاتب ہی اور مکاتب کے پاس لونڈی ہی اوس شخص نے اوس لونڈی کے بچہ کا دعوے کیا اور مکاتب نے اوسکے قول کی تصدیق کی تو نسب لازم ہوگا اور اجرت صحبت کی اور قیمت بچہ کی اپنے مکاتب یعنی لونڈی کے مالک کو حوالہ کرنی پڑیگی اور وہ لونڈی اُس شخص کی ام ولد ہوگی اور اگر مکاتب نے اوسکو دعوی مین جھٹلایا تو نسب اوس سے ثابت نہوویگا ۔

کتاب الایمان

اسمین قسمونکا بیان ہے ۔ قسم اوسکو کہتے ہین کہ خبر کے سچ یا جھوٹ کو ایسی چیز کے ذکر سے مضبوط کرے جسکے نام کی قسم کہاتی ہی ۔ پھر قسم کی تین قسمین ہین اول یہہ کہ کسی گذشتہ معاملہ پر جان بوجھکر جھوٹی قسم کہاوے اسکو غموس کہتے ہین دوسرے یہہ کہ ظن غالب کی راہ سے قسم کہاوے وہ قسم لغو ہی اول صورتمین گنہگار ہوتا ہے دوسرے مین نہین ہوتا تیسری یہہ ہی کہ کسی امر آیندہ پر قسم کہاوے یہہ قسم منعقد ہے اور صرف اسمین اگر قسم کے خلاف کریگا تو کفارہ لازم آویگا یعنی غموس اور لغو قسم مین کفارہ واجب نہین ۔ اور قسم منعقد کو کسیکی زبردستی سے کہاوے یا بھول کر کہاوے اور اوسکا خلاف خواہ کسیکی زبردستی سے کرے یا بھولکر کرے سب طرح سے کفارہ لازم آتا ہے ۔ اور قسم خدا تعالی کی اور رحمن اور رحیم اور اوسکی عزت اور اوسکی بزرگی اور اوسکی کبریا کی ہوتی ہے اور اوسکے الفاظ یہہ ہین قسم کہاتا ہون اور حلف کرتا ہون اور گواہی دیتا ہون گو خدا کی گواہی دیتا ہون نہ کہے اور لعمر اللہ اور ایم اللہ اور عہد خدا کی قسم اور پیمان خدا کی قسم اور مجھپر نذر ہے یا خدا تعالی کی نذر ہے اور اگر مین یہہ کام کرون تو کافر ہون یہہ سب کلمات قسم کے ہین ۔ اور خدا کے علم اور غضب اور

ترجمہ بچہ
لغو قسم یعنی جو قسم بغیر قصد کے زبان سے نکلے
غموس قسم یعنی جو قسم جان بوجھکر جھوٹی کھاوے
منعقد قسم یعنی جو قسم آیندہ کسی کام کرنے کی کھاوے

غصہ اور رحمت کی قسم اور اوسکی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اور قرآن کی اور کعبہ کی اور خدا کے حق کی قسم کہانے سے قسم نہین ہوتی اور اگر مین یہہ کام کرون تو مجھپر خدا کا غضب اور غصہ ہو یا مین زانی یا چور یا شراب خوار یا سود خوار ہون ان کلمات سے بھی قسم نہین ہوتی اور قسم کے حروف عربی مین ب اور و اور ت ہین مثلاً باللہ اور واللہ اور تاللہ اور کبھی حرف قسم پوشیدہ بھی ہوتا ہے جیسے اللہ کہے اور مراد واللہ کہنے سے ہو۔ اور اگر قسم کے خلاف کام کرے تو اوسکا کفارہ ایک بردہ کا آزاد کرنا یا دس مسکینونکو کھانا کھلانا ہے جسطرح ان دونو باتونکا ذکر ظہار مین گذر چکا ہے یا دس آدمیونکو کپڑا پہنانا اسطرح کہ اونکا بدن اکثر ڈھک جاوے پس اگر یہہ دونو باتین نہوسکین تو تین روزے پیہم رکھے اور قسم کے خلاف کرنے سے پیشتر کفارہ نذرے۔ اور جو شخص کسی گناہ کے کام کرنے کے لئے قسم کہادے تو اوسکو چاہیئے کہ اپنی قسم کے خلاف عمل کرے اور قسم کا کفارہ دیوے۔ اور کفارہ قسم کا کافر پر لازم نہین گو قسم کے خلاف حالت مسلمانی مین کرے۔ اور جو کوئی اپنی ملک کو اپنے اوپر حرام کرلی وہ حرام نہین ہوتی پس اگر اوسکو استعمال مین لاوی تو کفارہ دے۔ اور اگر یون کہے کہ ہر ایک حلال چیز مجھپر حرام ہے تو یہہ قسم کہانے اور پینے کی چیزون پر ہوگی اور فتوی اسپر ہے کہ اس کلام سے اوسکی بی بی بدون نیت طلاق کے بائن ہوجاتی ہے۔ اور جو شخص کوئی نذر مطلق یا مشروط کسی شرط پر کرے اور وہ شرط پائی جاوی تو اپنی نذر پوری کرے خواہ نذر مطلق ہو یا مشروط لیکن اگر قسم مین کلمہ انشاء اللہ ملاوی تو قسم نہوگی اور اوسکے خلاف کرنیسے کچھہ لازم نہ آویگا

باب اندر جانے اور نکلنے اور رہنے اور آنے وغیرہ پر قسم کہانیکے بیان مین۔ اگر کسی نے قسم کہائی کہ مین گھر کے اندر نجاؤنگا تو کعبہ مین اور مسجد مین اور گرجا اور یہودیونکی معبد مین اور گھر کی ڈیوڑھی اور برآمدہ اور صفہ مین جانے سے اوسکی

قسم نہ ٹوٹیگی صفہ اوسکو کہتے ہین کہ تین دیوارون پر چھت ڈالدی جاوی — اور اگر قسم کہائی کہ کسی گہر مین نجاؤنگا اور پہر گہر مین ڈہنے کے بعد داخل ہوا تب بھی قسم نہ ٹوٹیگی — اور اگر قسم کہائی کہ اس گہر مین نجاؤنگا اور اوسکے گر جانے کے بعد اوس مین جاوے تو قسم کے خلاف ہو جاویگا اگرچہ وہ مکان ٹوٹ کر دوسرا بنگیا ہو — اور اگر مکان مذکور ٹوٹنے کے بعد باغ یا مسجد یا حمام یا کوٹھری ہوگیا ہو تو اوسمین جانے سے قسم نہ ٹوٹیگی اسیطرح اگر کہی کہ اس کوٹھڑی مین نجاؤنگا اور وہ ویران ہو جاوے یا اوسکے جگہہ دوسرا مکان بنجاوی تو اوس مین جانے سے قسم نہ ٹوٹیگی — اور جو شخص کہ گہر کی چھت پر کہڑا ہو وہ مکانمین داخل ہے اور اگر دروازہ کی محراب مین کہڑا ہو وہ مکان کے اندر نہین — اور پوشاک اور سواری اور رہنے پر ٹھہرا رہنا ایسا ہی کہ گویا اب شروع کیا ہے یعنی اگر یون قسم کہائی کہ مین اس کپڑے کو نہ پہنونگا حالانکہ پہنے ہوئے ہے یا کہی کہ اس گہوڑے پر سوار نہونگا اور اوسوقت سوار ہی یا کہی کہ اس گہر مین نرہونگا حالانکہ رہتا ہی اور اسی حالت پر ٹھہرا رہے تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر یون کہی کہ مین اس گہر مین داخل نہونگا اور اوسمین موجود ہو اور ٹھہرا رہے تو اس ٹھہرنے سے قسم ٹوٹیگی — اور اگر یہہ قسم کہاوی کہ مین اس مکان مین یا اس کوٹھڑی یا اس محلہ مین نرہونگا اور خود تو چلا گیا مگر اوسکا اسباب اور گہر کے لوگ رہگئے تو قسم ٹوٹ جاویگی بخلاف شہر کے یعنی اگر اسبات کی قسم کہائی کہ شہر مین نرہونگا اور خود نکل گیا اور اسباب اور اہل و عیال شہر مین رہے تو قسم نہ ٹوٹیگی — اور اگر قسم کہاوی کہ مین نہ نکلونگا پہر اوسکی اجازت سے لوگ اوسکو اوٹھا لائے تو قسم ٹوٹجاویگی اور اگر اوسکی اجازت سے اوسکو نہین اٹہایا بلکہ خود بخود آئی خواہ وہ راضی تہا یا زبردستی سے لے آئے تو قسم نہ ٹوٹیگی جیسی صورت مین کہ قسم کہائی کہ مین صرف جنازہ ہی کے لئے نکلونگا اور پہر جنازہ کے لئے نکلے اور جنازہ کے بعد اپنے کسی کام کو جاوی تو قسم نہ ٹوٹیگی — اور اگر قسم کہائی کہ مکہ کو نہ نکلونگا

یا نجاؤنگا پھر مکہ کی ارادے سے نکلا اور اثنار راہ سے پھر آوے تو قسم ٹوٹجاویگی اور اگر یون کہی کہ مکہ مین داخل نہونگا اور وہی صورت ہو جو مذکور ہوئی تو قسم ٹوٹیگی اور اگر قسم کہائے کہ مین فلان شخص کے پاس ضرور آؤنگا اور نہ آیا یہانتک کہ مرگیا تو اسکی قسم زندگی کے آخر مین ٹوٹیگی اور اگر قسم کہائے کہ مجھسے ہوسکیگا تو فلان کے پاس ضرور آؤنگا تو اس ہوسکنے سے مراد بدن کی تندرستی ہوگی یعنی بشرط خیریت ضرور آؤنگا اور بشرط قدرت مراد نہوویگا جسکے یہہ معنی ہین کہ تمام اسباب اوپر نیچے کے موجود ہون اور موانع اندر باہر کے برطرف ہون کہ اس حالین معلول کا موجود ہونا واجب ہوجاتا ہی اور اگر وہ شخص ان الفاظ سے بشرط قدرت ہی ارادہ کرے تو دیانت کی راہ سے مان لیا جاویگا یعنی یہہ نیت اوس معاملہ مین کہ اوس سے اور خدا تعالے سے پڑیگا مقبول ہوگی مگر قاضی کی عدالت مین مقبول نہوگی اوسکے نزدیک بشرط خیریت ہی سمجھا جاویگا - اور اگر قسم کہائی کہ میری منکوحہ بجز میری اجازت کے نہین نکلیگی تو ہر نکلنے کیواسطے علٰحدہ اجازت شرط ہوگی ورنہ قسم ٹوٹ جاویگی بخلاف اسکے کہ یون کہی کہ میری عورت نہ نکلے مگر یہہ کہ مین اجازت دون یا نہ نکلے جبتک کہ مین اجازت ندون تو اسصورت مین ہر نکلنے کے لئے علٰحدہ اجازت ضرور نہوگی بلکہ اول بار نکلنے کیواسطے اجازت چاہیئے - اور اگر عورت نے نکلنے کا ارادہ کیا یا اپنے غلام کو مارنا چاہا تو شوہر نے کہا کہ اگر تو نکلے یا غلام کو مارے تو طالق ہے تو یہہ طلاق اوسی نکلنے اور مارنے پر مشروط ہوگی یعنی اگر عورت اوسوقت نکلنے یا مارنے سے باز رہی اور پھر نکلے یا مارے تو طلاق نہ پڑیگی - اور قسم کے ٹوٹنے مین غلام کی سواری خود اوس شخص کی ہوگی بشرطیکہ وہ غلام کی سواری کی بھی نیت قسم مین کرلی اور ایک یہہ کہ غلام کے ذمہ قرض کسیکا نہو اور اگر قرض ہوگا تو غلام کی سواری خود اوسکی نہوگی گو وہ نیت بھی کرلے اس مسئلہ کی صورت یہہ ہی کہ مالک کہے کہ مین اگر اپنی سواری پر سوار ہون تو مثلاً میرا غلام آزاد ہے اور نیت کرلے کہ سواری خواہ میری ہو یا میرے غلام کی مگر اوس غلام پر کسیکا قرض نہو تو اسصورت مین اگر وہ اپنے غلام کی سواری

پر سوار ہوگا تو اوسکا غلام آزاد ہوجاویگا

باب کہانے پینے سونے کلام کرنے پر قسم کے بیان مین - اگر قسم کہاوی کہ اس درخت مین سے نہ کہاؤنگا تو اوسکا پھوہ کہانے سے قسم ٹوٹجاویگی - اور اگر یون کہا کہ ان کچے چھوہارون یا کچونکو نہ کہاؤنگا یا اس دودھ کو نہ پیونگا تو جس صورتمین کچے کو معین کیا تھا اوسمین کچونکے کہانے سے اور کچونکی صورت مین خشک کے کہانیسے اور دودہ کیصورت مین اوسکی دہی کے کہانیسے قسم نہ ٹوٹیگی - لیکن اگر کہا کہ اس لڑکے سے یا اس جوان سے نبولونگا یا اس بھیڑ کے بچہ کو نہ کہاؤنگا تو اگر اوس لڑکے سے جوانی مین بولیگا یا جوان سے اوسکی بوڑہا ہونے پر کلام کریگا یا بچہ کو بڑا ہونے پر کہاویگا تو قسم ٹوٹجاویگی - اور اگر کہی کہ مین کچے چھوہارے نہ کہاؤنگا اور پختہ کہاوی تو قسم نہ ٹوٹیگی - اور اگر کہی کہ پختہ چھوہاری یا کچے نکہاؤنگا یا یون کہی کہ نہ پکے کہاؤنگا نہ خام تو مُنَبَّت یعنی گدرے کہانے سے قسم ٹوٹجاویگی اور مُنَبَّت کچے چھوہارے کو کہتے ہین جو ایک طرفسے پکنا شروع ہوگیا ہو یا پکا ہوا اور تھوڑا سا کچا رہا ہو - اور اگر کہی کہ مین ترچھوہاری نہ خریدونگا پھر خوشہ کچے چھوہارونکا مول لے جسمین کچھہ تر بھی ہون تو قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر کہی کہ گوشت نکہاؤنگا تو مچھلی کہانے سے قسم نہ ٹوٹیگی - اور سُوَر اور انسان کا گوشت اور کلیجی اور اوجھ گوشت ہے یعنی اگر قسم کہاوی کہ گوشت نکہاؤنگا تو ان چیزون کے کہانے سے قسم ٹوٹجاویگی - اور اگر کہی کہ چربی نہ کہاؤنگا اور پٹھہ کی چربی کہاوی یا کہی کہ گوشت کو یا چربی کو نہ کہاؤنگا اور پہرُونبہ کی چکنی کہاوی یا کہی کہ ان گیہون کو نہ کہاؤنگا اور اونکی روٹی کہاوی تو ان صورتون مین قسم ٹوٹجاویگی - اور اگر کہی کہ اس آٹے کو نکہاؤنگا تو اوسکی روٹی کہانے سے قسم ٹوٹیگی خشک کہانے سے نہ ٹوٹے گی اور روٹی کی اگر قسم کہاوی تو اوس سے وہ مراد ہوگی جو اوسکے شہر والونکو عادت ہو - اور بھنے اور پکے کی قسم سے گوشت مراد ہوتا ہے - اور سری کہانے کی قسم مین وہ مراد ہوگی جو اوس شہر مین بکتی ہو یعنی جونسی سری

شہر مین بکتی ہو خواہ گاے کی ہو یا بکری کی قسم مین وہی معتبر ہوگی - اور میوہ سی غرض سیب اور خربزہ اور زرد آلو ہے انگور اور انار اور خربار تر اور کھیرا ککڑی مراد نہین - اور سالن کی قسم سی وہ مراد ہوگا جسمین روٹی تر کیجاوے جیسے سرکہ اور نمک اور زیتون کا تیل اسمین گوشت اور انڈا اور پنیر داخل نہین - اور صبح کے کہانے سے مراد فجر سی لیکر ظہر کے وقت تک ہی اور شام کے کہانے سے غرض ظہر کیوقت سی آدہی رات تک ہی اور سحر سے مراد آدھی رات سے صبح تک ہی - اگر کہے کہ مین اگر کہاؤن یا پیون یا پہنون تو ایسا ہوا ور نیت کرے کسی معین کہانے پینے پہننے کی چیز کی تو اوسکی نیت نہ حکم قاضی مین مانی جاویگی نہ دیانت کی روسی ہان اگر یون کہیگا کہ مین اگر کہانیکی چیز کہاؤن یا پینے کی چیز پیون یا کپڑا پہنون تو ایسا ہو تو اس صورتمین اگر معین چیز کی نیت کریگا تو دیانت کی راہ سے مان لیا جاویگا مگر قاضی کے یہان معتبر نہوگا اگر قسم کہاوے کہ مین گنگا سے پانی نہ پیونگا تو مراد منہ سی پانی پینے سے ہوگی بدون کسی برتن کے بخلاف اسکے کہ کہے کہ گنگا کا پانی نہ پیونگا اسصورتمین اگر برتن مین لیکر بھی پیونگا تو قسم ٹوٹجاویگی - اگر یون کہے کہ اگر مین آج اس کوزہ کا پانی نہ پیون تو ایسا ہو حالانکہ اوس کوزہ مین پانی نہو یا ہو اور اوسکو گرادیا جاوے یا وہ شخص ان الفاظ کو مطلق کہی قید آجکی نہ لگاوے اور کوزہ مین پانی نہو تو ان سب صورتونمین قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر پانی ہو اور گرادیا جاوے تو قسم ٹوٹ جاویگی - اگر قسم کہاوے کہ مین آسمانپر چڑہونگا یا اس پتہر کو سونا بنا دونگا تو اوسیوقت قسم ٹوٹجاویگی اور کفارہ دینا پڑیگا اسلئے کہ یہہ امور ممکن نہین - اگر قسم کہاوے کہ فلانے سے نبولونگا پہر اوسکو سوتے مین پکارا کہ وہ جاگ اوٹھا تو قسم ٹوٹجاویگی اور اگر یہہ کہا تہا کہ اوس سی بدون اوسکی اجازت کے کلام نکرونگا اور اس شخص نے اجازت تو دی مگر اسکو اجازت کا حال معلوم نہوا اور کلام کی تب بھی قسم ٹوٹجاویگی - اور اگر یون کہے کہ مین ایک مہینے تک نبولونگا تو شروع اس مہینے کا اسوقت

سے معتبر ہوگا جب سے کہ اوسنے قسم کہائی ہے اور اگر یہہ کہے کہ مین تکلم نکرونگا اور
قرآن یا تسبیح پڑھے تو قسم نہ ٹوٹیگی اسلئے کہ عرف مین اسکو تکلم نہین کہتے بلکہ تلاوت اور
تسبیح پڑھنا بولتے ہین — اگر یون کہے کہ جس دن مین فلان شخص سے بولون تو ایسا ہو تو
اس سے دن اور رات دونو سمجھے جاوینگے اور اگر اوسنے قسم کیوقت اس کلام سے
دن ہی کی نیت کی نہ رات کی تو مان لیا جاویگا لیکن اگر یہہ کہے کہ جس رات فلان سے بولون
تو ایسا ہو تو اس کلام سے خاص رات ہی مراد ہوگی دن اسمین متصور نہوگا — اور اگر کہے کہ اُس
سے نبولونگا مگر اوسمین کہ زید آجاوے یا کہے کہ مگر اوسمین کہ وہ اجازت دے یا جبتک کہ وہ اجازت
دے پھر اوسنے زید کے آنے سے پہلے اور اوسکی اجازت سے پیشتر کلام کیا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر
ان دونو باتونکے بعد بولیگا تو قسم نہ ٹوٹیگی — اور اگر زید مرجاوے تو حکم قسم کا جاتا رہیگا
— اور اگر قسم کہاوے کہ فلانے کا کہانا نہ کہاؤنگا یا اوسکے گھر مین نجاؤنگا یا اوسکا کپڑا
نہ پہنونگا یا اوسکی سواری پر سوار نہونگا یا اوسکے غلام سے نبولونگا ان صورتونمین اگر ان
چیزونکی طرف اشارہ کرکے کہے کہ اوسکے اس کہانے کو یا اس گھر مین یا اس کپڑے کو
وغیرہ اور پھر ان چیزون پر سے مالک کی ملک جاتی رہے اور قسم والا وہ کام کرے
تو اوسکی قسم نہ ٹوٹیگی جیسے کہ نئی ملک مین یعنی مالک اگر دوسرا کہانا یا گھر مول لے تو اس
کہانا کہانے اور نئے گھر کے اندر جانے سے قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر ان چیزونکی طرف اشارہ
نکرے تو مالک کی ملک کے جاتے رہنے کے بعد اُن کامون کے کرنے سے قسم
نہ ٹوٹیگی مگر اوسکی نئی خریدی ہوئی چیزون سے قسم ٹوٹجاویگی — اور اگر کہے کہ فلان کے
دوست یا اوسکی بیبی سے نبولونگا اور اشارہ کردیا تو ان دونون سے جب اوسکی دوستی
اور زوجیت جاتی رہیگی اوسوقت بھی اگر کلام کریگا تو قسم ٹوٹجاویگی اور اگر اشارہ
نکریگا تو قسم نہ ٹوٹیگی ہان اگر اوسکے نئے دوست اور نئی منکوحہ سے بولیگا تو ٹوٹیگی — اور
اگر یہہ کہا کہ اس چادر کے مالک سے نبولونگا اور مالک نے وہ چادر بیچڈالی تب اوسنے

اوس سے کلام کیا تو قسم ٹوٹ جاویگی — اگر قسم مین لفظ آلحین اور الزمان یا ان دونو کو نکرہ بولے یعنی حین اور زمان کہدیا تو یہہ وقت چھہ مہینے کا ہوگا مثلاً اگر کہو کہ یہہ کام ایک حین تک نکرونگا تو چھہ مہینے مراد ہونگے اور اگر آلدہر اور آلابد کہا تو تمام عمر ہوگی اور اگر دہر کو نکرہ کہا تو مجمل ہے یعنی اسکی مقدار یقینی معلوم نہین اور اگر الایام یا ایام کثیرہ کہا یا مہینون اور برسون کہا تو دس مراد ہونگے اور اگر اونکو نکرہ بولے گا تو تین مراد ہوونگے

باب طلاق دینے اور آزاد کرنیکے بابمین قسم کے بیانمین — اگر کوئی شخص یون کہی کہ اگر تو بچہ جنے تو تو طالق ہے یا لونڈی کو کہی کہ تو آزاد ہی اور ان کے بچہ مردہ پیدا ہو تو اس شخص کی قسم ٹوٹجاویگی یعنی طلاق پڑجاویگی اور لونڈی آزاد ہوجاویگی لیکن اگر اوسنے کہا تہا کہ تو بچہ جنے تو وہ بچہ آزاد ہی اور اوسکی بچہ مردہ پیدا ہوا تو اوسکے آزاد ہونیکا حکم نکرینگے اور اوسکی قسم باقی رہیگی — اور اگر یون کہا کہ جس غلام کو مین اول مالک ہون تو وہ آزاد ہی پس اگر ایک غلام کا مالک ہوگا تو وہ اِس قسم کی رو سے آزاد ہوجاویگا اور اگر پہلے دو غلاموں کا مالک ایک ساتہہ ہو پہر تیسرے کا مالک ہو تو ان تینون مین سے کوئی بہی آزاد نہوگا — اور اگر یون کہو کہ جس تنہا غلام کو مین اول مالک ہون وہ آزاد ہی تو البتہ اسصورت مین تنہا کی قید سے تیسرا غلام آزاد ہوجاویگا اور اگر یون کہا کہ پہلا بندہ جسکا مین مالک ہون وہ آزاد ہی پہر وہ مالک ہوا ایک غلام کا پہر دوسرے غلام کا اور اسکے بعد مرگیا تو دوسرا غلام اوس شخص کی ابتدا ملکیت سے آزاد ہوگا — اگر یہہ کہی کہ جو غلام مجکو خوشخبری فلان معاملہ کی سنادیگا وہ آزاد ہی پہر تین غلاموں نے علحدہ علحدہ وہی خوشخبری اوسکو سنائی تو جسنے اول سنائی ہوگی وہ آزاد ہوگا اور اگر تینون نے ایک ساتہہ سنائی تو سب آزاد ہوجاوینگے — اور اوا کفارہ کے لئے اپنے باپ کا خریدنا درست ہی اور یہی حکم ہے ہر ذی رحم محرم کے خریدنے مین کہ

باب طلاق دینے اور آزاد کرنیکی قسمین

اگر نیت کفارہ کی کرلے اور وہ بمجرد خریدنیکے آزاد ہو جائے تو کفارہ ادا ہو جاویگا لیکن
اگر کسی غلام کی آزادی کو اپنی خرید پر مشروط کردیا ہو اور اوسکے خریدنے مین نیت
کفارہ کی کرلے تو وہ شرط کی جہت سے آزاد ہوگا نہ کفارہ کی عوض مین اور یہی حال ام ولد
کے خریدنے کا کہ وہ بھی کفارہ کے عوض نہوگی اور اوسکی صورت یہہ ہے کہ کوئی شخص
اپنی منکوحہ سے جو لونڈی ہو اور اوس سے اولاد رکھتی ہو کہے کہ اگر مین تجھی خریدون تو تو آزاد
ہے اور خریدنے کیوقت نیت کفارہ کی کرلے اگر کہے کہ اگر مین تجھکو خریدون تو وہ آزاد
ہے تو یہہ قول اوسوقت درست ہے کہ جس لونڈی کو کہا ہو وہ اوسوقت اوسکی ملک مین
ہو اور اگر مشروط کہنیکے وقت ملک مین نہو تو آزاد نہوگی - اگر یون کہے کہ جتنے میرے
مملوک ہین سب آزاد ہین تو اس لفظ سے اوسکے غلام اور ام ولد اور مدبر سب آزاد ہو جائینگے
مگر مکاتب آزاد نہونگے کہ وہ پورے مملوک نہین ہوتے - اگر کہے کہ یہہ منکوحہ طالق ہے
یا یہہ اور یہہ تو تیسری کو طلاق پڑجاویگی اور پہلی دو مین شوہر کو اختیار دیا جاویگا کہ
جسکو چاہے طلاق کے لئے معین کرے اور یہی حکم ہے بندون کے آزاد کرنیکا اور
لوگون کے لئے مال کے اقرار کرنیکا

باب

خرید و فروخت اور نکاح اور روزہ نماز وغیرہ مین قسم کہانیکے بیان مین
جو کام کہ اونکو اپنے آپ کرنے سے قسم ٹوٹتی ہے اور دوسرے کیواونکے کرنے کی اجازت
دینے سے قسم نہین ٹوٹتی وہ یہہ ہین بیچنا مول لینا ٹھیکہ دینا مزدوری پر کام لینا
کسی مال کے عوض صلح کرنا تقسیم کرنا مقدمات کی جوابدہی کرنا لڑکے کو مارنا ان کاموں
مین اگر قسم کہا دی کہ مین نکرونگا تو اپنے آپ نکرے اور اگر دوسرا شخص اوسکی اجازت
سے یہہ امور کرے تو اوسکی قسم نہ ٹوٹیگی اور جو کام ایسے ہین کہ اونکو خواہ آپ کرے
یا دوسرے کیواونکے کرنیکی اجازت دیدے دو صورتون مین قسم ٹوٹ جاتی ہے وہ یہہ ہین
نکاح اور طلاق اور عورت سے خلع کرنا اور آزاد کرنا اور مکاتب بنانا اور قتل عمد سے صلح

کرنی اور ہبہ کرنا اور صدقہ دینا اور قرض دینا اور قرض لینا اور غلام کو مارنا اور جانور کو ذبح کرنا
اور گہر بنانا اور سینا اور امانت سونپنی یا رکہنی اور مانگی چیز دینی یا لینی اور قرض ادا کرنا یا اپنا
وصول کرنا اور کپڑا پہنانا اور کسی چیز کو اٹہا کر سواری پر لادنا کہ ان امور کو اگر خود کریگا یا
دوسرے سے کرنیکو کہیگا تو دونو صورتونمین قسم ٹوٹ جاویگی — اور داخل ہونا لام تخصیص کا جسکی
معنی واسطے کے ہین بیع اور شرا اور اجارہ اور زرگری اور درخت اور مکان بنانے پر
اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ فعل اس شخص کی اجازت سی ہوا ہی جسکے ساتھہ اوسکو مشروط
کیا ہے گو وہ شخص مالک اوس چیز کا ہو یا نہو مثلاً یہہ کہی کہ ان بعت لک ثوبا یعنی اگر تیرے
واسطے بیچون یا خرید کرون کپڑا وغیرہ تو اوسکے یہہ معنی ہین کہ تیری اجازت سی بیچون
اور اگر لام کسی چیز کی ذات پر داخل ہو مثلاً یون کہی کہ ان بعت ثوبا لک یعنی اگر مین بیچون
کپڑا جو تیرا ہے یہان لام ثوب پر داخل ہے نہ بیع پر تو اسصورتمین یہ بات پر دلالت کریگا کہ وہ
چیز اوس شخص کی ملک ہے خواہ اوسنی اجازت بیچنے خریدنے وغیرہ کی دی ہو یا نہین جیسے
مثال دوم سے معلوم ہوتا ہی اور اگر وہ شخص نیت اسکی سوا کرے یعنی لفظونمین تو لام کو فعل پر
بولے اور معنی وہ لے جو لام کو چیز پر داخل کرنے سے ہوتے ہین یا اسکا الٹا کرے تو اسکی
بات مانی جاویگی ایسی صورتمین کہ اوسکی نیت کے مطابق معنی لینے سے اوسکا نقصان ہوتا ہو
اور اگر اوسکی مراد کے موافق معنی لینے سے اوسکا فائدہ ہوتا ہو گا تو نہ لئی جاوینگی واضح
ہو کہ لام کے آنے سے غرض اوسکا متعلق ہونا ہی اسطرح کہ جار مجرور متعلق فعل کے ہون
یا چیز کی صفت پڑین یہہ غرض نہین کہ لام مقدم لایا جاوی اسلئی کہ مقدم تو وہ نو مثالونمین
ضمیر خطاب پر ہے اگر یہہ کہا کہ مین اگر اس بندہ کو خرید کرون یا بیچون تو آزاد ہی پہر اوسکو جاکر
خریدا یا بیچا تو قسم ٹوٹجاویگی یعنی غلام مذکور آزاد ہو جاویگا اور یہی حال ہی اگر بیع فاسد کی
دوسرے کی اجازت پر موقوف رکہی لیکن اگر بیع باطل کی تو اوسمین قسم نہ ٹوٹیگی — اگر یہہ
کہا کہ مین اسکو نہ بیچون تو ایسا ہو پہر اوسکو آزاد یا مدبر کر دیا تو قسم ٹوٹجاویگی اسلئی کہ

نہ بیچنا متحقق ہوگیا۔ عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو نے مجھپر نکاح کرلیا اوسنے
جواب دیا کہ میری جو منکوحہ ہو اوسکو طلاق ہی تو اوس عورت پر بھی طلاق پڑجاویگی اور دوسری
اگر ہونگی وہ بھی طالق ہونگی۔ اگر کہے کہ مجھپر پیادہ جانا خانہ خدا کو یا کعبہ کیطرف واجب ہی تو
حج یا عمرہ پیادہ پاکرے اگر اونمین سوار ہوگا تو دم دینا پڑیگا یعنی بکری ذبح کرنی پڑیگی بخلاف
اسصورت کے کہ کہے مجھپر نکلنا یا خانہ خدا کو جانا یا پیادہ روانہ ہونا حرم خواہ صفا یا مروہ کو
واجب ہی کہ ان صورتونمین حج پیادہ کرنا لازم نہین ہوتا بلکہ پیادہ گھر سے نکلنا لازم ہوتا
ہے۔ اگر کہے کہ میرا غلام آزاد ہے اگر مین اس برس حج نکروں پھر وہ مدعی حج کا ہو اور دو
گواہ گواہی دین کہ نحر کے دن وہ کوفہ مین تھا تو قسم نہ ٹوٹیگی اور غلام آزاد نہوگا اسلئے
کہ ہوسکتا ہی کہ حج کرکے نحر کے روز کوفہ مین چلا آیا ہو۔ اور اگر کہے کہ مین روزہ نرکھونگا تو روزہ
کی نیت سے ایکساعت کا روزہ رکھنے سے بھی قسم ٹوٹجاویگی اور اگر کہے کہ مین ایک روزہ یا ایکدن
کا روزہ نرکھونگا تو تمام دن کے روزہ رکھنے سے قسم ٹوٹیگی۔ اور اگر کہے کہ مین نماز نہ پڑھونگا
تو ایک رکعت کے پڑھنے سے قسم ٹوٹیگی اور اگر پوری نماز کھیگا تو دوگانہ پڑھنے سے قسم ٹوٹیگی ایک رکعت پڑھنے سے نہ ٹوٹیگی
۔ اگر عورت سے کہے کہ اگر مین تیرا کانا ہوا پہنون تو وہ ہدی ہی پھر وہ شخص روئی کا مالک ہوا اور عورت نے
اوسکو کاتا اور کپڑا بُنا گیا اور مرد نے پہنا تو وہ ہدی ہوجاویگی اوسکو کعبہ کو بھیجنا
پڑیگا۔ اور سونے کی انگوٹھی اور موتیونکا ہار پہننا زیور کا پہننا ہے مگر چاندی کی انگوٹھی زیور
مین نہوگی یعنی اگر قسم کہائی کہ مین زیور نہ پہنونگا تو سونے کی انگوٹھی اور موتیون کی لڑی
پہننے سے قسم ٹوٹجاویگی لیکن چاندی کی انگوٹھی پہننے سے قسم نہ ٹوٹیگی۔ اگر یون کہے کہ مین
زمین پر نہ بیٹھونگا پھر فرش پر یا چٹائی پر بیٹھے یا کہے کہ اس فرش پر نسوؤنگا پھر اوسپر
ایک دوسرا فرش بچھایا گیا اور اوسپر سورہا یا کہے کہ اس چوکی پر نہ بیٹھونگا اور اوسپر
دوسری چوکی بچھائی گئی اور دوسری پر بیٹھا تو ان صورتونمین قسم نہ ٹوٹیگی لیکن اگر
فرش پر پلنگ پوش بچھاکر سویگا یا چوکی پر فرش یا چٹائی ڈالکر بیٹھیگا تو قسم ٹوٹجاویگی

باب زدوکوب اور جان سے مار ڈالنے وغیرہ پر قسم کھانیکے بیان مین - اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ اگر مین تجکو ماردون یا کپڑا پہناؤن یا تجھہ سے بات کرون یا تیرے پاس آؤن تو ایسا ہو تو یہہ افعال دوسرے کی زندگی کے حال سے متعلق ہوتے ہین اگر بعد موت کے یہہ کام کریگا تو قسم نہ ٹوٹیگی بخلاف اِس صورت کے کہ کہے اگر مین تجکو نہلاؤن یا اوٹھاون یا ہاتھہ لگاؤن تو ایسا ہو کہ یہہ امور اگر دوسرے کے مرنیکے بعد بھی کریگا تو قسم ٹوٹجاویگی - اگر قسم کھاوے کہ مین اپنی بیبی کو نمارونگا پہراوسکے بال کھینچے یا گلا دباوی یا کاٹ کھاوے تو قسم ٹوٹجاویگی اِسلئے کہ یہہ باتین مارمین داخل ہین اور اگر کہا کہ مین اگر فلان شخص کو جان سے نمارون تو ایسا ہو اور وہ شخص اس قسم سے پہلے مرچکا ہی تو اگر اسکو اوسکی موت کا علم ہوگا تب تو قسم ٹوٹیگی اور اگر اوسکے مرنے کو نہین جانتا تو نہ ٹوٹیگی - اور اگر قسم مین زمانہ قریب یا بعید کہیگا تو مہینے سے کم مدت قریب ہی اور ایک مہینا اور اوس سے زیادہ مدت دراز ہے - اگر قسم کھاوی کہ فلان کا قرض آج ادا کرونگا پہر ایسے درم ادا کئے جو کھوٹے ہون یا چلتے نہون یا کسی اور کے ہون تو قسم پوری ہوجاویگی اور اگر رانگ کی ہونگے یا تین پرت کے تو قسم ٹوٹجاویگی - اور قرض کے عوض مین کوئی چیز بیچڈالنے ادا قرض کے حکم مین ہے لیکن اگر قرضخواہ قرضدار کو قرض ہبہ کردی تو ادا کے حکم مین نہوگا یعنی ادا پر قسم کھانیکی صورت مین اگر مدیون کوئی چیز عوض قرض کے قرضخواہ کے ہاتھہ بیچڈالیگا تو قسم جھوٹی نہ پڑیگی اور اگر قرضخواہ قرض معاف کردی تو ادا ثابت نہوگا اور قسم ٹوٹ جاویگی - اگر قسم کھائی کہ مین اپنے قرض کے وصول کرنے مین ایک درم کو بدون دوسرے کے نہ لونگا یعنی قرض مین سے کچھہ چھوڑونگا سب لونگا اور جدا جدا وصول نکرونگا اکٹھا لونگا پہر کچھہ قرض قبضہ مین لایا تو قسم نہ ٹوٹیگی جبتک کہ تمام قرض کو جدا جدا وصول نکرے اور ضروری جدائی سے قسم بچاویگی کہ قرض کے ادا مین اوسقدر علیحدگی ضرور ہوا کرتی ہے مثلاً روپیہ گننا اور تولنا اور پرکھنا کہ ان امور سے قسم نہین جانیگی - اگر کہے کہ میرے

پاس تنو خواہ اوس سے سوا ہون تو ایسا ہو تو اسصورت مین تنو کے یا اوس سے کم
کے مالک ہونے سے قسم نہ ٹوٹیگی بلکہ سو سے زیادہ کے مالک ہونے سے قسم ٹوٹیگی
۔اگر کہے کہ مین ایسا نکرونگا تو اوس کام کو ہمیشہ کو چھوڑ دے یعنی ایک بار بھی کرنے سے
قسم جاتی رہیگی اور اگر قسم اسبات پر کرے کہ فلان کام ضرور کرونگا تو اوسکو ایک بار
کرنے سے قسم پوری ہو جاویگی ۔اور اگر کسی شخص سے حاکم وقت قسم لے کہ ہمکو مفسد
لوگون اور ہر طرح کے روگون کی اطلاع کرتے رہو تو یہہ قسم اوس حاکم کی حکومت تک مقید
رہیگی یعنی بعد اوسکے معزول ہو جانیکے اطلاع دینی لازم نہوگی ۔قسم پوری ہوتی ہے
ہبہ کرنے سے بدون موہوب لہ کے قبول کرنیکے بخلاف بیع کے بدون قبول مشتری
کے یعنی اگر قسم کہائی کہ اس چیز کو فلانی کو ہبہ کرونگا اور پھر اوسنے اوس شخص کو ہبہ
کر دی مگر اوسنے قبول نکی تو واہب کی قسم سچی ہوگئی اور اگر بیع کی قسم کہانیکے بعد فروخت
کی اور مشتری نے قبول نکی تو قسم سچی نہوگی ۔اور اگر قسم کہائی کہ ریحان نہ سونگھونگا
تو گلِ گلاب اور چمبیلی کے سونگھنے سے قسم نہ ٹوٹیگی اسلئے کہ ریحان اوس سبزۂ خوشبو
کا نام ہے جسمین تنہ نہو کہ کھڑا رہے پس اوسکو گلاب کے پھول اور چمبیلی کے پھول پر
نہ بول سکین گے ۔اور بنفشہ اور گلاب اگر قسم مین مذکور ہو تو اوس سے پھول کی پتی
مراد ہوگی نہ اوسکے پیڑ کی شاخین اور پتیان ۔اگر قسم کہائی کہ مین نکاح نکرونگا اور
اوسکا نکاح کسی اجنبی شخص نے کر دیا اور اوس نے زبان سے اوس شخص کے نکاح کو جائز
رکھا تو قسم ٹوٹجاویگی اور اگر زبان سے کچھہ نہ کہا بلکہ ایسا فعل کیا جس سے نکاح کی اجازت
پائی جاوے مثلاً اوس عورت کا مہر بھیجدیا تو اسصورت مین قسم نہ ٹوٹیگی ۔اور گھر کا اعتبار
ملک اور کرایہ سے ہے یعنی اگر قسم کہائی کہ اپنے گھر مین نہ گھسونگا پھر اپنی غلام کے گھر
مین گیا یا اپنے کرایہ کے مکان مین گیا تو قسم ٹوٹجاویگی ۔اور اگر قسم کہادی کہ میرے
پاس مال نہین حالانکہ اوسکا قرض کسی مفلس کے ذمہ ہو یا نا دہند تو انگر کے ذمہ

نواوسکی قسم ٹوٹے گی ۰

کتاب الحدود ۰ اسمین حدون یعنی سزاؤنکا بیان ہے ۔ حدود وہ سزا ہی جو خدا تعالے کے حقوق کے لئے واجب ہوتی ہی پس جو سزا اسطرحکی ہو کہ اوسمین بندہ کا حق ہو تو اسکو حد نہین کہتے جیسے قصاص ہے ۔ اور زنا اوس صحبت کو کہتے ہین جو ایسی شرمگاہ مین ہو کہ وہ ملک اور شبہہ ملک سی خالی ہو اور زنا ثابت ہوتا ہی چار آدمیونکی گواہی سی لفظ زنا کی ساتھہ اور اگر لفظ وطی اور جماع سی گواہی دینگے تو ثابت نہوگا پس اُن گواہون سے حاکم شرع یون پوچھے کہ زنا کیا چیز ہے اور کسطرح ہوا اور کہان ہوا اور کب ہوا اور کس عورت سی زنا کیا پس اگر وہ گواہ سب باتین بیان کردین اور یون کہین کہ ہمنے اس مرد کو اوس عورت سی زنا کرتے ایسے دیکھا جیسے سرمہ دانی مین سلائی اور اُن گواہونکی عدالت بھی ظاہر ظہور اور خفیہ تحقیق کرلیجاوے تو قاضی اوسوقت حکم زنا کے ہونیکا کردی ۔ اور زنا اسطرح بھی ثابت ہوتا ہی کہ جسنے زنا کیا ہو وہ چار مرتبہ اپنی چار مجلسون مین اقرار زنا کا کرے اور جب وہ اقرار کرے تو قاضی اوسکی اقرار کو نمانے اور اوس سی زنا کی حقیقت اور وقت اور جگہ اور کیفیت وغیرہ امور مذکورہ بالا پوچھے پس اگر وہ سب بیان کردی تو اوسکو سزا دی اور اگر سزا سی پیشتر اپنے اقرار سے منکر ہوا یا عین سزا کے بیچ مین منکر ہو تو اوسکو رہا کرے اور مستحب ہی کہ قاضی اوسکو انکار کی وجہہ ان لفظون سی تعلیم کرے کہ شاید تو نے بوسہ لیا ہوگا یا ہاتھہ لگایا ہوگا یا شبہہ سی صحبت کی ہوگی ۔ پھر اگر زانی محصن ہو تو اسکو ایک میدان مین سنگسار کرے یہانتک کہ مرجاوے اور سنگسار کرنا گواہ شروع کرین پھر حاکم پھر دوسرے لوگ اور اگر گواہ سنگسار کرنے سی انکار کرین تو حد جاتی رہتی ہی اور اگر زانی خود منکر ہو تو اوسکو اول حاکم پتھر مارے پھر اور لوگ ۔ اور اگر زانی محصن نہو تو اوسکی حد یہہ ہی کہ آزاد ہو تو سو کوڑے اور مملوک ہو تو پچاس اور کوڑا ایسا ہو کہ اوسکی چوٹی مین گرہ نہو اور چوٹ متوسط مارین نہ بہت زور سی نہ بہت آہستہ اور مرد کے کپڑے اوتارین اور

سر اور چہرہ اور شرمگاہ کو بچا کر تمام بدن پر الگ الگ لگاوین اور حد مارنیکے وقت مرد
کو کہڑا کرین اور غیر محدود مارین غیر محدود سے یہہ مراد ہی کہ زمین پر لٹا کر اور گھسیٹکر نہ مارین
یا یہہ کہ کوڑے کو مارکر نہ گھسٹین کہ زخم کردی یا یہہ کہ کوڑا مارتے وقت ہاتھہ کو سر پر
نہ کھینچین تاکہ چوٹ سخت نہ لگے۔ اور عورت کے کپڑے سوا پوستین اور روئی دار کے
نہ اُتارے جاوین اور اسکو حد پہلا کر مارین اور اوسکی سنگسار کرنیکو ایک گڑہا کھود لین
نہ مرد کے لئے۔ اور مالک اپنی غلام کو بدون اذن بادشاہ کے حد نہ مارے۔ اور محصن ہونا
جو سنگسار کرنے مین معتبر ہی وہ یہہ ہے کہ آزاد اور عاقل اور بالغ اور مسلمان ہو اور پہلے
اس زنا سے نکاح صحیح سے کسی عورت کے ساتھہ صحبت کئے ہوئے ہو اور اُن دونو یعنی مرد
و عورت مین صفت محصن ہونیکی موجود ہی یعنی جب شوہر و عوت آزاد اور عاقل اور بالغ اور
مسلمان ہون اور نکاح صحیح سے آپسمین صحبت کرلین تو دونو کو محصن کہین گے۔ اور کوڑے
مارنا اور سنگسار کرنا اکٹہی نکئی جاوین یعنی دونو سزا دینی چاہئین اسطرح کوڑے مارنے اور
جلاوطن کرنا نچاہیے ہان اگر حاکم کسی مصلحت کیواسطے چندروز کو جلاوطن کردی تو درست
ہے۔ اور بیمار پر اگر سزا سنگساری کی ثابت ہو تو سنگسار کیا جاوے الا کوڑے نہ لگائے جاوین
جبتک کہ اچھا نہو لے اسلئے کہ سنگسار کرنیمین تو مقصود مار ڈالنا ہی اوسمین بیمار اور تندرست
برابر ہین اور کوڑے مارنے مین غرض جھڑکدینا ہی نہ مار ڈالنا پس شاید بیمار حالت مرض مین
کوڑون سے مرجاوے اسلئے انتظار صحت ضروری ہی اور حاملہ عورتکو کوڑونکی حد نہ ماری جاوے
جبتک کہ وہ بچہ جنکر نفاس سے فارغ نہو لے +

باب اوس صحبت کے بیانمین جس سے حد واجب ہوتی ہو اور جس سے واجب نہین ہوتی —
جس عورت سے صحبت کی ہو اگر اوسمین شبہہ حلال ہونیکا ہو گو اوس شخص کو ظن غالب اوس کے
حرام ہونیکا ہو تو اوسکی صحبت سے حد نہین آتی مثلاً اپنے بیٹے یا پوتے کی لونڈی سے صحبت
کرنی یا جو عورت کہ کنایہ کی طلاق کی عدت مین ہو اوس سے ہم بستر ہونا موجب حد نہین

اِسلئے کہ اونمین شبہہ حلال ہونیکا ہے گو وہ شخص گمانِ غالب انکی حرمت کا رکھتا ہو اور نفسِ صحبت مین اگر شبہہ حلت کا ہو اور وہ مرد بھی اپنے گمانِ غالب مین حلال جانکر کریگا تب بھی حد واجب نہوگی مثلاً جو عورت کہ تین طلاقونکی عدت مین ہی اوس سی صحبت کرنی یا اپنے باپ کی لونڈی یا بیوی کی لونڈی سے یا اپنے آقا کی لونڈی سی صحبت کرنی کہ اس صحبت کو اگر اپنے گمان مین حلال جانتا ہوگا تو حد لازم نہ آویگی اور اگر حرام جانتا ہوگا تو حد لازم آویگی اور نسب صرف اول صورتمین ثابت ہوگا نہ دوسری مین — اور اگر اپنی بہائی اور چچا کی لونڈی سی زنا کرے تو حد نہ بچاویگی گو اوس صحبت کو حلال خیال کرے اور یہی حال ہے اگر کوئی اجنبی عورت اپنی بستر پر دیکھی اور اوس سی صحبت کری لیکن اگر کوئی عورت بیگانہ اسکی پاس بھیجدی جاوے اور کہدیا جاوے کہ یہہ تیری دلہن ہی اور وہ اوسی ہم بستر ہو تو حد واجب نہوگی بلکہ اوسکا مہر یعنی اُجرت صحبت کی دینی پڑیگی — اور ان صورتونمین بھی حد واجب نہین ہوتی اول یہہ کہ جو عورت مرد پر حرام تھی اور اوس سی اتفاقاً نکاح ہوگیا اور اس سی صحبت کی تو نکاح کے شبہہ سی حد جاتی رہتی ہی یا یہہ کہ اجنبی عورت سی پیشاب گاہ کے سوا اور جگہہ مین صحبت کرے یا یہہ کہ اوس سی اغلام کرے یا چارپایہ سی صحبت کری یا دارالحرب مین جاکر خواہ سرکشون کے یہان پہنچکر زنا کرے یا دارالحرب مین رہنے والا ذمی عورت سے زنا کرے تو مرد پر حد نہوگی مگر عورت پر حد جاری کرنی چاہیئے یا لڑکا یا دیوانہ عورت بالغ مسلمان عاقل سی زنا کرے اور اگر اسکا الٹا ہو یعنی مرد کسی لڑکی یا دیوانہ عورت سی زنا کرے تو حد واجب ہوگی مرد پر یا زنا کرایہ کی عورت سی کرے یعنی اگر زنا کے لئے کسی عورت کی خرچی مقرر کری تو حد واجب نہین ہوتی یا زنا زبردستی سی کری یعنی کسیکی زور سی اس حرکت کا مرتکب ہو تو حد لازم نہوگی یا زنا کا اقرار کری اور طرفانی اسکا انکار کری تو اس سی بھی حد جاتی رہتی ہی اور جو شخص کسیکی لونڈی سی زنا کری اور وہ اس فعل سی مرجاوے تو اوسپر حد بھی واجب ہوگی اور اوس لونڈی کی قیمت مالک کے حوالہ کرنی پڑیگی — اور بادشاہ سی قصاص کا اور مالونکا مواخذہ کیا جاوے حدونکا مواخذہ نکیا جاوے یعنی بندون

کے حقوق کا مواخذہ اوس سے کرین اللہ تعالیٰ کے حقوق کا نکرین ٭

باب زنا پر گواہی دینے اور گواہی سے پھر جانیکے بیان مین — گواہون نے ایک پرانی بات پر گواہی دی جو موجب حد تھی سوا رہنانِ زنا کے تو اوس شخص پر حد نہ لگائی جاویگی اور اگر گواہی چوری کی ہوگی تو اوس شخص سے تاوان اسباب مسروقہ کا لیا جاویگا مگر ہاتھہ نہ کاٹا جاویگا — اور اگر گواہ ثابت کرین کہ اس مرد نے ایک غائب عورت سے زنا کیا ہے یعنی عورت موجود نہو تو اوس مرد پر حد ماری جاویگی بخلاف چوری کے کہ اگر غیر موجود شخص کے مال چرانیکا ثبوت کرینگے تو ہاتھہ کاٹنا لازم نہوگا — اور اگر مرد زنا کا اقرار ایکعورت نامعلوم سے کرے تو اوسکو حد ماریجاوے اور اگر گواہ کہین کہ اسنے ایکعورت نامعلوم سے زنا کیا ہے تو حد نہ لگائی جاوے جیسے اسصورت مین کہ گواہانِ مذکور عورت کی خواہش اور مجبوری مین اختلاف کرین مثلاً وہ کہین کہ راضی تہی اور وہ کہین کہ اوس سے زبردستی کیا یا جس شہر مین زنا ہوا اوسکے نام مین اختلاف کرین اگرچہ ہر زنا کے فعل پر چار گواہ ہون لیکن حد ساقط ہوجاویگی اور اگر گواہ کوٹھری کے گوشون مین اختلاف کرین تو اسصورت مین مرد و عورت دونو کو حد لگائی جاوے اور اگر گواہون نے ایک عورت کے زنا پر شہادت دی حالانکہ وہ باکرہ ہے یعنی مرد کے ساتھہ ہم بستر نہین ہوئی یا گواہ بدکار ہین یا گواہی دیوین کہ چار گواہون معتبر نے اس شخص پر زنا کی گواہی دی ہے گو وہ اصل گواہ بھی بعد کو اس زنا پر گواہی دین تو اسصورت مین کسی پر حد جاری نہوگی نہ جسپر گواہی دی اور نہ گواہون پر — اور اگر گواہ اندھے ہون یا کسیکی گالی کے بہتان مین حد اونکو لگ چکی ہو یا چار کی جگہہ تین گواہ ہون تو ان صورتون مین گواہون پر حد لگیگی نہ اوس شخص پر جسپر کہ اونہون نے گواہی دی ہے اور اگر کسی شخص کو گواہونکی گواہی سے حد ماری گئی بعد کو معلوم ہوا کہ ایک گواہ غلام تہا یا بہتان کی علت مین سزا پا چکا ہے تو چارون پر حد گالی کے بہتان کی جاری ہونی چاہیئے اور اوس اول مرد کو جان کی سبب سے حد لگی اور زخم یا چوٹ پہنچی

اوسکا تاوان گواہون پر لازم نہ آویگا اور اگر اونکی گواہی سے وہ سنگسار ہوگیا ہوگا تو اوسکا
خون بہا وارثونکو بیت المال سے دیا جاویگا اور اگر بعد اوسکے رجم کے ایک گواہ پھر گیا تو اوسکو
سزا گالی دینے کی دیجاویگی اور چوتھائی خون بہا کا تاوان لیا جاویگا اور اوسکی سنگسار
ہونے سے پیشتر اگر کوئی گواہ پھریگا تو چار دنکو حد لگیگی اور رجم ثابت نہوگا اور اگر پانچ
گواہون مین سے ایک پھر جاویگا تو اوسپر گالی کی سزا لازم نہوگی لیکن اگر دوسرا دو گواہ پھریگا
تو اوسوقت دونو کو حد ماری جاویگی اور دونو کو ملکر چوتھائی خون بہا دینا پڑیگا اور دیت سنگسار
کئے ہوئے شخص کی ورثہ کو دینی پڑیگی اگر یہہ معلوم ہوا کہ گواہ غلام ہین قرعہ کی اوس شخص
کو کہتے ہین جو گواہونکا حال ٹھیک بتاتا ہی کہ یہہ عادل قابل شہادت ہی یا نہین جیسے
اسصورتمین کہ اوس شخص کو کوئی جان سے مار ڈالے اور پھر گواہونکا حال ایسا ہی کہلو یعنی ایک
شخص پر رجم کا حکم ہوا دوسرے نے رجم کی جگہہ اوسکو تلوار سے مار ڈالا پھر ظاہر ہوا کہ گواہ
غلام ہین تو اسصورتمین دوسرا شخص اول شخص کے خون بہا کا ضامن ہوگا۔ اور اگر وہ شخص
جسپر رجم کا حکم ہوا ہو سنگسار کیا جاوے اور گواہ غلام نکلین تو اوسکا خون بہا بیت المال مین
ہوگا۔ اور اگر زنا کے گواہ گواہی مین یہہ لفظ کہین کہ ہمنے جان بوجھکر زانی اور زانیہ کیطرف
دیکھا تو اونکی شہادت قبول کیجاوے یعنی قصداً دیکھنے کے جرم مین شہادت رد کرنی چاہیئے
۔ اور جس شخص پر گواہی زنا کی گذری ہو اگر وہ اپنے محصن ہونے سے انکار کرے پھر اوسکے محصن
ہونے پر ایکمرد اور دو عورتین گواہی دین یا اوسکی بیوی کے اوس سے بچہ پیدا ہو تو اوسپر
رجم کیا جاویگا اسلئے کہ منکوحہ سے جب اوسکے بچہ ہوا تو اوسکا محصن ہونا ثابت ہوگیا +

باب شراب پینے کی حد کے بیانمین۔ جس شخص نے کہ شراب پی اور ایسی طرح گرفتار
ہوا کہ شراب کی بو موجود ہو یا وہ خود مست ہو اگرچہ نبیذ کے پینے سے ہوا ہو اور دو مرد
اوسپر شراب پینے کی گواہی دین یا وہ خود ایکبار اقرار کرے تو اوسکو حد لگائی جاوے
اگر یہہ معلوم ہو کہ اوسنے اپنی خواہش سے پی ہے اور حد حالت ہوش مین نادین بیہوشی

مین نمازین - اور اگر وہ خود بیہوش ہو کے جاتے رہنے کے اقرار کرے یا دو گواہ شراب
پینے پر بیہوش ہو کے جانے کے گواہی دین نہ دوری فاصلہ کی جہت سے یعنی اگر فاصلہ
کی دوری کی جہت سی بو جاتی رہی ہو تو اوس سی حد نجاوینگی بایں معنی کہ مقر اوس سے
شراب کی بو پائی جاوی یا قے شراب کی کرے یا جو کچھ اقرار کیا تہا اوس سی پہر جاوے
یا اقرار ایسی مستی کیحالت مین کرے کہ اوسکی عقل جاتی رہی ہو تو ان سب صورتون مین حد
نہ لگائی جاویگی اور سوا شراب انگوری کے اور چیزون سی مست ہونیکی سزا اور شراب
انگوری پینے کی سزا اگرچہ ایک ہی قطرہ پیوے اسّی کوڑے ہین آزاد کیواسطے اور اوسکا نصف
یعنی چالیس غلام کے لئے اور یہہ کوڑے حد زنا کیطرح مجرم کے بدن پر سر اور منہ اور شرمگاہ
بچاکر جدا جدا لگاوین

باب تہمتِ زنا کی حد کے بیانمین - قذف یعنی کسی پر زنا کی تہمت کرنیکی حد شراب پینے کی
سی حد ہے تعداد مین بھی اور ثبوت مین بھی یعنی اسّی کوڑے آزاد کے لئے اور چالیس غلام کے
لئے ہین اور دو مردون کی گواہی یا ایکمرتبہ کے اقرار سے ثابت ہو جاتی ہی - پس اگر محصن
مرد یا محصنہ عورتکو کوئی شخص زنا کی تہمت لگاوے اور وہ مرد یا عورت اوسکی سزا کے
خواستگار ہون تو حد متفرق اوسکی تمام بدن پر لگائی جاوی اور اوسکے بدن سی سوای
پوستین اور روئی کے کپڑے کے اور کچھہ نہ اُتارا جاوی - اور محصن ہونا اسباب مین سے
ہی کہ عاقل بالغ آزاد مسلمان زنا سی پرہیزگار ہو - اور اگر کسی شخص نے غصہ مین دوسرے کو
کہا کہ تو اپنے باپ کا نہین یا اوسکے باپ کا نام لیکر کہا کہ تو فلانے کا بیٹا نہین تو اوسپر حد
لگائی جاویگی اور اگر غصہ مین نہ کہا ہو تو حد نہ لگائی جاویگی جیسے اسصورت مین کہ اوسکو کہی کہ تو
اپنے دادا کا بیٹا نہین حد نہین ہے - اور اگر عرب کے رہنے والے کو کہا کہ ای نبطی اور نبطی
لوگ مین بری بری عادتین رکہتے ہین اور اونکی گفتگو مین فصاحت نہین یا یہہ کہ عربی کو
کہا کہ ای آسمان کے پانی کے بیٹے کہ اونکی صفائی اور سخاوت کے سبب سی اس لقب سی ملقب

کر دیتے ہین یا یہہ کہ کسیکو کہہ یا کہ تو اپنے چچا کا یا ماموں کا یا اپنی ماکے خاوند کا بیٹا
ہے تو ان صورتونمین حد لازم نہین آتی - اور اگر کسیکو کہا کہ ای چنال کے جنے اور
اوسکی ما مرگئی ہو اور وہ یا اوسکا باپ یا بیٹا خواستگار سزا کے ہون تو حد لگائی جاویگی
- اور اگر باپ یا آقا اپنے لڑکے یا غلام کی ان کو بہت زنا کی گالی دین تو لڑکا اور غلام
خواستگار اونکی سزا کے نہون - اور حد قذف کی اوس شخص کے مرنے سے باطل ہوجاتی
ہے جسکو گالی دی ہو لیکن اگر مجرم کہے کہ مین اپنے قول سے رجوع کیا اور جھوٹ گالی
دی تھی یا جسکو گالی دی وہ کہے کہ مین نے مجرم کو معاف کیا تو حد باطل نہو گی - اور اگر
عورت کو کہی کہ زنیت فی الجبل تو نے پہاڑ مین زنا کیا اور مراد ی پہاڑ پر چڑہنے کی تو حد
مارا جاوے یعنی زنا ہمزہ کے ساتھ چڑہنے کے معنو نمین آتا ہی مگر اوسکا قرینہ یہہ تہا کہ اوسکی
بعد علی بولنا جب اوسنے فی کہا تو معلوم ہوا کہ چڑہنے کے معنی نہین لئے بلکہ زنا کے معنی
لئے اسلیئے حد واجب ہوئی - اور اگر کسیکو کہی کہ ای زانی اور دوسرے نے اوسکے جواب مین
کہا کہ تو زانی ہی تو دونو کو حد ماریجاوی اور اگر اپنی منکوحہ سے کہی کہ ای زانیہ اور وہ جواب
مین کہی کہ زانی تو ہے تو عورت پر حد لگائی جاویگی اور لعان واجب نہین ہے اور اگر
عورت یون جواب دے کہ مین نے زنا تجھہ سے کیا ہے تو حد اور لعان دونو باطل ہوجاوینگے
اور اگر پہلے اپنے بیٹے کا اقرار کیا پہر کہا کہ میرا نہین تو لعان کرے اور اگر اول کہی
کہ میرا نہین پہر اقرار کرے تو اسصورت مین اوسپر حد لگائی جاوی اور وہ فصورتونمین
بیٹا اوسیکا ہوگا اور اگر عورت سے یون کہی کہ یہہ لڑکا نہ میرا ہے نہ تیرا تو حد اور لعان دونو
باطل ہونگی - اور اگر زنا کی گالی ایسی عورت کو دی جسکی بچہ کا باپ معلوم نہو یا جو اپنی بچہ کے
یا بہین لعان کرچکی ہو یا ایسے مرد کو زنا کی گالی دی جسنے لونڈی غیر مملوک سے صحبت کی ہو مثلاً
اپنی ماں یا بہن یا بہائی کی لونڈی سے صحبت کی ہو یا مشترک لونڈی سے صحبت کی ہو یا گالی
دی مسلمان کو جسنے حالت کفر مین زنا کیا ہو یا گالی دی مکاتب کو جو ادا مال چہوڑ جاوی کہ

اوسکی کتابت کا عوض ہوسکتا ہو تو ان سب صورتونمین گالی دینے والے پر حد نہ ماری جاویگی اور جس شخص نے کہ آتش پرست لونڈی سے صحبت کی ہو یا حائضہ عورت یا مکاتبہ لونڈی سے یا کسی مسلمان نے حالت کفر مین اپنی ماں سے نکاح کیا ہو تو ایسے شخصون کو اگر کوئی زنا کی گالی دے تو اوسپر حد نہ ماری جاویگی اور مستامن اگر مسلمانکو گالی دے تو اوسپر حد لگائی جاویگی مستامن اوس کافر کو کہتے ہین کہ دار الحرب سے دار الاسلام مین امن لیکر آیا ہو اور جس شخص نے چند مرتبہ گالی دی اور چند مرتبہ زنا کیا اور شراب پی اور حد لگایا گیا تو یہہ حد اوسکے کل افعال کی ہو جاویگی اسلئے کہ حدود نہین تداخل ہو جایا کرتا ہے

فصل تعزیر یعنی تادیب اور توبیخ کے بیان مین — تعزیر وہ سزا ہے جو حد سے کم ہو اسکی مقدار معین نہین حاکم کی رای پر منحصر ہے — اگر کوئی شخص غلام یا کافر کو زنا کی گالی دے یا مسلمان کو ان الفاظ سے کوئی کہے اے فاسق او کافر یا خبیث اے چور اے بدکار اے منافق یعنی ظاہر کے مسلمان اے لونڈی باز اے سود خوار اے شراب پینے والے اے دیوث یعنی بغیرت کہ اپنی گھر والی پر زنا کا روادار ہو اے ہیجڑے اے خیانت کرنیوالے اے مخنث کے جنے او بیدین او قلتبان یعنی کٹنی او چورون اور زناکارونکی تھانگیے او حرامزادے تو ان سب صورتونمین تعزیر کیا جاویگا — اور اگر مسلمان کو کہے کہ او کتے او گدھے او بھاڑی بکری او سور او بیل او سانپ او بیغرت کہنے او زنا کی مزدوری لینے والے او ولد الحرام او عیار فریبی او نالائق او اندھی او مسخرے او ٹھٹھے باز او بیغیرت او وسوسہ دینے والے یعنی شیطان او بیوقوف تو ان صورتونمین تعزیر لازم نہوگی — اور تعزیر کی مقدار زیادہ سے زیادہ ۳۹ کوڑے ہین اسلئے کہ ۴۰ کوڑے حد غلام کے لئے ہے اوس سے ایک کم تعزیر ہوئی اور کم سے کم تین کوڑے اور جائز ہے مجرم کا قید کرنا بعد تعزیر کے — اور سخت تر مار تعزیر کی ہی پہر زنا کی حد مین پہر شراب پینے کی حد مین پہر گالی کی حد مین یعنی تعزیر مین خوب سخت ہاتھ لگاوین

اور اور دونمین مبتدریج نرم ہاتھہ پڑے - اور جس شخص پر حد یا تعزیر ہو اور وہ مرجاوے تو اوسکا خون معاف ہی یعنی خونبہا بیت المال سے دیا نہ پڑیگا بخلاف شوہر کے جو اپنی منکوحہ کو سنگار چھوڑنے پر خواہ صحبت کے لئے اپنا کہنا نہ ماننے پر خواہ نماز کے ترک کرنے پر یا ناپاکی سے غسل نکرنے پر یا گہر سے نکلجانے پر تعزیر دی اور عورت مرجاوے تو شوہر پر خون بہا لازم ہو ویگا +

کتاب السرقہ

اسمین چوری کا بیان ہے - چوری اوسکو کہتے ہین کہ عاقل بالغ شخص کسیکا مال جو دس درم یا زیادہ قیمت کا ہو اور محفوظ جگہہ مین خواہ نگاہبان کے تحت مین ہو پوشیدہ لیلی پس اگر وہ اوسکے لینے کا اسیطرح پر اقرار کرے یا دو مرد اوسکی چوری پر گواہی دین تو اوسکا ہاتھہ کاٹا جاوے اور اگر بہت لوگون نے مال چرایا اور مال کی جگہہ سے اونمین سے بعض ہی اوٹھالائے ہون مگر اوسمین سے حصہ ہر ایک کو دس درم سے کم نملا ہو تو سبکا ہاتھہ کاٹا جاویگا - اور لکڑی اور گہاس اور نرکل اور مچھلی اور پرند اور شکار اور ہرتال اور گیرو اور چونا اور ترمیوہ اور درخت پر کا میوہ اور دودھ اور گوشت اور کھیتی جو کٹی نہو اور نشہ آور چیزین اور تنبور اور قران شریف گو سونا لگا ہو اور مسجد کا دروازہ اور سونے کے ترسول اور شطرنج اور نردین اور آزاد لڑکا اگرچہ زیور پہنے ہو اور بالغ غلام اور دفتر دنکی چوری مین ہاتھہ کا کاٹنا لازم نہین الا اگر نابالغ غلام اور حساب کا دفتر چرادی تو ہاتھہ کاٹا جاوی اور کتی اور چیتے اور دف اور ڈھول اور سارنگی اور آلات سرود کے چرانے سی اور خیانت کرنے اور لوٹ لینے اور اچک لیجانے اور کفن چرانے اور عام کے مال چرانے مثلا بیت المال مین سی چوری کرنے اور اوس مال مین سی جو چور مین اور دوسرے شخص مین مشترک ہو اور بقدر اپنے قرض کے قرضدار کے مال مین سی چرا لینے اور ایسی چیز کی چرانے سی جسمین پہلے اسکا ہاتھہ کٹ چکا ہو بشرطیکہ وہ چیز بدستور ہو کچھہ بدلی نہو ہاتھہ کاٹا جاویگا - اور اگر سال کی

لکڑی یا نیزہ کی چھڑ یا آبنوس یا صندل یا سبز نگینے اور یاقوت اور زمرد اور موتی اور
پرتن اور دروازے جو لکڑی کے ہون چرادی تو ہاتھہ چورکا کاٹا جاویگا ۔

فصل

فصل محفوظ جگہہ کے بیانمین ۔ جو شخص اپنی قریب محرم کا مال چوراوے اور قرابت
دور کی رادسی نہو یا اپنی منکوحہ کا مال یا عورت اپنے شوہر کا مال یا غلام اپنے مالک
کا مال خواہ مالک کی بیبی کا مال خواہ مالکہ کے شوہر کا مال یا اپنی مکاتب کا مال یا اپنی داما
اور خسر کا مال یا مال غنیمت یعنی لوٹ کا مال جو کافرون سی ملا ہو یا حمام مین کا مال خواہ ایسی
گہر مین کہ جسمین گہسنی کی اجازت ہو چرادی تو ہاتھہ نہ کاٹا جاویگا ۔ اور اگر کوئی شخص مسجد
مین سی کچھہ اسباب چرادی اور مالک اسباب کے پاس ہو تو ہاتھہ کاٹا جاویگا ۔ اور اگر
کوئی مہمان میزبان کی چیز چرادی یا کوئی چیز چرادی مگر اوسکو گہر سی باہر نہ لیجادی تو ہاتھہ
نہ کاٹا جاوی ۔ اور اگر چوری کی چیز کو حجرہ سی نکالکر گہر کے صحن مین لادی یا جو شخص حجرہ
والون مین سی ہو وہ ایک حجرہ کو لوٹے یا گہر کی دیوار مین سوراخ کرکے اندر گہسی اور کسی
چیز کو سوراخ مین سی راہ مین ڈالدی پہر نکلکر اوسکو اوٹہالے یا کسی چیز کو گدھے پر لادکر اسکو
ہانکدی اور اسباب اسطرح باہر نکال لادی تو ان سب صورتونمین ہاتھہ کاٹا جاوی ۔ اور اگر گہر
کے باہر سی چیز دوسرے کو دیدے یا گہر مین صرف ہاتھہ ڈالکر اسباب لے یا کیسہ جو آستین کے
باہر ہو کاٹ لے یا اونٹونکی قطار مین سی ایک اونٹ یا اوسکا بوجہہ چرالے تو ہاتھہ
نہ کاٹا جاویگا اور اگر اونٹ کے شلیطہ کو چیرکر اوسمین سی اسباب لے یا اسباب کے شلیطہ کو ایسی
طرح لے کہ اوسکا مالک اوسکی خبر کسی کرتا ہی خواہ اوسپر سوتا ہی یا ہاتھہ صندوق مین خواہ کسیکی
جیب و آستین مین ڈالکر مال لے تو ہاتھہ کاٹا جاویگا فصل ہاتھہ کاٹنے کی کیفیت

فصل

اور اوسکی ثابت رکھنے کے بیانمین ۔ چور کا داہنا ہاتھہ پونہچی سی کاٹکر خون بند ہونیکے
لئے داغ دیا جاوے اور اگر دوبارہ چوری کرے تو بایان پانو کاٹا جاوی اور اگر تیسری دفعہ
چرادی تو قید کیا جاوے اور تعزیر دیا جاوے تاکہ چوری سی توبہ کرے مگر ہاتھہ کاٹا جاوے

اور اسیطرح اوس شخص کا حال ہے جو چوری کرے حالانکہ اوسکا بایان انگوٹھا ہاتھہ کا کٹا ہو یا نکما بیکار ہو گیا ہو یا دو انگلیان بائین ہاتھہ کی سوا انگوٹھے کے کٹی ہوئی یا بیکار ہون یا داہنا پانو کٹا ہوا ہو کہ ان سب صورتونمین اوسکا ہاتھہ کاٹا جاویگا - اور جس شخص کے داہنے ہاتھہ کٹنے کا حکم ہوا ہو اگر کاٹنے والا اوسکا بایان ہاتھہ کاٹ ڈالے تو کچھہ دیت یعنے خون بہا اوسکو دینی نہ آویگی - اور ہاتھہ کاٹنے مین یہ شرط ہے کہ جسکے پاس سے مال چوری گیا ہو وہ درخواست کرے اگرچہ وہ شخص دوسرے کا امانت دار ہو یا زبردستی کسیکا مال چھین لیا ہو یا سود لینے والا ہو کہ مال بطریق سود دوسرے سے لیا ہو اور جس صورتمین کہ مال انہین لوگونکے پاس سے چوری جاوے اور مال کا اصل مالک درخواست چور کے ہاتھہ کاٹنے کی کرے تب بھی ہاتھہ کاٹنا چاہیئے - اور اگر ایک چور نے مال چرایا اور چور کے عوض اوسکا ہاتھہ کٹا بعد اوسکے وہ مال کسی دوسرے نے چرالیا تو اب اول چور خواہ اصل مالک اگر ہاتھہ کاٹنے کی درخواست کرینگے تو دوسرے کا ہاتھہ کاٹا جاویگا اور جو شخص کہ کوئی چیز چرا لایا ہنوز مالک نے اوسپر نالش نہین کی کہ اوسنے چیز مذکور کو مالک کے حوالہ کردی یا قاضی نے حکم ہاتھہ کاٹنے کا کسی چوری مین کر دیا تھا بعد حکم کے وہ چیز چور کی ملک مین آگئی یا چور خود مدعی ہوا کہ یہہ میری ملک ہی یا چوری کے بعد اوس چیز کی قیمت دس درم سے کم ہوگئی تو ان سب صورتونمین ہاتھہ نہ کاٹا جاویگا - اور اگر دو چورون نے ایک چیز کے خود چرانیکا اقرار کیا پھر اونمین سے ایک نے کہا کہ یہہ میرا مال ہے تو انمین سے کسیکا ہاتھہ نہ کٹیگا اور اگر دو آدمی ایک چیز چرا لین اور ایک اونمین سے غائب یعنی روپوش ہوجاوے اور گواہی سے دونو کے ذمہ چرانا ثابت ہو تو موجود چور کا ہاتھہ کٹیگا - اور اگر کوئی غلام چوری کا اقرار کرے تو اوسکا ہاتھہ کٹیگا اور مال اوس شخص کو دلادیا جاویگا جسکے پاس سے اوسنے چرایا تھا - اور ہاتھہ کا کاٹنا اور مال کا تاوان ایک ساتھہ نہین ہوتے یعنی یہہ نہین ہوسکتا کہ ہاتھہ بھی چور کا کٹے اور اوس سے مال کی قیمت بھی دلائی جاوے

لیکن اگر مال مسروقہ اوسکے پاس موجود ہو تو مالک کو دلا دیا جاویگا - اور اگر کچھ چوریوں کے عوض مین اوسکا ہاتھہ کاٹا جاوے تو اور مال کہ اوسنے چرائے ہونگے اونکا تاوان نہ دینا پڑیگا - اور اگر کپڑے کو چراکر گھر ہی مین چیر پھاڑ ڈالا پہر باہر نکالا تو ہاتھہ کٹیگا - اور اگر بکری کو چراکر اوسی جگہہ ذبح کرکے باہر نکالا تو نہ کٹے گا - اور اگر چاندی سونا چراکر اوسکو روپیہ اشرفی بنالیا تو ہاتھہ کٹیگا اور روپیہ اشرفی مالک کو دی جاوینگی - اور اگر کپڑیکو چراکر سرخ رنگا اور ہاتھہ کاٹا گیا تو نہ کپڑا مالک کو دی نہ اوسکی قیمت اور اگر سیاہ رنگے تو کپڑا پھیر دی *

باب رہزنی کے بیان مین - اگر کوئی شخص کہ قصد رہزنی کا رکھتا ہو رہزنی سی پہلے گرفتار ہو تو اوسکو قید کرنا چاہیے یہانتک کہ اوس ارادہ فاسد سی توبہ کرے اور اگر وہ کوئی مال معصوم لے لیوی یعنی مسلمان کا مال خواہ ذمی کا چھین لے تو اوسکا ایک ہاتھہ اور ایک پانو دوسری جانب سی کاٹا جاوی یعنی دہنا ہاتھہ اور بایان پانو اور اگر اوسنے کسیکو جان سی مار ڈالا ہو تو وہ بھی حد مین مار ڈالا جاوی نہ قصاص مین یعنی اگرچہ وارث مقتول کا خون اوسکو معاف کردی مگر خون معاف نہوگا اور اگر وہ کسیکو جان سی مار کر مال لیوی تو اوسکا دہنا ہاتھہ اور بایان پانو کاٹ کر مار ڈالا جاوے اور سولی پر چڑہا دیا جاوے یا کہ صرف جان سے مار دیا جاوی یا فقط سولی پر کھینچا جاوی یعنی حاکم کو اختیار ہی جو چاہے انمین سی کری - اور جس صورتمین کہ امام سولی پر چڑہانا پسند کرے تو ڈاکو کو زندہ سولی پر چڑہا دی اور اوسکے پیٹ کو نیزہ سی چیری تاکہ مرجاوی اور تین دن تک اوسکی لاش سولی پر رکہے اور اسصورت مین جو مال اوسنے لیا ہو اوسکا تاوان نہ دیگا - اور جو شخص مرتکب قتل اور مال لینے کا نہوا ہو وہ مثل مرتکب کی ہے یعنی ڈاکو ونکو سبکو سزا یکسان ہونی چاہیے خواہ اوسنے خود ڈاکہ زنی کی ہو یا اوسکی مدد سے دوسرے نے کی ہو - اور لکڑی اور تہپر مار ڈالنے مین مثل تلوار کے ہین جیسا لکڑی اور تہپر سی

کسیکو مار ڈالا ویسا ہی تلوار سے - اور اگر کسیکو ڈاکو زخمی کرے اور مال لے لیوے تو اوسکا
کا دہنا ہاتھہ اور بایان پانو کاٹا جاویگا اور زخم کا قصاص جاتا رہیگا اور اگر صرف زخمی کرے
اور مال نہ لے یا جان سے مار ڈالے پہر رہزنی سے توبہ کرلے یا بعض راہزن عاقل اور
بالغ نہوں یا جسپر رہزنی کی ہے اوس سے قرابت قریبہ رکہتا ہو یا قافلہ کے کچہہ لوگ
دوسرے ساتہیوں پر راہ زنی کریں یا اُنکو خواہ اُنکو شہر میں یا دو شہروں کے بیچ میں رہزنی
کریں تو ان سب صورتوں میں حد لازم نہوگی وارث کو اختیار ہے چاہے مقتول کے خون کا
بدلہ لے چاہے معاف کرے - اور جو شخص شہر میں کئی مرتبہ گلا گہونٹ کر لوگوں کو مار ڈالے
اوسکو اُنکے عوض میں مار ڈالنا چاہیئے

کتاب السیر سیر میں جہاد کے طریق اور سفر کا مذکور ہے سیر سین کے کسرہ اور یا منفوح سے
سیرت کی جمع ہے اور اوسکے معنی طریق جہاد کے ہیں - جہاد یعنی کافروں سے دین کے لئے
لڑنا ابتدا میں فرض کفایہ ہے یعنی مسلمانوں کو چاہیئے کہ شروع لڑائی کا خود کریں اور اگر کافر
کسی شہر پر چڑہ آویں تو ہر شخص پر لڑنا فرض عین ہو جاتا ہے اور معنی فرض کفایہ کے یہہ
ہیں کہ اگر اوس کام کو کچہہ لوگ کریں تو سبکے ذمہ سے اوتر جاتا ہے اور اگر کوئی نکرے تو
گناہگار سب ہوویں - اور جہاد لڑکے اور عورت اور غلام اور اندہے اور اپاہج اور
ہاتہہ پانو کٹے پر واجب نہیں - اور فرض عین ہے بشرطیکہ دشمن چڑہ آوے پس اسصورت
میں عورت بدون اجازت اپنے شوہر کے اور غلام بدون اجازت مالک کے جہاد کو نکلے
- اور جہاد پر مزدوری کا مقرر کرنا مکروہ ہے بشرطیکہ بیت المال میں مال پایا جاوے ورنہ
مکروہ نہیں کہ اور لوگوں سے لیکر جہاد کرنیوالوں کو دیں - پس اگر ہم فرقہ اہل اسلام کافروں
کو محاصرہ کریں تو اول اُنسے مسلمان ہو جانیکی درخواست کریں اگر وہ مسلمان ہونا مان لیں
تو بہتر ہے کہ مطلب حاصل ہو گیا اگر نمانیں تو اُنسے جزیہ طلب کریں اگر جزیہ دینا قبول
کریں تو اُنکی واسطے وہی ہے جو ہمارے لئے ہے یعنی اُنکی جان اور مال کو محفوظ رکہنا چاہیئے

اور اونپر وہ ہی جو ہمپر ہے یعنی معاملات مین اونکی احکام مثل مسلمانونکی ہین - اور جس
کسیکو کہ دعوت اسلام نہ پونہچی ہو اوسکی ساتھہ ہم نہ لڑینگے یعنی اگر اون سی مسلمان ہونے
کو نکہا گیا ہو تو دفعتہً لڑنا نچا ہیئے اور اگر پہلے دعوت اسلام پونہچ چکی ہو تو مستحب ہی کہ
لڑائی کے شروع مین پہر اون سی مسلمان ہو جانیکو کہدیا جاوی - پہر اگر جزیہ دینا بہی قبول
نکرین تو اللہ تعالے سے مدد کی درخواست کرکے اُن سی لڑینگے اِسطرح کہ آلات لڑائی
کے سب کام مین لاوینگے اور کافرونکو جلاوینگے اور ڈبوونگے اور اونکے درخت کاٹ
ڈالینگے اور کنیستیان اُجاڑ دینگے اور تیرونکی بہرمار کرینگے اگرچہ وہ بعض مسلمانونکو
اپنی سپر بنالین اور ہم تیر وغیرہ مارنے مین کافرونکی نیت کرینگے نہ مسلمانونکی یعنی اگر کافر
مسلمان کو اپنی سپر بنالے اور اوسکی آڑ مین کہڑا ہوا اور اوسکی مارنیکی ضرورت ہو تو
صرف کافر کی نیت سی تیر وغیرہ مارنا چاہیئے گو مسلمان بھی زخمی ہو یا مارا جاوے - اور
مسلمانونکو منع ہی کہ قران اور عورت کو ایسی لشکر مین ہمراہ لین جسمین جمعیت تہوڑی ہو اور
شکست کا خوف لگا ہوا اور نیز منع ہی کہ دغا کرین یا عہد کے خلاف کرین یا مالِ غنیمت مین
خیانت کرین یا کسیکے ناک کان کاٹین یا عورت اور بیعقل و نابالغ کو مارین یا بوڑہے
فرتوت اور اندہے اور اپاہج کو قتل کرین ہان جس صورت مین کہ ایسا شخص لڑای مین
رای دیتا ہو یا بادشاہ ہو تو اوسکو مار ڈالنا چاہیئے اور منع ہی کہ مسلمان لڑکا اپنے
باپ مشرک کو قتل کرے بلکہ لڑکے کو اوسکی مار ڈالنے سی انکار کرنا چاہیئے تاکہ دوسرا شخص
اوسکو مار ڈالے - اور ہمکو اختیار ہی کہ اُن سی کچہہ مال لیکر خواہ دیکر صلح کرلین اگر صلح
کرنا مسلمانونکے حق مین بہتر ہو اور صلح کو توڑ ڈالین اگر توڑنا اچہا ہو اور اگر کافرون کا
بادشاہ خیانت کرے تو بدون صلح توڑے اُن سی لڑین اور مرتدون سی بدون مال کے
لڑین پس اگر مرتدون سی مال لے لیا جاوے باوجودیکہ مال کا لینا درست نہین تاہم اوس
مال کو اونکو واپس ندیا جاوے - اور کافرونکے ہاتہہ مسلمان ہتیار نہ بیچین اور جسمین کافر

کو کوئی مسلمان مرد یا عورت پناہ دی اوسکو قتل نکرین ہان اگر اوسکا پناہ دینا برا ہو تو امن کو توڑ ڈالین — اور اگر کوئی ذمی یا قیدی یا سوداگر یا غلام جسکو لڑنے کا حکم نہین تھا کسی کافر کو پناہ دی تو انکا پناہ دینا باطل ہی ۔

باب جو مال غنیمت کہ کافرون سی ہاتھہ لگی اوسکی اور اوسکی تقسیم کے بیانمین — مسلمانون کا بادشاہ جس شہر کو غلبہ اور زبردستی سی فتح کرے اوسکو مسلمانونمین بانٹ دی یا اوس ملک کے باشندونکو اوسپر مقرر رکہی اور اون خود پر جزیہ اور اونکی زمینون پر خراج ٹھہرادی اور قیدیونکو اختیار ہے چاہی مار ڈالے چاہی غلام بنالے چاہے آزاد چھوڑ دی کہ مسلمانونکو جزیہ دیا کرین لیکن یہہ حکم اُن لوگونمین ہے کہ مرتد نہون اور نہ عرب کے شرک کرنیوالے اور حرام ہی قیدیون سی فدیہ لیکر دار الحرب کو واپس بہیجنا اور منت اونپر احسان رکہکر رہا کردینا اور نیز حرام ہی مواشی کی کوچین کاٹنی جس صورتمین کہ اونکا دار الاسلام مین لانا مشکل ہو بلکہ ذبح کرکے اونکو جلا دیا جاوے تاکہ کافر فائدہ اُن سی نہ اوٹھادین اور کافرون کے ملک مین مال غنیمت کو بانٹنا حرام ہی مگر سپرد کرنیکے طور حرام نہین یعنی اگر لشکر والونکو مال اسلئے بانٹ دین کہ اونکے پاس امانت رہی دار الاسلام مین داخل ہوکر پہر قسمت کیجاوی گی تو جائز ہے اور حرام ہی مال غنیمت کو تقسیم سی پیشتر فروخت کرنا — اور جو مدد کہ مسلمانونکو پونہچی وہ مال غنیمت مین اونکی شریک ہوگی اگرچہ مدد کے لوگونکو کافرون سی لڑنیکا اتفاق نہو مگر بازاری شخص اور جو کہ دار الحرب مین مرجاوے وہ شریک نہوگا اور اگر دار الحرب کے محاصرہ کے بعد دار الاسلام مین مریگا تو حصہ اوس مردہ کا اوسکے وارثونکو دیا جاویگا — اور جائز ہے مسلمانونکو کہ مال غنیمت مین سی ان اشیا کو تقسیم سی پیشتر اپنے کام مین لاوین گہاس اور کہانے کی چیز اور لکڑیان جلانیکی اور شہد اور تیل مگر انکا بیچنا جائز نہین اور جب دار الحرب سی نکلین تو اونکو کام مین نہ لاوین بلکہ جس قدر اپنے پاس بچی ہون اونکو مال غنیمت مین واپس دین — اور جو شخص کہ کافرون مین سی مسلمان

ہوکر ان دونو کا ذبح کرنا جائز نہین ۱۲

ہو جاویگا اوسکی جان قتل سی اور لڑکا قید سی بچیگا اور جو مال اوسکی پاس ہوگا یا کسی مسلمان کے پاس خواہ ذمی کے پاس امانت ہوگا وہ غنیمت ہونے جانے سی محفوظ رہیگا لیکن اوسکی مسلمان ہونے سی اوسکا بڑا لڑکا اور اوسکی عورت اور حمل اور زمین اور غلام جنگی محفوظ نہو جاویگا

فصل غنیمت کی قسمت کرنیکے بیان مین — پیادہ کے لئے ایک حصہ ہی اور سوار کے لئے دو حصے اگرچہ اوسکی پاس دو گھوڑے ہون اور ترکی یا بومثل تازی پورے گھوڑی کے ہی اور اونٹ اور خچر کی مانند نہین یعنی اونٹ اور خچر کیواسطے کچھ حصہ نہین — اور سوار اور پیادہ ہونے مین اوسوقت کا اعتبار ہے کہ جب دارالاسلام کی حد سی آگے بڑہین پس اوسوقت جیسا کوئی ہوگا ویسا ہی اعتبار کیا جاویگا — اور غلام اور عورت اور لڑکے اور ذمی کیواسطے اگر لڑائی مین مدد و معاون رہین کچھ تھوڑا مال دیا جاوے اونکا پورا حصہ نہین چاہیے — اور مال غنیمت مین سی پانچوان حصہ یتیمونکا ہی جنکے باپ مرگئے ہون اور مسکینون کا اور مسافرونکا جو اپنی پاس مال نرکھتے ہون اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے فقیر یعنی فقرا بنی ہاشم اور بنی مطلب ان تینون قسمون یعنی یتیمون اور مسکینون اور مسافرون پر مقدم رکھی جاوین اور جو لوگ اونمین سی غنی ہون اونکا حق اس پانچوین حصہ مین نہین اور ذکر اللہ تعالی کا جو اس آیت مین ہے

وَاعْلَمُوٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ الآیہ صرف تبرک کیواسطے مذکور ہے پس اوسکی حصہ علیحدہ اللہ کے لئے نہوگا اور حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آپکی وفات کی سبب جاتا رہا جیسے کہ صفی جاتا رہا کہ اب امرا اور بادشاہونکو صفی لینا نچاہیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صفی کا لینا درست تھا اور صفی وہ مال ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت مین سی اپنی نفس نفیس کے لئے پسند فرماتے تھے جیسی کوئی تلوار یا زرہ یا لونڈی یا اور کوئی چیز پس اب امام کو اپنے لئے پسند کرنا درست نہین اور اگر کوئی مسلمانون کی جماعت کہ شوکت اور طاقت والی ہو بدون اجازت بادشاہ کی دارالحرب مین چلی جاوے

تو جو مال غنیمت وہ لاوین اوسمین سی خمس یعنی پانچوان حصہ لیا جاوی اور اگر قوت وشوکت والے نہون تو خمس لیا جاوی - اور امام کو اختیار ہے کہ زیادہ دینے کے جملون سی لوگونکو لڑائی پر اوبھاری اور ترغیب دی مثلاً کہی کہ جو کوئی کسی کافر کو ماریگا تو اوسکا اسباب قاتل کو ملیگا یا چھوٹے لشکر سے کہی کہ مین نے تمہاری واسطے غنیمت کی چوتھائی بعد خمس نکالنے کے مقرر کردی یعنی غنیمت مین سی خمس نکالکر چار حصے جو رہی اونمین سی ایک تمکو دونگا اور تین حصے سب لشکر مین تقسیم کرونگا اور اسصورت مین غنیمت کی جمع کرنیکے بعد اگر زیادہ دے تو صرف خمس مین سی اوس لشکر کو دیدے غنیمت کے چار حصونمین سی ندی اور پہلی صورت مین مقتول کا اسباب اگر امام نے زیادہ دینے کا حکم نکیا ہو تو سب مین تقسیم ہو جاویگا ورنہ قاتل کو پونہچیگا اور اسباب یہہ ہے کہ سواری اور کپڑے اور ہتہیار اور جو کچہہ اوسکے پاس مایہ ہو

باب کافرون کے غلبہ کے بیانمین - اگر ترکستان کے کافر روم کے کافرونپر غالب ہوکر اونکو قید کرین اور اُنکا مال لے لین تو اوس مال کے مالک ہو جاوینگے پہر جب مسلمان ترکیونپر غالب ہون تو جو کچہہ مسلمانونکو قیدی اور مال مین سی ملیگا اوسکے مالک ہو جاوینگے یعنی ایک قوم کافرونمین سے اگر دوسرے کو لوٹ لاوین تو مال اور قیدیونکے مالک ہو جاتے ہین یہانتک کہ جب مسلمان اُن غارتگرون پر غلبہ پاوین تو اوس لوٹ کے مال کے بھی مالک ہوجاینگے جو وہ دوسری قوم سی لائے تھے - اور اگر کفار مسلمانونپر غالب ہوکر اونکا مال اپنے ملک مین لیجاوین تو اوسکے مالک ہو جاوینگے پہر اگر مسلمان اونپر غالب ہون تو جو مسلمان اپنی چیز بجنسہٖ پاوی وہ غنیمت کی تقسیم سے پیشتر اوسکو مفت لیلے اوسکا عوض کچہہ ندی اور اگر غنیمت کی تقسیم کے بعد اوسکو اپنا مال ملے تو اوس مال کی قیمت دیکر لیسکتا ہے اور اگر کسی سوداگر نے کافرون سے وہ چیز مول لی ہو اور دار الاسلام مین لے آیا ہو تو جتنے دام سوداگر کے لگے ہون اوسقدر دیکر لیلے اگرچہ اوس مال کی آنکھہ پھوٹ گئی ہو اور اوسکا عوض لے لیا گیا ہو یعنی ایک سوداگر نے دار الحرب سی ایک غلام

مول لیا جو کسی مسلمان کا تھا اور اوسکو کافر لیگئے تھے اور وہ سوداگر اوسکو دار الاسلام
مین لایا تو مسلمان مالک کو چاہیئے کہ جس دام کو سوداگر لایا ہو وہ اوسکے حوالہ کرے اگرچہ اوس
غلام کی آنکھہ کسی نے پھوڑ دی ہو اور اوس سوداگر نے اوس سے اوسکا عوض لے لیا ہو مگر
مسلمان مالک کو نچاہیئے کہ آنکھہ پھوٹنے کے عوض کو غلام کے مول مین سے کم کرکے دے
پس اگر قید مین پڑنا اور خریدنا مکرر ہو تو مشتری اول دوسرے سے اوسکا دام دیکر لے اور
پھلا مالک وہ دام مشتری اول کو دے اس مسئلہ کی صورت یہہ ہے کہ کافر زید کے غلام کو
پکڑ لیگئے اور عمرو اوسے اوسکو ہزار روپیہ کو خرید لایا پھر دوبارہ اوس غلام کو کافر پکڑ لیگئے
تو بکر اوسے ہزار کو دار الاسلام مین لے آیا اب اگر عمرو اوس غلام کو لیگا تو بکر کے دام یعنی
ہزار روپیہ دیکر لیگا اور زید اگر عمرو سے لینا چاہیگا تو دو ہزار دینے پڑینگے اسلئے کہ عمرو کے
اوسپر دو ہزار لگے ہین - اور اگر کافر مسلمانون کے آزاد و ن اور مدبر اور ام ولد اور
مکاتب کو پکڑ لیجاوین تو وہ اونکے مالک نہونگے اور اگر مسلمان اونکی یہہ لوگ پکڑ لاوینگے تو
مالک ہو جائینگے - اور اگر مسلمانون کا کوئی اونٹ بھاگ کر کافرونکی یہان چلا جاوے اور
اوسکو پکڑ لین تو مالک ہو جاوینگے لیکن اگر کوئی غلام بھاگ کر جاویگا تو اوسکے مالک نہونگے
اور اس سے یہہ نکلتا ہے کہ اگر کوئی غلام اپنے مالک کا گھوڑا اور اسباب لیکر کافرونکی طرف
چلا گیا اور اونہون نے اوسکو پکڑ لیا اور کوئی سوداگر اون سے وہ غلام اور گھوڑا اور اسباب
مول لیکر دار الاسلام مین لے آیا تو مالک قدیم اوس غلام کو سوداگر سے مفت لے سکتا ہے
اسلئے کہ کافر غلام کے مالک نہوئے تھے اور غلام کے سوا اور چیزین مول دیکر لیوے جتنا
دام مشتری نے کافرونکو دیا ہو اسلئے کہ اون چیزونکے وہ مالک ہو گئے تھے - اور اگر کوئی
کافر جو مسلمانونکی امن سے دار الاسلام مین آیا ہو کسی مسلمان غلام کو خریدے اور اپنے ملک
مین لیجاوے یا کوئی غلام دار الحرب ہی مین مسلمان ہو کر مسلمانونمین چلا آوے یا مسلمان
غالب ہو کر اوس مسلمان غلام کو دار الحرب سے پکڑ لاوین تو ان سب صورتونمین مسلمان

غلام آزاد ہو جاوے گا +

باب مستامن کے بیان مین اور مستامن اوسکو کہتے ہین جسکو مار ڈالنے اور لوٹ لینے سے امن دیوین تاکہ دار الاسلام مین آوے یا مسلمان دار الحرب مین جاوے - اگر کوئی مسلمان سوداگر دار الحرب مین جاوے تو اوسکو کافرونکی کسی چیز سے تعرض کرنا حرام ہے یعنی اوسکو سچ مچ کہ اونکی کوئی چیز چوری یا زبردستی وغیرہ سے لے لیگا باوجود اس حرمت کے اگر کوئی چیز نکال لاوے تو اوسکا مالک ممنوع طور پر ہو جاویگا پس ایسی چیز کو فقیرونکو خیرات کر دینی چاہیے اپنے خرچ مین نلاوے اسلیئے کہ اوسکا لینا حرام تہا - اور اگر سوداگر مذکور کے ہاتھہ کسی کافر نے کوئی چیز اودہار بیچی یا سوداگر نے کافر کے ہاتھہ یا انمین سے ایک نے دوسرے سے زبردستی کوئی چیز لیلی اور پہر وہ دونو دار الاسلام مین آوین اور قاضی کے یہان رجوع کرین تو قاضی نہ حکم غصب کا دے نہ قرض مسلمان کا کافر پر خواہ کافر کا مسلمان پر اور یہی حال ہے اگر دو کافر دار الحرب مین قرض یا غصب کا معاملہ کرین اور پہر امن لیکر دار الاسلام مین چلے آوین یعنی قاضی کچھہ حکم غصب یا قرض کا نہ دے یہان اگر دونو کافر مسلمان ہو کر دار الاسلام مین آوین اور نالش کرین تو قرض کا حکم کیا جاویگا اور غصب کا نہین کیا جائیگا اور اگر دو مسلمان امن لیکر دار الحرب مین جاوین اور ایک اونمین سے دوسرے کو مار ڈالے تو اگر جانکر مارا ہوگا تو اوسکی مال مین خون بہا واجب ہوگا اور اگر براہ خطا مارا ہوگا تو کفارہ لازم ہوگا اور اگر دو مسلمان دار الحرب مین قید ہون اور انمین سے ایک دوسرے کو دار الحرب مین قتل کرے یا اوس مسلمان کو جو دار الحرب مین اسلام لایا تہا کوئی مسلمان وہان ہی مار ڈالے تو اون صورتونمین صرف خطا کی راہ سے مارڈالنے مین کفارہ ہی اور خون بہا اور قصاص کچھہ واجب نہین فصل مستامن کو جو دار الحرب سے آوے دار الاسلام مین ایک سال کامل نہ رہنے دین اور اوس سے کہا جاوے کہ اگر تو یہان ایک برس ٹھہریگا تو تجھہ پر جزیہ معین کر دیا جاویگا پہر اس کہنے کے بعد اگر وہ ایک برس

مول لیا جو کسی مسلمان کا تھا اور اوسکو کافر لیگئے تھے اور وہ سوداگر اوسکو دار الاسلام
مین لایا تو مسلمان مالک کو چاہیئے کہ جس دام کو سوداگر لایا ہو وہ اوسکے حوالہ کرے اگرچہ اوس
غلام کی آنکھہ کسی نے پھوڑ دی ہو اور اوس سوداگر نے اوس سے اوسکا عوض لے لیا ہو مگر
مسلمان مالک کو سچا ہیئے کہ آنکھہ پھوٹنے کے عوض کو غلام کے مول مین سے کم کرکے دے
پس اگر قید مین پڑنا اور خریدنا مکرر ہو تو مشتری اول دوسرے سے اوسکا دام دیکر لے اور
پہلا مالک دو دام مشتری اول کو دے اس مسئلہ کی صورت یہہ ہے کہ کافر زید کے غلام کو
پکڑ لیگئے اور عمرو اونسے اوسکو ہزار روپیہ کو خرید لایا پھر دوبارہ اوس غلام کو کافر پکڑ لیگئے
تو بکر اونسے ہزار کو دار الاسلام مین لے آیا اب اگر عمرو اوس غلام کو لیگا تو بکر کے دام یعنی
ہزار روپیہ بکر لیگا اور زید اگر عمرو سے لینا چاہیگا تو دو ہزار دینے پڑینگے اسلئے کہ عمرو کے
اوسپر دو ہزار لگے ہین - اور اگر کافر مسلمانون کے آزاد و ن اور مدبر اور ام ولد اور
مکاتب کو پکڑ لیجا دین تو وہ اونکے مالک نہونگے اور اگر مسلمان اونکو یہہ لوگ پکڑ لا ہینگے تو
مالک ہو جائینگے - اور اگر مسلمانون کا کوئی اونٹ بھاگ کر کافرونکی یہان چلا جاوے اور
اوسکو پکڑ لین تو مالک ہو جاوینگے لیکن اگر کوئی غلام بھاگ کر جاویگا تو اوسکے مالک نہونگے
اور اس سے یہہ نکلتا ہے کہ اگر کوئی غلام اپنے مالک کا گھوڑا اور اسباب لیکر کافرونکی طرف
چلا گیا اور اونہون نے اوسکو پکڑ لیا اور کوئی سوداگر اون سے وہ غلام اور گھوڑا اور اسباب
مول لیکر دار الاسلام مین لے آیا تو مالک قدیم اوس غلام کو سوداگر سے مفت لے سکتا ہے
اسلئے کہ کافر غلام کے مالک نہوئے تھے اور غلام کے سوا اور چیزین مول دیکر لیوے جتنا
دام مشتری نے کافرونکو دیا ہو اسلئے کہ اون چیزونکے وہ مالک ہو گئے تھے - اور اگر کوئی
کافر جو مسلمانونکی امن سے دار الاسلام مین آیا ہو کسی مسلمان غلام کو خریدے اور اپنے ملک
مین لیجا دے یا کوئی غلام دار الحرب ہی مین مسلمان ہو کر مسلمانونمین چلا آوے یا مسلمان
غالب ہو کر اوس مسلمان غلام کو دار الحرب سے پکڑ لا دین تو ان سب صورتونمین مسلمان

غلام آزاد ہو جاوے گا +

باب مستامن کے بیان مین اور مستامن اوسکو کہتے ہین جسکو مار ڈالنے اور لوٹ لینے سے امن دیوین تاکہ دار الاسلام مین آوے یا مسلمان دار الحرب مین جاوے - اگر کوئی مسلمان سوداگر دار الحرب مین جاوے تو اوسکو کافر دغا کی کسی چیز سے تعرض کرنا حرام ہے یعنی اوسکو سچ مچ کہ اونکی کوئی چیز چوری یا زبردستی وغیرہ سے لے لیکن باوجود اس حرمت کے اگر کوئی چیز نکال لاوے تو اوسکا مالک ممنوع طور پر ہو جاویگا پس ایسی چیز کو فقیرونکو خیرات کر دینی چاہیے اپنے خرچ مین نلاوے اسلئے کہ اوسکا لینا حرام تہا - اور اگر سوداگر مذکور کے ہاتھہ کسی کافر نے کوئی چیز اودہار بیچی یا سوداگر نے کافر کے ہاتھہ یا انمین سے ایک نے دوسرے سے زبردستی کوئی چیز لیلی اور پہر وہ دونو دار الاسلام مین آوین اور قاضی کے یہان رجوع کرین تو قاضی نہ حکم غصب کا دے نہ قرض مسلمان کا کافر پر خواہ کافر کا مسلمان پر اور یہی حال ہے اگر دو کافر دار الحرب مین قرض یا غصب کا معاملہ کرین اور پہر امن لیکر دار الاسلام مین چلے آوین یعنی قاضی کچھہ حکم غصب یا قرض کا نہ دے یہان اگر دونو کافر مسلمان ہوکر دار الاسلام مین آوین اور نالش کرین تو قرض کا حکم کیا جاویگا اور غصب کا نہین کیا جائیگا اور اگر دو مسلمان امن لیکر دار الحرب مین جاوین اور ایک انمین سے دوسرے کو مار ڈالے تو اگر جانکر مارا ہوگا تو اوسکی مال مین خون بہا واجب ہوگا اور اگر براہ خطا مارا ہوگا تو کفارہ لازم ہوگا اور اگر دو مسلمان دار الحرب مین قید ہوں اور انمین سے ایک دوسرے کو دار الحرب مین قتل کرے یا اوس مسلمان کو جو دار الحرب مین اسلام لایا تہا کوئی مسلمان وہان ہی مار ڈالے تو ان صورتونمین صرف خطا کی راہ سے مارڈالنے مین کفارہ ہی اور خون بہا اور قصاص کچھہ واجب نہین فصل مستامن کو جو دار الحرب سے آوے دار الاسلام مین ایک سال کامل نہ رہنے دین اور اوس سے کہا جاوے کہ اگر تو یہان ایک برس ٹہریگا تو تجھہ پر جزیہ معین کر دیا جاویگا پہر اس کہنے کے بعد اگر وہ ایک برس

ٹھہریگا تو ذمی ہو جاویگا یعنی اوس سے جزیہ لینا چاہیئے اور پھر اوسکو دار الحرب مین
جانے نہ دیا جاوے جیسے اِس صورتمین کہ کوئی مستامن زمین خریدے اور اوسپر خراج
مقرر ہو جاے یا کوئی مستامن عورت ذمی مرد سے نکاح کرلے تو اِن صورتونمین بھی اونکو
نہ چھوڑینگے کہ اپنے ملک کو چلے جاوین بخلاف اسکے عکس کے یعنی اگر مستامن مرد ذمی عورت
سے نکاح کرلے تو وہ مرد ذمی نہو جاویگا اور اگر وہ اپنے وطن کو جانا چاہیگا تو جانے
دینگے ۔ پس اگر مستامن جو دار الاسلام مین آیا تہا دار الحرب کو لوٹ جاے اور کسی مسلمان
خواہ ذمی کے پاس اوسکی کچھہ امانت ہو یا اُن دونو کے ذمہ اوسکا قرض ہو تو اُسکا مارڈالنا
جائز ہو گیا اِس سے یہہ نکلا کہ اگر کافر مذکور قید ہو کر لایا جاوے یا کافرونپر مسلمان غالب ہوین
اور وہ شخص مارا جاوے تو جو قرض اوسکا تہا وہ جاتا رہیگا اور جو امانت تہی وہ مال
غنیمت متصور ہوگا اور اگر بدون غلبہ کے وہ مارا گیا یا اپنے آپ سے مرگیا تو اوسکا قرض اور
امانت اوسکے وارثونکو ملیگی مال غنیمت نہوگی ۔ اور اگر کوئی حربی امن لیکر دار الاسلام
مین آیا اور دار الحرب مین اوسکی بی بی اور بچہ اور کچہہ مال کسی مسلمان اور ذمی اور
حربی کے پاس ہے اور وہ یہان آکر مسلمان ہو گیا اور اوسکے بعد کافر مغلوب ہوئے
تو اوسکی تمام اشیا مذکورہ داخل غنیمت ہونگی اور اگر دار الحرب مین مسلمان ہو کر دار الاسلام
مین آیا اور پھر حربی مغلوب ہوئے تو اوسکا چھوٹا بچہ مسلمان آزاد ہے اور جو امانت اوسکی
مسلمان خواہ ذمی کے پاس ہوگی وہ اوسی مسلمان یا ذمی کی ہو جاویگی کہ وہ اوسکے
مالک ہو جاوینگے اور انکے سوا اوسکی اور چیزین مثلاً بی بی اور بڑا لڑکا اور دوسری
چیزین غنیمت ہونگی ۔ اور جو شخص کہ چوک کر کسی مسلمان کو مار ڈالے جسکا کوئی وارث نہو
یا کسی کافر حربی کو جو امن لیکر دار الاسلام مین آیا تہا اور مسلمان ہو گیا تہا مار ڈالے
تو امام کو چاہیے کہ اُن کا خون بہا قاتل کی قوم سے لیوے اور اگر قصداً اوسکو مار ڈالے
تو اوسکا حکم قصاص مین مار ڈالنا یا خون بہا لینا ہے نہ معاف کرنا یعنی بادشاہ کو اختیار ہے

چاہے مار ڈالے چاہے خونبہالے مگر معاف نہیں کرسکتا

باب دہ یکی اور خراج یعنی زمین کے محصول اور جزیہ کے بیان مین — ترین عرب کی اور وہ زمین جہانکے رہنے والے مسلمان ہوگئے ہون یا غلبہ کے طور پر مقہور ہوکر لشکر اسلام کو بانٹ دیگئی ہو یہہ تینون قسمین زمین عشری ہین انکی پیداوار سے دہ یکی لینی چاہیے اور جو ملک کہ غلبہ سے جیتا ہوا اور پہر اوس ملک کے باشندونکو اوسپر قائم رکھا ہو یا امام نے اُن کے ساتھہ صلح کرلی ہو تو ایسی زمینین خراجی ہین امام جو مصلحت سمجھے انسے لیوے — اور اگر کوئی شخص زمین ویران کو جو کسی کی ملک نہو آباد کرے تو اوس زمین کا پاس ہونا معتبر ہوگا یعنی اگر وہ عشری زمین کے پاس ہوگی تو اوس سے دہ یکی لینگے اور اگر خراجی کے متصل ہوگی تو خراج لینگے اور بصرہ کی زمین عشری ہے — اور خراج کی مقدار یہہ ہے کہ زمین جو قابل زراعت ہو اوسکی پیداوار مین سے بیگھے پیچھے ایک صاع اور ایک درم لینا چاہیئے اور ترکاری کی زمین سے بیگھہ مین پانچ درم اور انگور اور چوہاری کہ ملے کہڑے ہون اونکی بیگھہ مین دس درم اور اگر زمین مین گنجایش اسقدر محصول کی نہو تو کم کردیا جاوے مگر زیادہ کی گنجایش کیصورت مین زیادہ نکیا جاوے — اور جس صورتمین کہ خراجگذار کی زمین پر پانی غالب ہوجاوے یا پانی ہی نہ برسے یا کھیتی کو کوئی آفت پونہچے تو ان صورتونمین زمین پر کچھہ خراج نہوگا — اور اگر مالک مین اپنی زمین کو پڑا رکھے یا مسلمان ہوجاوے یا کوئی مسلمان زمین خراجی کو خرید کرے تو ان صورتون مین خراج لازم ہوگا — اور خراجی زمین کی پیداوار مین دہ یکی نہین لینی اوسکی پیداوار مین خراج ہی کافی ہے دہ یکی اوسمین سے نہ لیجاوے **فصل** جزیہ یعنی چٹی اگر رضامندی طرفین سے مقرر ہوئی ہو تو اوس سے کمی بیشی نکیجاوے ورنہ ایسی تقدیر پر جو کراسکتا ہے بارہ درم سالانہ مقرر کیا جاوے اور بیچ کے حال والے پر ۲۴ درم اور دولت درپر ۴۸ درم سالانہ مقرر کیا جاوے — اور جزیہ اہل کتاب پر مثلاً یہود و نصاریٰ اور آتش پرستون اور بت پرستون پر جو عجم کے رہنے والے ہون مقرر کیا جاوے اور جو عرب کے بت پرست ہون

یا اسلام سی مرتد ہوگئی ہون اور لڑکے اور عورت اور غلام اور مکاتب اور اپاہج اور اندھے
پراور ایسے فقیر پر جو کانسکے اور گوشہ نشین پر جو لوگون سی میل نرکھتا ہو مقرر نکیا جاوے
۔ اور جزیہ تین باتون سی ساقط ہو جاتا ہی ایک کافر کے مسلمان ہو جانیسی دوسری سال کے
گذر ہونے سے یعنی ایک سال کا جزیہ ادا نہین کیا اور دوسرا سال ہوگیا تو جزیہ ایک سال کا
دینا پڑیگا اسلئے کہ جزیہ ایک سال کا دوسرے مین آجاتا ہی تیسرے برس گذرنیکے بعد کافر کے
مرجانے سے ۔ اور نیا گرجا اور یہودیون کا معبد دارالاسلام مین نہ بنایا جاوی اور اگر
پرانا ڈہگیا ہو تو اوسکو پھر سی بنالین ۔ اور ذمی شخص مسلمانون سی لباس اور سواری اور
زین مین جدا کیا جاوی اسطرح کہ گھوڑہ پر سوار نہو اور ہتھیارون کا استعمال نکری اور زنار
یعنی علامت کفر کو ظاہر رکہی اور ایسی زین پر چڑہے جو پالان کی شکل کا ہو ۔ اور اگر
ذمی جزیہ دینے سے انکار کرے یا مسلمان عورت سی زنا کری یا کسی مسلمان کو مار ڈالے
یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی تو ان امور سی اوسکا عہد ذمہ کا نہین ٹوٹتا بلکہ عہد
اسطرح ٹوٹتا ہے کہ دارالحرب مین جاملے یا کسی جگہہ پر دارالاسلام کی جگہون مین لڑائی
کی تیاری سی چڑہجاوی ۔ اور جب ذمی دارالحرب مین جاملے تو وہ مرتد کی مانند ہو جاتا ہی
یعنی اوسکی موت کا حکم کیا جاویگا اور اوسکا مال اوسکے وارثون مین بانٹ دیا جاویگا اور
تغلبی مرد اور عورت سی جو دو نو بالغ ہون اہل اسلام کی زکوۃ سی دوچند لیجاوی تغلبی ایک
فرقہ نصاریٰ کا ہی اُن سی جزیہ کے عوض مسلمانونکی زکوٰۃ کا دونا لینا چاہیئے اور تغلبی فرقہ
کا آزاد کیا ہوا غلام مثل قریشیونکی آزاد کیہوئی کے ہی یعنی اوس سی زمین کا خراج اور جزیہ
لینا چاہیئے جیسے قریشیونکی غلامان آزاد سی لیتے ہین زکوۃ کا دونا نہ لینا چاہیئے جیسے تغلبیون
سے لیتے ہین ۔ اور خراج زمین کا اور جزیہ کا مال اور تغلبیون کا مال اور کفار جو ہدیہ بھیجین
اور جو مال کہ مسلمانون کے ہاتھہ کافرون سی بدون لڑائی کے لگے یہہ سب مال مسلمانونکی
بہتری کے امورمین صرف کیجاوین مثلاً کفار دنکی راہ بند کرنی اور پانی پہل باندہنا اور

بڑے پل تعمیر کرانے اور قاضیون اور حاکمون اور عالمون اور سپاہیون اور اُن کی اولاد کے روزینہ مین خرچ کرین - اور جو شخص سال کے بیچ مین مرجاوی تو بخشش سالانہ سے محروم ہیگا

باب مرتد یعنے اُن لوگونکے بیان مین جو دین اسلام سے پھر جاوین - مرتد پر اسلام پیش کیا جاوی یعنی اوسکو کہا جاوے کہ پھر مسلمان ہوجا اور اوسکے مسلمانی پر کے اعتراض دور کئے جاوین اور تین دن قید کیا جاوے اگر اس عرصہ مین مسلمان ہوجاوے تو بہتر ہی ورنہ قتل کردیا جاوی اور مرتد کا مسلمان ہونا یہہ ہی کہ دین اسلام کے سوا سب دینون سے ناراض اور بیزار ہو یا اوس دین سے نفرت کرے جسکو اوسنے اختیار کیا ہو اور اگر مسلمان ہونیکو اوسکو نہ کہین اور اوس سے پہلے ہی مارڈالین تو یہہ امر مکروہ ہی اگر کوئی پیشتر ہی اوسکو مارڈالے تو قاتل پر تاوان نہ آویگا - اور عورت اگر مرتد ہوجاوی تو اوسکو جان سے نمارین بلکہ قید کرین یہانتک کہ توبہ کرے - اور مرتد ہونے سے مرتد کی ملک اوسکی مال پر سے جاتی رہتی ہے مگر زوال ملک ملتوی طور پر ہوتا ہے یعنی اگر وہ پھر مسلمان ہوجاوے تو ملک بھی بدستور قایم رہیگی اور اگر حالت مرتدی مین مرجاوی یا قتل کیا جاوی تو اوسکا مسلمان وارث جو کچھہ مال اوسکا مسلمانی کی کمائی کا ہوگا بعد ادا ہونے قرضہ حالت اسلام کے سبکا مالک ہوگا اور جو کچھہ اوسنے مرتد ہونے کی حالتمین کمایا ہوگا اوسمین سے اُن دینون کا قرضہ دیکر جو کچھہ رہیگا وہ مال غنیمت متصور ہوگا - اور جب مرتد کے لئے دارالحرب مین جلے جانیکا حکم کیا جاویگا یعنی قاضی حکم کردیگا کہ مرتد دارالحرب مین جاملا تو اوسکا مدبر اور ام ولد آزاد ہوجاوینگے اور قرض اوسکا حال ہوجاویگا یعنی اوسکی مدت باقی نہ رہیگی اور اوسکا بیچنا اور آزاد کرنا اور ہبہ کرنا سب تصرفات ملتوی رہینگے پس اگر وہ ایمان لاوے تب تو تصرف جاری ہونگے اور اگر مرجاوے تو سب تصرف باطل ٹھہرینگے اور اگر حکم قاضی کے بعد مرتد پھر مسلمان ہوکر چلا آوی تو جو چیز وہ اپنی دارالحرب کے پاس پاوی اوسکو

لے لیوے اور جو اوسکو نہلے اوسکو نہیں لے سکتا یعنی اگر وارث کسی چیز میں تصرف
کر ڈالیں گے تو اونپر تاوان لازم نہوگا - اور اگر مرتد شخص کی نصرانی لونڈی اوسکے
مرتد ہونیکے شروع سے چھ مہینے کے اندر بچہ جنی اور وہ شخص دعوی کرے کہ میرا ہی تو وہ
لونڈی اوسکی اُم ولد ہو جاویگی اور وہ بچہ اوسکا بیٹا اور آزاد ٹھہریگا مگر اوسکا ترکہ
بنا دیگا اور اگر لونڈی مسلمان تھی اور اوس سے بچہ ہوا تو یہہ بچہ اوسکا وارث ہوگا جسوقت
مرتد اپنے کفر کی حالت میں مرے یا دار الحرب کو چلا جاوے - اور اگر مرتد مع اپنے مال کے
دار الحرب کو چلا جاوے اور مسلمانونکی فتح ہو تو وہ مال مسلمانونمیں غنیمت ہو جاویگا اور اگر
مرتد دار الحرب سے لوٹ کر دار الاسلام میں آوے اور اپنا مال لیجاوے پھر مسلمانونکو غلبہ
میں وہ مال ہاتھ لگے تو مال مذکور اوس مرتد کے اوس وارث کو ملیگا جو دار الاسلام
میں ہو - پس اگر مرتد دار الحرب میں جا ملے اور اوسکا غلام اوسکے بیٹے کا ہو جاوے
یعنی قاضی حکم کردے کہ اب اسکا مالک بیٹا ہے اور اوسکا بیٹا اوس غلام کو مکاتب کردے
پھر وہ مرتد مسلمان ہو کر چلا آوے تو کتابت کے عوض کا مال اور ولا یعنی غلام کا ترکہ
بشرط مر جانیکے مورث کو پونہچیگا یعنی اوسی مرتد کو جو مسلمان ہو گیا ہے - اور اگر مرتد کسیکو
براہ خطا مار ڈالے اور دار الحرب میں جا ملے یا مارا جاوے تو خون بہا مقتول کا مرتد کے
اوس مال میں سے ہوگا جو حالت مسلمانی میں کمایا ہو - اور اگر زید کا ہاتھ عمرو نے جان بوجھ
کر کاٹ ڈالا اور وہ بعد کو مرتد ہو گیا اور اوسی زخم میں مر گیا یا دار الحرب میں جا ملا
اور پھر وہاں سے مسلمان ہو کر آیا اور اوس زخم میں مر گیا تو عمرو کے مال سے نصف خونبہا
مرتد کے وارثونکو دلائی جاویگی اور اگر دار الحرب میں بچا رہا اور مسلمان ہو کر زخم کے
سبب سے مر جاوے تو اسصورت میں عمرو تمام خونبہا کا ضامن ہوگا - اور اگر کوئی غلام
مکاتب کیا ہوا مرتد ہو کر دار الحرب میں جا ملے پھر مع مال پکڑا جاوے تو کتابت کا عوض
مالک کو ملیگا اور جس قدر عوض کتابت سے زائد بچیگا وہ مکاتب مذکور کے وارثونکو پونہچیگا

ہے اور اگر خاوند بی بی دونو مرتد ہو کر دار الحرب مین جا ملین اور وہان اونکے بیٹا ہوا اور اوس بیٹے کے بیٹا پیدا ہو پہر مسلمانونکی فتح ہو اور یہہ سب پکڑی جاوین تو بیٹا اور پوتا مرتد کا مال غنیمت ہونگے اور بیٹے پر مسلمان ہونیکے لئے زبردستی کیجاویگی مگر پوتے پر نکیجاویگی ۔ اور جو لڑکا کہ عاقل ہوا وسکا مرتد ہونا صحیح نہیں ہے جیسے مسلمان ہونا درست ہے اور اسطرحکے مرتد لڑکے پر مسلمان ہوجانیکو زبردستی کیجاویگی جانسے نہارا جاویگا

باب باغیون کے بیان مین جو بادشاہ اسلام کی فرمانبرداری سے باہر ہوجاوین

۔ اگر ایک گروہ مسلمانون کا بادشاہ کے فرمان سے نکلکر کسی شہر پر غالب ہوجاوین تو بادشاہ اونکو اپنی اطاعت کے لئے کہے اور جو شبہہ اونکو فرمانبرداری مین ہوگیا ہو اوسکو دور کرکے اور اُن سے لڑائی شروع کرے اگرچہ وہ لڑائی کا آغاز نکرین اور اگر اونکی جماعت کوئی اور ایسی ہو کہ یہہ لوگ اونکے ساتھہ ملکر مضبوط ہوجاوینگے تب تو جو شخص ان باغیون مین کا زخمی ہو اوسکو جانسے مار ڈالے اور جو بھاگے اوسکا پیچھا کرے اور اگر ایسی جماعت اور نہو تب زخمی کو مارے نہ بھاگتے کا پیچھا کرے ۔ اور اونکی اولاد کو قید نکرے اور اون کے مالونکو نظر بند کرے یہانتک کہ وہ توبہ کرین اور اگر باغی کو باغیون کے ہتہیارون اور گھوڑون کی حاجت ہو تو کام مین لاوے یعنی ضرورت کیوقت اونکا استعمال مین لانا درست ہے ۔ اور اگر ایک باغی اپنے جیسے باغی کو مار ڈالے پہر اونکی شکست ہوجاوے تو قاتل پر قصاص لازم ہوگا نہ خون بہا ۔ اور اگر باغی قوم کسی شہر پر غالب ہوجاوے اور کوئی شہر والا دوسرے شہری کو مار ڈالے پہر وہ شہر مفتوح ہو تو شہری قاتل اوس مقتول کے قصاص مین مارا جاویگا اور اگر کوئی عادل یعنی بادشاہ کی اطاعت والا باغی کو مار ڈالے یا باغی اوسکو مار ڈالے اور باغی یہہ کہے کہ مین حق پر ہون یعنی بادشاہ کی فرمانبرداری نکرنے مین اور یہہ شخص جو بادشاہ کیطرف تھا اسکو مار ڈالنے مین حق میرے طرف ہے تو قاتل مقتول کا وارث ہوگا یعنی اگر دونو مین کوئی قرابت ورثہ پانیکی ہوگی تو اسطرحکے قتل سے ترکہ

محروم نہوگا اور اگر باغی یہہ کہی کہ مین باطل پر ہون اور اعتقاد اپنی باطل پر ہونیکا رکھتا ہو تو وہ مقبول عادل کا وارث نہوگا — اور اہل فتنہ کے ہاتھہ مثلاً باغیون اور رہزنون اور اہل حرب کے ہاتھہ ہتہیار ونکا بیچنا مکروہ ہی اور اگر یہہ معلوم نہو کہ خریدار اہل فتنہ مین سی ہی تو مکروہ نہین

کتاب اللقیط اسمین لقیط کا بیان ہے یعنی اوس بچہ کا جو پڑا ہوا ملے اور اوسکا والی معلوم نہو — ایسے بچہ کا اُٹھا لینا مسلمانکو مستحب ہی اور اگر اوسکی تلف ہونیکا خوف ہو تو اوسوقت اُٹھانا واجب ہی اور وہ بچہ آزاد رہیگا اور اوسکا خرچ بیت المال مین ہوگا اسیطرح اوسکی میراث بیت المال مین رکہی جاویگی اور اوسکی قصور ونکا تاوان بھی بیت المال سی دینگے — اور اُٹھانیوالے سے اوسکو کوئی نہین لے سکتا اور اوسکا نسب ایک شخص اور دو شخصون سے ثابت ہوگا یعنی جو کوئی دعوی کری کہ یہہ میرا لڑکا ہی نسب اوس سی ثابت ہوگا گو مدعی دو ہون اور اگر دو نو مدعیون مین سی کوئی ایسی نشانی بتاوی جو اوس لڑکے مین موجود ہو تو وہ شخص اوس بچہ کا زیادہ تر مستحق ہوگا نسب کے ثابت ہونمین — اور اگر ذمی دعوی کری کہ میرا ہے تو ذمی سی نسب ثابت ہوگا لیکن وہ بچہ مسلمان رہیگا بشرطیکہ وہ بچہ ذمی کے مکان اور محلہ مین ملا ہو اور اگر ذمیونکے مکانمین پایا ہوگا تو ذمی ہوگا — اور اگر غلام اوسکا دعوے کریگا تو نسب غلام سی ثابت ہوگا مگر وہ بچہ آزاد ہوگا الا اوسصورت مین کہ گواہون سے ثابت ہو جاوی کہ یہہ لڑکا فلان غلام کا ہی تب البتہ غلام ہوگا اور اگر اوس بچہ کے ساتھہ کچھہ مال پایا جاوی تو وہ اوس بچہ ہی کا ہی اور اُٹھانیوالیکو اوس بچہ پر نکاح کرنا اور بیچنا اور کرایہ دینا درست نہین یعنی اوٹھانیوالے کو بچہ پر نکاح کر دینی کی ولایت نہین اسباب کا اختیار ہی کہ اوسکے مال کو فروخت کرے یا اوسکو کرایہ دی ہان یہہ ہوسکتا ہی کہ اوسکو کسی پیشہ مین سونپ دی تاکہ وہ کام سیکہہ جاوے اور اگر اوسکو کوئی کچھہ چیز ہبہ کری تو لے لیوی

کتاب اللقطۃ یعنی پڑی ہوئی چیز کے پانے کے بیان مین پڑی ہوئی چیز حرم اور حل کی امانت ہی یعنی اگر وہ پانیوالیکے پاس سی جاتی رہی تو اوسپر اوسکا تاوان لازم آویگا

بشرطیکہ پانیوالے نے اس نیت سی اوٹھائی ہو کہ مالک کو پہیرہ دونگا اور اس امر پر لوگونکو گواہ کر دیا ہو۔ اور اوٹھانیوالا اوس چیز کو بتلانا اور بیان کرنا ہی بہانتک کہ اوسکو معلوم ہو کہ مالک اب باز پرس نکریگا پس اُس چیز کو خیرات کر دی پہر اگر مالک آ جاوی تو اوسکو اختیار ہے چاہی اوسکی خیرات کر دینی کو درست رکہی چاہی اوٹھانیوالے سی قیمت لیلے۔ اور جبر چارپایہ کا کوئی والی نہو اوسکو پکڑلینا درست ہی مگر اوسکو کہلانا پلانا منفعت پڑیگا جیسا کوئی پڑے ہوئے بچہ کو کہلا دی پلا دی اور اگر قاضی کے حکم سی چارپائے خواہ بچہ کو کہلاویگا تو وہ البتہ مالک کے ذمہ قرض ہوگا اور بچہ سی بعد بالغ ہونیکے بہر لیگا اور اُٹھائی ہوئی چیز سے اگر نفع مل سکتا ہو تو قاضی اوسکو کرایہ دی اور اوسی مین سی اوسکا خرچ کرے اور اگر اوس سی نفع نہو سکتا ہو تو بیچکر اوسکی قیمت رکھ چھوڑی۔ اور اوٹھانیوالیکو اختیار ہے کہ مالک سی جب تک اپنا خرچہ وصول نکرلے تب تک اوس چیز کو روکی رکھی اور پائی ہوئی چیز کو دعوی کرنیوالیکے حوالہ نکری جبتک کہ مدعی گواہون سی اپنی ملک ثابت نکرے پس اگر مدعی کوئی علامت اوس چیز کی بیان کری کہ اوس سی اوٹھانیوالیکو ظن غالب ہو کہ یہی مالک ہے تو اوسکے حوالہ کر دینا حلال ہے مگر جبر نہین پونہچتا یعنی باوجود علامت بیان کرنیکے اگر وہ حوالہ نکری تو اوسپر زبردستی درست نہین۔ اور اگر اوٹھانیوالا محتاج ہو تو پائی ہوئی چیز سے نفع لے ورنہ کسی اجنبی محتاج کو خیرات کر دی اور اگر اوسکی ماں باپ اور بیوی اور لڑکا محتاج ہون تو اُن پر صدقہ کر دے ۔

کتاب الآبق یعنی بھاگے ہوئے غلام کے بیانمین

بھاگے ہوئے غلام کا پکڑنا مستحب ہی بشرطیکہ اوسکے پکڑنے پر قادر ہو۔ اور جو شخص بھاگے ہوئے غلام کو مدت سفر یعنی تین دن کے فاصلہ سی ہٹاکر لاوی تو اوسکو ۴۰ درم اُجرت ملیگی اگرچہ غلام کی قیمت ۴۰ درم سی کم ہو اور مدت سفر سی کم فاصلہ سی ہٹاکر لاویگا تو اوسی حساب سی اجرت ملیگی یعنی ایکدن کے فاصلہ سی لاویگا تو ۴۰ درم کی تہائی کا مستحق ہوگا اور دو روز کے فاصلہ

کتاب الآبق یعنی بھاگے ہوئے غلام کا بیان

سے لانیمین و تہائی کا - اور مدبر اور ام ولد مثل غلام کے ہین یعنی انکو اگر کوئی قاضی
تین دنکی راہ سے پکڑلا دیگا تو اجرت بہ درم لازم ہوگی - اور اگر پکڑکر لانیوالیکے ہاتھ سے
غلام بھاگجاوی تو اوسپر تاوان نہوگا اور قیمت دینی نہ آویگی - اور پکڑنیوالا لوگون کو
گواہ کردی کہ مین اس غلام کو اسلئے پکڑتا ہون کہ مالک کے پاس لیجاؤن - اور اگر غلام
رہن ہوا اور بھاگجاوی اور اوسکو کوئی پکڑلا دی تو اجرت مرتہن کے ذمہ ہوگی اور بھاگے
ہوئے غلام پر کچھہ خرچ کرنیکا حکم ایسا ہی جیسی پڑی ہوئی چیز پر خرچ کا حال بیان ہوا یعنی
اگر قاضی کے حکم سے اوسپر خرچ کریگا تو وہ مالک کے ذمہ قرض ہوگا اور اگر بدون حکم
کے کریگا تو منفعت کا سلوک ہوگا مالک کے ذمہ لازم نہوگا +

کتاب المفقود اسمین مفقود یعنی گم ہوئے شخص کا بیان ہے - مفقود اوس
شخص غائب کو کہتے ہین جسکی جگہہ اور موت اور حیات معلوم نہو - ایسے شخص کے لئے
قاضی ایک آدمی مقرر کردی کہ وہ اوسکا حق جو لوگون کے ذمہ پر ہو وصول کرے اور
اوسکی مال کی حفاظت کرے اور سربراہکاری کرے اور اوس مال مین سے غائب شخص
کے اُن رشتہ دارون پر جو دِلاد یا زوجیت رکھتے ہون یعنی اوسکی مان باپ اور اصول
اور اوسکی اولاد اور اوسکی بیوی پر خرچ کرے اور قاضی اوس مرد کی بیوی کو اوس سے
جدا نکرے اور ۹۰ برس کے بعد اوسکی موت کا حکم کرے یعنی جب اوس شخص کی عمر ۹۰ برس
کی ہوجاوی تو حکم کردی کہ وہ مرگیا اور اوسکی بیوی عدت مین بیٹھے اور اوسکا ترکہ اوس
وقت تقسیم ہو اوس سے پہلے نہو اور غائب شخص کسیکا ورثہ نہین پاتا واضح ہو کہ امام مالکؒ
کے نزدیک اگر مفقود شخص کی بیوی جدائی چاہے تو قاضی چار برس کی مہلت دے بعد اوسکی
جدا کردے اور دلیل امام اعظمؒ کی قول رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ عورت اوسکی
بیوی ہے جبتک کہ اوسکی موت کا حال کہلے اور موت دو طرح کی ہے حقیقی اور حکمی تو ۹۰ برس کی
عمر کے بعد موت حکمی ہے کہ غالب یہی ہے کہ مرگیا ہوگا - پس اگر مفقود کے ساتھہ

ایسا وارث ہو کہ مفقود کے ہوتے ہوئے محجوب ہوتا ہو یعنی اوسکو کچھہ نہ ملتا ہو تو اوس وارث کو
کچھہ نہ دیا جاویگا اِسلئے کہ مفقود حکم مین مثل موجود کے ہی تو دوسرے کو ورثہ پانے سے مانع ہوگا
اور اگر ایسا وارث ہو کہ مفقود کے ہوتے ہوئے اوسکو کم ملتا ہے یہہ نہین کہ محروم ہو جاوے
تو اوس وارث کو دو حصونمین سے کتر دیا جاویگا یعنی ایک حصہ اوس صورتمین کہ مفقود موجود ہو
اور ایک حصہ اوس حال مین کہ وہ مر گیا ہو انمین سے جو نسا کم ہوگا وہ وارث مذکور کو دیدینگے
اور باقی کو ملتوی رکھہ چھوڑینگے جیسے حمل کے حصہ کو ملتوی رکھہ چھوڑتے ہین یعنی اگر کوئی شخص
مر جاوے اور اوسکی بیوی حاملہ ہو تو اوسکا ترکہ تقسیم کرنیمین حمل کا حصہ جدا کر رکھتے ہین

کتاب الشرکۃ اِسمین شرکت کا بیان ہے - شرکت دو طرح سے ایک شرکت ملک اور وہ
یہہ ہے کہ دو شخص وراثت کی وجہ سے یا خریداری کے باعث ایک چیز کے مالک ہون اور اس
شرکت مین ہر ایک اونمین سے اجنبی ہوتا ہے دوسرے کے حصہ مین یعنی بلا اجازت دوسرے
کے تصرف ناجائز ہے اور دوسری قسم شرکتِ معاملہ ہے کہ ایک کہے کہ مین نے تجھہ سے فلان
چیز مین شرکت کی اور دوسرا کہے کہ مین نے قبول کیا - اور پھر اوسکی کئی قسمین ہین ایک کو شرکت
مفاوضہ کہتے ہین اگر شامل ہو وکالت اور کفالت کو یعنی ہر شخص دوسرے کا وکیل اور کفیل دونو ہو
اور مال اور تصرف اور دین مین دونو برابر ہون اس سے یہہ نکلا کہ شرکتِ مفاوضہ آزاد اور
غلام مین اور لڑکے اور بالغ مین اور مسلمان اور کافر مین درست نہین اِسلئے کہ تصرف مین
اور دین مین برابری نہین اِس قسم کی شرکت مین جو چیز ایک شخص مول لیگا وہ مشترک
دونو مین ہوگی مگر اپنے گھر والون کی خوراک اور پوشاک البتہ مشترک نہوگی اور جو قرضہ
کہ اونمین سے ایک پر تجارت کے باعث خواہ غصب اور ضامنی کے سبب لازم ہوگا وہ دوسرے
پر لازم ہوگا اور اگر ایسا مال جسمین شرکت مفاوضہ درست ہی مثلاً روپیہ اشرفی ایک شریک کو
کسی نے ہبہ کیا یا ورثہ مین ملا تو اوسمین مفاوضہ باطل ہے اور دوسرا سبب مین مثل گھوڑے اور
کپڑے کے اگر ہبہ یا ورثہ مین ایک کو ملی تو شرکت باطل نہوگی - اور یہہ شرکت اور شرکت

عنان جسکا بیان آگے آتا ہے بدون روپیہ اشرفی اور چاندی سونے کے ٹکڑون کے جن پر
سکہ نہو اور پیسون کے جنکا رواج لین دین مین ہوتا ہو درست نہین یعنی شرکت مفاوضہ اور عنان
مین یہہ ضرور ہے کہ دونو شخص برابر روپیہ خواہ اشرفی خواہ بغیر سکہ کی ڈلیان جو مروج ہون
خواہ پیسے مروج ملا دین ورنہ درست نہوگی - اور اگر دو شخص اسطرح کرین کہ ہر ایک اپنا نصف
اسباب دوسرے کے نصف اسباب کے بدلہ مین بیچڈالے اور شرکت مفاوضہ یا عنان کرلین تو درست
ہے اور یہہ صورت شرکت کے حیلہ کی ہے اوس حالمین کہ چاندی سونا برابر ملا دین اور اپنے
نصف اسباب کو دوسرے کے نصف کی عوض بیچڈالین تو سب مین شریک ہوجاوینگے - شرکت معاملہ
کی دوسری قسم عنان ہے جسمین صرف وکالت ہوتی ہے کفالت نہین ہوتی اور یہہ اگر مال
مین برابری ہو اور نفع مین نہو یا نفع برابر لین اور مال برابر نہو یا یہہ کہ بعض مال مین شرکت ہو
اور بعض مین نہو یا خلاف جنس ہو کہ ایک نے روپیہ دیا ہو اور دوسرے نے اشرفی یا یہہ کہ
ہر ایک اونمین سے اپنے آپکو جدا جدا رکھے ہر طرح درست ہے - اس شرکت مین جو شخص کوئی چیز مول
لیگا تو مطالبہ قیمت کا صرف اوسی مشتری سے کیا جاویگا دوسرے شریک سے نہوگا اسلئے کہ
اس شرکت مین کفالت نہین ہا ن مشتری جو دام چیز کے بائع کو دے اوسمین سے دوسرے شریک سے
اوسکے حصے کے موافق بھرلے یعنی جتنا اوسکی طرف سے اسنے دیا ہو وہ اوس سے بھرلے - اور
شرکت عنان مین اگر دونو مال ہلاک ہوجاوین یا مال مشترک خریدنے سے پیشتر ایک مال جاتا
رہے دونو صورتونمین باطل ہوجاتی ہے - اور اگر دو شریکون مین سے ایک اپنی مال کی
عوض مین کوئی اسباب خریدے اور دوسرے کا مال تلف ہوجاوے پس جو اسباب خرید ہوگیا ہے وہ
دونو مین مشترک ہوگا اور جسنے مول لیا ہے وہ اپنے شریک کی حصے کے موافق اسباب کا دام
اوس سے لے - اور اگر دو شریکون مین سے ایک کی لئے چند روپیہ نفع مین سے مقرر کردئے جاوین
تو شرکت فاسد ہوجاتی ہے اسلئے کہ ہوسکتا ہے کہ اُن روپیون کے سوا اور کچھہ نفع نہو
- اور شرکت مفاوضہ اور عنان کی دو شریکونمین سے ہر ایک کو اختیار ہے کہ مال مشترک کو

بطور بضاعت کسیکے حوالہ کرے یا تھیکہ دے یا امانت رکھے یا مضاربت پر دیوے یا کسیکو وکیل
کرے یعنی کل منع اتباہ کرے اور ہر ایک کا تصرف مال مشترک مین حکم مین امانت کے ہی یعنی اگر مال تصرف سے جاتا رہیگا
تو اوسکو تاوان دینا نہ پڑیگا اور شرکت معاملہ مین سے تیسری قسم تقبل ہی اوسکی صورت یہہ ہے
کہ دو دوزی خواہ یک دزی اور ایک رنگریز اس شرط پر شریک ہون کہ دونو کام مشترک
لیا کرین اور مزدوری جو کچھ ملے اوسکو دونو بانٹ لیا کرین اس شرکت مین اگر ایک شخص کوئی
کام منظور کریگا وہ دونو کو کرنا لازم ہوگا اور جو ایک کمائیگا وہ دونو مین مشترک رہیگا
۔ چوتھی قسم شرکت معاملہ کی مفاوضہ ہی اوسکی یہہ صورت ہے کہ دو شخص بدون مال کی شریک
ہون اسطرح کہ اپنی اعتبار سے مال خریدین اور بیچین یعنی لوگون سے جان پہچان ہونے کی
جہت سے مال بطور قرض خریدین اور بیچین اور نقد کچھہ لگا دین یہہ شرکت متضمن وکالت کو
ہوتی ہے کہ ہر ایک شخص انمین سے دوسرے کا وکیل ہوتا ہی پھر اگر نصفا نصفی کے اقرار سے
مال خریدین یا ایک تہائی اور دو تہائی کی شرط سے تو نفع بھی اسیطرح ہوگا اور زیادتی کی شرط
باطل ہوگی یعنی اگر آپسمین اقرار کرین کہ مال نصفا نصف خرید کرینگے تو نفع بھی آدہون آدہہ
ہی ہوگا اگرچہ اقرار مین نفع ایک زیادہ ٹھہرالے **فصل** اور لکڑیان لانے اور شکار
کرنے اور پانی دینے مین یہہ شرکت درست نہین بلکہ جسنے کام کیا ہو کمائی اوسیکی ہوگی
اور دوسریکو اوسقدر مزدوری واجبی ملیگی جتنا اوسنے کام کیا ہوگا یعنی ایسے کام مین اگر
دوسرا شخص رفیق رہا ہو تو اوسکو اوسکے کام کے موافق حسب دستور مروجہ مزدوری دیجاویگی
اور اصل چیز خاص کام کرنیوالیکی ہوگی ۔ اور جس صورتمین کہ شرکت فاسد ہوجاوے تو نفع مال
کی مقدار کے موجب ہوگا اگرچہ زائد کی شرط کرلی گئی ہو ۔ اور معاملہ شرکت دونو شریکون
مین سے کسیکے مرجانیسے باطل ہوجاتا ہی اگرچہ مرجانا حکمی ہو چنانچہ مرتد جو دارالحرب کو چلا
جاتا ہی وہ حکم کے اعتبار سے مرجاتا ہی ۔ اور چاہیئے کہ کوئی دونو شریکون مین سے دوسرے
کے مال کی زکوۃ بدون اوسکی اجازت کے نہ دے پس اگر ہر ایک نے دوسریکو اپنے مال

کی زکوۃ دینے کی اجازت دیدی اور دونون نے ایک ساتھہ ادا کی تو جسقدر دوسرے کے مال کی زکوۃ دی ہوگی وہ ہر ایک کو دینی پڑیگی اور اگر ایک ساتھہ نہ دی ہو بلکہ ایک نے آگے اور دوسرے نے پیچھے تو پچھلے کو ہی اول شخص کے حصہ کی زکوۃ کا ادا ن لازم ہوگا ۔ مفاوضت کے دو شریکون مین سے ایک نے دوسرے کو صحبت کرنیکے لئے ایک لونڈی خریدنے کی اجازت دی اور اوسنے اوس اجازت کے بموجب لونڈی خریدی اور مال مشترک مین سے اوسکا دام دیا تو یہہ لونڈی اوس خریدنیوالیکی ہوگی بدون عوض کے یعنی نصف قیمت لونڈی کی اپنے شریک کو اجازت دینیوالیکو دینی پڑیگی ۔

کتاب الوقف

اسمین وقف کرنیکا بیان ہے ۔ وقف اسکو کہتے ہین کہ کوئی شخص کسی چیز کو اپنی ملک مین روکے رکھے اور اوسکا نفع خیرات کردے جس چیز کو وقف کرے اوسکو موقوف کہتے ہین اور وقف کرنیوالا واقف ہی واقف کی ملک موقوف پر سے قاضی کے حکم کرنے سے جاتی رہتی ہے یعنی اگر قاضی حکم کردے کہ اوسکی ملک جاتی رہی تو جاتی رہتی ہی اسلئے کہ جن مسائل مین اختلاف ہوتا ہی وہان قاضی کا حکم یہی حال رکھتا ہی اور وقف مین بھی علما کو اختلاف ہی کہ واقف کی ملک اوسپر سے جاتی رہتی ہے یا نہین پس قاضی کے حکم کے بعد کچھہ شک ہلاک کے جانیکا نہین رہتا لیکن واقف کی ملک جانیکے بعد وقف کا مالک کوئی اور نہین ہو جاتا ۔ اور وقف پورا نہین ہوتا جبتک کہ اوسپر متولی قبض نکرلے اور واقف اوسکو علیحدہ نکردے یعنی اگر ایسی چیز ہو جو قسمت ہوسکتی ہو تو واقف کا علیحدہ کردینا موقوف کو شرط ہے اور یہہ بھی ضرور ہی کہ وقف کی صورت انجام کو ایسی کردے کہ وہ منقطع نہو جاوے بلکہ جاری رہے مثلاً اگر چند خاص لوگونپر وقف کرے جنکا کسی زمانہ مین نہونا بھی ممکن ہو تو یہہ کہدے کہ ان لوگونکے نہ رہنے کے بعد وقت کے فقیرون یا علما کو اوسکا نفع پونہچے تاکہ ہمیشہ وقف جاری رہے ۔ اور اگر واقف زمین کو مع بیلون اور کھیتی کرنیوالونکے وقف کردے تو درست ہی اور نیز درست ہی وقف کرنا مشاع کا یعنی ایک تہائی یا نصف زمین کا بشرطیکہ حکم اوسکے

جائز ہوگا ہو گیا ہو یعنی اگر قاضی حکم کردے کہ مشاع کا وقف کرنا درست ہی تو درست ہوجائیگا
اسلئے کہ مشاع کا وقف کرنا مسئلہ اختلافی ہے تو جس صورتمین قاضی اوسکے جواز کا فتوی
دے تو درست ہوگا - اور درست ہی ایسے اشیا کا وقف کرنا جنکو اِدہر اُدہر لیجا سکتے ہین
اور اونمین پہلے سے وقف ہوتا آیا ہو یعنی لوگونکا معمول ہو کہ اُن چیزونکو وقف کیا کرتے
ہون جیسے تیر اور پھاوڑا اور بسولا اور تابوت اور قران مجید اور کتابین - اور موقوف
ملک مین نہ لائی جاوی اور نہ تقسیم کیجاوی اگرچہ اپنی اولاد ہی پر وقف کیا ہو - اور وقف
کی پیداوار مین سے اول مرمت اور درستی موقوف کی کیجاوی گو واقف نے اِسباتکی
شرط نکی ہو اور اگر موقوف کوئی مکان ہو تو اوسکی تعمیر اوسکی ذمہ ہی جو اوسمین رہتا ہو اور
اگر وہ تعمیر سے انکار کرے یا عاجز ہو کہ نکر سکتا ہو تو حاکم تعمیر کردے اور لاگت اوس
مکان کے کرایہ مین سے لگاوی - اور اگر موقوف ٹوٹجاوی تو اوسکا ٹوٹا ملبہ اوسیکی
تعمیر مین لگایا جاوی اگر ضرورت ہو ورنہ اوسکو رکھہ چھوڑنا چاہیئے کہ دوسرے وقت حاجت
اوسکی پڑے مگر وقف کے مستحقون کو حاکم اوسکا ملبہ تقسیم نکرے - اور اگر واقف وقف
کی پیداوار کو اپنی ذات کیواسطے کرلے یا وقف کی ولایت اپنی طرف کرلے کہ متولی خود رہے
تو درست ہی لیکن اگر وہ خیانت کرتا ہو تو موقوف کو اوسکے ہاتھہ سے نکال لینا چاہیئے جیسے
وصی اگر خائن ہوتا ہی تو وصی پنا اوسکا موقوف کردیتے ہین اور اوسکی جگہہ دوسرے کو
مقرر کرتے ہین گو وقف کرنیوالے نے شرط کرلی ہو کہ موقوف کو میرے ہاتھہ سے نہ نکالین

فصل جو شخص مسجد بنادی تو اوسپر سے اوسکی ملک نجاویگی جب تک کہ اوسکو اپنی ملک سے
مع راستہ کے جدا نکردی اور اوسمین نماز پڑہنے کی اجازت نہ دیدی بعد اجازت کے اگر
اوسمین ایک شخص بھی نماز پڑہیگا مالک کی ملک جاتی رہیگی - اور جو شخص ایک مسجد بنادی
کہ اوسکے نیچے تہ خانہ ہو یا اوپر بالاخانہ اور مسجد کا دروازہ راستہ کیطرف کری اور اوسکو
اپنی ملک سے جدا کردی یا اپنے گہر کے اندر ایک مسجد بنادی اور لوگونکو اوسمین آنیکی

اجازت دے تو اوس شخص کو اوسکا بیچنا درست ہوگا اور اوس سے نزکہ دوسرے وارثونکو پونہچیگا یعنی وقفی مسجد کے حکم مین نہوگی - اور جو شخص سقادہ مثل حوض وغیرہ کے یا مسافرخانہ یا قافلہ کے اُترنے کا مکان یا قبرستان بنادے تو اوسکی ملک اِن چیزون پر سے نہین جاتی جبتک کہ قاضی حکم ملک کے جاتے رہنے کا نکرے یعنی صرف واقف کے یہ کہنے سے کہ مین نے اسکو وقف کردیا ملک نجاویگی - اور اگر مسجد کی راہ مین سے کچھہ مسجد مین ملا دیا جاوے یا مسجد مین سے کسیقدر زمین راہ مین شامل کردیجاوے تو درست ہے

الحمد للہ والمنہ کہ ترجمہ کنز الدقائق کی جلد اول بماہ ربیع الثانی ۱۲۸۵ھ ہجریہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام بتصحیح و نظر ثانی مترجم اتمام کو پونہچی والحمد عوذنا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ؛

بقلم خاکسار مٹھولال عفی عنہ

کتاب البیوع

اسمین خرید و فروخت کے اقسام کا بیان ہی۔ اسکی رضامندی سی ایک مال کو دوسرے سے بدل لینا
بیع کہلاتا ہی اور بیع ایک کے ایجاب کرنے اور دوسرے کے قبول کرنیسے لازم ہوجاتی ہی مثلاً جب ایک
نے کہا کہ مین نے اتنی کو بیچی اور دوسرے نے کہا کہ مین نے خرید کی تو بیع لازم ہوگئی اول شخص کے
قول کو ایجاب کہتے ہین اور دوسرے کے قول کو قبول اور اگر زبان سے ایجاب و قبول نکرین بلکہ
بائع یعنی بیچنے والا اپنی چیز حوالہ مشتری یعنی خریدار کے کردے اور مشتری دام اوسکے حوالہ کرے
تب بھی بیع لازم ہوجاتی ہی۔ اور اگر کوئی اون دونون سے تامل کرے اور قبول کرنسی مجلس
مجلس معاملہ سی اوٹھہ جاوی تو ایجاب باطل ہوجاویگا۔ اور دام اگر سامنے نہون تو اونکی تعداد اور
وصف بیان کرنے چاہئین اور اگر سامنے ہون تو ضرورت بیان شمار اور وصف کی نہین یعنی اگر دام موجود ہون
اور مشتری اشارہ کردی کہ انکی عوض فلان چیز مول لی تو حاجت اسبات کی نہین کہ دام کی مقدار
اور وصف بھی بیان کرے اور اگر موجود نہون اور اشارہ نہ کری تب لازم ہی کہ شمار اور وصف
دونو بیان کری مثلاً یون کہی کہ دس روپیہ فلانے سکہ کے عوض لیتا ہون۔ اور درست ہی نقد
دامون بیچنا اور اُدھار پر بیچنا بشرطیکہ دام کے ادا کا وقت معلوم ہو۔ اور اگر بیع کرنیمین مول کے
دام گول مول رکھے تو اوس سے وہی سمجھی جاوینگی جو شہر مین اکثر چلتی ہون۔ اور اگر بہت سی سکے چلتے
ہون اور بیان نہ کرے کہ کونسی سکہ کے عوض بیع ہوئی تو یہ معاملہ فاسد ہوگا۔ اور کھانیکی چیزون
مثلاً گیہون جو وغیرہ کو ناپ کر اور ڈھیری لگاکر اٹکل سے بیچنا اور ایک برتن خاص یا معین باٹ سی
ناپ تول کر بیچنا درست ہی اگرچہ پیمانہ اوس برتن کا اور وزن باٹ کا معلوم نہو۔ اور اگر کوئی شخص
اناج کا ڈھیر صاع بیچے ایک درم ٹھہرا کر بیچے تو صرف ایک صاع کی بیع ہوگی ڈھیر کی نہوگی
اور اگر بکریون کا گلہ یا کپڑے کا تھان ہر بکری یا گز بیچے درم ٹھہرا کر بیچے تو بیع کل کی فاسد ہوگی
یعنی ایک بکری اور ایک گز کی بھی صحیح نہوگی ہان اگر ان صورتون مین بائع تعداد وصف صاحون

اور بکریون اور گز دن کی کہدیگا تو سب کی بیع درست ہوگی - اگر بائع نے صاعون کی تعداد بتا کر غلہ کا ڈھیر بیچا اور وہ مثلاً ایک پیمانہ کم نکلا تو مشتری چاہے حصہ رسد دامون سے لیلے یا راضی نہو تو واپس کر دے اور اگر تعداد سے زیادہ نکلے تو وہ بائع کا ہی مشتری کا نہین - اور اگر کپڑے کے تھان مین ایک گز مثلاً کم نکلے تو مشتری چاہے پوری دام کو لیلے خواہ سارا تھان لے اور اگر زیادہ نکلے تو وہ مشتری کا ہی اور بائع کو اختیار نہین کہ چاہے بیچ چاہے نہ بیچے - اور اگر تھان کی قیمت مین بائع نے کہدیا کہ فی گز ایک درہم کو ہی یعنی کل تعداد گزون کی بھی بتا کر اتنے دام کہے اور اتنا جملہ اور کہا کہ فی گز ایک درہم کو ہی اور اسصورت مین تھان مذکور کم نکلا تو مشتری چاہے حصہ رسد دامون سے لیلے یا فسخ بیع کر دے اور یہی حال ہی اگر تھان مذکور زیادہ نکلے یعنی خواہ حصہ رسد زیادتی کا دام اوسکی حساب سے لگا کر زیادہ دیکر لیلے نیز تو بیع توڑ دی - اور اگر گھر مین سے دس گز زمین بیچی جنکی جگہ معلوم نہو تو بیع فاسد ہی لیکن اگر مکان کے سو حصے ہون اور اونمین سے دس کی بیع کیجا وے تو فاسد نہوگی بلکہ جائز ہوگی - اور اگر ایک گٹھری اس شرط پر لی کہ اسمین دس تھان ہین مگر اوسمین کم یا زیادہ نکلے تو دونو صورتونمین بیع فاسد ہی اور اسی صورتمین اگر ہر تھان کا دام جداگانہ بتا دیا تو جس صورتمین دس سے کم نکلے تو اوسی مقدار کی بیع صحیح ہوگی جتنی گٹھری مین ہونگی اور مشتری کو اختیار دیا جاویگا کہ چاہے حصہ رسد دامون سے اتنے تھانونکو لیلے خواہ کل نہ لے اور اگر تھان زیادہ نکلین گے مثلاً گیارہ یا بارہ تو بیع فاسد ہوگی اسلئے کہ اس صورتمین یہ معلوم نہین کہ دس جمع فروخت ہوئے وہ کونسے ہین - اور اگر تھان کو یون خریدا کہ دس گز کا ہی فی گز ایک روپیہ کو لیا اور وہ ساڑہے دس گز کا نکلا تو مشتری کو دس روپیہ کے عوض لینا ہوگا اور پھیر دینے کا اختیار نہوگا اور اگر ساڑہے نو گز نکلے گا تو نو روپیہ کو لینا ہوگا اس اختیار کے ساتھہ کہ چاہے لیلے چاہے نہ لے

فصل گھر کی فروخت مین دیوار دنکی نیون اور کنجیان اور زمین کی بیع مین درخت بدون ذکر کئے آجاتے ہین لیکن زمین کی بیع مین اوسمین کی زراعت اور درخت کی بیع مین اوسکا پھل

بدون ذکر کئے شامل نہیں ہوتا اور اگر زمین اور درخت کی فروخت مین ذکر کیا تو پھل کا نہ لے
تو بائع کو کہا جاویگا کہ اپنی کھیتی اور پھل کاٹ لے اور زمین خواہ درخت جو الہ کر - اور پھل کا
بیچنا درخت پر خواہ وہ کار آمد ہو گیا ہو یعنی گدرا گیا ہو یا نہوا ہو درست ہی اور مشتری اوس
پھل کو اوسیوقت توڑ لے اور اگر بیع مین شرط کر لیگا کہ پھلون کو درختون پر رہنے دونگا تو
بیع فاسد ہوگی اور امام شافعیؒ کے نزدیک ایسی پھلون کی بیع جو کار آمد نہوئی ہون درست ہین
اور امام اعظمؒ کی دلیل قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ جو شخص تڑکا شگوفہ ڈالنے
کے بعد خرما کا درخت خرید کرے تو اوسکا پھل بائع کو ملیگا مگر اوس صورت مین کہ مشتری شرط
کرلے کہ پھل بھی مین لونگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خرما کا پھل تڑکا پھول ڈالنے کے بعد
بیع کرنا درست ہی حالانکہ اوسوقت وہ پھل کسی کام کا نہین ہوتا نہ گدراوی - اور درخت
پر کے پھلون کی بیع مین اگر بائع چند سیر معلوم علیحدہ رکھی مثلاً کہی کہ چار سیر نہ بیچونگا تو درست ہی
- اسیطرح صحیح ہے بیچنا گیہون کا بالی مین اور لوبیے کا پھلی کے اندر - اور مبیع یعنی بکی ہوئی
چیز کے ناپنے کی مزدوری بائع کے ذمہ ہوگی اور دامون کے پرکھنے اور تولنے کی مشتری کی
ذمہ - اور جو شخص کچھ اسباب نقد کے عوض فروخت کرے تو اول اسباب مشتری کو حوالہ کرے
اور اگر ایسا نہو یعنی اسباب ہی کے عوض مین اسباب فروخت کرے تو دونو ایک ساتھ ایکدوسرے کو
چیز حوالہ کرین اسلئے کہ دونون اسباب قیمت بھی ہوسکتے ہین اور اسباب بھی تو ساتھ ہی دینی چاہئین

باب جا کر بیچنے کے بیان مین

یعنی بائع اور مشتری کو اختیار ہوتا کہ چاہین بیع رکھین چاہین
نہ رکھین - بائع اور مشتری دونو کو خواہ ایک کو تین دن کا یا اس سے کم کا اختیار درست ہی
اور اگر زیادہ کا ہوگا تو زیادتی جائز نہوگی اور اس صورت مین بھی اگر تین دن کے اندر
بیع کے معاملہ کو درست رکھین گے تو صحیح ہوگا - اگر اس شرط پر بیچا کہ تین دن تک اگر دام
نہ دونگا تو بیع نہوگی تو یہ شرط جائز ہی اور چار دن کی اگر قید لگا دیگا تو درست نہوگی لیکن باوجود
چار دن کی قید کے اگر قیمت تین دن کے اندر ادا کر دیگا تو بیع درست ہو جاویگی اسلئے کہ اگرچہ چار

دیکھا نام زبان سے لیا تھا مگر دام تین ہی دن مین دیدئے تو گویا تین ہی دن کی شرط تھی
بائع کا اختیار مبیع کو اوسکی ملک سے باہر نہین ہونے دیتا اور مشتری کے لیجانیکے بعد اگر ہلاک ہوگی
تو اوسکی قیمت دینی آویگی جاننا چاہئے کہ جو دام چیز کا مشتری اور بائع مین ٹھہرتا ہی اوسکو
ثمن کہتے ہین اور وہ چیز جتنے کی بازار مین ہو اوسکو قیمت کہتے ہین پس جس صورتمین بائع کا
اختیار ہو اور مشتری چیز لیجاوے اور اوسکے پاس سے جاتی رہے تو مشتری کو ثمن دینا نہ آویگا
بلکہ قیمت بازار دینی پڑیگی اور مشتری کا اختیار بائع کی ملک سے نکلجانیکا مانع نہین مگر
مشتری بھی اوسکا مالک نہین ہوتا اور اس صورتمین اگر مبیع جاتی رہیگی تو مشتری کو
ثمن دینا پڑیگا جیسے مبیع کے عیبدار ہونیکی صورتمین ہی یعنی اگر مشتریکا اختیار رہا اور
وہ مبیع کو لیکر چلا آیا اور اوسکے پاس اگر مبیع مین کچھ عیب ہوگیا تو اس صورتمین بھی
اسکو ثمن دینا پڑیگا بازار و قیمت نہ لیجاویگی - اگر ایک مرد کی منکوحہ لونڈی تھی اوسنے اوسکے
مالک سے اوسکو اختیار پر خریدا تو نکاح ابھی باقی رہیگا اسواسطے کہ وہ لونڈی اختیار کی
باعث ابھی اسکی ملک مین نہین آئی کہ نکاح ٹوٹ جاوے پس اگر وہ شخص اوس سے صحبت
کرے تو اس صورتمین بھی اوسکو اختیار واپس کردینے کا ہی اسلئے کہ یہ صحبت پہلے نکاح کے
سبب کی ہی نہ اس بیع کے پسند ہونیکی لئے - اور جس شخص کو اختیار ہو وہ دوسرے پہلے ہی
اگر معاملہ کو جائز رکھے تو درست ہی اور اگر فسخ کریگا تو درست ہوگا یعنی بائع و مشتری مین سے
جسکو اختیار ہو تو فسخ معاملہ کے لئے دوسریکا بھی موجود ہونا چاہئے - اور اگر جس شخص کو
اختیار تھا وہ مرجاوے یا مدت اختیار کی یعنی تین دن گذر جاوین تو عقد بیع کامل ہوجاتی ہی
اور اگر مبیع برده ہو اور مشتری اوسکو آزاد کردے یا آزادی کی متعلق باتین اوسکے ساتھ
کرے مثلاً اوسکو مکاتب یا مدبر کردے یا مبیع کی ملکیت کی جہت سے اوسکے پاس کی زمین
شفعہ کی راہ سے لیوے تو اس سے بھی اگر مشتری نے اختیار لے رکھا تھا بیع پوری ہوجاویگی
اور اگر مشتری دوسری کے اختیار کو شرط کرکے مثلاً کہے کہ زید اگر پسند کریگا تو بیع منعقد

کرتا ہوں اوس سے کہدے کہ تو بیع کے ہونیکے بعد آزاد ہی ۱۲

۱۸ یعنی اوس غلام کو کہتے ہین جس کیلئے کہا ہو کہ تو میرے مرنیکے بعد آزاد ہی

ہوگی ورنہ نہوگی تو درست ہو اور اس صورتمین مشتری اور زید مین سے جونسابیع کو جائز یا فسخ
کریگا درست ہوگا اور اگر ایک جائز رکھو اور دوسرا فسخ کری تو پہلی والی کی بات کا اعتبار ہوگا
اور اگر دونو کی بات ایک ہی ساتھ ہوئی ہوگی تو بیع فسخ رہیگی - اور اگر بائع دو غلامونکو
اس شرط پر بیچے کہ ایک مین مجکو اختیار ہی اور اوسکو علحدہ اور معین کرے تو یہ اختیار درست
ہوگا ورنہ درست نہوگا - اور معین کرنیکا اختیار چار سی کم مین درست ہی یعنی اگر تین چیزونمین
اختیار لیگا کہ جونسی چاہون لے لون تو درست ہوگا اور چار چیزونمین جائز نہوگا جیسی اختیار
تین دنکا درست ہی زیادہ کا نہین - اور اگر دو مشتریون نے اختیار کی شرط پر کوئی چیز مول لی
اور ایک اونمین سی راضی ہوگیا تو دوسرا بھی واپس نہین کرسکتا یعنی اوسکا اختیار بھی
جاتا رہا - اور اگر ایک غلام اس شرط پر لیا کہ وہ نان بائی یا کاتب ہی اور اوسکے خلاف نکلا
تو مشتری چاہی پوری دامون کو لیلی یا پھیر دے اسلئے کہ یہ امور وصف مین انکی عوضمین دام گھٹیگا

باب (نان بائی وغیرہ ہنر) دیکھنے کے اختیار کے بیان مین - جس چیز کو مشتری نے نہ دیکھا ہو اوسکا خرید لینا
درست ہی مگر دیکھنے کے بعد اوسکو پھیر دینے کا اختیار ہی گو پہلے راضی ہوچکا ہو اور اگر بائع اپنی
چیز بن دیکھی بیچدے تو اوسکو دیکھنے کے بعد یہ اختیار نہین کہ مشتری سی واپس کرلی - اور
دیکھنے کا اختیار اونہین باتون سی باطل ہوتا ہی جنسی شرط کا اختیار جاتا رہتا تھا یعنی اختیار والے
کے مرجانے یا تین دن گذر جانے وغیرہ سی دیکھنے کا اختیار جاتا رہتا ہی - اور غلہ کے ڈھیر
اور غلام کے مُنہ کا دیکھنا اور جانور کے مُنہ اور پُٹھ کا دیکھنا اور لپٹی ہوئی کپڑے کی اوپر
کی تہ دیکھنا یعنی اور گھر کو اندر سے دیکھنا کافی ہی یعنی انکے دیکھنے کے بعد اختیار دیکھنے کی وجہ سی
پھیر نہ سکیگا - اور مبیع کے لینے کے واسطے اگر مشتری نے کسیکو وکیل کیا ہو تو وکیل کا دیکھنا
مثل مشتری کے دیکھنے کے ہے اختیار کے دور ہوجانیمین مگر قاصد مشتری کا دیکھنا کافی
نہین یعنی اگر مشتری نے کسیکے ہاتھ پیام کہلا بھیجا ہو تو وہ اگر مبیع کو دیکھ لیگا تو اوسکے
دیکھنے سے مشتری کا اختیار نجا دیگا - اندھا اگر مبیع کا معاملہ کری اور کوئی چیز مول لے تو درست ہی

اور جب چھو کسی چیز کو ٹٹول لے یا سونگھ لے یا چکھ لے یعنی ایسی چیزونکو جنکا حال ٹٹولنے خواہ سونگھنے خواہ چکھنے سے معلوم ہوجاتا ہو یا زمین کا حال اوس سے بیان کر دیا جاوی کہ اسطرحکی ہی تو اوسکا اختیار دیکھنے کا جاتا رہتا ہی - اگر دو تھان خریدی جنمین سے ایک کو خریدنیکی پیشتر دیکھ لیا تھا اور دوسرے کو بعد خریدنیکی دیکھا تو ہوسکتا ہی کہ وہ دونو کو دیکھنے کے اختیار سے واپس کر دی - اور دیکھنے کا اختیار اور شرط کا اختیار رد نہ مین نہین آتا یعنی اگر اختیار والا مرجاتا ہی تو اوسکے وارث کو اختیار نہین رہتا کہ مبیع کو واپس کر دی - مشتری نے اپنی دیکھی ہوئی چیز کو مول لیا پس اگر اوسکا حال کچھ کا کچھ ہوگیا ہو تب تو مشتری کو دیکھنے کا اختیار ہوگا اور اگر جون کی تون ہو تو اختیار نہوگا - پھر اگر مشتری کہے کہ مبیع کا حال بدل گیا اور بائع کہے کہ نہین بدلا تو بائع کا قول معتبر ہے اور اگر دیکھنے مین دونونکا اختلاف ہو تو مشتری کا قول معتبر ہے مثلاً مشتری کہے کہ مین نے بن دیکھی خریدی ہی اور بائع کہے کہ دیکھکر خریدیا ہی تو مشتری کی بات مانی جاویگی - اور اگر ایک گٹھری تھانونکی مول لی اور اوسمین سے ایک تھان بیچ ڈالا یا کسیکو ہبہ کر کے اوسکی حوالہ کر دیا تو اب عیب کے سبب تو پھیر سکتا ہی مگر دیکھنے کے اختیار اور شرط کی اختیار سے واپس نکر سکیگا اسلئے کہ ایک تھان مین تصرف مالکانہ کرنے سے اسکا اختیار جاتا رہا ۔

باب عیب کے سبب سے اختیار ہونیکے بیان مین - مشتری اگر مبیع مین کچھ نقصان پاوے تو چاہی پورے دام کو لیلی خواہ واپس کر دی - اور عیب اوس نقصان کو کہتے ہین جسکی مبیع مین ہونیسے سوداگرونکی نزدیک اوسکی قیمت کم ہوجاوی - جیسے غلام لونڈی مین بھاگنا اور چھونیمین موت دینا اور چوری کرنا اور دیوانہ پن ہی اور خاص لونڈی مین منہ کی بدبو اور بغل کی بدبو اور زناکار ہونا اور حرام کی اولاد ہونی ہی اور یہ چار دن چیزین غلام مین عیب نہین اور کافر ہونا دونو مین عیب ہی اور حیض کا ہونا اور بیاری کا خون جاری رہنا اور پرانی کھانسی اور دوسر کا قرمندار ہونا اور بال اور باہر کی انگلی مین ہونا عیب ہی -

اسکی کو لونڈی کو ساتھ سلانے اور اولاد کو کئی بھی نہین اور پھر باہر کی بدبو کی مثل ہین ۱۲

پس اگر مشتری کے پاس اگر مبیع مین ایک اور عیب پیدا ہوجاوی تو مشتری پہلی عیب کا دام بائع سے پھیر لے یا اگر بائع مبیع کے پھیر لینے پر راضی ہو تو پھیر دی - اور اگر مشتری نے ایک تھان خرید کر قطع کیا پھر اوسمین عیب معلوم ہوا تو جسقدر عیب سی نقصان ہو وہ دام بائع سی پھیر لے اور اگر بائع قطع کئی ہوئی تھان کو لینا منظور کری تو اوسی اختیار ہی کہ پھیر لے - اور اگر مشتری قطع کے بعد تھان کو بیچ ڈالی تو اب نقصان کا عوض بائع سے نہین لے سکتا - اگر کپڑا لیکر قطع کرکے سیا یا اوسکو رنگ لیا یا استو لیکر اوسمین گھی ملایا پھر کپڑا مین خواہ استو مین عیب معلوم ہوا تو نقصان کا عوض بائع سی پھیر لے جیسی اس صورتمین کہ عیب دیکھکر مبیع کو بیچ ڈالی یا مبیع جو غلام عیبدار تھا مرجاوی یا مشتری اوسکو آزاد کردی تو نقصان کا عوض بائع سی لیوگا - اور اگر مشتری غلام عیبدار کو مال کے بدلے آزاد کردی یا اوسکو جان سی مار ڈالی یا کھانا مول لیا تھا اوسکو کھالی یا اوسمین سی کسیقدر کھالے تو نقصان کا عوض کچھ نہ پاویگا - اور اگر کسی نے انڈی یا کھیری یا اخروٹ مول لئی اور توڑنے سی ایسی خراب نکلی کہ کچھ کارآمد ہون تو مشتری نقصان کا عوض بائع سی پاویگا اور اگر بالکل کارآمد نہون تو تمام دام بائع سی پھیر لیگا - اور اگر مشتری نے مبیع کو بیچ ڈالا اور وہ کسی عیب کے باعث قاضی کے حکم سی مشتری کے پاس واپس آئی تو مشتری نے جس سے اوسکو مول لیا ہو اوسکو پھیر دی اور اگر مشتری نے اوس چیز کو آپکی رضامندی سی پھیر لیا ہو قاضی کے حکم سے نہ پھیرا ہو تو اب بائع اول کو واپس نہین کرسکتا - مشتری نے مبیع کو قبضہ مین لاکر دعوی کیا کہ اسمین عیب ہی تو اوسپر ثمن کے دینے کے لئی جبر نکیا جاویگا لیکن اوسکو چاہئی کہ گواہ پیش کرکے عیب ثابت کری یا اپنے بائع سی عیب نہونیکی قسم لے پھر اگر مشتری کہی کہ میری گواہ شام مین ہین یعنی دور ہین آنہین سکتی تو ثمن بائع کے حوالہ کری بشرطیکہ بائع قسم کھالی - اگر مشتری دعوی کرے کہ جو غلام مین نے لیا ہی وہ بھگوڑا ہی تو بائع سی قسم لیجاویگی جب تک کہ مشتری اسبات کے گواہ نلاوی کہ یہ غلام میری پاس سی بھاگا ہی اور جب وہ گواہ پیش

کردی تو بائع سی یہ قسم لیجاوی کہ بخدا میری پاس کبھی نہین بھاگا تہا اسلئے کہ اول تو یہ چاہیئے کہ مشتری بھاگنی کا عیب غلام مین ثابت کردی اس سی بھی ضرورت اوسکی گواہونکی ہوئی جب وہ عیب ثابت ہوچکا تو اب بائع اس باتکی قسم کہاوی کہ یہ عیب میرے پاس نہتا اب نیا پیدا ہوا ہی اس عیب کے سبب سے مشتری کا حق پھیر نیکا نہین - اور مقبوض چیز کی مقدار مین قول قابض کا یعنی مشتری کا معتبر ہے مثلاً مشتری نے ایک تہان لیا اور عیب کے باعث اوسکو پھیرنا چاہا اور بائع نے کہا کہ یہہ بیس گز کا تہا اور مشتری نے کہا کہ اٹھارہ گز تو مشتری ہی کا قول معتبر ہے - اگر دو غلام ایک عقد مین مول لئے اور ایک پر قبضہ کیا اور دونو مین سی کسی مین عیب معلوم ہوا تو چاہی دونو کو لیلے یا دونو کو پھیر دی اسلئے کہ جب ایک عقد مین لئے ہین تو دونو کا حکم ایک چیز کا ہی - اور اگر ایسی چیز مول لی جو ناپ یا تول سی بکتی ہی اور اوسمین سی کسیقدر مین عیب پایا تو خواہ ساری کو واپس کردی خواہ سب کو لیلے یہ نہین ہوسکتا کہ اچھی کو رہنے دی اور عیبدار کو واپس کری اور اگر مبیع مین سی کسیقدر دوسری کی ملک نکل آوی تو مشتری کو اختیار نہوگا کہ باقی مبیع کو بائع کو پھیر دی ہان اگر مبیع کپڑا ہو کہ اوسمین تہوڑا دوسرے کا ہو تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ باقی کو واپس کردی اسلئے کہ ایک کپڑی مین شرکت ہونیسی اوس سی نفع نہین لے سکنی کا - اگر کپڑا مول لیکر عیب دیکہا اور اوسکو پہن لیا یا عیبدار سواری پر اپنی کام کو سوار ہوا یا اوسکے مرض کا علاج کیا تو اس سی عیب پر راضی ہونا پایا جاویگا اور اگر سواری کے پانی پلانے کو یا بائع کے پاس لیجانے کو یا اوسکے لئے گہاس خریدنے کو سوار ہوا ہوگا تو اس سی رضامندی عیب کی نہ معلوم ہوگی - اور اگر مبیع غلام نے بائع کے یہان چوری کی تہی اور جب مشتری نے اوسپر اپنا قبضہ کیا تو اوس چوری کی علت مین اوسکا ہاتھہ کاٹا گیا تو مشتری اوس غلام کو پھیر دی اور بائع سی قیمت واپس لے - اور اگر بائع نے بیع کے وقت کہدیا کہ مین مبیع کے سب عیبون سی بری ہون گو سب کا نام نہ لیا تو یہ کہنا درست ہوگا اور پھر کسی عیب کی جہت سی پھیر نہ سکیگا یعنی اگر

اسنواسطے کہدیا کہ مبیع مین جو عیب ہو مجھسے سروکار نہین نہ اوسکا مواخذہ مجھسے چاہئی تو اگرچہ وہ سب عیبون کا نام نہ لے تاہم کسی عیب کی جہت سی مشتری کو اختیار مبیع کے پھیر نیکا نہین رہتا۔

باب بیع فاسد کے بیان مین — بیع مردار کی اور خون اور سؤر اور شراب اور آزاد شخص اور ام ولد اور مدبر اور مکاتب کی ناجائز ہی پس اگر یہہ چیزین مشتری کے پاس جاتی رہینگی تو اُنکی قیمت نہ دینی پڑیگی — اور مچھلی کو شکار کرنیسے پہلے بیچنا اور ہوا مین اوڑتے جانور کو اور پیٹ مین کے بچہ اور تنون کے اندر دودہ کو اور سیپ کے اندر موتی کو اور بکریون کی پیٹہ پر اون کو اور جہت کی اندر کی ایک کڑی کو اور تھان مین سے ایک گز کو فروخت کرنا اور شکاری کا اسطرح بیچنا کہ جو اس دفعہ میرے جال مین آوی اوسکو اتنے کو بیچتا ہون یہ سب صورتین ناجائز ہین اسلئے کہ مبیع سب صورتون مین معلوم نہین اسلئے بیع فاسد ہی — اور بیع مزابنت درست نہین اور صورت اوسکی یہہ ہی کہ درخت پر میوہ کو ٹوٹے ہوئے میوہ کے ساتھہ اکل سے بیچی اور نہ ملامست درست ہی کہ بائع یا مشتری کہی کہ اگر مین تجھکو یا تیرے کپڑی کو ہاتھہ لگا دون تو بیع ہم مین اور تم مین ہوجاوی اور کنکر مارنے سی بھی بیع ناجائز ہی اسطرح کہ بائع یا مشتری کہی کہ اگر مین اس مبیع پر یا تجھپر کنکر مارون تو ہم مین بیع لازم ہوجاوے یہہ تینون عقد کافرونکی معمول تھین کہ بدون رضامندی ایک طرف کے لازم ہوجاتی تھین یہ سب فاسد ہین — اور دو کپڑون مین ایک کو فروخت کرنا اسطرح کہ معین نکری کہ کونسا فروخت کرتا ہون اور چراگاہ کو بیچنا اور اوسکو ٹھیکہ دینا اور شہد کی مکھی کا فروخت کرنا جائز نہین — اور ریشم کے کیڑی کو اور اُسکی انڈونکو بیچنا درست ہی — اور بھاگے ہوئے غلام کی بیع جائز نہین لیکن اگر ایسی شخص کے ہاتھہ بیچی جسکے پاس اوس غلام کے ہونیکا گمان ہو تو درست ہے — عورت کی دودہ کی بیع اور بھیڑ کے بالونکی درست نہین ہان بالون کو موزہ وغیرہ کے سینے مین استعمال کرنا درست ہی — اور آدمی کے بالونکا بیچنا اور اونسے کوئی کام لینا درست نہین — مردہ جانور کی کھال کو دباغت سی پہلے بیچنا درست نہین اور بعد دباغت

کے اوسکو بیچنا اور کام مین لانا درست ہے - اسیطرح مردار جانور کی ہڈی اور پٹھا اور اون
اور سینگ اور بالون سے نفع لینا جائز ہی - بالاخانہ جو گر گیا ہوا اوسکی بیع اور لونڈی کی
بیع جو بچے کو غلام معلوم ہو درست نہین یعنی ایک بردہ اس شرط سی لیا کہ لونڈی ہی پر معلوم
ہوا کہ وہ غلام تھا تو بیع درست نہوئی - مبیع کو کمتر قیمت پر خریدنا وصول قیمت سی پیشتر درست
نہین ہان اگر مبیع کے ساتھ کوئی اور چیز ملی ہو تو اوسمین ایسا کرنا جائز ہی اس مسئلے کی صورت
یہہ ہی کہ بائع نے ایک گھوڑا اسکو بیچا اور ہنوز اوس سی دام نہین لیا کہ اوسی گھوڑی کو بچا کر
کے عوض اوس سی خرید لیا تو یہ پچھلی بیع نا جائز ہوئی اسلئے کہ بچا اس مشتری سی مفت لیتا ہی
اور اگر اوس گھوڑے کے ساتھ دوسرا گھوڑا مثلاً مشتری ہی سے خرید کیا تو بیع مذکور درست ہوگی -
تیل کو اسطرح بیچنا کہ مع برتن تول لینگے اور ہر برتن کے عوض پانچ دھڑی کم کر دینگے
برتن اوسقدر ہو یا نہو درست نہین ہان اگر یہ ٹھہری کہ جسقدر خالی برتن کا وزن ہوگا اوسقدر
تیل مین سی کم کر دینگے تو درست ہی - اگر بائع اور مشتری تیل کی مشک کے وزن مین
اختلاف کرین کہ مشتری کہے کہ دو سیر ہے اور بائع ایک سیر بتاوی تو مشتری کا قول قسم کے
ساتھ معتبر ہوگا - اور اگر مسلمان کسی ذمی کو شراب خریدنی اور بیچنی کو کہدی تو درست ہے
- لونڈی کو اس شرط پر بیچنا کہ مشتری اوسکو آزاد کر دی یا مدبر یا مکاتب یا ام ولد بنا دی
درست نہین - لونڈی کو بیچنا اور اوسکے پیٹ کے بچہ کو نہ بیچنا یا اس شرط پر بیچنا کہ ایک
مہینا بائع اوس سے خدمت لیگا درست نہین - مکانکو اس شرط سی بیچنا کہ بائع اوسمین
رہا کریگا یا مشتری کچھہ روپیہ بائع کو قرض دی یا اسکو کچھہ تحفہ بھیجے یا اپنی مدت کے بعد
حوالہ مشتری کے کریگا اوسوقت تک اپنے تصرف مین رکھیگا یا کپڑیکو اس شرط سی بیچا
کہ بائع اوسکو قطع کرکے کرتہ سیدی درست نہین - جوتی کو اس شرط سی مول لینا کہ
بائع اونکو کاٹکر برابر کر دی اور اوسمین تسمہ لگا دی درست ہی - قیمت کے ادا کے
لئے یہہ کہنا کہ نوروز اور مہرگان اور نصاری کے روزون اور یہود یون کے عید تک

بعد دو لونڈی کے آقا
اوس گھوڑی کو قبضہ
پر سپرد کرنے کے آزاد
ہے اور مکاتب وہ
کہ اوسکی آزادی پر
بدلکتابت کرنے
والے کو کہے اور ام ولد وہ
باندی جس سے آقا کی
اولاد ہو ۱۲

دینگے درست نہین بشرطیکہ بائع و مشتری کو یہہ دن معلوم نہون جاننا چاہیے کہ
جب گرمی سے پیشتر دن اور رات برابر ہوتے ہین اوسدن کو نوروز کہتے ہین اور جاڑے
سے پیشتر اگر برابر ہوتے ہین تو اوسکو مہرگان کہتے ہین - اور جائز نہین یہہ کہنا کہ حاجیونکی
آمد تک اور کھیتی کٹنے اور دائین چلنے اور میوہ ٹوٹنے تک دین گے اور اگر ان وقتون تک
کسی کا ضامن ہو تو درست ہے - اور اگر وعدہ ان وقتون تک کیا اور ہنوز یہہ وقت نہین آئی
تھی کہ مدت کو ساقط کر دیا یعنی دام پہلے دیدئے تو درست ہوجاویگا - اور اگر بائع آزاد اور غلام
کو ملاکر بیچے یا ذبح کی ہوئی بکری اور مردار کو ایک ساتھہ کرکے بیع کرے تو دونونکی بیع باطل
ہے - اور اگر غلام کو مدبّر کے ساتھہ خواہ کسی دوسرے غلام کے ساتھہ ملاکر فروخت کرے یا اپنی
ملک کو وقف کے ساتھہ ملاکر بیچے تو غلام اور ملک کی بیع درست ہوگی مدبر اور دوسرے کے
غلام اور وقف کی بیع نہوگی ۔

فصل جس صورتمین کہ بیع فاسد ہو اور مشتری بائع کی اجازت سے مبیع پر قبضہ کرے اور
مبیع اور ثمن دونو مال ہون تو مشتری مبیع کا مالک ہوجاتا ہے مگر قیمت بازار و دینی آتی
ہے ثمن جو آپسمین ٹھہرا تھا نہین دینا آتا اور مشتری اور بائع مین سے ہر ایک کو اوس بیع
کے فسخ کر دینے کا اختیار ہے لیکن اگر مشتری مبیع کو کسی اور کے ہاتھہ بیچدے خواہ ہبہ
کردے یا مبیع غلام ہو اور اوسکو آزاد کردی یا زمین مبیع پر عمارت بنالے تو ان صورتونمین
فسخ نہین کرسکتا - بیع فاسد مین مشتری کو اختیار ہے کہ مبیع کو روک رکھے اور بائع کو دے
جب تک کہ بائع سے اپنا دیا ہوا ثمن واپس نہ کرلے - بائع کو اگر ثمن سے کچھہ نفع ہوا ہو تجارت
وغیرہ کرنیسے تو اوسکو حلال ہے اور مشتری کو اگر مبیع سے کچھہ فائدہ ہوا ہو تو درست نہین
- ایک شخص نے دوسرے پر کچھہ روپیونکا دعوی کیا اور اوسنے مدعی کے حوالہ کر دئے
پھر دونو بیچ پر آگئے یعنی اقرار کیا کہ مدعی کا کچھہ مدعا علیہ کے ذمہ نہ تھا اور جو کچھہ اوس سے
مدعی نے لیا تھا وہ پھیر دیا تو جو کچھہ مدعی کو اون روپیون سے فائدہ ہوا ہو وہ مدعی

کو حلال ہی - مال کی قیمت زیادہ کہدینی اس غرض سے کہ دوسرے کو رغبت خریداری کی ہو جائے
اور واقع مین اپنے آپ اوسکو نہ لینا چاہتا ہو مکروہ ہی - اگر کسی چیز کو دوسرا شخص خرید کرتا ہو
تو اوسکو آپ خرید لینا مکروہ ہی اگر وہ اتنا ہی دام دی جتنا دوسرا دیتا تھا اور اگر اوس سے
زیادہ دی تو مضائقہ نہین - سوداگر دن کے قافلہ سے آگے جاکر ملنا کہ چیز ارزان خرید
کری مکروہ ہی - باہر کا شخص اگر اسباب لاوی اور اوسکو کوئی شہری اوسکی طرف سے فروخت
کری اس نظر سے کہ دیر کرا ور گران بیچونگا مکروہ ہی - جمعہ کی اذان کی وقت فروخت
کرنا مکروہ ہی - اسطرح پر فروخت کرنا مکروہ نہین کہ جو دام زیادہ دی وہ چیز لیوی جیسی نیلام
ہوتا ہی - جن دو برادرون مین قرابت قریب ہو اور ایک صغیر سن ہو اونکو بیچنے مین جدا نکرنا چاہئے
مثلاً ماں بیٹی کو یا بہن بھائی کو دو شخصون کے ہاتھ نہ بیچے بخلاف بڑی عمر والون اور خاوند
بی بی کے کہ اونکو فروخت کرنیمین علیحدہ کردینا کچھ مضائقہ نہین ٭

باب اقالہ یعنی بیع کے واپس کرنیکے بیان مین - اقالہ کرنا بائع اور مشتری کے
حق مین تو پہلی بیع کا فسخ ہی اور تیسرے شخص کے حق مین نئی بیع ہی یہان تک کہ اگر تیسرے
شخص نے بیع اول کے وقت اپنا حق شفعہ دور کردیا ہو اور اقالہ کی سبب پھر دعوی کری
تو درست ہوگا اور حق شفعہ اقالہ کی جہت سے ثابت ہوگا - اقالہ اتنی ہی قیمت کو درست ہی
جو اول مقرر ہوئی تھی اوس سے زیادہ یا کم ٹھہرانا بدون کسی زیادتی یا عیب کے مبیع مین
لغو ہی یعنی اگر اقالہ مین یہ شرط کری کہ دام کم واپس کرینگے یا زیادہ دینگے حالانکہ مبیع
جون کی تون ہی اوسمین کمی بیشی نہین ہوئی تو بائع کو وہی دام پھیرنے لازم ہونگے جو
مشتری سے لئے ہین - اور ثمن کا جاتا رہنا اقالہ کا مانع نہین مگر مبیع کا ہلاک ہوجانا
اقالہ کا مانع ہی اور اگر مبیع مین سے کسیقدر تلف ہوجاوی تو اوسیقدر کا اقالہ نہوسکیگا
باقی کا درست ہوگا ٭

باب تولیہ کے بیان مین - اوتنی دام پر بیچنا جتنی کو خرید کیا ہو تولیہ کہلاتا ہی

اور پہلی خرید پر نفع لگاکر بیچنا مرابحت کہلاتا ہی اور شرط ان دونو کی یعنی تولیہ اور مرابحت کی یہہ ہی کہ پہلی قیمت جو مشتری نے دی تھی مثلی ہو یعنی ایسی چیز ہو کہ اوسکے تلف سی ویسی ہی چیز آوے قیمت والی چیز دنمن سے نہو جنکے جانے رہنے سی قیمت دینی آتی ہے - جو شخص تولیہ کرتا ہے وہ اصل مال پر دھوبی کی اجرت اور رنگائی اور چھپوائی اور بٹوانا اور باربرداری غلہ اور ہنکائی بکریونکی زیادہ کرلے اور خریدار سی بیچنے کے وقت کہے کہ یہ مال مجکو اتنی مین پڑا ہی یہہ نکمی کہ مین نے اتنی کو خریدا ہی اسلئے کہ جھوٹ ہوگا - اور گائے بکریکے چرانیوالی کی مزدوری اور غلام کو قرآن اور حساب پڑھانیوالی کی اجرت اور جس گھر مین مال کی حفاظت کی ہو اوسکا کرایہ اصل مال پر زیادہ نکرے - پس اگر مشتری اول مرابحت کی صورتمین دغا کریگا یعنی قیمت زیادہ بتلادی اور اوسپر نفع لینا چاہی تو مشتری دوم کو اختیار ہی چاہی کل قیمت کو جو اول مشتری بتاتا ہی چیز لیلے یا واپس کردی لیکن اگر تولیہ مین خیانت معلوم ہو تو جسقدر مشتری اول نے دام زیادہ کہے ہون اوتنی کم کرکے حوالہ کرے - اور جو شخص کہ کوئی تان وغیرہ خریدی اور پہر اوسکو مرابحت یعنی نفع سے بیچے (مثلاً سو کو خریدا اور بیس نفع کے ٹھہراکر اکیسو بیس کو بیچا) اور پہر اوسکو خود مول لیلیا اب اگر اوسکو کسی کے ہاتہ نفع ٹھہراکر بیچے تو چاہئی کہ پہلی دفعہ کی فروخت مین جو نفع ہولیا ہوا وسکو اس دوبارہ کی قیمت مین سی منہا کردی اور باقی کو اصل مال سمجھے مثلاً مثال مذکور مین اوسنے پہر اوسکو سو کی عوض مول لیا تو اب اصل مال اسپر اسطی تصور کریگا یعنی پہلے جو بیس روپیہ نفع لیچکا ہی وہ اس سو مین سے منہا کردی اور اگر پہلے کا نفع ثمن کی برابر خواہ زائد ہو تو مشتری کو نچاہئی کہ اوسکو نفع ٹھہراکر بیچے بلکہ از سر نو جتنے کو چاہے فروخت کرے مثلاً اوپر کی مثال مین اگر اول بار اسنے سو کو خرید کر دو سو کو بیچا اور پہر سو کو لے لیا تو اس صورتمین مرابحت نہین کرسکتا اسلئے کہ اصل مال اسکا کچہہ نہین - اگر غلام کو مالک کی اجازت تجارت کی لئے ہی اور غلام مذکور قرضدار ہوا اور ایک کپڑا دس روپیہ کو لیکر اپنے آقا کے ہاتہہ پندرہ کو بیچے تو مالک اگر اوس کپڑے کو مرابحت پر بیچا

چاہے تو اصل مال دس روپیہ قرار دے اور ایسا ہی اسکا عکس ہے یعنی اگر مالک دس کو
لیکر غلام کے ہاتھ پندرہ کو بیچے اور وہ غلام کی نفع پر بیچنا چاہی تو اصل قیمت دس بتا دے
پندرہ نکہی - اور اگر خریدار مضارب ہو جو دوسرے کے روپیہ سی نصف نفع پر تجارت کرتا ہے یعنی
مضارب دس کو مول لے اور مالک مال کے ہاتھہ پندرہ کو بیچدے تو مال والی کو چاہیئی کہ اگر اسکو
مرابحت پر بیچے تو ساڑھے بارہ روپیہ اصل قیمت بتا دی اسلئی کہ صورت اوّل مین گویا غلام اور مالک
ایک ہی مین غلام کا خریدنا یعنہ مالک کا خریدنا ہی اور غلام نے دس کو لیا تھا تو آقا کو اوسی دس
پر نفع لینا چاہیئی اور دوسری صورتمین مضارب اور مال والا دو شخص ہین اور پہلی عقد مین جو
مضارب نے مالک مال سی لی ہے پانچ روپیہ نفع کے ہوئی جنمین سے آدہا یعنی اڈہائی مالک مال کو حاصل
ہوئی پس اگر اب یکھہ مرابحت پر بیچی تو نفع اوّل کو اصل سے منہا کر دی یعنی ساڑھے دس سے اڈہائی نکالڈالے
باقی ساڑھے بارہ کو اصل بیان کری اور صورت اوّل مین غلام کے قرضدار ہونیکی قید اسلئی
ہے کہ اوسکا بیچا کسی چیز کو مالک کے ہاتھہ درست ہو ورنہ اگر غلام قرضدار نہو تو جو اوسکی
ملک مین ہوگا وہ مالک ہی کی ملک ہوگی - اور اگر مبیع مین کچھہ نقصان خود ہو گیا ہو یا لونڈی
مدخولہ تھی اوس سی صحبت کر لی تو مرابحت بدون ان باتون کے بیان کرنیکے درست ہی اور اگر
مشتری نے خود اوسمین کوئی نقصان کر دیا ہو یا لونڈی باکرہ تھی اوس سی ہم بستر ہوا ہو
تو اس صورتمین بیان کر دینا چاہیئی تب نفع پر بیچی - ایک چیز کو ہزار روپیہ کو قرضاً مول لیا
اور سو کے نفع پر اوسکو فروخت کر دیا اور یہ نکہا کہ مین نے قرضاً ہزار کو لی ہی تو مشتری
ثانی کو اختیار ہی چاہے نہ لے جب کہ اوسکو معلوم ہو جاوی کہ یکھہ چیز ہزار کو
قرضون لی ہی نقد دون اور اگر مبیع کو مشتری ثانی تلف کر دی بعد اسکے خرید مشتری اوّل کا
حال معلوم ہو تو اوسکو گیارہ سو دینا لازم آوینگے اور یہی حال تولیہ کا ہی کہ اگر مبیع کے
ہوتے ہوئی مشتری دوم کو خیانت مشتری اول کی معلوم ہو گی تب تو اختیار ہو گا اور اگر
مبیع کو تلف کرنیکے بعد خیانت پر مطلع ہو گا تو دس ہی دام دینے پڑینگے - اگر زید نے

عمر سے کہا کہ جتنی کو یہہ چیز مجکو پڑی ہے وتنی کو تیرے ہاتہ بیچتا ہون اور عمر و معلوم نہین
کہ زید کا کتنا خرچ ہوا ہے تو بیع فاسد ہی اور اگر عمرو کو اوسی مجلس مین معلوم ہوجاوی کہ
اتنی کو پڑی ہی تو اوسکو اختیار ہوگا چاہے اتنے ہی کو خریدلے یا جانے دے ۔

فصل واضح ہو کہ منقول اوس مال کو کہتے ہین جو ایک جگہ سی دوسری جگہ لیجا سکین جیسے گہوڑا
بکری چاندی سونا برتن وغیرہ ہین اور غیر منقول وہ ہی کہ ایک ہی جگہ رہی جیسے زمین اور
حویلی اور باغ وغیرہ - پس غیر منقول کی بیع قبضہ مین لانیسے پیشتر درست ہی یعنی مشتری
اوسکو خرید کر بدون قبضہ مین لانے کے بھی بیع کرسکتا ہے اور منقول کی بیع قبضہ سے
پیشتر درست نہین - اور اگر ایسی چیز کو خرید کرے جو ناپ سی ناپی جاتی ہی تو مشتری کو اوسکو
بیچنا اور کہانا حرام ہی جب تک کہ اوسکو ناپ نہ لے اور ایسا ہی حال ہی اون چیزون کا
جو وزن کی روسی یا شمار کے اعتبار سے خریدی لیکن اگر کز کی ناپ کے اعتبار سی خریدی
تو اوسکا یہ حال نہین یعنی اگر وزن کی چیز کو وزن کے طور پر لے یا شمار کی چیز کو شمار کی
اعتبار سی خرید کری تو مشتری کو اونکا استعمال کرنا نچاہئے جب تک کہ وزن اور شمار نہ کرلے
بخلاف گز گت کے اعتبار کی مبیع کے کہ بدون گز گت کئے اوسکا استعمال درست ہی - ثمن مین قبضہ
کرنیسی پیشتر تصرف کرنا مثلاً اوسکو بیچڈالنا یا ہبہ کرنا درست ہی - ثمن مین زیادتی کرنی
اور کمی کرنی درست ہے یعنی جتنا ٹھہرا تہا اوس سی اگر مشتری زیادہ دیوی یا بائع کچھ کم لیوی
تو جائز ہے - اور جائز ہی مبیع مین کچھ بڑہا دینا یعنی بائع اگر مبیع مین کچھ اور بڑہا دی
تو درست ہی اور استحقاق بائع اور مشتری کا اس زیادتی مین متعلق ہوجاتا ہی یعنی قیمت
یا مبیع مین زیادہ کردینی سے بائع یا مشتری کل کا مستحق ہوجاتا ہی کہ گویا اصل عقد
اتنی ہی چیز کا تہا ہی دامون پر ہوا ہی - سوا قرض کے اور طرح کی دین کی مدت مقرر
کرنی درست ہی یعنی قرض کے سوا اور طرح کا دین اگر کسی کا ایک شخص کے ذمہ ہو مثلاً
کسی چیز کی قیمت دینی ہو تو اسکو اسطی اگر مدت کردیگا تو مدت لازم ہوجاویگی مدت کے

اندر تقاضا نہو سکیگا بخلاف قرض کے کہ اوسکی مدت کری یا نکرے قرضخواہ جب چاہے تقاضا کر سکتا ہی

باب ربوا یعنی سود کے بیانمین - ربوا مال کی اوس زیادتی کو کہتے ہین جو مال کو مال سے بدلنے مین بدون عوض ہو - ربوا کے پائے جانیکی دو چیزین ہین جنمین مقدار اور جنس ایک ہو مقدار کے ایک ہونیسے یہہ غرض ہی کہ دونو چیزین ناپ سے ناپی جاوین یا وزن سے تولیجاتی ہون اور جنس کے ایک ہونے سے یہہ مراد ہی کہ دونون ایک ہی قسم کے مال ہون پس جن چیزونکی مقدار اور جنس ایک ہون اونمین زیادتی اور اودہار دونو حرام ہین جیسے گیہون کو گیہون کے عوض بیچے تو اگر کم زیادہ ہونگے جب بھی ناجائز ہونگی اور آج دی اور مدت کی بعد عوض کے گیہون لے یہہ بھی حرام ہوگا ایسا ہی حال ہی اگر جَو کو جَو کے عوض اور روپیہ کو روپیہ کے عوض اور اشرفی کو اشرفی کے عوض بیع کری کہ دونو طرف مین چیزین مقدار اور جنس کی راہ سے ایک ہین تو اگر انکی بیع مین وزن کی کمی وبیشی ہوگی یا اُدہار بیچی جاوینگی تو ربوا لازم آویگا اور بیع حرام ہوگی - اور اگر دونو چیزین ایسی ہونگی کہ صرف مقدار مین ایک ہون اور جنس مین مختلف تو اون مین اُدہار حرام ہی زیادتی حرام نہین مثلاً گیہون جَو کے عوض بیچی جاوین تو اوسیوقت دی اور اوسیوقت عوض لے اُدہار کریگا تو حرام ہوگا لیکن اگر کم زیادہ ہون مثلاً گیہون سیر بھر ہون اور جَو دو سیر تو کچھہ مضایقہ نہین - اور جو چیزین ایسی ہون کہ نہ مقدار مین ایک ہون نہ جنس مین ایک تو اونمین زیادتی اور اُدہار دونو حلال ہین مثلاً کپڑا روپیہ کے بدلے یا غلہ اشرفی روپیہ کے بدلے بیچے تو زیادتی بھی درست ہی اور یہ بھی ضرور نہین کہ اِس ہاتھہ دی اِس ہاتھہ لے بلکہ اُدہار بیچنا بھی جائز ہی - اور جو چیزین کہ ناپی جاتی ہین مثلاً گیہون اور جَو وغیرہ غلہ کے اقسام اور نمک اور خرما اور جو چیزین تولیجاتی ہین جیسے چاندی سونا اور جو رطل سے منسوب ہین اون چیزونکو اونہین کی جنس سے برابر برابر فروخت کرنا درست ہی کمی بیشی کے ساتھہ درست نہین اور کھرا کھوٹا اونمین ایک حکم رکھتا ہی یعنی یہ نہین ہوسکتا کہ کھری چیز کم لیجاوی اور کھوٹی اوسکی عوض مین زیادہ

دیجاوے - اوران چیزونمین معین ہونا معتبر ہے یہ ضرور نہین کہ بائع اور مشتری مبیع اور ثمن پر قبضہ بھی کرلین یعنی اگر گیہون کے عوض گیہون بیچ جاوین تو دونو کو معین کردینا مجلس عقد مین معتبر ہے یہ ضرور نہین کہ اوسی وقت قبضہ بھی کرلین اور یہہ صورت عقد صرف کے سوا ہی یعنی اگر مبیع اور ثمن دونو ثمن کی چیزین ہون مثلاً روپیہ اشرفی ہون یا چاندی سونا تو اس صورت مین مجلس عقد مین بائع اور مشتری کا قبضہ کرنا شرط ہی - ایک مٹھی غلہ کو اسیکی دو مٹھی کی عوض اور ایک سیب کو دو کے عوض اور ایک انڈہی یا اخروٹ یا خربا یا پیسے کو اونمین سے دو کی عوض بیچنا درست ہی اسلئے کہ ان چیزونمین ناپ اور تول جو ربوا کا سبب ہے پایا نہین جاتا - گوشت کو جانور کے عوض اور گڑی کو روٹی کے عوض اور پختہ خربا کو پختہ کے عوض خواہ خشک کے عوض جو وزن مین برابر ہون بیچنا درست ہی کمی بیشی کے ساتھہ درست نہین - اور انگور کو انگور خواہ کشمش کے عوض اور مختلف کو مختلف کو ایک دوسرے کے عوض کمی بیشی سے بیچنا درست ہی - گاہی کے دودہ کو بکری کے دودہ کی عوض اور خربا کے سرکہ کو انگوری سرکہ کے بدلہ مین اور بیٹ کی چربی کو چکتی کی چربی یا گوشت سی اور روٹی کو گیہون خواہ آٹے کے بدلہ بیچنا کمی بیشی کے ساتھہ درست ہی - گیہون کو آٹے کے بدلی خواہ ستون کے عوض کم زیادہ بیچنا درست نہین - زیتون اور تلون کو تیل کے بدلہ مین بیچنا درست نہین یہان تک کہ تیل کی مقدار اوس تیل سی زیادہ نہو جو زیتون اور تلون مین ہی کیونکہ اس صورت مین جسقدر تیل زیادہ ہوگا وہ دونو کی کھلی کی عوض ہوجاویگا - روٹی کو وزن سی قرض لینا چاہئی نہ شمار سی اسلئے کہ روٹیون مین فرق بہت ہوا کرتا ہی تو کمی بیشی کا احتمال ہے - مالک اور غلام مین اور مسلمان اور حربی مین دار الحرب کے اندر ربوا ثابت نہین ہوتا *

باب اون حقون کے بیان مین جو مبیع مین داخل ہوجاتے ہین اور جو داخل نہین ہوتے - بیت یعنی حجرہ مبیع اوسکے کل حقوق کے خرید کرنیمین بالاخانہ داخل نہین ہوتا

اور منزل یعنی مکان کی خرید مین بھی بالاخانہ داخل نہین ہوتا جب تک یہ نہ لکھا جاوے کہ معہ تمام حقوق مکان کے خریدا یا اسکی تمام منافع سمیت مول لیا یا تھوڑی بہت چیز جو اس مکان مین ہے یا اوس سے متعلق ہی اوسکے ساتھ مول لیا تو ایسی طرح ذکر آجانیسے بالاخانہ بھی داخل ہوجاتا ہی اور دار یعنی گھیر کی خرید مین بالاخانہ بدون ذکر کے داخل ہوجاتا ہی جیسے مکان کی خرید مین پاخانہ داخل ہی مگر گھیر کی خرید مین سائبان شامل نہین جب تک کہ معہ کل حقوق نہ لکھا جاوے واضح ہو کہ بیت کوٹھری کو کہتی ہین جسمین دروازہ اور چھت ہو اور منزل مکان کو کہتی ہین جسمین کوٹھریان اور دالان اور آنگن ہون اور دار اوس گھیر کو کہتی ہین کہ اوسمین مکان اور آنگن اور اصطبل اور پاخانہ اور سب ضروری حاجت کی چیزین ہون۔ زمین کی بیع مین راستہ اور پانی بہنیکی جگہ اور گھاٹ داخل نہین ہوتے جب تک کہ ایسی طرح نہ لکھا جاوے کہ کل حقوق کے ساتھ بیع کیا بخلاف کرایے کے یعنی اگر زمین خواہ مکان کو بدون ذکر کل حقوق کے کرایے لے تو شیا مذکورہ داخل کرایہ ہوجاتی ہین ٭

باب بیع اگر کسی دوسرے کی نکل آوے اور وہ مدعی ہو اوسکی بیان مین۔ اول یہہ جاننا چاہیے کہ گواہ ایسی حجت ہین جو سب لوگون پر قائم ہوسکتی ہین یعنی اون سے لوگون پر ہر طرح کا دعوی ثابت ہوجاتا ہی مگر اقرار ایسا نہین وہ اقرار کرنیوالے ہی پر کچھہ ثابت کرتا ہی دوسرے پر اوس سے کچھہ نہین ثابت ہوتا۔ ملک کے دعوی مین تناقض اور خلاف پایا جانا ممنوع ہی لیکن آزادی اور طلاق اور نسب مین تناقض کا ہونا کچھہ مضائقہ نہین مثلاً اگر ایک لونڈی خریدی اور پھر دعوی کیا کہ یہہ زید کی ملک ہی تو یہہ دعوی ممنوع اور غیر مقبول ہی اسلیئے کہ خرید پر جرأت کرنی دلیل اسبات کی ہی کہ اوسکی عندیہ مین لونڈی بالکہ کی ملک ہی نہ غیر کی اب جو زید کی بتاتا ہی تو ملک کے دعوی مین خلاف ہوا اسی جہت سے مقبول نہین اور اگر لونڈی خرید کر اپنی قبضہ مین لایا اور پھر مدعی ہوا کہ یہہ زید کی آزاد کی ہوئی ہی تو آزادی کے باب مین اوسکا دعوے باوجود تناقض کے مقبول ہی اسیطرح اگر کوئی عورت

باب بیع اگر کسی دوسرے کی نکل آوے اور وہ مدعی ہو اوسکی بیان مین

مال کے عوض شوہر سے خلع کرلے پھر دعوی کرے کہ شوہر نے خلع سے پیشتر مجکو تین طلاقین دی ہین تو یہہ دعوی بھی باوجود تناقض کے مقبول ہوگا ایسا ہی اگر بائع غلام کو بیچکر مشتری کے حوالہ کرے بعد اسکے مدعی ہو کہ وہ غلام میرا بیٹا ہی تو گو تناقض پایا جاتا ہی مگر دعوی نسب کا سُنا جاویگا۔ اگر بکی ہوئی لونڈی بچہ جنی پھر گواہون سے یہ ثابت ہو کہ یہہ کسی دوسرے کی ہی یعنی زید مثلاً گواہون سے ثابت کردے کہ یہہ میری لونڈی ہی بائع کی نہین تھی جو بیچڈالی تو وہ لونڈی اور بچہ دونو زید کو ملینگے اسلئے کہ گواہ چلتی ہوئی حجت ہین غیر پر تو لونڈی اور بچہ دونو کی ملک ثابت ہوگی اور اگر مشتری خود اقرار کرے کہ یہ لونڈی زید کی ہی تو اس صورت مین بچہ لونڈی کے ساتھہ نہو گا اسلئے کہ اقرار آدہوری حجت ہی۔ اگر زید نے مشتری سے کہا کہ تو مجکو خرید لی کہ مین غلام ہون اور مشتری نے خرید لیا پھر معلوم ہوا کہ وہ آزاد ہی پس اگر بائع موجود ہو یا موجود نہو مگر اوسکی جگہہ اور پتا معلوم ہو تب تو مشتری کا زید پر کچھہ دعوی نہین بلکہ بائع پر دعوی ہوگا اور اگر بائع کا ٹھکانا معلوم نہو تو مشتری اپنی دام زید سے لے اور وہ بائع سے برخلاف رہن کے یعنی اگر کوئی شخص زید کو جو اقرار اپنی غلامی کا کرکے گرو رکھلی بعد اسکے آزاد نکلی تو خواہ راہن موجود ہو یا نہو مرتہن زید سے کچھہ نہ لے بلکہ راہن سے اپنی دام مانگے۔ زید نے ایک مکان مین کچھہ اپنا حق بیان کیا اور صاحب مکان نے اوس سے تھوڑا روپیہ دیکر صلح کرلی پھر وہ مکان تہوڑا سا عمرو کا نکلا تو مکان والا زید سے کچھہ نہ پاوے لیکن اگر زید تمام مکان کا دعوی رکھتا تہا اور مالک نے سودیکر اوسکو راضی کیا اور پھر کچھہ مکان عمرو کا نکلا تو مالک مکان زید سے اوسقدر کا دام حصہ رسد پیسے جتنا کہ عمرو کا استحقاق ہو یعنی اگر عمرو نے آدہا مکان لیا ہو تو زید سے پچاس پیسے اور چوتہائی ہو تو پچیس۔ اگر کوئی شخص غیر کی ملک کو فروخت کردی تو مالک کو اختیار ہی چاہے بیع توڑ دے یا جائز رکھے اور قیمت خود لیلے مگر جائز رکھنا اوس صورتمین ہی کہ بائع اور مشتری اور مبیع اور خود مالک موجود ہون اور اگر ان چار حق مین سے کوئی ہلاک ہوجاویگا تو بیع کا

جائز ہونا نہو سکیگا بلکہ توڑنا ہی پڑیگا - اگر بائع نے کسی کا غلام غصب کر کے بیچڈالا اور مشتری نے اوسکو آزاد کر دیا پھر مالکِ غلام نے غاصب کی بیع کو درست رکھا تو مشتری کا آزاد کر دینا بھی درست ہوا وہ غلام آزاد رہیگا لیکن اگر مشتری نے غلام مذکور کو دوسرے کے ہاتھ بیچدیا تو صورتِ مذکورہ مین مشتری کی بیع جائز نہو گی - اور اگر غلام مذکور کا ہاتھ مشتری کے پاس کسی نے کاٹ ڈالا اور مالک نے غاصب کی بیع کو درست رکھا تو تاوان ہاتھ کاٹنے کا مشتری کو ملیگا اور مشتری کو چاہئے کہ تاوان اگر نصف قیمت غلام سے زیادہ ہو تو اوسکو فقیرون پر خیرات کر دے اسلئے کہ اس مشتری کا حق دینا ہی ہے جو غلام مذکور کی نصف قیمت سے زیادہ حق نہین - اگر زید نے عمرو کا غلام بدون اوسکی اجازت کی بیچ کے ہاتھ بیچڈالا پھر بکر نے گواہ گذرانے کہ زید نے اقرار کیا تھا کہ مالک نے مجکو اجازت بیع کی نہین دی یا گواہون سے یہہ ثابت کیا کہ مالک یعنی عمرو کا اقرار ہے کہ مین نے اجازت نہین دی اور اس گواہی سے بکر اوس غلام کو ہٹانا چاہے زید پر تو مقبول نہو گا اسواسطے کہ یہہ گواہی خرید کرنیکی پیش دستی کے خلاف ہے اور اگر بائع خود تقاضی کے یہان اقرار کرے کہ مجکو مالک کی اجازت تھی تو بیع ٹوٹجاویگی اگر مشتری توڑنیکی درخواست کرے - اگر بائع نے غیر کا مکان بیچڈالا اور مشتری نے اوسکو اپنے مکان مین ملالیا تو بائع کو اوس مکان کی قیمت مالک کے حوالہ کرنی نہ پڑیگی یعنی جس صورتمین کہ بائع اقرار کرے کہ مین نے مکان زبردستی لیکر بیچڈالا اور مشتری اوسکو جھوٹا بتادے

باب سَلَم یعنی بدہنی کے بیان مین کہ قیمت اوّل دیجاوے اور مبیع کچھ دنون کے بعد آیندہ دیجاوے - جن چیزونکی صفت بیان کر دینی اور اونکی مقدار کا معلوم ہو جانا ممکن ہو اونمین سلم درست ہے اور جنمین صفت کا بتانا اور مقدار کا جتانا غیر ممکن ہے اونمین بدہنی درست نہین اس سے یہہ نکلا کہ تانبے کی چیزین اور تول کی چیزین جو متفاوت ہون یعنی ثمن کے عوض بکتی ہون اونمین سلم درست ہے اس قید سے روپیہ اشرفی نکلگئی کیونکہ وہ خود ثمن ہین

گو تول کی چیزون مین اور شمار کی چیزون مین جو قریب قریب ایکسی ہون مثلاً اخروٹ اور انڈے اور پیسے اور کچی اور پکی اینٹ بشرطیکہ اونکا سانچا معلوم ہو اور گز سے ناپی ہوئی چیز جیسے مثلاً کپڑے مین بشرطیکہ گز گت اور صفت اور بناوٹ معلوم ہو سلم درست ہے مترجم کہتا ہے کہ پیسون مین جو سلم مذکور ہے اون سے مراد غیر مروج پیسے ہین اور مروج پیسے امام محمد صاحب کے نزدیک ثمن مین داخل ہین اونکی بیع سلم درست نہین - اور جانورون اور اونکی ہاتہ پانون اور سری مین اور چمڑے مین شمار کی رو سے اور لکڑی مین گنتی کے اعتبار سے اور ترکاریون مین گڈیون سے اور جواہر اور موتون مین سلم ناجائز ہے - جو چیز معاملہ کے وقت خواہ ادا کرنیکے وقت موجود نہو اوسمین سلم درست نہین - تازی مچھلیون مین سلم درست نہین ہان اگر نمک لگا کر اونکو سکھا لیا ہو تو وزن سے اونمین سلم جائز ہے اور گوشت مین سلم درست نہین - جس پیمانہ اور گز کی مقدار معلوم نہو اوس سے سلم درست نہین - کسی خاص گانو کے گیہون وغیرہ مین یا خاص درخت کے میوہ مین سلم درست نہین اسلئے کہ ہوسکتا ہے کہ اوسمین کچہ نہ پیدا ہو - سلم کی درستی کے لئے چھ شرطین ہین اوّل جس چیز مین سلم کرنی ہے اوسکی جنس کا بیان کہ گیہون ہین یا دوسری جنس دوم اوسکی نوع کا بیان کہ بارانی ہونگے یا چاہی سوم اوسکی صفت کا بیان کہ موٹے ہونگے یا پتلے چہارم مقدار کہ ناپ مین یا تول مین کتنے ہونگے پنجم مدت ادا کرنیکی کہ کب دئی جاوینگی اور کمترمدت ایک مہینا ہے ششم جو چیز پیشگی دیجاوے اوسکی مقدار باعتبار ناپ یا تول یا شمار کے بیان ہونی چاہئے کہ اتنے روپیہ مثلاً دیتے ہین ہفتم وہ جگہ جہان سلم کی چیز ادا ہوگی بشرطیکہ ایسی چیز ہو جسمین باربرداری چاہئے اور اگر باربرداری کی حاجت نہو تو جگہ کے بیان کی حاجت نہین جہان چاہے وہان حوالہ کرے آٹھوین اصل مال جسکے بدلہ مین سلم ٹھہری ہے اوسکو ایک دوسرے سے جدا ہونیکے پیشتر لیلینا ہے پس اگر ایک پلہ گیہون کے لئے بیس روپے ٹھہرے اور دس نقد دئی اور دس اُدہار رکھے تو اُدہار کے دس کی سلم باطل ہوگئی اسلئے کہ آٹھوین شرط نپائی گئی - راس المال اور سلم والی

چیز مین قبضہ کرنیسے پیشتر تصرف کرنا درست نہین یعنی کسی دوسرے کو شریک کرلینا خواہ تولیہ کے ساتھہ تولیہ وغیرہ کرنا درست نہین - اگر زید نے عمر سے بیع سلم کی پہر اوسکو اقالہ کیا تو زید عمرو سے اپنی راس المال کے بدلے مین کوئی دوسری چیز نہ لے بلکہ جو مال عمرو کو دیا ہو وہی پہیر لے کرہ اوسکا بدلنا جائز نہین اور اس مسئلے مین امام شافعیؒ کا خلاف ہی اور دلیل امام اعظمؒ کی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ نہ لیوی سوا سلم کی یا اپنی راس المال کے - زید نے عمر سے گیہون مین سلم کی اور عمر نے ایک پیمانہ گیہون کا مول لیا اور زید سے کہا کہ اوس پیمانہ کو قبضہ کرلو اپنے حق کرنے مین تو یہہ درست نہوگا لیکن یہ صورت قرض مین درست ہی یعنی اگر زید کا قرض عمرو پر ایک پیمانہ ہوا اور عمرو پیمانہ خرید کر زید سے کہدی کہ اپنے قرض مین اسکو بائع سے جاکر لے تو درست ہوگا یا یہ کہ عمرو زید سے کہی کہ جس مال مین سلم ہوئی ہو اوسکو میری طرف سے جاکر قبضہ کرلو اور پہر اپنی طرف سے قبضہ کرلینا اور زید نے ایسا ہی کیا تو یہہ قبضہ کرنا بھی درست ہے - اور اگر زید عمر سے کہے کہ سلم کا غلہ میرے برتن سے ناپ دو اور عمرو اوسکے برتن سے ناپدی اور زید موجود نہو تو یہہ قبضہ درست نہوگا بخلاف مبیع کے کہ اگر مشتری بائع سے کہے کہ غلہ مبیع میرے برتن سے ناپ دی اور مشتری کے پیچھے اوسکے برتن سے ناپ دیگا تو درست ہوگا - اگر ایک لونڈی دیکر زید نے عمر سے گیہون کے بدہنی کی اور عمر نے لونڈی پر قبضہ کرلیا پہر دونونے اس سلم کو توڑ ڈالا اور بعد اقالہ کے وہ لونڈی مرگئی تو اقالہ درست ہوگا اور اگر پہلے اقالہ سے مرجاوی تب بھی اقالہ باقی رہتا ہی اور عمرو کو قیمت دینی پڑیگی اور اس حکم کا عکس ہے اگر لونڈی کو عمر نے ہزار کو خرید کیا ہو زید سے یعنی خرید کی صورت مین اگر مرجاوے اور بائع اور مشتری اوسکی مرنیسے پہلے یا پیچھے اقالہ کرین تو دونو صورت مین اقالہ باطل ہوجاتا ہے اور اگر بیع سلم مین ایک دعوی کرے کہ خراب چیز ٹھہری تھی اور دوسرا انکار کری یا ایک کہی کہ ادا کیوا سلی مدت ٹھہری تھی اور دوسرا منکر ہو تو قول اوسکا معتبر ہوگا جو مدعی خراب ہونیکا یا مدت کی ٹھہرنیکا ہوا اور جو اوسکا منکر ہوگا اوسکا قول معتبر نہوگا اسلئے کہ مدعی کا قول معاملہ سلم

کے موافق ہی کہ حلم مین بیان صفت اور بیان مدت ضرور ہوتا ہی اور سنکر کا قول اوسکی خلاف ہی
- اور بیدہنی خشت اور ہوزہ اور آفتابہ جیسی چیزونمین درست ہی اور ایسی چیزون کو کاریگر کی
سائی پر بنوانا بھی جایز ہے مگر بنوانیوالیکو دیکھنی پر اختیار ہی چاہے لے یا نہ لی اور کاریگر کو
اختیار ہی کہ بدون بنوانیوالیکے دیکھے اپنی چیزون کے ہاتھہ فروخت کردی اور اگر ان
چیزونکو بناکر دینی کا کوئی وقت معین کردیا جاوی تو اسکا حال بیع سلم کا سا ہوگا ٭

مسائل متفرقہ یعنی بیع کے مختلف مسئلے - کتے اور چیتے اور درندہ جانورون اور
پرندون کی بیع درست ہی - ذمی سوا شراب اور سور کے اور بیعون مین مثل مسلمان کے ہے
سور اور شراب کی بیع مسلمان کو درست نہین اور ذمی کو درست ہی - اگر عمر نے بکر سے کہا
کہ اپنا غلام زید کے ہاتھہ ہزار کو بیچڈال اس شرط سی کہ مین ہزار کی سوا سو روپیہ کا تجکو ضامن ہون
اور بکر نے ایسا ہی کیا تو بیع درست ہوئی اور ضامن ہونا باطل ہی ہان اگر عمر و آتنا اور
کہدی کہ قیمت سی یعنی ہزار کے سوا سو روپیہ کا قیمت سی ضامن ہون تو اس صورت مین بکر
کے ہزار تو زید پر ہون گے اور سو عمر و پر اگرچہ بیع گیارہ سو کو کی ہے - اگر لونڈی کا
خاوند اپنی بی بی خریدی اور بعد خریدنیکے اوس سے صحبت کری تو یہہ صحبت کرنا حکم قبضہ
کرنیکا رکھتا ہی دوسرے قبضہ کی حاجت نہین - اگر زید نے غلام مول لیا اور کہین چلا گیا
اور بائع نے گواہ گذرانے کہ مین نے غلام کو زید کے ہاتھہ بیچا ہی اور دام نہین پائی اور زید
کا ٹھکانا پتا معلوم ہی کہ اوس جگہہ ہی تو اس صورت مین غلام بائع کے قرضہ مین فروخت نہین
کیا جائیگا اور اگر اوسکا پتا معلوم نہو کہ کہان گیا ہی تو غلام مذکور بائع کا دام ادا کرنیکی بابت
فروخت کردیا جاویگا - اگر دو شخصون نے ایک چیز مول لی اور ایک غائب ہوگیا تو موجود
کو اختیار ہی کہ بائع کو کل دام دیکر مبیع پر قبضہ کرلے اور اوسکو اپنے پاس رہنے دی جب تک کہ
اپنے شریک سی اوسکی حصہ کے دام نہ بھرلے - اور جو شخص ایک لونڈی ہزار مثقال سونے
چاندی کے عوض فروخت کری تو دو نو نصف نصف ہونگی یعنی پانسو سونے کے اور پانسو

چاندی کے - اور اگر کھرے دامون کی عوض مین کھوٹے باٹ کے حوالہ کئے اور وہ جاتے رہے تو دام ادا ہو گئے - اگر کسی شخص کی زمین مین پرند بچے نکالین یا انڈے دین یا ہرن رہنے لگے تو وہ اسکے ہونگے جو اونکو پکڑلے خاص زمین والیکے نہون گے - جو چیزین کہ شرط فاسد سے باطل ہوجاتی ہین اور شرط فاسد سے اونکو مشروط کرنا درست نہین وہ یہ ہین بیع اور قسمت اور اجارہ اور رجعت اور مال کی عوض صلح کرنی اور قرض سے بری کرنا اور وکیل کو معزول کرنا اور اعتکاف کو اپنے ذمہ پر لازم کرنا اور کھیتی ملکر آپسمین کرنی اور درختون کو ملکر پانی دینا اور کسی حق کا اقرار کرنا اور کسی چیز کو وقف کرنا اور کسی کو پنچ مقرر کرنا کہ ان سب مین اگر شرط فاسد ہوگی یا شرط فاسد پر مشروط ہونگی تو عقد باطل ہوگا - اور جو چیزین شرط فاسد سے باطل نہین ہوتین وہ یہ ہین قرض اور ہبہ اور صدقہ اور نکاح اور طلاق اور خلع اور آزاد کرنا اور گرو رکھنا اور وصیت کرنا اور کسی کو اپنا وصی مقرر کرنا اور شرکت اور مضاربت اور قاضی کرنا اور امیر بنانا اور ضامن ہونا اور حوالہ کرنا اور وکالت کرنا اور بیع کا اقالہ کرنا اور غلام کو مکاتب کرنا اور اوسکو تجارت کی اجازت دینی اور بچہ کے نسب کا دعوی کرنا اور جو خون دانستہ ہوا ہو اوس سے صلح کرنی اور زخم سے صلح کرنی اور جزیہ دینے کا معاملہ کرنا اور مبیع کی واپسی کو عیب کے سبب یا شرط کے اختیار کے باعث پر مشروط کرنا اور قاضی کو معزول کرنا کہ ان سب صورتون مین اگر شرط فاسد سے مشروط کریگا تو معاملہ درست ہوگا اور مشروط کرنا باطل ۔

باب بیع صرف یعنی نقد کو نقد کے عوض بیچنے کے بیان مین - صرف اوس بیع کو کہتے ہین کہ ایک ثمن کو دوسرے ثمن کے عوض مین فروخت کرے مثلاً روپیہ کو اشرفی کے عوض یا سونے چاندی کے عوض خواہ روپیہ کو روپیہ کے عوض پس اگر دونو ایک جنس کے ثمن ہون مثلاً روپیہ کو روپیہ کے عوض یا اشرفی کو اشرفی کے عوض فروخت کرنا چاہین تو بیع کی درستی کے لئے شرط یہ ہے کہ دونو تولمین برابر ہون کم زیادہ نہون اور بائع اور مشتری کا قبضہ مجلس عقد مین ہوجاوے

ل یعنی خلع کو کہا ق دیکر اوس سے بھوجھ کرنا ۱۲

ع مکروہ سے کھسال یا طلاق دینے کو خلع کہتے ہین ۱۲

ب باب بیع صرف کے بیان مین

اگر چہ دونو جنس ایک ہی ہون اور قسمتین جدا ہون مثلاً اگر چہ روپیہ کو گنکر دیا جاوے
لیکن اوسکو اوقت درست ہوگی کہ دونو وزن مین برابر ہون اور اوسی مجلس مین قبضہ کر لیا جاوے
اور اگر مختلف جنس مین قرض ہو اور مجلس کے ثمن کا مساوی مثلاً روپیہ کو اشرفی کے عوض بیچنا منظور
ہو تو تین شرطون کے ساتھ بیع درست ہوگی بائع اور مشتری مجلس عقد مین قبضہ کرلین وزن کی برابری
شرط نہین اس سے یہہ نکلا کہ اگر سونیکو چاندی کے عوض اگل سے بیچین اور اوسی مجلس مین قبضہ کرلین
تو بیع درست ہوگی اسلئے کہ دو جنسون کے ہونیکی حالت مین وزن کی کمی بیشی کا تو مضائقہ نہین مگر مجلس
مین قبضہ کرنا لازم تھا وہ ہو چکا۔ بیع صرف مین قبضہ کرنیسے پیشتر ثمن مین تصرف کرنا درست نہین
مثلاً ایک اشرفی کے روپیہ بھنائی اور اونکو بدون قبضہ کرنیکے مشتری سے اوسکی عوض مین ایک سامان
خرید لیا تو اس سامان کی بیع فاسد ہوگی اسلئے کہ ثمن مین قبضہ سے پیشتر تصرف کیا۔ اگر بائع نے چاندی
لونڈی ہنسلی پہنچی دو ہزار کو بیچی کہ ہر ایک کی قیمت ہزار ہی اور مشتری نے ہزار روپیہ اوسکو اوقت
دئے تو یہہ ہزار ہنسلی کے دام ہون گے اسلئے کہ ہنسلی کی بیع صرف مین داخل ہی تو درستی
بیع کے لئے ہزار نقد کو ہنسلی کا دام ٹھہرا دینگے اور اگر دو ہزار کو خریدی اسطرح کہ ہزار نقد اور ہزار
اُدھار تو نقد ہنسلی کا دام ہوگا تاکہ بیع درست ہو۔ اگر بائع نے ایکسو اوزار تلوار کو بیچی جسمین پچاس کا
زیور ہی اور مشتری نے پچاس نقد دئے تو یہہ اوس زیور کا دام ہی اگرچہ مشتری نہ کہے کہ یہہ
زیور کا دام ہو یا یہ کہدے کہ یہہ پچاس مجملہ دونو کے دام کی ہی اور اگر بائع اور مشتری
مول قول کرکے بدون لئے دئے علحدہ ہوجاوین تو اگر زیور تلوار کا اسطرح لگا ہوگا کہ بدون ضرر
کے اوسسے علحدہ ہوسکتا ہی تب تو تلوار کی بیع درست ہوگی اور زیور کی باطل اور اگر اسطرح
لگا ہو کہ بدون ضرر کے جدا نہو سکے تو دونو کی بیع باطل ہوگی۔ اور اگر بائع نے ایک چاندی کا
برتن فروخت کیا اور مشتری نے کسیقدر دام لیا اور دونو علحدہ ہوگئے تو جسقدر کا دام لیا اُسقدر کی پیمائش کی قدر مین
اور مشتری قدار مین مشترک رہیگا اور اگر دو جنس سے ہو اور اسکی کسی قسم کا کل آوے تو مشتری کو
اختیار ہوگا چاہے کل کو قسمت واپس کرکے پیسے واپس لے لے چاہے کل کو بیچ مین داخل کرکے

کیا بائع نے فروخت کیا اور اوسمین سے کسیقدر دوسری کا نکلا تو مشتری باقی کا مکرا احصہ دام کے عوض لے لے پھیر دینے کا اختیار نہین اسلئے کہ برتن مین تو شرکت سے نقصان ہوتا ہی اسلئے پھیرنے کا اختیار دیا گیا اور چاندی کے ٹکڑی مین شرکت سے کچھ نقصان نہین اسلئے پھیر نیکا اختیار نہوگا - اور جن صورتون مین کہ ایک جنس مقابل دوسری جنس کی ہوسکتی ہو اونکی بیع کمی بیشی کے ساتھ درست ہی مثلاً ایک اشرفی اور دو روپیہ کو دو اشرفی اور ایک روپیہ کے عوض بیچنا اور ایک ایک پلہ گیہون اور جو کو دو ٹوکری دو دو ویلہ کے عوض اور گیارہ روپیہ کو دس روپیہ اور ایک اشرفی کے عوض اور ایک کھرے دو دو کھوٹے روپیون کو دو کھرے اور ایک کھوٹے روپیہ کے عوض فروخت کرنا درست ہی اسلئے کہ دو روپیہ مقابل ایک اشرفی کے اور دو اشرفیان مقابل ایک روپیہ کے ہوسکتی ہین اسیطرح دو پلہ گیہون کے جو کے ایک پلہ کے عوض اور دو جو کے گیہون کے ایک کی عوض ہوسکتی ہین - اور جن چیزون مین کہ چاندی اور سونا غالب ہو وہ سونا چاندی ہی ہین یعنی ٹونی کے سکون وغیرہ مین اگر سونا یا چاندی زیادہ ہو تو اوسکا حکم نری چاندی سونے کا ہی یہان تک کہ اگر بے میل خالص چاندی سونے کو میلدار کے عوض فروخت کرین یا دونو طرف مین میلدار ہی ہون تو اونکی بیع بدون وزن کے برابر ہونیکی درست نہوگی مثلاً ایک اچھے روپیہ کو کھوٹی کی عوض فروخت کرین تو بیع جب درست ہوگی کہ دونو وزن مین برابر ہون اور جس صورتمین کہ وزن مختلف ہو بیع ناجائز ہوگی ہان اگر تول کی کمی والیلی کی طرف بٹہ لگالیا جائے تو بیع درست ہوگی - اور ایسے روپیونکا قرض لینا بھی وزن ہی سے درست ہی شمار سے نہین - اور جن روپیون اور اشرفیون مین میل کی چیز غالب ہو وہ روپیون اور اشرفیون کے حکم مین نہین ایسے سکون کو جنس کے ساتھ کمی بیشی سے بیچنا درست ہی اور اونکا قرض لینا رواج کے موافق وزن یا شمار یا دونو طرح سے درست ہی - اور اگر ایسے سکون کا رواج ہونوٹن مین اونکو قرار دینے سے معین نہون گے مثلاً ایسے دس سکون کی عوض کوئی چیز لی تو یہ ضرور نہین کہ جو دس بائع نے دیکھے ہون وہی دیوے بلکہ اونکے سوا کوئی سے دس ویسے ہی سکے

لہ لونا شمار یعنی اوپا تولنے کے جسکو اردو مین کہتے ہین بنت الحال من ۱۲

اور اگر رواج اوسکا نہو تو معین کرنیسے متعین ہوجاوینگے اسلئے کہ اس صورتمین اوسکا حکم ثمن کا نہ رہیگا
بلکہ اسباب کے حکم مین ہون گے - اور جن سکون مین ملونی برابر ہو یعنی جتنی چاندی ہو اتنی ہی
اور چیز ملی ہو پس اوسکا حال بیع اور قرض لینے مین تو اون سکون کا سا ہی جنمین چاندی زیادہ
ہو اور بیع صرف مین اون سکون کا سا ہی جنمین ملونی زیادہ ہو یعنی کمی بیشی کے ساتھہ بیع
درست ہوگی مگر مجلس عقد مین قبضہ کرنا شرط ہوگا - اور اگر اون سکون کی عوض جنمین ملونی
زیادہ ہو یا رائج پیسون کے بدلہ مین کسی چیز کو مول لیا اور پہر اون سکون یا پیسون کا چلن
نرہا تو بیع باطل ہوجاویگی - اور رائج پیسون کے عوض مین بیع درست ہی اگرچہ معین نکلے جانے
اسلئے کہ رائج پیسے مثل روپیون کے ہین اور رواج کی صورتمین ثمن ہوا کرتے ہین اور چلن
پیسون کی عوض مین بیع درست نہین جب تک کہ اونکو معین نکرے اسلئے کہ بے رواج پیسے
مثل اسباب کے ہین - اگر ایک شخص نے پیسے قرض لئے تھے بعد کو وہ بے چلن ہوگئے تو واجب
ہے کہ ویسے ہی پیسے قرضخواہ کی حوالہ کرے جیسا کہ قرض کا لیا ہے اون پیسون کی قیمت دینا
واجب نہین - اگر کوئی چیز نصف روپیہ کے پیسون کی عوض خرید کری تو بیع درست ہوگی اور نصف
روپیہ کے پیسے دینے پڑینگے - اور اگر صراف کو ایک روپیہ دے اور یہہ کہے کہ مجھکو ایک اٹھنی
رتی کم کی اور آٹھہ آنے پیسے دیدے تو صحیح ہی اسلئے کہ نصف روپیہ رتی کم تو اٹھنی رتی
کم کے مقابل ہوگا اور باقی یعنی نصف روپیہ رتی زیادہ مقابل پیسون کے ہوجاویگا

کتاب الکفالۃ اسمین کسیکے ضامن ہونے کا بیان ہی - دوسرے کے ذمہ کے
ساتھہ اپنا ذمہ ملانا مطالبہ مین ضمانت کہلاتا ہے یعنی جو مواخذہ اور تقاضا دوسرے کے
ذمہ ہے اوسکو اپنے اوپر لینا کفالت اور ضامنی ہی واضح ہو کہ جو شخص ضامن ہوتا ہی
اوسکو کفیل کہتے ہین اور جسکی طرف سے ضامن ہوتا ہے اوسکو مکفول عنہ اور جسکے واسطے
ضامن ہوتا ہی اوسکو مکفول لہ کہتے ہین پہر ضمانت کی دو قسمین ہین **اول قسم** ضامنی
ذات کی یعنی حاضر ضامنی ہے اور وہ درست ہی گو ایک شخص کے کئی ضامن ہون کہ ہر شخص

اوسکا حاضر ضامن ہوجاویگا - اور حاضر ضامنی اسطرح کہنے سے ہوتی ہے کہ کفیل یون کہے کہ مین اوسکی ذات کا کفیل ہوا یا ایسی جزو کا کفیل ہون جسسے بدن مراد ہوتا ہے مثلاً کہے کہ اوسکے منہ خواہ گردن خواہ سر وغیرہ کا کفیل ہون یا جز غیر معین کا کفیل بتاوے مثلاً کہے کہ اوسکے آدھے یا تہائی یا چوتہائی کا ضامن ہون یا یون کہے کہ یہہ شخص میرے ذمہ پر ہی یا میری طرف ہی یا مین اوسکا ذمہ دار یا طرف دار ہون تو ان سب الفاظ سے ضامن ہوجاتا ہی لیکن اگر یون کہیگا کہ مین اوسکے پہچاننے کا ضامن ہون تو اس جملہ سے ضامن نہوگا -

اگر ضامن کفالت مین شرط کردے کہ مکفول عنہ کو فلان وقت حاضر کردونگا تو اوسوقت مین اگر مکفول لہ درخواست کرے تو اوسکو لازم ہی کہ مکفول عنہ کو مکفول لہ کے سپرد کردی پہر اگر حاضر کردے تو بہتر ورنہ حاکم ضامن کو قید کرے اور اگر مکفول عنہ وہان نہو تو حاکم ضامن کو اتنی مہلت دی کہ ضامن اوسکے پاس جاوی اور چلا آوی پس اگر اسقدر مدت بھی گذر جاوی اور حاضر نکرے تو حاکم ضامن کو قید کری آور اگر مکفول عنہ ایسا غائب ہو کہ اوسکا پتا ٹھکانا معلوم نہو تو ضامن سے مواخذہ نہوگا اور نہ وہ قید ہوگا - اگر ضامن نے مکفول عنہ کو ایسی جگہہ حاضر کردیا کہ مکفول لہ وہان پر اوس سے جگڑ سکتا ہی مثلاً کسی شہر مین حاضر کردیا تو ضامن ضمانت سی بری ہوا - اور اگر قاضی کی کچہری مین حاضر کردینا ٹھہرا تہا تو وہین حاضر کرنا پڑیگا - مکفول عنہ کے مرنیسے یا ضامن کے مرجانے سے کفالت باطل ہوجاتی ہی مگر مکفول لہ کے مرنیسی باطل نہین ہوتی - ضامن حق ضمانت سی بری ہوجاتا ہے اگر مکفول عنہ کو مکفول لہ کے حوالہ کردینے اگرچہ کفالت کرنے مین یہہ نہ کہا ہو کہ اگر مین سپرد کردونگا تو بری ہوجاؤنگا - اسیطرح اگر مکفول عنہ خود حاضر ہوجاوی تب بھی ضامن ضمانت سی بری ہوجاویگا - اگر ضامن کے وکیل نے مکفول عنہ کو ضامن کی طرف سے حاضر کردیا یا ضامن کے قاصد نے اوسکو حاضر کردیا تو بھی ضامن بری ہوگیا - اگر ضامن کہے کہ جو کل کو مین حاضر نکردون تو مین ضامن ہون دس مال کا جو اوسپر ہی اور پہر کل کو حاضر نکرے یا مکفول عنہ مرجاوی تو ضامن کو اوسقدر

مال دینا پڑیگا - اگر ایک شخص دوسرے پر سو اشرفی کا دعوی کرے اور تیسرا شخص کہے کہ اگر مین کل اسکو نہ لاؤن تو یہہ سو اشرفی مجھپر ہین اور پھر کل کو اوسکو نہ پہونچا دی تو سو اشرفی اسکو مجھی پڑینگی - ایک شخص کسی حد یا قصاص مین ماخوذ ہے تو اوس سے جبڑ انکہا جاوی کہ تو اپنا حاضر ضامن کسیکو دیدی لیکن اگر وہ خوشی سے دی تو مضایقہ نہین - جب تک دو گواہون مستور الحال یا ایک گواہ عادل کی گواہی نہ گذر چکے تب تک حد یا قصاص کی علت مین مدعا علیہ کو قید کرنا نچاہئے - دوسری قسم ضمانت کی مال ضامنی ہی اور وہ درست ہی گو مال کی مقدار معلوم نہو مگر مکفول عنہ کی ذمہ پر دین صحیح ہو اور وہ ان الفاظ سے ہوتی ہی کہ ایک شخص یون کہی کہ مین ہزار روپیہ کا اوس سے ضامن ہون یا جو تیرا اوسپر ہے اوسکا یا جو تیرا نقصان ہو اس بیع مین اوسکا یا جو تو نے فلانے سے بیع کی وہ میرے ذمہ ہے یا جو تجھسے فلان شخص جہین لے وہ مجھپر ہے ان سب صورتون مین مال ضامن ہوجاویگا اب مدعی ضامن اور قرضدار دونو سے مواخذہ کرسکتا ہی لیکن اگر شرط ٹھہرجاوی کہ قرضدار بری ہو تو البتہ صرف ضامن سے تقاضا رہیگا اور اس صورتمین یہہ کفالت حوالہ ہوجاتی ہے یعنی قرض ضامن پر اوتر گیا اسیطرح اگر حوالہ مین حوالہ کرنیوالیکے بری الذمہ ہونیکی قید نہو تو وہ کفالت ہوجاتی ہے - اگر مدعی ضامن اور قرضدارین سے کسی سے تقاضا کرے تو اوسکو دوسرے سے بھی تقاضا کرنا درست ہے یہ نہین ہوسکتا ہی کہ دوسرا بری الذمہ ہیٹھا رہی - کفالت کا معلق کرنا اوس شرط پر جو مناسب عقد ہو درست ہی اور شرطین طرح پر عقد کفالت کی موافق ہوا کرتی ہے یا تو یہہ کہ مکفول عنہ کی ذمہ پر کوئی حق لازم ہوتا ہوا اوسکی شرط پڑے مثلا یون کہے کہ اگر بیع کسی اور کی نکلی تو مین ضامن ہون یا شرط مذکور یعنی مدعی کا حق مکفول عنہ سے مدعی وصول ہوسکنے کا ذریعہ پڑے مثلا اگر زید مکفول عنہ ہو اور کفالت اوسکی کوئی یون کرے کہ اگر زید آویگا تو مین اوسکا ضامن ہون یا مدعی کا حق مدعا علیہ سے وصول ہونا شرط ہوا اسکی شرط کفالت مین بیان کردیجاوے مثلا یون کہے کہ اگر مدعا علیہ شہر سے چلا جاویگا تو مین ضامن ہون تو اسطرح کی شرطین درست ہین مگر شرط نامناسب درست نہین مثلا یون کہنا

صحیح نہین اگر ہوا چلی تو مین ضامن ہون کیونکہ ہوا کا چلنا عقد کے مناسب نہین - پس اگر اسطرح کی شرط ناجائز کی تو کفالت صحیح ہی اور مال فورًا دینا واجب ہوگا اوس شرط کے پائی جانی پر موقوف نہوگا - ضامن نے کہا کہ جو مدعا علیہ پر مدعی کا نکلے مین اوسکا ضامن ہون اور مدعی گواہ لایا کہ میرے اوسپر ہزار ہین تو ضامن کو ہزار دینے ہونگے اور اگر مدعی گواہ نہ لاوی تو جتنا ضامن قسم کھاکر بتا دے اوسقدر کا ضامن ہوگا اور مکفول عنہ کا کہنا کفیل پر جاری نہوگا یعنی جسقدر مکفول عنہ اپنے اوپر بیان کریگا اوسقدر کفیل کو نہین دینا پڑیگا - اگر مکفول عنہ کے کہنے سے ضامن ہوا ہی تو جسقدر اوسکو مکفول عنہ کی طرف سے ادا کرنا پڑی وہ اوسی سے لے اور اگر اوسکے حکم سے ضامن نہین ہوا ہی تو مکفول عنہ سے کچھ نہین لے سکتا - کفیل مکفول عنہ سے تقاضا کرے جب تک کہ مکفول لہ کو اوسکی طرف سی مال نہ دیدی اور اگر مکفول لہ کفیل کے ساتھ ساتھ رہی تو کفیل بھی اصیل یعنی مکفول عنہ کے ساتھ ساتھ رہیگا - کفیل بری ہوجاتا ہی اصیل کے ادا کردینے سی - اگر مدعی اصیل کو بری کردی یا اصیل سی تقاضی کو ٹالدی تو کفیل بھی بری ہوجائیگا اور تقاضا بھی اوسپر سے ٹل جائیگا اسکے برعکس نہین صحیح ہی یعنی اگر کفیل کو مدعی بری کردے یا اوسپر سی تقاضی کو ٹالدے تو اصیل بری نہوگا نہ اوسپر سی تقاضا ٹلیگا - اصیل یا کفیل مین سے کسی نے صاحب مال سی جسکے ہزار آتے تھے پانسو پر صلح کرلی تو باقی سے دونو بری ہوگئے - اگر صاحب مال کفیل سی کہے کہ جس مال کا تو کفیل ہی وہ مینے تجھسے بھرپایا تو کفیل اصیل سی وہ مال لے گویا اصیل کیطرف سی کفیل نے مال ادا کیا ہی اسلئے کہ صاحب مال کو اوسکا اقرار ہی اور جب صاحب مال یون کہی کہ تو بری ہوا یا مین نے تجکو بری کیا تو کفیل اصیل سی کچھ نہین لے سکتا ہی کیونکہ اس صورت مین کفیل نے اصیل کیطرف سے کچھ نہین ادا کیا اور نہ صاحب مال کو کچھ لینی کا اقرار ہے اگر یون کہی کہ اگر ایسا ہو تو ضامن بری ہی یعنی بری ہونیکی کوئی شرط مقرر کرے تو یہہ شرط باطل ہی یعنی کفیل بری نہوگا - ضامنی حدود اور قصاص کے مقدمہ مین اور بیع اور گروچیز اور امانت کی ضامنی

لیونکہ وہ لفظ کہ بھرپایا اور لفظ وصول ہونیکی تفسیر ہی

باطل ہے لیکن ثمن کی ضمانت اور مغصوب چیز کی اور اوس شی کی جو مشتری خریدنیکی قصد سے لیا ہو
اور بیع فاسد کی بیع کی درست ہی - باطل ہی کفالت لادینکی کسی خاص کسی ایکے چارپایہ پر اور خدمت
کرنی غلام معین کی جو خدمت کیواسطے اجورہ دار مقرر ہو - اسیطرح باطل ہی کفالت بدون
طالب کفالت کی قبول کرنیکے اوسی مجلس مین یعنی حاضر ضامنی اور مال ضامنی تبھی درست ہی
کہ مکفول لہٗ مجلس عقد مین مان لے - اگر مریض کا وارث کفیل ہوا مریض کا تو اس صورت مین
بغیر قبول کرنے طالب کی کفالت جائز ہی اسیطرح کفالت مردہ مفلس کی بغیر قبول طالب کے صحیح
ہی وکیل کو موکل کے واسطے اوس چیز کی قیمت کا ضامن ہونا جسکے بیچنے کا یہ وکیل ہی باطل ہی
اسیطرح مضارب کو رب المال کے لئے اسباب مضاربت کی قیمت کی ضمانت کرنی یا دو شریکون
مین سے ایک کو ضامن دوسری کا ہونا شے مشترک کی قیمت کے بابت مثلاً اگر غلام مشترک دونو کا
ایک ہی عقد مین بکے تو ایک کو دوسرے کی ضمانت کرنی باطل ہے اور اگر دو عقد مین آدھا آدھا
بکے اور پھر ایک شریک دوسرے کا ضامن ہو تو صحیح ہی - عہدہ کے لفظ کے ساتھ کفالت
باطل ہی اسواسطے کہ عہدہ کے کئی معنی مین کاغذ وثیقہ عقد حقوق عقد خیار شرط
ضمان درک پس بسبب جہالت مطلب کی کفالت صحیح نہوگی - اسیطرح باطل ہی کفالت چھوڑانے
کی کیونکہ چھوڑانے کے معنی یہہ ہین کہ مبیع کو اوسکے مستحق سے چھوڑا کر مشتری کو دیدی اور
اسپر کفیل کو قدرت نہین ہی - اور باطل ہے کفالت مال کتابت کی مکاتب کیطرف سے

فصل اگر مدعا علیہ کفیل کو زر مطلوب دیدی پہلے اس سے کہ کفیل نے مدعی کو دیا ہو تو اب اوس سے
نہ پھیرے کیونکہ کفیل نے گو ابھی مدعی کو نہین دیا ہی مگر آگے کو تو دیگا - اس مال کی
تجارت سے اگر کفیل کچھ پیدا کرے مدعی کو دینے سے پہلے تو یہ نفع کفیل کا ہی مگر مدعا علیہ کو
پھیر دینا اس نفع کا اوسوقت مستحب ہے کہ مال مذکور شی معین ہو نہ نقد - اگر مدعا علیہ
اپنے کفیل سے کہے کہ مجھپر بیع عینہ کرلے یعنی مثل مطلس قرص خرید دے اور پھر اوسکو بیچکر
مکفول لہ کو میری طرف سے دیدے اور کفیل ایسا ہی کرے تو یہہ خرید کفیل کے واسطے ہی

اور جو نفع کہ اوس طلس کے بائع نے لیا وہ کفیل کے ذمہ ہی نہ مکفول عنہ کے واضح ہو کہ بیع عینہ اوسکو کہتے ہین کہ سو روپیہ اودھار کوکسی سے کچھ خرید کر تو سے روپیہ نقد کو اور کے ہاتھہ بیچڈالے پس صورت مذکورہ مین کفیل مکفول عنہ کے کہنے سی اوسکا وکیل نہین ہوجائیگا کہ نفع نقصان اوسکے موکل کے ذمہ ہو بلکہ خریدا اور جو اسمین نقصان یا دی کفیل کے ذمہ ہی کیونکہ جب ایک چیز قرض مول لی اور نقد بیچی تو کچھ نقصان ضرور ہوگا اور اوسی شی کے بائع کو نفع رہیگا۔ جو شخص کفیل ہوا اوس مال کا جو مدعی کا مدعا علیہ کے ذمہ نکلے یا اوسکا جو حاکم مدعی کو مدعا علیہ سی دلاوے اور مدعا علیہ غائب ہو جاوے اور پھر مدعی کفیل پر گواہ لاوے اس مضمون کی کہ میرے مدعا علیہ پر ہزار روپیہ آتی تھی یہہ گواہ اوسکے مقبول نہون گے یعنی کفیل سے ہزار نہ دلوائے جاوین گے جب تک مدعا علیہ حاضر نہو وی اور اگر مدعی اس مضمون کے گواہ لاوی کہ میرا مدعا علیہ اسقدر روپیہ یا مال ہی اور یہہ شخص اوسکا کفیل ہے اوسکے حکم سے تو اوس مال کے دلانیکا کفیل اور مدعا علیہ غائب دونون سی حکم کیا جاویگا اور اگر گواہون سے بغیر حکم مدعا علیہ کے کفیل ثابت ہو تو فقط کفیل ہی سی وہ مال دلایا جاویگا۔ اگر ایک شخص کفیل ہوا اسکا کہ جو اس بیع مین نقصان ہو وہ میرے ذمہ ہے تو یہہ کفالت گویا اوس بیع کا مان لینا اور اقبال ہی یعنی اگر پھر یہہ کفیل کہے کہ یہ شی مین نے مول لی ہی تو سنا نجائیگا۔ بیعنامہ پر گواہی یا مہر کردینی اوس بیع کا مان لینا نہین ہے یہان تک کہ اگر یہ گواہ دعوی کرے کہ بیع مین نے خریدی ہی تو سنا جائیگا کیونکہ گواہی اور مہر سے تو اتنا ہی ثابت ہی کہ عقد ہوئی خواہ کیسی ہی ہو فاسد یا باطل یا صحیح۔ اگر ایک شخص ضامن ہو دوسرے کی طرف سی اوسکی زمین کے خراج کا یا خراج کے بدلے مین کوئی شی گرو رکھی یا آفات وحوادث کا ضامن ہوا یعنی کہا کہ اگر حادثہ پڑیگا تو مجھ پر یا کسی چیز کی شرکو نہین بانٹنے کا ضامن ہو یہہ ضمانت اور رہن وغیرہ سب جائز ہین۔ کفیل اگر مکفول لہ سے کہے کہ مین فلان شخص کی طرف سی

تیسرے لئے اون سو روپیہ کا ضامن ہون جو ایک مہینہ مین اوسکو دینے تھے اور وہ کسی مہینہ کا وعدہ نہین ہے بلکہ حال مین میرے اوپر چاہین تو اس صورتمین ضامن کا قول معتبر ہے - زید نے ایک لونڈی خریدی اور عمرو ضامن ہوا کہ جو کچھ بیع مین نقصان ہوگا وہ بھریگا اور لونڈی کسی اور کی نکلی تو زید عمرو سے مواخذہ نکریگا جب تک کہ قیمت لونڈی کی قاضی کے حکم سے بائع سے واپس نہ کرلے ہان قیمت دلائی جانیکے بعد جو زید کو نقصان ہو وہ عمرو سے لے

باب دو شخصون کے ضامن ہونے اور غلام کے ضامن ہونیکے بیان مین - دو شخص قرضخواہ مین اور ہر ایک دوسرے کا ضامن ہوا قرضخواہ کے واسطے تو جو کچھ ایک ادا کریگا اوسکو دوسرے سے نہین لے سکتا اگر ایک آدھی قرض سے زیادہ ادا کردی تو اس زیادتی کو دوسرے سے لے سکتا ہے - اگر دو شخص ایک کے کفیل ہوئے تمام مال کے اور پھر یہ دونو آپسمین ایک دوسرے کے کفیل ہوئے تو جو کچھ ایک ادا کریگا اوسکا آدھا دوسرے سے لے یا جو کچھ ادا کیا ہے سب اصیل سے لے اگر اوسکے حکم سے کفالت ہوئی ہو - اگر مدعی ان دونو کفیلونمین سے ایک کو بری کردی تو دوسرے سے سب مال لے سکتا ہے - دو شخصون مین شرکت مفاوضہ ہے اور دونو مقروض ہین اور شرکت مذکور ان دونون نے توڑ ڈالی تو قرضخواہ جس سے چاہے سب قرض وصول کرسکتا ہے اور ہر ایک جب تک نصف سے زیادہ قرض ادا نکردی دوسرے سے کچھ نہین لے سکتا - اگر ایک شخص اپنے دو غلامون کو ایک ہی بار مکاتب کریگا اور یہ دونو غلام آپسمین ایک دوسرے کے کفیل ہوجائین تو جو کچھ ایک ادا کریگا اوسکا آدھا دوسرے سے وصول کریگا - اسی صورتمین کتابت کے بعد اگر مالک نے دونو مین سے ایک کو آزاد کردیا تو جسکو نہین آزاد کیا اوسکا زر کتابت جس سے چاہے لے سکتا ہے خواہ اوس آزاد سے خواہ مکاتب سے اگر آزاد سے مالک لے تو آزاد مکاتب سے لے سکتا ہے اور اگر مکاتب سے لے تو وہ آزاد سے کچھ نہین لے سکتا - جو شخص غلام کا ضامن ہوا اوس مال کا جو بعد آزادی کے اوسپر واجب الادا ہو یعنی

اگر کوئی ضامن نہوتا تو بعد آزادی کے اوسپر تقاضا ہوسکتا اس صورتمین وہ مال فی الحال واجب ہوگا آزادی پر موقوف نہین گو غلام نے اوسی معین کیا ہو کہ مجھپر اتنا چاہیئے - ایک شخص نے دوسرے کے پاس غلام کا دعوی کیا کہ میرا ہے اور ایک شخص ضامن ہوگیا کہ تمھارا ہوگا تو مین دونگا پھر غلام مرگیا اور مدعی گواہ لایا کہ یہہ میرا غلام تھا تو ضامن کو غلام کی قیمت دینی پڑیگی - اگر ایک شخص کسی غلام پر مال کا دعوی کرے اور کوئی شخص غلام کے حاضر کردینے کا کفیل ہوجاوی اور غلام مرجاوے تو حاضر ضامنی والا بری ہوجاویگا ضمانت سے - اگر غلام مالک کا ضامن ہوا اوسکے حکم سے اور مالک نے غلام کو آزاد کردیا اور غلام نے آزادی کے بعد مال مدعی کو ادا کردیا یا مالک غلام کا ضامن اوسکی اجازت سے ہوا اور غلام کی آزادی کے بعد مال غلام کی طرف سے ادا کیا تو ان دونو صورتمین غلام اور مالک ایک دوسرے سے مطالبہ نہین کرسکتے کیونکہ آزادی سے پہلے اگر ایک دوسرے کی طرف سے ادا کردیتا تو دوسرے سے کچھہ نہین لے سکتا تھا اسیطرح بعد آزادی کے ہوگا واللہ اعلم ٭

کتاب الحوالۃ اسمین حوالہ کردینے کا بیان ہے - حوالہ کہتے ہین قرض کو ایک ذمہ سے دوسرے پر اوتار دینا - قرض مین حوالہ درست ہے مگر عین مین یعنی معین چیز دینمین درست نہین اگر محتال یعنی قرضخواہ جسکے مال کو دوسرے پر اوتارا اور محتال علیہ جسپر اوتارا راضی ہون تو حوالہ صحیح ہوگا - بعد حوالہ کے محیل یعنی قرضدار جسنے اپنی ذمہ سے اوتار دیا اوس قرض سے بری ہوجائیگا اگر محتال اور محتال علیہ نے حوالہ قبول کیا - محتال محیل کے اوپر پھر تقاضا نکرے لیکن اگر اوسکا حق ہلاک ہوجاوے یا محتال علیہ انکار کرے اور اس انکار پر قسم کھالے اور اوسپر کوئی گواہ بھی حوالہ کے قبول کرنیکا نہو یا محتال علیہ مفلس ہوکے مرجاوے اس صورتمین قرضخواہ اصل قرضدار سے رجوع کرسکتا ہے کیونکہ جسپر قرض اوتارا تھا اوس سے وصول نہوا - اگر محتال علیہ محیل سے وہ مال مانگے جو اوسپر اوتارا تھا اور محیل کہے مین نے مفت حوالہ نہین کیا تھا بلکہ میرا جو تجھپر آتا تھا اوسکے بدلہ مین مینے اپنا قرض

تجھپر اتار دیا تھا تو یہہ کہنا محیل کا معتبر نہوگا اور محتال علیہ کے ذمہ پر قرض ثابت نہوگا اور اوسی کا قول معتبر ہوگا — اگر محیل محتال سے کہے کہ مین نے حوالہ اسواسطے کیا تھا کہ محتال علیہ سے میرے واسطے روپیہ وصول کر اور محتال کہے کہ تو نے میرے قرض کو اوسپر اتارا تھا جو میرا تجھپر آتا تھا تو اس صورتمین محیل کا قول معتبر ہے یعنی فقط حوالہ کرنیسے محیل پر قرض ثابت نہوگا — اگر محیل محتال علیہ سے کہے کہ زید کے پاس میری امانت ہے اوسکو لیکر محتال کا قرض ادا کردی تو یہہ حوالہ صحیح ہے پس اگر ہلاک ہوگئی وہ امانت زید کے پاس تو محتال علیہ بری الذمہ ہوگیا کیونکہ حوالہ تو امانت پر تھا اور امانت ضائع ہوگئی تو اوسکو اپنے پاس سے مال دینا نہین پڑیگا — مکروہ ہے سفاتج اور سفاتج جمع ہے سفتجہ کی جو معرب ہے سفتہ کا یعنی قرض دینا اسطرح پر کہ خطرہ راہ وغیرہ کا نہ رہے جسطرح ہنڈوی ایک جگہہ سے دوسری جگہہ بھیجتے ہین سفتجہ کی اصل یہہ ہے کہ ایک لاٹھی کو خالی کرکے اوسمین مال رکھکر اپنے ہمراہ لیجاتے تھے تاکہ کسیکو خبر نہو اور راہ کے خطرہ سے محفوظ رہے

کتاب القضاء

اسمین قاضی ہونے وغیرہ کا بیان ہے — جو شخص گواہی کے قابل ہے وہی قاضی بھی ہوسکتا ہے — فاسق قاضی ہوسکتا ہے جیسے گواہی دے سکتا ہے مگر مناسب نہین ہے کہ فاسق کو قاضی کیا جاوے — اگر قاضی عادل ہو اور پھر بسبب رشوت لینے کے فاسق ہوجاوے تو عہدۂ قضا سے معزول نہین ہوجائیگا لیکن لائق معزول کرنیکے ہوجائیگا — اگر رشوت دیکر کوئی قاضی ہوجاوے تو درست نہین — فاسق فتوی دینے کے قابل ہے یعنی حکم شرعی مسائل فقہیہ من سائل سے بیان کردے اور ایک روایت مین فاسق قابل فتوی نہین — چاہئے کہ قاضی بدمزاج اور سنگدل اور سرکش اور دشمنی کرنیوالا نہو — قاضی ایسا شخص ہونا چاہئے جسکی پرہیزگاری اور عقل اور صلاح اور سمجھہ اور حدیث دانی اور صحابہؓ کے قول اور شریعت کی راہون کے عالم ہونے پر اعتماد ہو — مجتہد ہونا قاضی کے حق مین بہتر ہے ایسا نہین کہ بدون اوسکے عہدۂ قضا درست نہو — مفتی کو بھی ایسا ہی

ہونا چاہیئے جیسا قاضی ہو۔ ایسے شخص کو خدمتِ قضا کا اختیار کرنا مکروہ ہے جسکو اپنے ظلم کرنیکا خوف ہو اور جو ظلم کرنیکے خوف سے امون ہو تو اوسکے حق مین عہدۂ قضا مکروہ نہین مگر قاضی ہونیکی خواہش نہین چاہیئے۔ عہدۂ قضا کو بادشاہِ عادل اور ظالم اور باغیون کے یعنی اسے جو عادل بادشاہ کی ملک پر غالب ہو گئی ہون لینا جائز ہے۔ جو شخص قاضی کیا جاوے اوسکو چاہیئے کہ پہلے قاضی کا دفتر طلب کرے دفتر سے مراد وہ بستے ہین کہ جنمین دستخطی لوشتے اور محضر وغیرہ ہون۔ اور چاہیئے کہ قیدیون کو دیکھے جو قیدی اقرار کرے کسیکے حق کا یا اوسپر گواہ قائم ہون تو وہ حق اوسپر لازم کردے اور نہین تو منادی پھروائے کہ جسکا اس قیدی پر دعوی ہو وہ حاضر ہو اگر کوئی حاضر نہو تو اوس قیدی کو چھوڑ دے۔ اور قاضی تو امانتون مین اور وقف کی پیداوار مین گواہون پر یا اقرار پر عمل کرے قاضی معزول کے کہنے پر عمل نکرے لیکن اگر کوئی قابض و متصرف کسی چیز کا کہے کہ مجھے یہ امانت یا وقف کا غلہ قاضی معزول نے دیا ہے تو اس صورت مین قاضی معزول کا قول قبول کرے۔ مسجد مین بیٹھ کر یا اپنے گھر پر قاضی کچہری کرے۔ جو کوئی ہدیہ بھیجے قاضی کو اوسپر دے۔ مگر جو کوئی قاضی کا رشتہ دار یا جو قاضی ہونے سے پہلے بھیجا کرتا تھا بھیجے تو وہ قبول کرلے۔ دعوت بھی قاضی کسیکی قبول نکرے خصوصاً وہ جو صرف قاضی ہی کی دعوت ہو۔ نمازِ جنازہ اور عیادتِ مریض کے لئے قاضی کو جانا چاہیئے۔ مدعی مدعا علیہ دونکو برابر بٹھادے اور دونکی طرف برابر توجہ کرے اور ایک سے کان مین بات نکرے اور نہ اشارہ سے اونمین سے کسی سے کچھ کہے اور نہ کسیکو اونمین سے حجت سکھائے اور نہ کسیکی دعوت کرے اور نہ ہنسی کرے اور گواہ کو گواہی دینے کا طریقہ نہ سکھادے

فصل

فصل جب مدعی کا حق مدعا علیہ پر ثابت ہو جاوے تو حکم کرے مدعا علیہ کو کہ جو کچھ تجھپر ثابت ہوا مدعی کے حوالہ کر۔ اگر وہ دینے سے انکار کرے تو اوسکو قید کرے اس حق کے بدلہ مین بشرطیکہ وہ حق کسی شے کی قیمت ہو جو مدعی نے بیچی تھی یا قرض

ہو یا مہر معجل یا ضمانت سی کچھ مال لازم ہوا ہو - اسکے سوا اور حقونمین اگر مدعی علیہ اپنی مفلسی کا دعوی کرے تو قید نکری پس اگر مدعی اوسکی امیری ثابت کر دی تو قید کری جسقدر مصلحت ہو اور بعد قید کے آدمیون سی پوچھی اگر اوسکا کوئی مال ظاہر نہو تو اوسکو چھوڑ دی مگر قرضخواہونکو اوس سے مواخذہ کرنے سی مانع نہو یعنی قرضخواہونکو اختیار ہی کہ باوجود اوسکی پاس مال نہ نکلنے کے اوس سی مواخذہ کرین - اگر قید سی پہلے مدعا علیہ مفلسی کے گواہ لائی تو اونکو قاضی نہ سنی - اگر دونو قسم کے گواہ قائم ہون یعنی مدعا علیہ کی مفلسی اور غیر مفلسی کے تو غیر مفلسی کے معتبر نہون گے - جو تو انگر یعنی غیر مفلس مدعا علیہ مدعی کے حق کے دینے سے انکار کرے اوسکو ہمیشہ قید رکھنا صحیح ہی جبتک ادا نکری - خاوند کو اوسکی بی بی کے نفقہ کی بابت قید کرنا جائز ہے - باپ کو بیٹے کے قرض کے سبب سے نہ قید کرے مگر اوسوقت کہ باپ اوسکی روٹی کپڑی وغیرہ دینے سے انکار کرے ٭

باب بیان مین قاضی کے خط لکھنے کے دوسرے قاضی یا اور کسیکو - ایک قاضی دوسرے قاضی کو سوای حدود قصاص کے اور حقوق کے جو بیمین لکھ سکتا ہی اگر اوس قاضی کے پاس گواہون نے گواہی دی کسی پر تو یہہ قاضی دوسرے کو لکھے کہ مین نے گواہونکی گواہی سی اسپر یہہ حکم کیا ہی ایسی خط کو سجل کہتے ہین - اور اگر اوسکی پاس گواہ گواہی موجود شخص پر نہین بلکہ غائب شخص پر ہین جو دوسرے قاضی کی علاقہ مین ہو تو اسکو حکم دینا درست نہین بلکہ گواہی کو لکھہ بھیجی کہ گواہون نے یون بیان کرتے ہین تاکہ دوسرا قاضی بموجب اوسکی حکم کرے اسطرح کے خط کو مکتوب حکمی کہتے ہین مکتوب حکمی حقیقت مین گواہی کا ایک جگہہ سی دوسری جگہہ نقل کرنا ہے - یہ قاضی خط کو گواہون کے روبرو پڑہی اور اوسپر اونکی سامنے مہر کرکے اونکو دیدی - پھر جب یہہ خط دوسرے قاضی کے پاس پہونچی تو اوس مہر کو دیکہی اور بغیر حاضر ہونے مدعا علیہ اور گواہون کے اوسکو قبول نکرے پس اگر گواہ گواہی دین کہ یہہ خط فلان قاضی کا ہے اوسنے اپنی کچہری مین ہماری سپرد کیا ہے اور ہماری روبرو پڑہا ہے

اور اوسپر مُہر کی ہی تو اوسکو کہولے اور مدعا علیہ کے روبرو پڑھی اور جو خط مین ہو وہ اوسپر لازم کرتے - خط جس قاضی کا ہی اوسکے مرنے خواہ معزول ہونے سے یا جسکو لکھا ہی اُسکے مرنے سے باطل ہو جائیگا ہان اگر مکتوب الیہ کے نام کے بعد یہہ لکھا ہو کہ مسلمانون کے قاضیون مین جسکے پاس یہہ خط پہونچے وہ اوسکی تعمیل کرے تو مکتوب الیہ کے مرنیسے باطل نہو گا - جسکے باب مین خط لکھا گیا ہی اوسکے مرنیسے یہہ خط باطل نہو گا - سوای حد و قصاص کے اور حکمون کی قضا عورت کرسکتی ہے - قاضی اپنا نائب کسیکو نکرے لیکن اگر اوسکو نائب کہنیکا اختیار دیا گیا ہو تو نائب کرسکتا ہی بخلاف اوس شخص کے جو جمعہ کا امام مقرر کیا گیا ہے کہ اوسکو نائب کرنیکا اختیار ہی گو اوس سے نکہا گیا ہو - اگر قاضی کے پاس دوسرے قاضی کا حکم آوے تو اوسکی تعمیل کرے بشرطیکہ وہ حکم مخالف قرآن اور حدیث مشہور اور اجماع امت کے نہو - اگر جھوٹی گواہی پر قاضی نے حکم کر دیا تو صحیح ہی عقد و فسخ مین اور فسخ نہین ظاہر مین بھی اور باطن مین بھی یعنی قاضی اگر حکم کرے جھوٹی گواہی سے نکاح یا بیع یا ہبہ یا طلاق وغیرہ مین تو یہہ حکم جاری ہوگا ظاہر اور باطن دونو مین یعنی اوس چیز سے نفع لینا حلال ہو جائیگا نہ املاک مرسلہ مین یعنی اون ملکون کے دعوی مین کہ مدعی سبب ملک کا دعوی نکرے صرف ظاہر مین حکم جاری ہوگا باطن مین نہو گا - مثلاً زید نے دعوی کیا ایک عورت پر نکاح کا اور وہ دوسری کے نکاح مین ہی اور یہہ بیان نکیا کہ شوہر نے اُسکو چھوڑ دیا ہی اور قاضی نے جھوٹی گواہی سے مدعی کو وہ عورت دلادی تو اوسکی صحبت اسکو صحیح نہین اسلئے کہ اپنا نکاح مطلق بیان کیا تھا شوہر کی طلاق کو جو سبب ملک تھی بیان نہین کیا تھا اور اس مسئلہ مین امام شافعیؒ کا خلاف ہی اور دلیل امام اعظمؒ کی یہ ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے ایک شخص نے ایک عورت پر دعوی نکاح کا کیا اور جھوٹے گواہ قائم کئے حضرت علی نے وہ عورت اوسکو دلادی عورت نے کہا یا امیر المؤمنین میرا نکاح اس سے کر دیجئے آپ نے فرمایا ان دونو گواہون نے نکاح کر دیا یعنی پہلا حکم جاری ہو گیا

ف ۵ اوپر اور یہہ اور یہہ مثال گذری کہ گواہ طلاق اور خلع اور وقف کی مثال نہین ہی اور فسخ مین ظاہر اور باطن کا فرق ہونا دعوی کا دوسرے ہی اور باطن سے کوئی علاقہ نہین ۱۲

ظاہر اور باطن مین اور قاضی کا حکم ایک نیا عقد پیدا کر دیتا ہی جس جگہہ نیا عقد ہونا ممکن ہو اور جس جگہہ نیا عقد نہو سکتا ہو وہان البتہ حکم قاضی سے نیا عقد نہو گا مثلاً عورت اگر دوسرے کی منکوحہ یا مدعی کی ذی رحم محرم ہو تو قاضی کے حکم سے کام نہو گا واللہ اعلم۔ غائب پر قاضی حکم نکرے جبتک اوسکا قائم مقام حاضر نہو جیسے وکیل یا وصی یا ہو وہ چیز جسکا غائب پر دعوی کرتا ہی سبب اوس چیز کیواسطے جسکا حاضر پر دعوی کرتا ہی مثلاً دعوی کرے ایک چیز معین کا جو ایک حاضر کے قبضہ مین ہی یون کہکر کہ یہہ مین نے فلان غائب سے خریدی ہی کیونکہ خریدنا غائب سے سبب دعوی کا حاضر پر۔ قاضی کو اختیار ہی کہ یتیم کا مال کسیکو قرض دیدی اور اوسکا خط لکھہ لی نہ وصی اور باپ کو یعنی وصی کو یتیم کا مال اور باپ کو چھوٹے بیٹے کا مال قرض دینا نہین چاہیے

باب پنچ بدلنے کے بیان مین۔ اگر دو شخصون نے ایک کو پنچ بدا تا کہ دونون مین فیصلہ کر دے پس اوس پنچ نے گواہون سے یا اقرار پر یا قسم سے انکار کر جانے پر سوا حد و قصاص اور دیت کے جو کہ قاتل کے کنبے پر پڑتی ہی اور مقدمون مین حکم کیا تو حکم اوسکا صحیح ہے اگر وہ قاضی ہونیکے قابل ہو یعنی قاضی کی صفتین اوسمین موجود ہون۔ دونو پنچ بدنیوالون کو پنچ کے حکم سے پہلے پنچایت سے پھر جانا درست ہی پس اگر پنچ حکم کر چکا تو یہہ حکم لازم ہو گیا دونو پر۔ قاضی پنچ کے حکم کو جاری کرے اگر اوسکا حکم اوسکے مذہب کے موافق ہو اور اگر نہو تو اوسکو باطل کر دے۔ اگر پنچ نے اپنے یا باپ کے نفع کا کوئی حکم کیا تو یہہ حکم باطل ہی جیسے قاضی کا حکم اپنے یا باپ کے نفع کا باطل ہی بخلاف اوس حکم کے جو یا باپ کے نقصان کا ہو کہ یہ صحیح ہی ٭

متفرق مسئلے نیچیکا رہنے والا بغیر رضا معدی بالاخانہ والیکے گھر مین میخ گاڑی نہ سوراخ کرے۔ اگر ایک لمبی گلی ہو کہ اوسمین سے دو گلی ہی اور پیدا ہوئی مگر راہ اوسمین نہین ہی یعنی غیر نافذہ ہی تو پہلی گلی کا رہنے والا اوس کوچہ غیر نافذہ مین دروازہ نہین نکال سکتا ہی بخلاف اسکے کہ دوسری گلی گول ہو کہ اوسمین دروازہ نکال سکتا ہی صورت

اگر ایسی گھر کا دعوی
اوسکی بیعہ ہی
کیا جو وہ سیر کے پاس ہی اسطرح کہ اوسنے مجھکو ایک وقت مین ہبہ گھر ہبہ کردیا تھا پھر اُس سے گواہ مانگے گئے تو کہا مدعا علیہ نے گھر کے ہبہ کرنیسی انکار کیا تھا تو مین نے یہ گھر اوس سے خرید لیا تھا اور خرید کے گواہ لادی تو جسوقت دیڈالنی کا دعوی کیا تھا اوس سی پہلی اگر خرید نیکی گواہین تو قبول نہون گے اور اگر بعد کے ہین تو مقبول ہون گے ۔ زید نے عمرو سی کہا کہ تونے مجھسی یہ لونڈی خریدی تھی اور عمرو نے خریدنی سی انکار کیا تو عمرو کو اوس سے صحبت کرنی درست ہی بشرطیکہ زید اوس سی جھگڑا چھوڑ دی ۔ ایک شخص اقرار کری کہ مین نے فلانے سی دس روپیہ لئے تھے پھر کہی کہ وہ کھوٹے تھے تو قسم کہانیکی بعد اوسکا اعتبار کیا جاوگا ۔ جو کہے دوسرے سی کہ مجھپر تیرے ہزار روپیہ آتے ہین اور دوسرا اوسکی کہنی کو رد کری اور پھر مان لے تو اب اقرار کرنے والے پر کچھ لازم نہو گا کیونکہ دوسرے نے پہلی بار تو اوسکے اقرار کو نمانا تو اب ماننی سی اوسپر کچھ ثابت نہو گا ۔ جو شخص دوسری پر مال کا دعوی کرے اور مدعا علیہ کہی کہ میری اوپر کبھی کچھ نہین آتا تھا اور مدعی گواہ لاوے ہزار کے اور مدعا علیہ گواہ لادی اون ہزار کی ادا کر دینی کے یا بخشدینی کے تو گواہ مدعا علیہ کے قبول کئے جاوینگے اور اگر مدعا علیہ یہہ بھی کہتا کہ مین تجھکو پہچانتا ہی نہین تو یہ گواہ نہ قبول کئے جاتے ۔ زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ تونے اپنی لونڈی میری ہاتھہ بیچی ہی اور عمرو نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھہ نہین بیچی ہی پس زید گواہ لایا اپنی خریدنے کے اور قاضی نے وہ لونڈی زید کو دلوادی اور اوسمین اوسنی کوئی عیب پایا پس عمرو نے گواہ گذرانے کہ زید لونڈی کے ہر عیب سی بری الذمہ ہو چکا تھا تو یہ عمرو کے گواہ مقبول نہونگے ۔ جس اقرارنامہ یا وعدہ کے اخیر مین لفظ انشاء اللہ ہوگا وہ باطل ہے ۔ ایک ذمی مرا اور اوسکی بی بی نے کہا کہ مین اوسکے مرنیسے پہلی مسلمان ہوگئی ہون خاوند کی میراث مجھکو ملنی چاہئی اور ذمی کے وارثون نے کہا کہ موت سی پہلی مسلمان ہوگئی تھی تو وارثونکا

قول معتبر ہوگا اور عورت کو میراث ملیگی - زید کے پاس عمرو کی کچھ امانت تھی اور عمرو مرگیا زید نے خالد کو کہا کہ یہہ عمرو کا بیٹا ہی اور عمرو کا اسکے سوا اور کوئی وارث نہین ہی تو وہ امانت خالد کو دیدی اور اگر چند روز کے بعد زید بکر کو بتائی کہ مجھہ بھی عمرو کا بیٹا ہی اور خالد کہے کہ تو جھوٹا ہی تو وہ مال امانت بکر کو نہین مل سکتا خالد ہی کو ملیگا - اگر کسی کی میراث اوسکے وارثون یا قرضخواہون پر بانٹی جاوے تو اونسے اسکی ضمانت نہ لیجاوے اگر کوئی اور وارث یا قرضخواہ پیدا ہوگا تو اوسکا حصہ دینا ہوگا - زید نے ایک گھر کا اسطرح دعوی کیا کہ یہہ میرے باپ کا تھا اور وہ مرگیا ہین اور میرا بھائی جو یہان نہین ہی اسکے وارث ہین تو زید کو فقط آدھا گھر ملیگا دوسرے بھائیکا حصہ جو غائب ہی نہین ملیگا - ایک شخص نے کہا کہ جو میرا مال ہی یا جسکا ہین مالک ہون فقیرون پر صدقہ ہی یہ کہنا اوسکے اوس مال مین جاری ہوگا جسمین زکوٰۃ واجب ہوتی ہو یعنی حاجت سے زائد اور بڑھنے والی چیزون پر حکم صدقہ کا کیا جاویگا خواہ تھوڑی ہون یا بہت اونکے غیر مین جاری نہوگا جیسے سواری کے گھوڑے اور اسباب ضروری - ایک شخص کو کوئی وصیت کرے اور وصی یہ نہین جانتا کہ کس باب مین وصیت کی تھی اوسکا وصی ہونا صحیح ہی بخلاف وکیل کے کہ اگر وکیل یہ نہین جانتا کہ کس چیز کا وکیل کیا تو وکالت صحیح نہین - اگر وکیل کو وکالت کی خبر کوئی دے تو اوسکو تصرف کرنا موکل کے مال مین صحیح ہی خبر دینے والا آزاد ہو یا غلام بچہ ہو یا بڑا عادل ہو یا مستور - معزول ہونا وکیل کا بغیر خبر دینے ایک مرد عادل یا دو مرد مستور الحال کے ثابت نہین ہوتا جیسے مالک کو غلام کے تقصیر کی خبر دینی اور شفیع کو بیع شفعہ کی خبر دینی اور کنواری لڑکی کو اوسکے نکاح کی خبر دینی اور اوس مسلمان کو جو دارالحرب سے دارالاسلام کو نہ آیا ہو احکام شریعت کی خبر دینی کہ ان سب مین ایک مرد عادل یا دو مستور الحال کا خبر دینا شرط ہی یعنی اگر ایک مرد کسی طرح کا خبر دیگا تو اوسکا ماننا ضرور نہوگا اور عادل کی خبر خواہ دو مستور الحال کی خبر کا ماننا ضرور ہوگا مثلاً مالک کو اگر عادل نے کہا

کہ تیرے غلام نے قصور کیا تو مالک پر اوس قصور کا تاوان آویگا اسیطرح اور مثالونکو سمجھنا چاہیئے قاضی قاضی کا امین اگر کسیکے غلام کو اوسکے قرضخواہون کے لیئے بیچ کر مشتری سے قیمت لیلی اور وہ قیمت تلف ہوجاوے اور غلام کسی اور کا نکلے تو قاضی یا امین قیمت کی ضامن نہین مشتری قرضخواہون سے غلام کی قیمت لے جنکے واسطے بیچا تھا۔ اگر قاضی کسیکی وصی کو حکم کرے کہ اوسکے غلام کو قرضخواہون کے لیئے بیچڈال اور غلام کسی اور کا نکلا یا مشتری کے قبضہ سے پہلے مرگیا اور قیمت ضائع ہوگئی تو مشتری قیمت وصی سے لے اور وصی قرضخواہون سے جنکے واسطے بیچا تھا۔ اگر کسی سے قاضی عالم عادل کہے کہ اس شخص پر مین نے حکم کیا ہے قصاص ہونیکا یا ہاتھ کاٹنے کا یا حد مارنیکا تو اس کام کو کردے تو قاضی کے حکم کی تعمیل اوس شخص کو جائز ہے۔ اگر معزول قاضی کسی سے کہے کہ مین نے جو تجھسے ہزار روپیہ لیئے ہین تو فلان مقدمہ مین جو زید کے روپیہ مین نے تجھپر ثابت کیئے تھے اوسکو دیدیئے اور وہ کہے کہ تو نے مجھسے ہزار براہ ظلم لیئے ہین تو قاضی کا قول معتبر ہوگا اور اس شخص کے ہزار کا ذمہ دار نہوگا۔ اسیطرح اگر کسی سے قاضی کہے کہ مین نے حق پر تیرے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تھا یعنی بسبب چوری کے اور وہ کہے کہ تیرے ہاتھ تو نے ظلم سے کاٹے ہین تب بھی قول قاضی کا معتبر ہوگا لیکن بعید دونو صورتین اوس حال مین ہین کہ ہاتھ کٹا ہوا شخص اور جس سے مال لیا گیا ہے وہ اقرار کرے کہ قاضی ہونیکی حالت مین ہاتھ کاٹا ہے یا مال لیا ہے۔

کتاب الشہادۃ اسمین گواہی کا بیان ہے۔ گواہی کہتے ہین کسی حال کی خبر دینی کو انکھون سے دیکھکر نہ فقط اکل اور گمان سے۔ اگر مدعی کسیکو گواہی کے لیئے طلب کرے تو گواہی دینی اوسکو لازم ہے۔ حد اور قصاص کی گواہی کا چھپانا مستحب ہے۔ چوری کی گواہی مین یہ کہے کہ فلان شخص نے مال لیا یون نکہے کہ چورایا تاکہ مال ثابت ہوجاوے اور ہاتھ کاٹنا لازم نہو۔ زنا کے ثبوت کیواسطے چار مردونکی گواہی ضرور ہے اور باقی حدّون اور

کتاب الشہادۃ
اسمین گواہی کا بیان ہے

قصاص کے واسطے دو مرد ونکی گواہی ہو اور کنواری ہونے اور جننے دو عورتون کے اون عیبون کے لئے جن پر مرد مطلع نہین ہوتے ہین ایک عورت کی گواہی کافی ہی اسکے سوا ہین دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتونکی گواہی چاہیے اور سب مین گواہ کا عادل ہونا اور گواہی کا لفظ زبان سے کہنا شرط ہی خواہ گواہ مرد ہو خواہ عورت - قاضی آدمیون سے پوشیدہ اور ظاہر مین گواہون کا حال جملہ حقوق کے مقدمات مین تحقیق کرے کہ گواہی کے قابل ہین یا نہین - صاحب خصومت یعنی مدعا علیہ اگر مدعی کے گواہون کو عادل بتا دے تو اوسکا کہنا نہین - گواہون کی عدالت کی تحقیق کرنے کو اور تفصیلی اور ترجمہ کرنیکے لئے یعنی دوسرے شخص کی زبان سمجھانیکے لئے ایک شخص کافی ہی یعنی اگر قاضی ایک ہی شخص سے گواہ کا حال تحقیق کرا رہے خواہ ایک آدمی کو مزکی کے پاس بھیجے یا گواہ کی زبان کا ترجمہ ایک شخص کر دی تو جائز ہی دو کی ضرورت نہین - درست ہی گواہ کو گواہی دینی سنی ہوئی اور دیکھی ہوئی چیز کی جیسی بیع یا اقرار یا حاکم کا حکم یا چھین لینا یا مار ڈالنا ہی گواہ اوسکو کسی نے گواہ نہیں پکڑا ہو مگر دوسرے کی گواہی دینے پر گواہی ندی جب تک کہ اوسکو اوس گواہی پر گواہ نکیا جاوی - قاضی اور گواہ اور راوی کسی نوشتہ پر عمل نکرین جب تک کہ وہ مقدمہ یاد نہو - ایسی چیز کی گواہی ندے جسکو ندیکھا ہو سوای ان چیزون کی نسب موت نکاح صحبت کرنا عورت سے حکومت قاضی کی اصل وقف کرنا کسی چیز کا کہ ان چیزون مین کسی معتبر سے سنکر گواہی دی سکتا ہی مگر وقف کرنی والی نے جو وقف مین شرطین کی ہون اونکو غیر سے سنکر گواہی نہ دینی چاہئے - جسکے ہاتھ مین کوئی چیز سوای غلام لونڈی کے دیکھی اوسکی گواہی دیسکتا ہی کہ یہ اوسکی ہی - ان مسئلون مین اگر قاضی سے صاف صاف کہے کہ مین سنکر گواہی دیتا ہون یا قبضہ دیکھکر تو قبول نہوگی - اگر کوئی گواہی دی کہ مین فلانیکی دفن مین یا نماز جنازہ مین حاضر تھا تو یہ موت کے دیکھنے کی برابر ہی یہانتک کہ ایسی گواہی سے موت ثابت ہو جاویگی گو اوسکی جان

نکلتے نہ دیکھو واللہ اعلم

باب اون شخصون کے بیان مین جنکی گواہی مقبول ہے اور جنکی غیر مقبول - اندھے اور غلام اور نابالغ کی گواہی مقبول نہین ہان اگر غلام یا نابالغ حالتِ غلامی یا نابالغی مین گواہ ہوئے اور آزادی اور بلوغ کے وقت مین گواہی دین تو مقبول ہوگی - جسکو حد ماری گئی ہو گالی دینے پر گواہ سنے توبہ کرلی ہو اوسکی گواہی مقبول نہین لیکن اگر کفر کی حالتمین اوسپر یہ حد لگی اور پھر وہ مسلمان ہوگیا ہو تو مقبول ہے - لڑکے کو اپنے ماں باپ دادی دادا کی گواہی نہین درست ہے اور اسکے برعکس بھی نہین درست ہے یعنی ماں باپ دادی دادا کی گواہی بیٹے پوتے کے واسطے بھی نہین صحیح ہے - جورو خاوند ایک دوسری کے گواہ نہین ہوسکتے - مالک اپنے غلام لونڈی اور مکاتب کا گواہ نہین ہوسکتا ہے - ایک شریک دوسرے شریک کا شرکت کے باب مین گواہ نہین ہوسکتا - مخنث اور نوحہ کرنیوالی اور گانیوالی کی گواہی مقبول نہین شمن جسکی دشمنی اگرچہ دنیا ہی کیواسطے ہو اور دائم الخمر جو دوا کے واسطے شراب نہ پیتا ہو بلکہ کھیل کے لئے پیتا ہو ان دونو کی گواہی نمانی جاویگی اور جانورون سے کھیلنے والے مثلاً کبوتر باز و مرغ باز وغیرہ اور لوگون کے سنانیکو گانے والی اور ایسی گناہ کرنیوالے جسپر حد جاری ہوتی ہے یا ننگی حمام مین نہانے والی یا سود کھانے والی یا چوسر اور شطرنج بدکر کھیلنے والی یا ان دونو کے سبب سے نماز کھو دینے والے یا آدمیونکی راہ مین پیشاب کرنیوالے یا راہ مین کھانے والے یا پچھلون کو علانیہ برا کہنے والی جیسے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وغیرہم کو انمین سے کسیکی گواہی مقبول نہین - مقبول ہوگی گواہی ایک شخص کی اپنی بھائی یا چچا یا دودھ کی ماں یا باپ کی لئے یا اپنی ساس یا بی بی کی بیٹی یا داماد یا بیٹی کی بی بی یا باپ کی بی بی کے واسطے - صحیح ہے گواہی اہل ہوی یعنی بدمذہب کی مگر فرقہ خطابیہ کی کہ کبھی رافضی ہوتے ہین جائز نہین اسلئے کہ اونکی نزدیک مدعی کی قسم کے لحاظ سے جھوٹی گواہی درست ہے - ذمی کی گواہی ذمی پر اور حربی کی حربی پر جائز ہے مگر حربی کی ذمی پر درست نہین

باب اون شخصون کے بیان مین جنکی گواہی مقبول ہے اور جنکی غیر مقبول

صحیح ہی گواہی گناہ صغیرہ کرنیوالیکی اگر کبیرہ سی بچا اور ختنہ کئی ہوئی کی اور اختہ یعنی خصی اور حرامی اور خنثے کی جسکے مرد و عورت دونو کی علامت ہوا اور یا دشناہی عاملونکی جو ظالم نہوں اور آزاد کئی ہوئے کی گواہی آزاد کرنیوالیکی واسطے درست ہی - اگر دو شخص گواہی دین کہ فلان شخص کو ہماری باپنے وصی کیا تہا اور وہ بھی اقرار کری وصی ہونیکا تو یہ گواہی درست ہوگی اور وہ شخص وصی ہوگا اور اگر انکار کری تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر یون گواہی دین کہ اس شخص کو اپنا قرضہ لینی کا وکیل کیا تہا تو خواہ وہ اقرار وکالت کا کری یا نکری گواہی مقبول ہوگی - قاضی گواہون پر ایسے طعنہ کو جو حق اللہ اور حق العباد سے خالی ہو نہ سنے جیسے کہین کہ گواہ گواہی کے قابل نہین ہین مگر ایسے طعنہ کو جو بدلیل حق اللہ یا حق العباد ہو سنے - جو شخص گواہی دے اور پھر ایسے جانیکے پہلے کہے کہ مین نے بعض گواہی مین وہم کیا ہی تو یہ کہنا مقبول ہوگا اگر گواہ عادل ہی

باب دو گواہونکی گواہی کے اختلاف کے بیان مین - گواہی اگر دعوی کے موافق ہے تو قبول ہوگی ورنہ نہین - مدعی نے ایک گہر کا دعوی بسبب وراثت کی یا خرید کے باعث کیا اور اسکے گواہون نے گواہی دی کہ یہہ گہر کا مالک ہی سبب کو نہ بیان کیا تو یہہ گواہی بیکار ہی اور برعکس اسکے صحیح ہی یعنی مدعی نے فقط ایک گہر کے مالک ہونیکا دعوی کیا اور گواہون نے کہا کہ وراثت کے سبب سے یا خرید کے سبب سے مالک ہوا ہی تو بیکار نہوگی بلکہ مقبول ہوگی - دونو گواہونکا اظہار متفق چاہیئے لفظ اور معنی مین پس اگر ایک نے گواہی دی ہزار روپیہ کی اور دوسرے نے دو ہزار کی تو مقبول نہوگی اسیصورتمین اگر دوسرے نے ڈیڑہ ہزار کی گواہی دی اور دعوی بھی ڈیڑہ ہزار کا ہے تو ہزار کی قبول ہوگی - دونو نے ہزار کی گواہی دی مگر ایک نے یہہ بھی کہا کہ یا نسو مدعا علیہ نے ادا کر دئی ہین تو ہزار ہی کی مقبول ہوگی اور یا نسو کے ادا کی نسنی جائیگی لیکن اگر دوسرا بھی اوسکے ساتھہ یا نسو ادا ہونیکی گواہی دی تو مانی جاویگی مگر چاہیئے کہ جو شخص یا نسو وصول جانتا ہی گواہی مین بیان نکری جب تک کہ مدعی وصول کا اقبال نکری

- دو شخص گواہی دین کہ مدعی کے ہزار قرض مین اور ایک اونمین سے یہ کہی کہ وہ ادا بھی ہو گئی
ہین یہہ قرض دینی پر گواہی ہوگی مگر لینے والے کو اس سی ادا کرنا لازم نہو گا کیونکہ احتمال
ادا کا ہی - اگر دو آدمی گواہی دین کہ فلانے نے فلانے پر اضی کے روز مکہ مین زید کو مارڈالا اور
... کے دن مصر مین مارڈالا تو دونو کی مقبول نہوگی - ایسی صورتمین اگر ایک
گواہی پر حکم ہو گیا ہو دوسری سے پہلی تو دوسری باطل ہی - دو شخصون نے گواہی دی ایک
گائے کی چوری پر اور گائے کے رنگ مین اختلاف کیا تو چور کا ہاتھہ کاٹا جاویگا بخلاف اسکے
کہ نر اور مادہ ہونیمین اختلاف ہو یا رنگ ہی مین اختلاف ہو جیسین لینے کے مقدمہ مین چوری
کہ ان دونو صورتونمین گواہی مقبول نہوگی اور ہاتھہ کٹیگا - ایک شخص نے دوسرے شخص
کے لئے گواہی دی کہ اوسنے زید سے ہزار روپیہ کو غلام خریدا ہی اور دوسرے گواہ نے کہا
کہ ڈیڑھ ہزار کو خریدا ہی تو گواہی باطل ہی اسیطرح کتابت اور خلع مین روپیکی تعداد کی اختلاف سی
گواہی نمانی جاویگی لیکن نکاح تعداد مہر کے اختلاف کی صورتمین ہزار پر ثابت ہو جائیگا - جو
میت کا مال ہی اوسکے وارث کو نہ دلایا جاویگا جبتک یہہ ثابت نہو کہ وارث کی ملک تمین آگیا یعنی اگر گواہ
گواہی دین کہ فلان میت اس چیز کا مالک تھا تو قاضی حکم نہ دیوی کہ اس شے کو اوسکے وارثونکو
دیدین بلکہ اگر گواہی دین کہ میت مرنیکے وقت اسکا مالک یا متصرف تھا یا موت کیوقت کسی
اور نے اوس سے مانگ کر اپنا تصرف کر لیا تھا کہ یہہ بھی حقیقت مین میت کا تصرف ہے
بہرحال مرنیکے وقت تک قبضہ اور تصرف ثابت ہو جاوی تو قاضی وارثون کو دلا سکتا ہے
- اگر گواہی دین کہ یہہ چیز اس شخص زندہ کے قبضہ مین ایک مہینے سے ہے تو اوس شی مین
اوسکی ملک ثابت نہوگی مثلاً زید نے عمرو کی شے پر دعوی کیا کہ میری ہی اور گواہون نے
زید کی گواہی دی کہ یہ شے ایک مہینے سے ہمنے زید کی پاس دیکھی ہی تو اس سے وہ شی زید کو
نہ دلائی جاویگی کیونکہ احتمال ہی کہ زید کے پاس منگنی پر ہو - اگر مدعا علیہ اقرار کرے
کہ یہہ مال مدعی کے پاس ایک مہینے سے ہی یا مدعا علیہ کے اوس اقرار پر گواہ گواہی دین تو قاضی

اوسکو مدعی کو دلوا دے ؛

باب گواہی پر گواہی دینے کی بیان مین - ایسے معاملونمین جو شبہہ سے ساقط نہین ہوتے ہین یعنی سوا حدود قصاص کے گواہی پر گواہی مانی جاویگی اور اوسمین بھی یہ شرط ہی کہ اصلی دو نو گواہ گواہی پر دو مرد ایک ساتھہ گواہی دین یعنہ نہو کہ ایک گواہ کی گواہی پر ایک مرد جا کر گواہ ہو اور دوسرے کی گواہی پر دوسرا جدا - گواہ فرعی یعنی گواہی پر گواہ پکڑنیکا طریقہ یہ ہے کہ اصل گواہ فرعی سے یون کہے کہ گواہ رہ میری گواہی کا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ فلانے نے میرے سامنے اقرار کیا اس بات کا اور ایسی گواہی کے ادا کا یہ طریقہ ہی کہ فرعی گواہ یون کہے کہ گواہی دیتا ہون مین اسکی کہ اصل گواہ نے مجکو گواہ پکڑا ہی اپنی اس گواہی پر کہ فلان شخص نے فلان امر کا اقرار اصل کے سامنے کیا اور اصل نے مجھسے کہدیا ہی کہ تو میرے گواہ ہونیکا گواہ رہنا فرعی گواہ کی گواہی مقبول نہوگی جبتک کہ اصل مر نہ جاوے یا بیمار نہو یا سفر نکرے - اگر فرع کے گواہ اصل گواہ ہونیکا عدل خدا بھی بیان کرین تو اونکی عدالت ثابت ہو جاویگی ورنہ قاضی اور دونسے اونکا حال پوچھے - اگر اصل گواہ اپنی گواہی سے انکار کرین تو فرع کی گواہی باطل ہے - اگر زید اور عمرو نے گواہی دی کہ ہمسی بکر اور خالد نے کہا کہ فلان شخص کے فلان عورت پر جو فلانے کی بیٹی ہے اور فلانے گھرانے کی ہی ہزار آتے ہین اور ہم یعنی بکر اور خالد اوسکو پہچانتے ہین تو اس صورتمین اگر مدعی ایک عورت کو لاوے اور زید و عمرو کہین کہ ہم اوسکو نہین پہچانتے ہین کہ یہہ وہی مدعا علیہا ہے یا کوئی اور تو مدعی سے کہا جاویگا کہ اور گواہ لا اسکے کہ یہہ عورت وہی ہے جو تیری مدعا علیہا ہے اسیطرح ایک قاضی کا خط جو دوسرے قاضی کی طرف جاوے اگر خط لیجانے والے دو گواہ مدعا علیہ کو نہ پہچانتے ہون تو دوسرا قاضی مدعی سے کہے کہ اور گواہ لا اسکے کہ یہی میرا مدعا علیہا ہے اگر ان صورتونمین فرع کے گواہ یون کہین فلان عورت قبیلہ بنی تمیم سے ہی یعنی اوپر کا قبیلہ بتلا دین تو کافی نہوگا جبتک کہ اوپر کے قبیلہ مین سے کسی خاص چھوٹے قبیلہ کو ذکر نکرین اسلئے کہ اوپر کی قوم کے ذکر سے پہچان خوب نہین ہوتی مثلاً اگر صدیقی کہدین تو پہچان

نہوگی جب تک کہ اوسکی باپ دادی کا خاص لقب جو چند پشت سی موتا یا کرتا ہی بیان نکیا جاوی
- اگر ایک گواہ نے اقرار کیا کہ مین نے جہوٹی گواہی دی تھی تو اوسکو شہر و بازار مین تشہیر کیا جاوے
تعزیر نکیا جاوے ۔

باب گواہی سے پہر جانیکی بیان مین - گواہ کو گواہی سے پہرنا درست نہین مگر قاضی کے روبرو
- اگر قاضی کے حکم دینے سے پہلے دونو گواہ پہر گئے تو قاضی اونکی گواہی کے موجب حکم دے
حکم کے بعد پہر جانیسی حکم نہ ٹوٹے گا - اس صورتمین اگر مدعی نے مدعا علیہ سے کچھ لیلیا ہی دین ہو
یا عین تو جتنا مدعا علیہ کو دینا پڑا ہو وہ دونو گواہون سے پہرلے یعنی قاضی اون سے دلاوے
- اگر ایک پہر گیا تو مدعا علیہ کے آدہی مال کا ضامن ہوگا جتنے گواہ گواہی سی نہ پہرین شمار اونکی معتبر ہے
پہرنے والون کی گنتی معتبر نہین مثلاً اگر تین گواہ ہین سی ایک پہر گیا تو اوسکو کچھ دینا نہ آویگا اسلئے
کہ دو گواہ نہین پہرے مال مدعا علیہ کے ذمہ مین دو کی گواہی سے بھی ثابت ہی اور اگر دوسرا
اور پہر جاوی تو ان دونو پہرنے والونکو آدہا مال دینا پڑیگا کیونکہ جو نہین پہرا ہی وہ ایک ہی
اوس سے نصف مال ثابت ہوا تو باقی نصف ان دونو سے لیا جاویگا - اگر دو عورتون اور
ایک مرد نے گواہی دی اور ایک عورت پہر گئی تو یہ چہارم مال کی ضامن ہوگی اور دونو پہر گئین تو
آدہی مال کی دونو ضامن ہونگی - اگر ایک مرد اور دس عورتین گواہ ہین اور آٹھ پہر گئین تو
اونپر کچھہ نہین ہے اور نو پہرین تو اونپر چہارم ہے اور اگر سب عورتین مع مرد پہر گئین تو تقصان
چھ حصی برابر ہو کر ایک حصہ مرد پر اور پانچ حصی عورتون پر پڑین گے کیونکہ دو دو عورتین ایک ایک مرد
کی برابر ہین تو گویا دس عورتین بجای پانچ مردون کے ہوئین اور ایک مرد گواہ تھا تو کل گویا چھہ
مرد ہوئے - اگر گواہی دین دو مرد ایک مرد پر یا ایک عورت پر اس مضمون کی کہ مہر مثل پر
نکاح کیا ہی اور پہر اس گواہی سے پہر جاوین تو کسی پر کچھ ضامن نہون گے لیکن اگر مہر مثل سے
زیادہ کی گواہی دی تھی تو زیادتی کی مقدار کا تاوان دینگے - اور اگر بیع کے باب مین قیمت
مثل یا زیادہ قیمت کی گواہی دینگے تو پہر جانے پر کچھہ نہ دینا پڑیگا لیکن اگر کم قیمت کی گواہی ہی تو

باب گواہی سے پہر جانیکا بیان مین

۵۱ قولہ دین ہو یا عین یعنی خواہ مال ادھار کا ہو یا نقد ہو گواہی سے پہرنا لازم ہوگیا یا کوئی چیز معین ہو جو دینی پڑی ۱۲

۵۲ یعنی بادشاہ کو کچھ دینا ہو یا کوئی چیز بادشاہ کے پاس سے لینی ہو گواہی دی گئی اور ساکھون کے پاس آگیا ۱۲

جسقدر پیسہ کی قیمت سی کم ہوگی اوسکی ضامن ہونگی صحبت سے پہلی طلاق کی دونو گواہ اگر پھر جاوین تو نصف مہر کے ضامن ہونگی اور اگر طلاق کی بعد صحبت کے گواہ پھر جاوینگے تو اونکو کچھہ ضمان نہ دینا ہوگا۔ اور اگر غلام کی آزادی کے گواہ پھر جاوین تو اوسکی قیمت دینی پڑیگی - اگر خون کی گواہی سے پھر جاوین تو خون بھا مقتول کا اونسے بھر لیا جاویگا مگر قصاص مین ماری نجاوینگے - اگر فرع کی گواہ جنہون نے اور دنکی گواہ ہونیکی گواہی دی ہی پھر جاوینگے تو وہی ضامن ہون گے بشرطیکہ اصل کے گواہ یون کہین کہ ہمنے انکو اپنی گواہی پر گواہ نکیا تھا یا یون کہین کہ ہمنے انکو گواہ بیشک کیا تھا مگر ہمسے غلطی ہوئی تھی - اگر اصل اور فرع دونون کے گواہ پھر جائین تو ضامن فقط فرع کے گواہ ہون گے اور اونکی اس کہنی پر التفات نکیا جاویگا کہ ہمسی اصل کے گواہون نے جھوٹ کہا تھا یا غلطی کی تھی جس شخص نے گواہونکی عدالت کی تحقیقات کی پھر اوس سے پھر گیا تو وہ خود ضامن نقصان کا ہوگا - ایسی قسم کے گواہ جو کسی شرط پر معلق ہو ضامن ہونگی اور زانی کے محصن ہونیکی گواہ جس سے سنگساری لازم ہوئی تھی اور شرط کے واقع ہونیکے گواہ کچھہ تاوان نہ دینگے یعنی اگر چار گواہون نے کسیکے زنا کی گواہی دی اور دوسرے دو گواہ اوسکے محصن ہونیکی گواہی دین اور پھر یہ سب گواہی سے پھر جاوین تو سنگسار کئی ہوئی شخص کا خون بھا زنا کے چارون گواہون پر پڑیگا نہ محصن ہونیکی دو گواہونپر شرط کے واقع ہونیکی صورت یہہ ہی کہ دو گواہون نے کہا کہ زید نے اپنے غلام سے کہا تھا کہ اگر تو گھر مین جائی تو آزاد ہی اور دو گواہون نے گواہی دی کہ وہ غلام گھر مین گیا پھر چارون گواہ پھر گئے تو پہلی دو گواہ غلام کی قیمت کے ضامن ہون گے نہ دوسرے ۔

کتاب الوکالت اسمین وکیل کرنیکا بیان ہے - وکیل کرنا صحیح ہی اور معنی اوسکی یہہ ہین کہ دوسیرکو اپنی ذات کی قائم مقام کر دینا ایسی تصرف مین جسکا خود موکل کو اختیار ہے خواہ وکیل لڑکا ہو یا غلام جسکو معاملات کرنیکی لئی مالک کا حکم نہین بشرطیکہ وکیل معاملات کی حقیقت سمجھتا ہو - جو معاملات موکل خود کر سکتا ہی اونمین وکیل کو اپنی قائم مقام کر سکتا ہی

وکیل کرنا اپنی جواب دہی کے واسطے حقوق مین طرفثانی کی رضامندی سے درست ہی لیکن اگر موکل بیمار ہو یا غائب ہو تین منزل کے عرصہ سے یا اوسکا سفر کا ارادہ ہو یا عورت پردہ نشین ہو ان صورتون مین طرفثانی کی رضامندی ضرور نہین - اسیطرح صحیح ہی وکیل کرنا کوئی حق دینی یا لینی کے واسطے سوا حدود قصاص کے اگر موکل غائب ہوا اور اگر اوس مجلس مین حاضر ہو تو وکیل کرنا حدود قصاص لینی کے واسطے بھی صحیح ہی کیونکہ موکل کے ہوتی ہوئی وکیل کا کچھ اعتبار نہین تو گویا یہہ امور موکل ہی نے کئے - جن حقوق کو وکیل اپنی طرف نسبت کرتی ہی جیسے بیچنا یا ٹیکہ دینی یا خود اقرار کرنے یا باوجود اقرار کے صلح کرنے مین وہ وکیل سے متعلق ہو جائینگے اگر وکیل غلام ہو جسکو معاملہ کرنے کے لئے مالک کا حکم نہین اور حقوق یہہ ہین کہ مبیع کو دینا یا لینا یا اوسکی قیمت لینی یا مبیع کسی اور کی نکلی تو بائع سے قیمت پھیر لینی یا مبیع کے عیب مین جھگڑنا یہہ سب معاملات وکیل سے متعلق ہوتے ہین اور ملک موکل کی ثابت ہوتی ہی معاملہ کے شروع ہی سے یہان تک کہ اگر وکیل اپنی رشتہ دار کو خریدی تو وہ آزاد نہو گا - جن معاملون کو وکیل موکل کی طرف نسبت کرتی جیسے نکاح یا خلع یا صلح دانستہ خونسی یا انکار سے صلح ہے وہ معاملے متعلق موکل سے ہونگے نہ وکیل سے تو اب وکیل شوہر سے نکاح مین مہر کا مواخذہ نہین ہو سکتا اور عورت کی وکیل سے خاوند کو عورت دلائی جانیکا مواخذہ نہین کیا جاویگا - خریدنیوالے کو اختیار ہی کہ موکل کو قیمت ندی وکیل ہی کو دی کیونکہ بیع وکیل سے متعلق ہی اور اگر موکل کو دیدی تو بھی صحیح ہی پھر وکیل اوس سے مواخذہ نہ کریگی کیونکہ حق حقدار کو پہونچ گیا *

باب خرید فروخت کی واسطے وکیل کرنیکی بیان مین - اگر وکیل سے کہے کہ مثلاً ٹانڈے کی سو سی یا گھوڑا یا خچر خرید تو صحیح ہی خواہ قیمت مقرر کرے یا نکرے - اگر یون کہے کہ غلام یا مکان خرید تو قیمت اگر بتا دیگا تو درست ہی ورنہ جائز نہو گا - اگر کپڑا خریدنے کو بغیر قید ٹانڈی وغیرہ کے کہے یا کہے کہ چارپایہ خرید گھوڑی خچر وغیرہ کا نام نلے تو نہین صحیح ہے گو قیمت بتا دی - اگر مطلق طعام خریدنے کو کہے تو گیہون یا آٹا مراد ہوگا - وکیل کو

مبیع کا پھیر دینا بسبب عیب کی صحیح ہے جب مبیع اوسکی پاس ہو اور جب موکل کو دیدے تو بیعکم
اوسکی پھیر نہین سکتا - اگر مبیع کی قیمت وکیل نے اپنی پاس سی دیدی ہی تو مبیع کو روک سکتا ہی
جب تک موکل قیمت اوسکی ندی - اگر مبیع وکیل کے پاس جاتی رہی تو اگر روکنی سے پہلے
گئی تو موکل کی گئی اور موکل کے ذمہ سی اوسکے دام ساقط نہون گے اور اگر بعد روکنی
کے گئی تو اوسکا حکم اوس مبیع کا سا ہی جو بائع کے پاس مشتری کے دینی سی پہلے ہلاک ہو
یعنی ایسی مبیع کی قیمت موکل سے نہ لیجاویگی - بیع صرف اور سلم جنمین عاقدین کی جدائی
سی پیشتر قبضہ ضرور ہی اوسمین وکیل کی جدائی کا اعتبار ہی نہ موکل کی یعنی وکیل کو پہنچا ہی
کہ بیع صرف اور سلم مین بدون قبضہ بدل کے علیحدہ ہوا اور موکل علیحدہ ہو تو مضایقہ نہین
- ایک شخص کو وکیل کیا روپیہ کا آٹھ سیر گوشت خریدنے کو اور وکیل نے وہی گوشت جو آٹھ
سیر بکتا ہی روپیہ کا سولہ سیر خریدا تو موکل کو آٹھ آنے کا آٹھ سیر خرید کر لینا ضرور ہے -
اگر کسی خاص چیز کے خریدنے پر وکیل کیا تو وکیل اپنی واسطے اوس چیز کو نہین لے سکتا
- اگر ایسی چیز کو وکیل اودھار لے یا جو موکل نے اوسکی قیمت بتا دی تھی اوسکے خلاف
لی تو وہ خرید وکیل ہی کی ہوگی - اگر وکیل کرے کسی غیر معین چیز کے خریدنے کا تو وہ
خرید بھی وکیل کی ہی لیکن وکیل نے اگر نیت کر لی کہ موکل کیواسطے خریدتا ہون یا موکل کے
مال سے خریدی تو موکل کی ہوگی - اگر وکیل کہے کہ اس چیز کو مین نے موکل کے واسطے خریدا
ہی اور موکل کہے کہ تو نے اپنی واسطے خریدا ہی تو موکل کا قول معتبر ہے اگر اسی صورتمین
موکل نے پہلے سے قیمت دیدی ہوگی تو وکیل کا قول معتبر ہوگا - زید نے عمرو سے کہا
کہ خالد کے واسطے یہہ چیز میرے ہاتھ بیچدی اور عمرو نے بیچڈالی اور پھر زید وکالت سی
انکار کرے کہ مین نے خالد کیواسطے نہین خریدی ہی تو خالد اوس شے کو لے سکتا ہی لیکن اگر
خالد کہے کہ مین نے زید کو وکیل نہین کیا تھا کہ میرے واسطے خرید تو خالد اوسکو نہین لے سکتا
ہان اگر زید اوسکو وہ چیز دی چکا ہو تو البتہ خالد لے سکتا ہی پھر زید کو نملیگی - اگر وکیل

سے کہے کہ فلانے دو غلام میرے واسطے خرید اور قیمت نہ مقرر کری پس وکیل ایک غلام اوسکی
واسطے خریدی تو صحیح ہے - اگر اون دونو کو ہزار روپیہ مین خریدینکو کہے اور دونو کی قیمت برابر
ہو پہر ایک کو وکیل پانسو یا کم کو خریدی تو بھی صحیح ہے اور اگر پانسو سے زیادہ کو خریدی تو
نہین صحیح ہو ہان اگر موکل کے جھگڑنے سی پیشتر دوسرے غلام کو پانسو سی اوتنی کم کو خریدے
جتنا پہلی مین زیادہ دیا ہی تو صحیح ہو کہ دونو ہزار مین ہو گئی - اگر کسی اپنے قرضدار کو وکیل
کرے کہ فلان چیز میرے قرض کے بدلہ مین جو تجھیر آتا ہی خریدی اور وہ خریدی تو صحیح
ہے اور اگر غیر معین شے کو اسطرح کہی تو وہ خرید وکیل کی ہو گی - اگر ہزار دیکر ایک شخص
کو کہی کہ اتنی کو میرے واسطے لونڈی خرید اور اوسنی خریدی پہر موکل نے کہا کہ یہ تو پانسو کی
ہی اس صورتمین خریدنے والی یعنی وکیل کا قول معتبر ہو گا کیونکہ موکل اوس سی لینا چاہتا ہی
اور وہ انکار کرتا ہی اور منکر کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوتا ہی اور اگر پہلی سی ہزر نہین دی ہین
تو اس صورت مین موکل کا قول معتبر ہو گا کیونکہ وکیل اوس سی پانسو زیادہ لیا چاہتا ہی
اور وہ منکر اگر ایک غیر معین شے کو خریدنیکو وکیل کیا اور پہر اختلاف ہوا وکیل کہتا ہی کہ ہزار کو خریدی ہے اور موکل
کہتا ہی کہ پانسو کو اور اوس شی کا بائع وکیل کیسی کہتا ہی تو وکیل موکل آپسمین قسم کہائین
اگر دونو نے قسم کہائی تو وہ شی وکیل کی ٹھہر گی نہ موکل کی - ایک غلام زید سے
کہے کہ تو مجھکو میرے مالک سی میرے لئی ہزار روپیہ کو خرید دی اور غلام نے ہزار دیدئے
اور زید نے مالک سی کہدیا کہ مین تیرے فلانے غلام کو خاص اوسکے لئی خریدتا ہون اور مالک
اسی شرط پر بیچڈالی تو غلام آزاد ہو جاویگا اور ولاء اوسکی مالک کو ملیگی اور اگر زید
کہی کہ اس غلام کو مین اپنی واسطے خریدتا ہون تو وہ زید کا ٹھہریگا اور اوسکی ذمی ہزار روپیہ
اور لازم ہو گی اسلئی کہ غلام والی ہزار روپیہ تو مالک ہی کے ہین کیونکہ جو غلام کا مال
ہے وہ مالک کا ہی اب زید ہزار اور قیمت کی دے - اگر کہی کوئی غلام سے کہ تو میری واسطے
اپنے آپ کو اپنے مالک سی خریدلے اور غلام مالک سی کہے کہ مجھکو فلان شخص کے واسطے بیچ

اور وہ بیچڈالی تو حکم کرنیوالے کا غلام ٹھہریگا اور اگر یون نکہی کہ فلانیکی واسطے بیچ تو آزاد ہوجائیگا +

فصل

فصل وکیل خرید و فروخت کا ایسے شخص سے معاملہ نکری کہ جسکی واسطے گواہی ندی سکی مثلاً اپنی ماباپ لڑکا لڑکی بی بی خاوند شریک وغیرہ ہی انسے معاملہ خرید و فروخت کے اسواسطے نکرے کہ خوف ہی تہمت کا۔ اور صحیح ہے کہ وکیل بیہم کا کم زیادہ قیمت کی عوض مین خواہ اسباب کے بدلے مین خواہ کسی وقت تک قرض پر چیز کو بیچے اور اگر خریدنیکے لئے وکیل ہو تو اسکی خرید مین یہہ شرط ہی کہ برابر قیمت پر چیز مول لے خواہ دام اتنا بڑہا دی کہ وتنا نقصان الجر ہو یعنی قیمت لگانیوالے بڑہ سی بڑہکر اتنا دام لگائین ایسا نہو کہ کوئی اوسکی قیمت اوتنی نہ لگائی۔ اگر غلام کے بیچنے کا وکیل کیا اور اوسنی آدہا غلام بیچا تو صحیح ہی اور اگر غلام خریدنیکا وکیل کیا اور آدہا خریدا تو یہہ خرید موقوف ہوگی باقی آدہی کے خریدنے پر اگر وہ بھی خرید لیا تو موکل کو لینا پڑیگا۔ اگر مشتری عیب کے سبب سے جو مشتری کے گواہون سے ثابت ہو یا مدعا علیہ کے قسم نہ کہانے سے ثابت ہو مبیع وکیل کو پھیر دی تو وہ موکل کو پھیر دے اسیطرح اگر وکیل نے مبیع مین ایک قدیمی عیب کا اقرار کیا ہو جیسے ایک زائد اونگلی یا دانت زائد کا مثلاً اور اس عیب سی وہ چیز وکیل کے پاس پھر کر آوے تب بھی موکل کو پھیر دے اور اگر ایسی عیب کا اقرار نہو تو وہ چیز صرف وکیل کو واپس ملیگی وہ موکل کو نہ پھیریگا۔ اور اگر وکیل کچھ اودہار پر بیچڈالے اور موکل کہے کہ مین نے نقد بیچنی کو کہا تہا اور وکیل کہے کہ بیچنی کو کہا تہا نقد اودہار کی قید نہین لگائی تھی تو موکل کا قول معتبر ہوگا اور اگر عقد مضاربت مین یہ صورت واقع ہو تو مضارب کا قول معتبر ہوگا۔ بیع کا وکیل اگر کوئی چیز مشتری کی گرو کری اور وہ وکیل کے پاس ضائع ہوجائے یا مشتری سے کوئی ضامن لیلے اور ضامن مثلاً مفلس ہوکر مرجاوی اور قیمت باتھہ نہ لگے تو وکیل ضامن نہوگا قیمت کا۔ اگر کسیکی دو وکیل ہون تو اونمین سے فقط

ایک کسی معاملہ مین تصرف نہ کرے مگر جھگڑا کرنیمین کسی سے اور طلاق دینیمین بغیر بدل کے اور آزاد کرنیمین بغیر عوض کے اور سونپی ہوئی امانت کو پھیر دینیمین اور موکل کا قرض ادا کرنے مین کہ اگر ان امورمین دو وکیل ہون تو ہر ایک انمین سے بغیر دوسرے کے ان معاملات کو کرسکتا ہی اور معاملون مین دونو اتفاق سے کام کرین - وکیل اپنی طرف سے کسی اور کو وکیل نکرے مگر موکل کے کہنے سے یا اوس صورت مین کہ موکل نے اوس سے کہہ رکھا ہو کہ جیسا تیری عقل مین آوے ویسا کر ان دونو صورتونمین وکیل اپنی طرف سے وکیل کرسکتا ہی - اگر وکیل نے بے حکم موکل کے کسیکو وکیل کر لیا پس اس وکیل کے وکیل نے اصل وکیل کے سامنے عقد کیا یا کسی اجنبی آدمی نے کوئی عقد وکیل کی طرف سے کیا اور اوس عقد کو اصل وکیل نے جائز رکھا تو صحیح ہے یعنی اگر اجنبی آدمی وکیل کے سامنے خواہ پیچھے عقد کرے اور وکیل اوسکو جائز رکھے تو وہ عقد درست ہو جائیگا گو وہ شخص اجنبی وکیل کا وکیل نہو - اگر نکاح کر دی غلام یا مکاتب یا کافر اپنی چھوٹی لڑکی کا جو آزاد اور مسلمان ہو یا ایسی لڑکی کے مال سے کچھ اوسکے لئے خریدے یا بیع کرے تو یہہ صورتین صحیح نہون گی کیونکہ غلام یا کافر مسلمان عورت کا ولی نہین ہوسکتا

باب جھگڑا کرنے یا مال لینے کے لئے وکیل کرنیکے بیانمین - جو شخص جھگڑنے یا تقاضا کرنے کا وکیل ہو وہ قرض کا روپیہ لے لینے کا اختیار نہین رکھتا ہی اور جو قرض کے وصول کرنیکا وکیل ہو وہ جھگڑنے کا مختار ہے اور جو کسی خاص چیز کے لینے کے واسطے وکیل ہی وہ جھگڑنے کا مختار نہین ہے اگر اسی صورتمین چیز مذکور کو قابض نے وکیل کے روبرو گواہ قائم کئے کہ اس چیز کو تیرے موکل زید نے میری ہاتھ بیچ ڈالا ہے تو حکم موقوف رہیگا جب تک کہ زید غائب حاضر نہو جب زید حاضر ہو تو حکم کیا جاویگا زید کے سامنے گواہ قائم کرنیکا اسیطرح طلاق اور آزادی کا حال ہی یعنی ایک شخص کو زید نے وکیل کیا کہ میری بی بی یا میرے غلام کو لے آ اور عورت نے گواہ قائم کئے کہ زید نے مجکو طلاق

باب جھگڑا کرنے یا مال لینے کے وکیل کرنیکے بیانمین

دیدی ہی یا غلام نے گواہ قائم کئے کہ زید نے مجکو آزاد کردیا ہی تو بغیر زید کے حاضر ہونیکے
حکم موقوف رہیگا یعنی گواہ اوسیکے سامنے سنی جاوینگے۔ جو شخص جھگڑا کرنیکا وکیل ہی
وہ اپنے موکل کے ذمہ پر طرفثانی کے حق کا اقرار اگر قاضی کی سامنے کرے تو وہ اقرار صحیح ہوگا
اور اگر قاضی کے سامنے نہین کیا تو معتبر نہین۔ مال ضامن کو اوسی مال کے وصول کرنیکا
وکیل کرنا صحیح نہین کیونکہ جس مال کا وہ کفیل ہی اوسیکے وصول کرنیکا وکیل نہین ہوسکتا
۔ اگر زید دعوی کرے کہ مین فلان غائب کا وکیل ہون اوسکے قرض وصول کرنے کا
اور قرضدار اوسکے کہنے کو درست بتا دی تو اوسکو حکم کیا جاویگا کہ اس وکیل کو قرض
ادا کردے پس اگر وہ غائب آیا اور اوسنے وکیل کو سچا بتایا تو خیر ورنہ قرضدار کو دوبارہ
قرض ادا کرنا پڑیگا اور اگر وکیل کے پاس اوسکا مال موجود ہی تو پھیر لے اور اگر جاتا رہا ہو
تو کچھ نہ پاویگا البتہ اگر وکیل قرض وصول کرتی وقت ضامن ہوگیا تھا کہ اگر موکل کو یہہ
مال نہ پہونچی تو مین ذمہ دار ہون یا قرضدار نے اوسکی وکالت کو درست نکہا ہو فقط دعوے
وکالت پر اوسکو وہ مال دیا ہوان دونو صورتونمین اگر وکیل کے پاس مال تلف بھی ہوگیا ہو
تو وصول کرلے۔ اور اگر ایک شخص کہے کہ مین امانت لینے کے واسطے وکیل ہون اور جسکی
پاس امانت سپرد ہے وہ اوسکو سچا بتا دی تو اوس سے وہ امانت وکیل کو دلائی جائیگی
اسیطرح اگر کوئی یون کہے کہ جسکی یہہ امانت ہی اوس سے مین نے مول لیلی ہے اور امانت
اسبات کو سچا کہی تب بھی امانت دار سے وہ امانت دلائی جائیگی۔ اور اگر کوئی یون کہے
کہ مالک اس امانت کا مرگیا اور یہہ امانت میرے لئے میراث چھوڑ مرا ہی اور جسکی پاس امانت
ہے وہ اس شخص کو سچا کہی تو وہ امانت اس مدعی کو دلوائی جائیگی۔ اگر قرضخواہ کسیکو وکیل
کرے اپنی مال لینے کے واسطے اور قرضدار کہے کہ صاحب مال نے تو اپنا مال لے لیا تو اس
کہنے سے مالک کا لے لینا ثابت نہوگا اور وکیل کی وکالت ثابت ہوچکی ہی تو وکیل
کو وہ مال حوالہ کرے اور اوسکو حکم ہوگا کہ اگر مالک کو مال ادا کردیا ہے تو اوس سے

مواخذہ کرسکیں اگر مالک مال لینے سے انکار کریگا تو قرضدار اوسکو قسم دلائیگا - اگر ایک شخص کو وکیل کیا کہ بائع سے اوس عیب کی بابت جو خریدی ہوئی لونڈی مین نکلا ہے جواب سوال کرا اور اوسنے بائع سے حجت کی اور بائع نے کہا کہ مشتری تو راضی ہوگیا تھا تو وکیل لونڈی کو نہین پھیر سکتا جبتک مشتری قسم نکھالے کہ مین راضی نہوا تھا اگر قسم کھالے تو پھیر دینے کا حکم ہوگا - زید نے عمرو کو دس روپیہ دئے کہ انکو میرے گھر والون پر خرچ کردی اور عمرو نے اپنے پاس سے دس اوپر خرچ کر دئی تو بیسہ دس مقابل ہوگئی زید والے دس لے یعنی زید عمرو سے اپنی روپئی نہین لے سکتا یون کہکر کہ تو نے تو اپنے پاس سے خرچ کئے ؛

باب وکیل کو برطرف کرنیکے بیان مین - اگر وکیل کو موکل نے برطرف کر دیا اور وکیل کو اسکی خبر بھی ہوگئی تو وکالت باطل ہوگئی اسیطرح اگر وکیل یا موکل مرگیا یا وکیل مجنون ہوگیا ہمیشہ کو یا وہ مرتد ہوکر دارالحرب کو چلا گیا یا جن دو شریکون نے شرکت مین وکیل کیا تھا وہ شریک آپسمین نرہے یا ایسی شرکت تھی کہ وکالت اوسکو لازم تھی جیسے مفاوضہ یا موکل مکاتب تھا اور وہ ادای زر کتابت سے عاجز ہوگیا یا موکل غلام ماذون تھا پھر اوسکو عقود سے مالک نے منع کر دیا ان سب صورتون مین وکالت باطل ہوجائیگی - جس کام کے لئے وکیل کیا ہے اگر موکل اوسکو بذات خود کرنے لگے تو وکالت جاتی رہیگی

باب وکیل کو برطرف کرنیکے بیان مین

کتاب الدعوے

کتاب الدعوی کے بیان مین

اسمین دعوے کا بیان ہے - دعوی کہتے ہین جگڑی مین کسی چیز کو اپنی طرف نسبت کرنیکو یعنی یون کہنیکو کہ یہ میری چیز ہے - مدعی اوسکو کہتے ہین کہ دعوی کرے اور جو جگڑا چھوڑ بیٹھے تو اوس سے مواخذہ نہو - مدعا علیہ مدعی کے خلاف ہے یعنی جسپر دعوی کیا جاوی اور وہ اگر جوابدہی سے چپ رہی تو زبردستی اوس سے جواب طلب ہو - دعوی صحیح نہین جبتک وہ شی جس پر دعوی ہے بیان نکر دیجاوی اور اوسکا اندازہ

اور جنس نہ بیان ہو - پس اگر وہ شی بعینہ مدعا علیہ کے پاس ہو تو مدعا علیہ کو اُسکے حاضر
کرنیکی تکلیف دیجائیگی تاکہ مدعی اپنے دعوی مین اوسکی طرف اشارہ کری - یہی حال ہے
گواہون کے گواہی دینے اور مدعا علیہ کے قسم دلانے مین یعنی چیز کا حاضر کرنا چاہئیے تاکہ گواہ
اپنی گواہی مین اور مدعا علیہ اپنی قسم مین اوسکی طرف اشارہ کرین - اگر چیز کا حاضر کرنا
دشوار ہو تو مدعی اوسکی قیمت ذکر کر دے - اگر دعوی غیر منقول شی کا ہو مثل زمین یا
گھر کے تو اوسکی حدّین بیان کر دے - تین حدون کا بیان کر دینا کافی ہے کیونکہ چوتھی حد
اسی سے معلوم ہو سکتی ہے - ان حدّون کے مالکون کا نام بھی ذکر کری اور جو شخص
مشہور نہو اوسکے دادا تک کا نام بتانا ضرور ہے - یہہ بھی ذکر کرے کہ جس چیز کا دعوی
ہے وہ بعینہ مدعا علیہ کے قبضہ مین ہے - غیر منقول شی مین قبض و تصرف فقط مدعی مدعا علیہ
ایک دوسری کو سچا کہنے سے ثابت نہو گا جب تک گواہون سے یا قاضی کے جاننے سے ثابت نہو
بخلاف منقول کے کہ اسمین قبض و تصرف طرفین کے اقرار سے بھی ثابت ہو جائیگا معین چیز
کے دعوی مین ضرور ہے کہ مدعی ذکر کرے کہ عین شے مدعا بھا کو مدعا علیہ سے طلب
کرتا ہون اگر وہ شے دین ہو تو اوسکا وصف بیان کرے اور یہہ کہ اوسکو مدعا علیہ سے
چاہتا ہون - جب دعوی صحیح ہو جاوی تو قاضی مدعا علیہ سے جواب طلب کری پس اگر مدعا علیہ
اقرار کرے دعوی کا تو اوسکے دلانیکا حکم کر دے اور اگر انکار کرے تو مدعی اپنی
گواہ لاوی اور گواہون کے بعد مدعا علیہ پر حکم کری یعنی شی مدعا بھا مدعی کو دلا دی اور
اگر گواہ مدعی کے پاس نہون تو مدعا علیہ کو قسم دلائی جاوی اگر مدعی قسم طلب کرے
اور مدعی کو قسم نہ دلائی جاوی کیونکہ قسم خاص ہے واسطے مدعا علیہ کے - ملک کے دعوی
مین شخص متصرف کی گواہ مقبول نہونگی اگر مطلق ملک بیان کرین اور سبب ملک کا ذکر نکرین
جیسے خرید یا ہبہ وغیرہ ہے - اگر دونو شخص قابض اور متدخل گواہ گذارین تو جو شخص متصرف
نہین ہے اوسکے گواہونکی سماعت بہ نسبت گواہون متصرف کے بہتر ہے - اگر مدعا علیہ سے قسم

کھانیکو ایکبار کہا گیا اور اوسنے انکار کیا یا چپ ہو رہا تو بدون قسم دلانیکے اوسپر حکم
ہو جائیگا کہ مدعی کا مدعا حوالہ کر مستحب ہی مدعا علیہ سے تین بار قسم کو کہنا - مدعا علیہ منکر سے
قاضی ان چیزونمین قسم نہ لے اول نکاح دوم رجعت بعد طلاق کے سوم رجعت ایلاء کے
بعد چہارم لونڈی کو اُم ولد کرنیمین پنجم غلام ہونیمین ششم ثبوت نسب مین ہفتم حق ولامین
اور حد اور لعان مین بھی قسم نہ دلائی جاوی اور قاضی امام فخرالدین نے فرمایا ہی کہ فتوے
اسپر ہے کہ مدعا علیہ منکر سے قسم لیجاوی چھوون اشیاء مذکورہ مین یعنی نکاح سے ولا تک فائدہ
جاننا چاہئے کہ نکاح سے ولا تک سات شی ہین اونکو چھہ اسواسطے قرار دیا کہ ام ولد بنانا اور
اثبات نسب لازم اور ملزوم ہین گویا وہ دونو ایک قسم ہین - چور سے قسم دلائی جاوی
پس اگر انکار کرے قسم سے تو چوری کے مال کا ضامن ہو جائیگا مگر ہاتھ نہین کٹے گا
اگر بی بی خاوند پر دعوی کرے کہ مجھکو صحبت سے پہلے طلاق دی ہی تو خاوند کو قسم دلائی جاوی
اگر انکار کیا قسم سے تو آدہی مہر کا ذمہ وار ہوگیا - جو شخص انکار کرے قصاص کے مقدمہ
مین تو اوسکو بھی قسم دلائی جاوی پس اگر جان کی قصاص مین قسم سے انکار کری تو قید
کیا جاوی یہان تک کہ اقرار خون کا کرے یا قسم کہائی اور جان کے سوا اور چیزون کے
قصاص مین مثل رجم وغیرہ کے بجز انکار کے قصاص لیا جاوی - اگر مدعی کہی کہ میرے
گواہ حاضر ہین اور پھر مدعا علیہ سے قسم کی درخواست کری تو اوسکو قسم نہ دیجاویگی اور مدعا علیہ
سے کہا جاویگا کہ مدعی کو تین روز تک کی حاضر ضامنی دیدی پس اگر مدعا علیہ ضمانت دینے
سے انکار کری تو مدعی اوسکی ہمراہ رہی جہان جائی لیکن اگر مدعا علیہ مسافر ہو تو اوسکی
ہمراہی صرف قاضی کے محکمہ مین کری اسلئے کہ اس سے زیادہ مسافر کے ساتھ رہنے یا اوس سے
ضامن لینے مین مسافر کا کمال نقصان ہے - اور قسم جو مدعا علیہ کہاوی تو معتبر خدا کی قسم کی
یعنی یون کہنا کہ خدا کی قسم کہ مدعی کا حق مجھپر نہین طلاق آزادی کی قسم نہ کہاوے یعنی یہ نہ کہے کہ اگر مدعی کا
حق مجھپر ہو تو میری بی بی طالق یا غلام آزاد ہی البتہ اگر مدعی اصرار کری کہ اوسکو طلاق

یا عتاق کے ساتھہ قسم دلائی جاوی تو ایسی قسم کا بھی اعتبار ہی - قسم کی تاکید خدا کے اوصاف
کے ذکر سے کرنا چاہئی کہ عالم الغیب ہی اور گناہگارون کو عذاب دینے والا ہی اور جھوٹھہ پر
سزا دینے والا ہی وقت اور جگہہ سے تاکید قسم ضرور نہین یعنی مدعی یہ درخواست نہ کرے
کہ مثلاً مدعا علیہ عصر کے وقت یا جمعہ کو یا مسجد مین یا کعبہ شریف مین قسم کہاوی - یہودی کو قسم
یون دلائی جاوی کہ قسم ہے اوس خدا کی جسنے حضرت موسےٰ علیہ السلام پر توریت اوتاری اور نصرانی کو
اسطرح کہ قسم ہی اوس خدا کی جسنے عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل کی اور مجوسی آتش پرست
کو اسطرح کہ قسم اوس خدا کی جسنے آگ پیدا کی اور بت پرست کو صرف خدا کی قسم دیکھا دے بغیر ملانے کسی اور
لفظ کے - ان سب کو اونکی عبادتخانونمین قسم نہ دلائی جاوی - قسم دلائی جاوی حاصل
دعوے پر مثلاً بیع کے دعوی مین یون کہا جاوی کہ خدا کی قسم ہم دونو مین اسوقت بیع قائم
نہین ہے اور نکاح کے دعوی مین یون کہ قسم خدا کی ہم دونو مین نکاح اسوقت مین قائم
نہین اور غصب کے دعوی مین یون کہ باللہ اسوقت مجکو اس چیز کا پھیر دینا واجب نہین اور طلاق
کے دعوی مین یون کہ اللہ کی قسم یہہ عورت اسوقت مجھسے بائن نہین - اگر مدعی پڑوس کے
سبب حق شفعہ کا دعوی کرے یا بائن طلاق دی ہوئی عورت کی نفقہ کا دعوی کرے اور مدعا علیہ
یعنی مشتری یا خاوند معتقد انکا نہو مثلاً شافعی مذہب ہو کیونکہ امام شافعی کے بیان حق شفعہ
اور نفقہ مطلقہ بائنہ کا واجب نہین تو ایسی صورتمین قسم دلائی جاویگی سبب دعوی پر مثلاً
مدعا علیہ یون کہے کہ خدا کی قسم مین نے مدعی کے پڑوس کا گھر نہین خریدا ہی یا اس عورت کو
طلاق بائن نہین دی ہی - اور غلام کے وارث ہونیمین قسم جاننے پر دیجاویگی مثلاً زید
ایک غلام کا وارث ہوا اور عمرو نے دعوی کیا کہ یہ غلام میرا ہی تو زید سے یون قسم لیجاویگی
کہ قسم خدا کی مین نہین جانتا ہون کہ یہ غلام عمرو کا ہے اور اگر زید اس غلام کا ہبہ سے یا
خریدنے سے مالک ہوا ہی تو امر واقعی پر قسم دلائی جاویگی نہ جاننے پر یعنی زید کو یون
کہنا پڑیگا کہ خدا کی قسم یہ غلام عمرو کا نہین ہی - منکر قسم اگر عوض دیدے قسم کا یا مدعی

سے صلح کرے قسم سے تو یہہ سمجھے عوض یا صلح کے بعد پہر اوسکو قسم نہ دلائی جاویگی عوض
دینا یا صلح کرنی یون ہی کہ منکر کہے کہ مجہپر جو قسم لازم ہوا اوسکی بدلیمین تجہکو یہ چیز دیتا ہون یا
اپنی قسم سے اس چیز پر صلح کرتا ہون یہہ دونو صحیح ہین ۔

باب آپسمین قسم کہانیکے بیانمین - اگر بائع اور مشتری اختلاف کرین بمقدار مبیع یا بمقدار
قیمت مین مثلاً بائع ثمن دوسو بتا دی اور مشتری پونے دوسو یا بائع مبیع بیس من غلہ بتا دی
اور مشتری اکیس من تو جو گواہ لائے اوسکی خاطر خواہ حکم ہوگا اور اگر دونو گواہ لاوین
تو جسکے گواہون سے زیادہ ثابت ہوا اوسکے موافق حکم ہوگا اگر دونو گواہ نہ لاسکین اور
آپسمین راضی بھی نہون تو دونو قسم کھائین اور پہلے مشتری کو قسم دلائی جاویگی اور اگر دونو
مین ایک بھی فسخ بیع چاہی تو قاضی بیع کو فسخ کر دی اور جو قسم سے انکار کریگا دوسریکا دعوی
اوسپر ثابت ہو جائیگا - اگر دونو مین اختلاف ہو وقت ادا ثمن مین کہ بائع کہی کہ مین نے نقد
بیچا ہی اور مشتری کہے کہ ادہار یا شرط خیار مین اختلاف کرین ایک کہی کہ بیع مین خیار تھا دوسرا
کہے کہ نہتا یا کسیقدر قیمت کے لینے مین اختلاف ہو یا مبیع کے سب یا تہوڑی جاتے رہنے کے
بعد مقدار قیمت مین اختلاف ہو یا مکاتب اور مالک زر کتابت کی مقدار مختلف بتاوین مالک زیادہ
کہے اور مکاتب کم یا مبیع سلم کے فسخ کے بعد سلم کرنیوالا اور جس سے سلم کی تھی وہ شخص رأس المال
کی مقدار مین اختلاف کرین تو ان سب صورتونمین دونو کو قسم دلائی جاویگی بلکہ منکر کا قول
اوسکی قسم کے ساتھہ معتبر ہوگا - اگر بیع کے اقالہ کے بعد بائع اور مشتری مقدار قیمت
مین اختلاف کرین تو دونو پر قسم آویگی - اگر جورو خاوند مقدار مہر مین اختلاف کرین
تو جو گواہ لائیگا وہی جیتیگا اگر دونو گواہ لاوین تو عورت جیتیگی اگر دونو گواہ نہ لاسکین
تو دونو قسم کھائین اور نکاح فسخ نکیا جاوی بلکہ دونو کی قسم کی صورتمین مہر مثل کو دیکہا جاویگا
اگر مہر مثل خاوند کے قول کے مطابق یا اوس سے کم ہے تو اوسکی قول کے موافق حکم ہوگا
اور اگر عورت کے قول کے مطابق یا اوس سے زیادہ ہوگا تو حکم اوسکی قول کی موجب

ہوگا اور جو دونو کے قول کے درمیان ہوگا تو مہر مثل ہی دلایا جاویگا - اگر موجر یعنی ٹھیکا دینے والا اور مستاجر یعنی ٹھیکہ لینے والا اختلاف کرین ٹھیکہ مین یعنی اوسکی اجرت خواہ منافع مین نفع لینے سے پہلے تو باہم قسم کھائین اور نفع لینے کے بعد دو تو قسم نکھائین بلکہ اس صورتمین قول مستاجر کا قسم کے ساتھہ معتبر ہوگا اور بعض مین اختلاف اور کل مین اختلاف ہونیکا ایک حکم ہے - یعنی تہوڑا نفع لینے کے بعد اگر اوسکی اجرت کی مقدار مین اختلاف کرینگے تو دونو کو قسم نہ دیجاویگی بلکہ قول مستاجر کا قسم سے معتبر ہوگا ایام گذشتہ کی لئے اور باقی اجارہ فسخ کردیا جاویگا اگر عورت اور خاوند گہر کے اسباب مین اختلاف کرین تو جو اسباب جسکی لائق ہو اوسکو دلایا جاویگا اور جو دونو کے کام کا ہی وہ خاوند کو دلایا جاویگا یعنی اگر خاوند بی بی ہر یک کل اسباب کا دعوی کرین تو زیور وغیرہ جو عورت کی کارآمد ہی وہ عورت کو ملیگا اور ہتہیار وغیرہ خاوند کو اور جو چیزین دونو کے کارآمد نی ہین جیسے برتن وغیرہ تو وہبھی خاوند کو ملینگی - پس اگر دونو مین سے ایک مرجاوی اور اوسکا وارث اوسکی جگہہ دعوی کرے تو دونو کی کارآمدنی چیز زندہ کو ملیگی - اور اگر دونو مین سے کوئی مملوک ہو تو اسباب آزاد کو پہنچیگا بشرطیکہ دونو زندہ ہون اور اگر ایک مرگیا ہو تو زندہ کو ملیگا - اگر مدعا علیہ مدعی سے کہے کہ اس چیز پہ جو تو دعوی کرتا ہی یہہ مجھکو فلانے غائب نے امانت دی ہی یا کرایہ کو دی ہی یا منگنی دی ہے یا گرو رکہی ہے میرے پاس یا مین نے اوس سے چین لی ہے اور اس قول کے گواہ گذرانی تو مدعی کا جھگڑا اوس سے دفع کیا جاویگا یعنی مدعیکو اوس پر دعوی نہین پہونچتا بلکہ اوسی غائب پر دعوی کرے اور اگر مدعا علیہ کہے کہ مین نے یہہ شی مدعا بہا اوس غائب سے خرید کی ہی یا مدعی کہے کہ میرے پاس یہہ شے چوری گئی تھی اور مدعا علیہ قابض کہے کہ مجھکو فلان شخص نے امانت دی ہی اور اپنی بیع یا امانت ہونیکو گواہون سے ثابت کردی تو مدعی کا جھگڑا اوس سے دفع نہین کیا جاویگا اور اگر مدعی کہے کہ یہہ چیز مین نے فلان شخص سے خریدی تھی اور مدعا علیہ قابض کہے کہ مجھکو یہہ چیز ایک شخص نے امانت دی تھی تب بہی خصومت

مدعی کی مدعا علیہ سے ساقط ہوجاویگی کیونکہ قابض اپنی ملک کا دعوی نہین کرتا ہی پس اسکو خریدنے کا ثبوت دینا چاہیے +

باب ایک چیز پر دو شخصون کے دعوی کرنیکے بیان مین - اگر دو شخص ایک چیز کا دعوے کرین جو تیسرے کے قبضہ مین ہے اور ہر ایک گواہون سے ثابت کر دی کہ یہہ چیز میری ہی تو وہ چیز دونو کو نصفا نصف دیدیجاویگی - اگر ایک عورت پر دو شخص اپنی اپنی منکوحہ ہونیکی گواہ قائم کرین تو دونو کے گواہ نامعتبر ہونگے اور عورت اوسکو ملیگی جسکی بات کو وہ سچا کہے یا جسکی گواہ پیشتر گذرچکین اگر دونو مدعی گواہ لائین کہ یہہ چیز کسی تیسری سے مول لی ہی تو ہر ایک کو نصف شی مدعا بہا ملیگی نصف قیمت کی عوض مین جاہی تو لے لے اور اگر قاضی کے حکم کرنیکے بعد دونو مین سے ایک نے آدہی کے لینے سے انکار کیا تو دوسرے کو سب نہ ملیگی اور اگر تاریخ خرید کی دو مدعیون نے بیان کی تو اوسکو دلائی جاویگی جو پہلا خریدار ہی اور اگر تاریخ بیان نہ کی تو قابض کو ملیگی - خریدنے کا دعوی اور اوسکی گواہ بہ نسبت ہبہ کے دعوی اور گواہون کے زیادہ مقبول ہین مثلا زید نے کہا کہ یہہ چیز مین نے بکر سے مول لی ہی اور عمرو نے دعوی کیا کہ بکر نے مجھکو ہبہ کرکے قابض کرادیا اور دونو نے اپنے دعوی پر گواہ گذرائے تو زید کے گواہون کا قبول کرنا بہتر ہی - خریدنے کا دعوی اور مہر مین لینے کا دعوی دونو برابر ہین - گروی رکھنے کا دعوی بہ نسبت ہبہ کے مقبول تر ہی - اگر دو شخص خارج یعنی غیر قابض گواہ لائین کسی شی کی ملکیت کے مع تاریخ کے یا خریدنیکی ایک ہی شخص سے پس پہلی تاریخ والا اوس چیز کا زیادہ مستحق ہے - اور اگر گواہ لائین دو نو مدعی جدا جدا شخصون سے چیز مذکور کے خریدنیکی اور دونو تاریخ بھی بیان کرین تو یہہ گواہ دونو کے آپسمین برابر ہین خواہ تاریخ ایک ہو یا آگی پیچھی ہو یعنی وہ چیز دونو کو نصفا نصف پہنچیگی - اگر گواہ لاوی خارج جو قابض نہین ہے اپنی ملکیت کا کسی تاریخ سے اور قابض اپنی خرید کی تاریخ اس سے پہلی گواہون سے ثابت کرے یا خارج

اور قابض گواہ لائین اسکے کہ یہہ بچہ میرے جانور کا ہی اور میری ملک مین پیدا ہوا ہی یا دونو گواہ لائین ملک کے ایسی سبب پر جو مکر رنہین ہوتا جیسی کہین کہ یہ کپڑا مین نے بُنا ہی یا پیڑ میرے لگائے ہین یا خارج گواہ لائے مالک ہونیکا اور قابض اپنی خرید پر خارج سی گواہ پیش کری تو ان سب صورتون مین گواہ قابض کے معتبر ہونگے۔ اگر خارج شخص اور قابض دونو ایک دوسرے سی خواہ میرے شخص سی خریدنا اپنا بیان کرین اور اپنی دعوی پر گواہ پیش کرین اور تاریخ خرید مذکور نہو تو دونو کے گواہ ساقط ہین اور جس گھر کا دعوی ہے قابض ہی کے پاس رہیگا۔ گواہونکی گنتی زیادہ ہونے سی دعوی کو ترجیح نہین ہوتی ہی مثلاً ایک مدعی دو گواہ اور دوسرا چار گواہ لائے تو دونو برابر ہین۔ ایک گھر زید کے پاس ہی اور عمرو نے اوسکے آدہی کا دعوی کیا اور خالد نے سب کا اور دونو مدعی گواہ لائے قابض پر تو عمرو کو چوتھائی گھر ملیگا اور زید کو باقی تین چوتھائی اور اگر وہ گھر انہین مدعیون یعنی زید اور عمرو کے پاس تھا تو زید کو جو کل کا دعویدار ہی وہ سب گھر ملیگا۔ اگر دو شخص گواہ لائین ایک چارپایہ کے جنسی پر اپنی اپنی ملک مین اور دونو تاریخ بھی بیان کرین تو وہ اوسکو دلایا جاویگا جسکی تاریخ بچہ کی عمر کے مطابق ہو اور اگر یہ بات نہ پہچانی جاوی تو دونو مدعیونکو شرکت مین دلایا جاوی۔ دو شخصون مین سی ایک گواہ لایا کہ مجھسی قابض نے یہ شی چھین لی ہی اور دوسرا گواہ لایا کہ مینی قابض کو یہہ شی امانت دی ہے تو یہ دونو گواہ برابر ہین یعنی کسیکو شی مدعا بھاندلائی جاویگی۔ جو شخص سوار ہی سواری پر یا کوئی کپڑا پہنی ہوئی ہی تو وہ ملک کے ثابت ہونیمین بہ نسبت لگام یا آستین پکڑنے والی کے زیادہ مستحق ہے مثلاً زید ایک گھوڑی پر سوار ہی اور عمرو اوسکی لگام پکڑی ہی اگر اس گھوڑی کی ملکیت مین دونو جھگڑا کرین تو زید ہی کو دلایا جانا بہتر ہے۔ اگر لدی ہوئی اونٹ مین جھگڑا ہو یا ایسی دیوار مین جسپر چھت کی کڑیان ہون یا ایسی دیوار مین کہ ایک کی گھر سے ملی ہو تو ملک اوسکی زیادہ ترثابت ہوگی جو اونٹ کے بوجھ کا یا کڑیونکا مالک ہی یا جسکی گھر سے

دیوار ملی ہوئی ہے - ایک شخص کے ہاتھ مین کپڑا ہے اور دوسرے کے ہاتھ مین اوسکا کنارہ ہے
اور دونو اوسکا دعوی کرتے ہین تو آدھا آدھا بانٹ دیا جائیگا - ایک شخص کے پاس ایک
لڑکا ہے جو اپنا حال کہہ سکتا ہے یعنی عاقل ہے اور وہ لڑکا کہے کہ مین آزاد ہون تو لڑکے ہی کا
قول معتبر ہوگا - اور اگر کہے کہ مین فلان شخص کا غلام ہون یا کچھ اپنا حال ہی بیان نکرے
تو قابض ہی کا غلام ٹھہریگا بشرطیکہ وہ مدعی ہو - ایک مکان مین اگر دس کوٹھریان ایک
کے قبضہ مین ہون اور ایک کوٹھری دوسرے کے قبضہ مین تو صحن اوس مکان کا جھگڑے کے
وقت اون دونو کو آدھا آدھا ملیگا - زید و عمرو نے دعوی کیا ایک زمین کا اور زید نے
پہلے اوسمین اینٹین بنائین تھین یا کچھ مکان بنایا تھا یا گڑھا کھودا تھا تو وہ زمین زید کی
ٹھہریگی یعنی جیسے گواہ قبضہ کے لانے سے قبضہ ثابت ہوجاتا ہے اسیطرح یہہ امور بھی قبض
کے شاہد ہین ٭

باب رشتہ کے ثابت ہونیکے بیان مین - زید نے ایک لونڈی بیچی اور مشتری کے
یہان چھہ مہینے سے کم مین جنی اور زید نے دعوی کیا کہ یہ بچہ مجھسے ہے تو زید ہی کا ٹھہریگا اور
وہ لونڈی زید کی ام ولد ٹھہریگی اور بیع فسخ ہوجائیگی کیونکہ ام ولد کی بیع جائز نہین اگرچہ
مشتری بھی بائع کے دعوی کے ساتھہ یا اوسکی دعوی کے پیچھے کہے کہ یہ بچہ مجھسے ہے
اسیطرح اگر زید اوس لونڈی کے مرنیکے بعد اوس بچہ کا دعوی کرے بخلاف بچہ کے مرنیکے
کہ اگر اوس وقت مین دعوی کرے گا تو بچہ اوسکا نہین ٹھہریگا - مشتری اگر لونڈی
مذکور کو یا اوسکی بچہ کو آزاد کردی تو اوسکا آزاد ہوجانا ثبوت نسب مین مرنیکے حکم مین ہے اگر یہہ
لونڈی چھہ مہینے سے زیادہ مین جنی تو زید کا دعوی رد کیا جاویگا البتہ اگر مشتری زید کا کہنا
اعتبار کرے تو دعوی رد نہین کیا جائیگا - جو شخص دو لڑکون توام مین سے ایک کا
دعوی کرے کہ یہہ میرا ہے تو دونو اوسکے ٹھہرینگے اگرچہ مشتری ایک کو بیچ چکا ہو
یا آزاد کرچکا ہو اور مشتری کا آزاد کرنا باطل ہوگا کیونکہ ایک کے دعوی سے دوسرے کا

باب الرشتہ ثابت ہونیکا بیان مین

یعنی دو لڑکے توام پیدا ہوئے ہون جنکو جڑوان کہتے ہین

نسب بھی اس سے ثابت ہوگیا زید کے پاس ایک لڑکا ہی اور زید نے کہا کہ یہہ عمرو کا لڑکا ہی اور پھر کہا کہ میرا ہے تو زید کا نہ ٹھہریگا گو عمرو اوسکو اپنا لڑکا نہ بتا وے - ایک لڑکا ایک مسلمان اور نصرانی کے پاس ہے نصرانی کہتا ہی کہ یہہ میرا بیٹا ہی اور مسلمان کہے کہ یہہ میرا غلام ہے تو نصرانی کا بیٹا اور آزاد ٹھہریگا - ایک لڑکا ہی جورو خاوند کے پاس جورو کہتی ہے کہ یہہ میرا لڑکا ہے دوسرے خاوند سے اور خاوند کہتا ہی کہ یہہ میرا لڑکا ہی دوسری بی بی سے تو دونو کا ٹھہریگا - مشتری نے ایک لونڈی خریدی اور اوسکے اولاد مشتری سے ہوئی پھر وہ کسی اور کی نکلی اور مالک کو دیگئی تو مشتری لڑکے کی قیمت مالک کو دی اور لڑکا آزاد ہے اگر یہہ بچہ مرجاوی تو باپ یعنی مشتری اوسکی قیمت کا تاوان ندی اگرچہ وہ لڑکا کچھہ مال چھوڑے جو باپ کو ارث پہنچی اور اگر باپ اپنی آپ اوسکو مار ڈالے تو البتہ اوسکی قیمت دینی پڑیگی اور لونڈی کا دام اور بچہ کی قیمت بائع سے لیوے، مگر اجرت صحبت کی نہ لیوے یعنی غیر کی لونڈیسی جو صحبت کی اوسکی اجرت بھی اگر مشتری سے مالک لے لے تب بھی مشتری بائع سے نہ لیوی +

کتاب الاقرار اسمین اقرار کا بیان ہے - اقرار کہتے ہین اس بات کی خبر دینی کو کہ غیر کا حق میرے اوپر ثابت ہے جو شخص اقرار کرتا ہی اوسکو مُقِر کہتے ہین اور جسکا حق اپنے اوپر بتاتا ہی اوسکو مُقَر لہ بولتے ہین - جب کہ اقرار کری آزاد عاقل بالغ کسی حق کا تو یہ اقرار صحیح ہے گو مجہول ہو جیسی یون کہے کہ مجھپر فلان شخص کا کچھہ ہی یا کوئی حق ہی پھر زبردستی اوس سے بیان کرایا جاوی اور قیمت والی چیز کو بیان کر دے کہ فلان چیز ہے یعنی مجہول شے کا اقرار کیا تو قاضی بجبر اوس سے پوچھے کہ کون حق اور کیا چیز ہے بشرطیکہ حق اور چیز کی کچھہ قیمت ہو اور اس باب میں اگر مقر اور مقر لہ مین اختلاف ہو یعنی مقر کم بتاوی اور مقر لہ زیادہ تو مقر کا قول قسم کے ساتھہ معتبر ہوگا - اول ایک شخص نے اقرار کیا کہ فلان کا میری ذمہ مال ہی اور جب

بیان کیا تو ایکدرم سے کم کہا تو یہہ اقرار معتبر نہوگا - اگر بڑی مال یا بہت مال کا اقرار کرے تو مقدار نصاب[1] لازم ہوگا اور بہت سی مالونکا کرے تو تین نصابین اور بہت روپیہ کہے تو دس روپیہ ہونگے اور اگر کہے کہ روپیہ ہین تعداد کچھ نکہی تو تین کا اقرار ہوگا اگر کذا درہما کہا تو ایک درہم کا اقرار ہوا اور کذا کذا گیارہ کا اور کذا و کذا و عطف کے ساتھ اکیس کا اور تین بار کذا و کذا و عطف سی ایک سو اکیس کا اور چار بار تین و او عطف سی ایکسو ار ایک سو اکیس کا غرضکہ ایک کذا سی صرف ایک مراد ہی اور دوسرے کذا کو اوسکے ساتھ بدون عطف ملاوین تو اوس سے دس مراد ہونگی اور مع عطف ملاوین تو بیس اور تیسری کو اگر مع عطف ملاوین اُس سے اور چوتھی سی ہزار مراد[2] ہونگی - اگر کہی کہ مجھپر یا میرے طرف فلانیکا اسقدر ہی تو قرض کا اقرار ہی اور اگر کہے کہ میرے پاس یا میری ساتھ یا میرے گھر مین یا میری صندوق مین یا میری تھیلی مین اوسکا ہی تو اس کہنے سے امانت کا اقرار ثابت ہوگا - زید نے عمرو سے کہا کہ تیرے اوپر میری ہزار روپیہ ہین اور عمرو نے کہا کہ اونکو تول لے یا پرکھ لے یا مجھے اونکی ادا کرنیکی مہلت دی یا مین نے تجھکو وہ ادا کر دئے یا وہ دوسرے پر تجھکو اوترا دئی ان سب کلمات سی ہزار پر عمرو کا اقرار ثابت ہوگا اور بغیر ضمیر کے اقرار نہوگا مثلاً کہے کہ تول لے یا پرکھ لے اور اونکو نہ کہی تو اقرار ثابت نہوگا - اگر کوئی اقرار کرے اپنے اوپر قرض کا کہ اتنے روز[13] مین ادا کرنا ہی اور مقرلہ کہے کہ بالفعل تجھکو دینا ہی تو ادا کرنا لازم ہوگا بالفعل مگر مقرلہ سے جو منکر وعدہ کا ہے وعدہ نہونیکی قسم لیجاویگی - ایک شخص کہی کہ مجھپر سو اور ایک روپیہ ہی تو سو سی بھی روپیہ مراد ہونگی یعنی ایک سو ایک روپیہ کا اقرار ہوا اور اگر کہے کہ سو اور ایک تھان ہی تو پوچھا جاویگا کہ سو سے کیا مراد ہی اسیطرح سو اور دو تھانون کے اقرار مین البتہ سو اور تین تھانون کے اقرار مین سب تھان مراد ہون گے - ایک نے اقرار کیا کہ مجھے فلانے کے خشک چھوہاری لوکری

[1] یعنی دو سو درم چاندی یا بیس مثقال سونا ۱۲

[2] یعنی جو مراد ہی کم ظاہر کی بگاڑ دیگا اور اگر زیادہ بتادی کہ میری مراد اتنی تھی تو معتبر اوسکے قول کا ہوگا ۱۲

مین دینے ہین تو ٹوکری اور چوارے دونو کا اقرار ہوا دونو دینی ہونگی
اور اگر یون کہے کہ اوسنے مجھکو گھوڑا طویلہ مین دیا تھا تو گھوڑا دینا لازم ہوگا نہ طویلہ
اور انگوٹھی کے اقرار مین چھلہ اور نگینہ دونو لازم ہونگے اور تلوار کے اقرار مین کوٹھی
میان پرتلہ داخل ہے اور چیر کھٹ کے اقرار مین اوسکی لکڑیان اور پردی پوشش وغیرہ
داخل ہین - اگر یون اقرار کیا کہ کپڑے دینے ہین گٹھری مین یا یون کہا کہ مجھپر تھان سے
کپڑے ہین تو دونو کا اقرار ہوا یعنی کپڑے اور گٹھری پہلی صورتمین اور تھان اور کپڑا
دوسری صورتمین لازم ہونگے - اور دس مین ایک کپڑے کے اقرار سے ایک کپڑا لازم
ہوگا - اگر یون کہا کہ پانچ درم پانچ مین اوسکے میرے اوپر ہین اگر اس سے پانچ
کی پانچ مین ضرب مراد تھی تو پانچ ہی درم لازم ہونگے اور اگر پانچ کے ساتھ پانچ
مراد ہین تو دس دینی ہون گے - اگر یون کہی کہ اوسکے مجھپر ایک روپیہ سے
دسنل تک ہین یا کہی کہ ایک روپیہ سے دسنل تک کے درمیان مین ہین تو نو دینی ہونگی
- اگر کہے کہ اوسکی زمین میرے گھر مین اس دیوار سے اس دیوار تک کی درمیان سے
تو دیوارین دونو داخل نہونگی - صحیح ہے اقرار حمل کا مثلاً یون کہے کہ میری
لونڈی یا جانور کا حمل فلان شخص کی ملک ہے اور صحیح ہے اقرار وصلی حمل
کے مثلاً کہی کہ فلان حمل کے لئے مجھپر سو روپیہ ہین اسمین یہ شرط ہی کہ کوئی ایسا سبب
بیان کر دے جس سے وہ مال حمل کا ہوسکے مثلاً کسی نے وصیت کی ہو یا میراث
کی راہ سے حمل کو پہنچتا ہو اور اگر سبب نہ بیان کریگا تو حمل کے لئے اقرار صحیح نہوگا -
اگر اقرار کرے کسی چیز کا اس شرط پر مجھکو اس اقرار مین تین روز تک اختیار ہے
تو وہ شی اوسپر لازم ہوجائیگی اور اختیار اقرار مین باطل ہوگا ۔

باب اقرار کی چیز مین سے کچھ خارج کرنے اور اسیطرح کی اور باتون مثل
مشروط کرنے وغیرہ کے بیان مین - جس چیز کا اقرار کیا ہو اوسمین سے کسیقدر

کو استثنا کرنا یعنی خارج از اقرار کر ڈالنا صحیح ہے بشرطیکہ اقرار کے ساتھ ہی خارج بھی کرے مثلاً کہے کہ زید کے مجھپر دس روپیہ ہین دو کم تو دو کم کو ساتھ ہی اگر کہے گا تو اقرار درست ہوگا اور اس صورتمین استثنا سے جسقدر بچے اوسقدر کا دینا لازم ہوگا مثلاً مثال مذکور مین آٹھ روپیہ دینے ہونگے - سب کا سب مین سے نکالنا نہین صحیح ہے مثلاً کہے کہ ہزار میرے اوپر مین ہزار کم تو صحیح نہوگا جو چیزین بیتی ہین یا تلفی ہین اونکو روپیون مین سے استثنا کرنا درست ہی اونکی سوا اور چیزون کو نکالنا درست نہین مثلاً کہے کہ مجھپر ہزار درہم ہین دس پیمانہ گیہون یا دس سیر روغن کم تو صحیح ہے اور اگر یون کہی کہ دس بکریان یا دس کپڑے کم تو صحیح نہین - اگر اقرار مین انشاءاللہ ملادیگا تو اقرار باطل ہوگا - اگر مکان کے اقرار مین سے عمارت کا استثنا کرے تو صحیح نہین ہے یعنی دونو مقرلہ کے ہونگے البتہ اگر یون کہے کہ عمارت میری ہی اور صحن تیرا ہی تو جیسا کہیگا ویسا ہی ہوگا - اور اگر کہے کہ اوسکے میرے اوپر ہزار روپیہ ہین بابت قیمت غلام کے جو مین نے ابھی نہین لیا ہے پس اگر معین کردیا غلام کو اور مقرلہ نے وہ غلام حوالہ کیا تو مقر کو ہزار دینے ہونگے اور اگر غلام نہ دیا تو کچھ نہین دینا ہوگا اور اگر مقر نے غلام مقرر نکیا ہو تو مقر پر ہزار واجب ہوگئی جسطرح اگر یون کہنے مین کہ شراب یا سور کی قیمت کی بابت میرے اوپر ہزار ہین تو ہزار دینے ہوتے اور مقرلہ کو شراب یا سور دینا نہوتا - اور اگر کہے کہ میرے اوپر ہزار ہین بابت قیمت ایک اسباب کے یا کہے کہ مجھکو اوسنے ہزار قرض دئے تھے مگر وہ کھوٹے یا غیر مروج تھے تو اوسکو کہے ہزار دینے ہونگے بخلاف اسکے کہ کہے کہ مین نے اوس سے کھوٹے یا غیر مروج ہزار چھین لئے تھے یا اوسنے مجھکو امانتاً دئے تھے کہ اس صورت مین ویسی ہی دینے ہونگے - اگر کہے کہ مجھپر ہزار ہین بابت قیمت اسباب کے یا قرض یا امانت یا بطور غصب کے اور ساتھ ہی کہا مگر اسقدر ہزار سے کم ہین تو اس کہنے کا اعتبار ہوگا اور اگر

استثنا ٹھہرکر کیا تو معتبر نہوگا - جو شخص اقرار کرے کپڑے کے چھین لینے کا پھر بعد ار کپڑا لائے اور کہے کہ یہ چھینا تھا تو اوسکا قول معتبر ہوگا - اگر کہے کہ مین نے تجھسے ہزار امانتاً لئے تھے اور وہ جاتے رہے اور مقرلہ کہے کہ تو نے چھین لئے تہے تو مقر کے ذمہ پر ہزار ہوجائین گے اور اگر کہے کہ تو نے ہزار مجھکو امانتاً دئے تھے اور وہ کہے کہ چھین لئے تھے تو اس صورتمین ہزار مقر کے ذمہ عائد نہونگے کیونکہ اس صورتمین مقرلہ کا دینا اوسکی اقرار سے ثابت ہی اور پہلی صورتمین مقر کا لینا ثابت ہی اور لینا ظاہر مین غصب کی دلیل ہے نہ امانت کی اسلیئے کہ امانت کو مالک دیا کرتا ہی اور مغصوب کو دوسرا لے لیا کرتا ہی - اگر زید کہے عمرو سے کہ یہ چیز میری تیرے پاس امانت تھی سو مین نے لیلی اور عمرو کہے کہ امانت نہین تھی بلکہ میری ہی تھی تو عمرو اوس شی کو زید سے لیلی کیونکہ زید کے کہنے سے عمرو کا قبضہ ثابت ہی تو قابض کے حوالہ کر دینی پڑیگی پھر اگر زید کو دعوی ہو تو ثابت کرے - اگر زید کہے کہ مین نے اپنا اونٹ یا کپڑا اوسکو کرایہ دیا تھا پس یہ سوار ہوا یا پہنا اور مجھکو پھیر دیا اور وہ شخص کہے کہ یہ میرا ہی تھا کرایہ پر نہین تھا تو زید کا قول معتبر ہوگا - اگر کہے کہ یہ ہزار امانت زید کی ہی نہین بلکہ عمرو کی تو ہزار زید کے اسپر ثابت ہونگے اور اسیقدر یعنی ہزار عمرو کے اوسپر لازم ہوئے ؛

باب مریض کے اقرار کے بیان مین - اگر بیمار مرض الموت مین کسی کے دین کا اقرار کرے تو اول اوسکے ترکہ مین سے صحت کی حالت کا قرض یا جو قرض اوسپر بیماری مین دوا اور خورد و نوش معمولی کے سبب ہوا ہوا ادا کیا جاویگا اور بعد اسکی وہ ادا کرنا ہوگا جسکا اقرار کیا ہے بیماری کی حالتمین مگر دونو میراث سے پہلے ادا کئے جائین گے یعنی ترکہ وارثون مین اوسوقت تقسیم ہوگا کہ جب سب طرح کے دین ادا ہوچکین - بیمار اپنے وارث کے واسطے اگر اقرار کرے تو یہ اقرار باطل ہے البتہ اگر باقی وارث اوس اقرار کو سچا بیان کرین تو صحیح ہی اور غیر کے واسطے اقرار ہر حالمین صحیح ہے گو مریض کا سب مال

اوسمین آجاوی - اگر اقرار کیا بیگانہ کے واسطے پہر اقرار کیا کہ وہ میرا لڑکا ہی تو لڑکا
ہونا ثابت ہوجائیگا اور اقرار باطل ہوگا - اگر بیگانی عورت کی واسطے اقرار کیا پہر اوس سے
نکاح کرلیا تو اقرار اور نکاح دونو صحیح ہین بخلاف ہبہ اور وصیت کے کہ اگر بیمار بیگانی عورت
کے لئے ہبہ یا وصیت کریگا اور پہر اوس سے نکاح کریگا تو نکاح صحیح ہوگا اور ہبہ یا
وصیت باطل - اگر بیمار اقرار کرے قرض کا اوس عورت کی لئے جسکو اپنی بیماری مین تین
طلاقین دیچکا ہی تو عورت کو میراث اور اقرارمین سے جو کم ہوگا وہ ملیگا - اگر
مقر نے ایک لڑکے پر اپنے بیٹے ہونیکا اقرار کیا اور لڑکے کے باپ کا حال معلوم نہین
ہے اور اتنی عمر کا لڑکا مقر جیسی شخص سے پیدا بھی ہوسکتا ہی اور لڑکا مقر کے کہنے کو سچ
بتا دی تو بیٹا ہونا اوسکا ثابت ہوجائیگا اگرچہ مقر بیمار ہوا اور وہ لڑکا اور وارثون کا میراث مین
شریک ہوگا - مرد اگر کسیکو اپنا بیٹا یا باپ یا ماما یا بی بی یا آزاد کرنیوالا یعنی مولی
بتا دی تو درست ہی اسیطرح عورت اگر کسیکو اپنا باپ یا ماما یا خاوند یا مولی بتا دی تو درست
ہے لیکن عورت اگر کسیکو اپنا بیٹا بتا دی تو اسمین یہہ شرط ہی کہ دائی کہدی کہ یہ اس عورت
سے پیدا ہوا ہے یا خاوند اوس عورت کو سچی کہی اور ان صورتونمین سب مین یہہ شرط ہے
کہ مقرلہ مقر کو سچا کہے اگر مقر کے مرنیکے بعد مقرلہ اوسکو سچا بتا دی تب بھی درست ہی
- اگر اقرار کرے کسی رشتہ کا مثل بھائی یا چچا کے تو ثابت نہوگا پس اگر مقر کا
کوئی وارث ہی مقرلہ کے سوا نہو نہ وارث قریب نہ بعید تو مقرلہ وارث ہوگا اور
اگر کوئی اور وارث ہی تو یہ وارث نہوگا - جسکا باپ مرگیا ہے وہ اگر اقرار کرے کسیکے
واسطے اپنے بھائی ہونیکا تو مقرلہ اوسکا وراثت مین شریک اور بھائی ٹھہرجائیگا
مگر اوسکے باپ سے اوسکا رشتہ ثابت نہوگا - زید مرا اور دو لڑکے چھوڑے اور
زید کے ایک پر سو روپیہ آتے تھے اب انمین سے ایک لڑکے نے اقرار کیا کہ زید
نے اس سے پچاس روپیہ لیلئے تھے تو اس لڑکے کو اون سومین کچھ نہین ملیگا اور

دوسرے کو پچاس دلوائی جاوین گے

کتاب الصلح

اسمین صلح کا بیان ہے - صلح وہ معاملہ یا ملاپ ہی جو دو شخصون مین جھگڑا دور کر دے ہر حال مین خواہ مدعا علیہ دعوی کا مقر ہو یا منکر یا چپ ہو کہ نہ مقر ہو نہ منکر - اگر مدعی کو مال کا دعوی ہے اور مدعا علیہ دعوی کا مقر اور اس صورت مین مال مدعا بھا ہے اور مال پر صلح کرلے تو یہ صلح بیع کے حکم مین ہی اسمین حق شفعہ ثابت ہوگا اور خیار عیب اور رؤیت اور شرط کے احکام جاری ہونگے مثلا اگر زید عمرو کے مکان پر دعوی رکھتا ہی اور عمرو اوسکو سو روپیہ دیکر صلح کرلے کہ وہ دعوی سے باز رہی تو اسکے یہ معنی ہین کہ عمرو نے وہ مکان سو روپیہ کو زید سے خریدا - صلح مین اگر بدل صلح یعنی جس مال پر صلح ہوئی وہ معلوم نہو تو صلح فاسد ہوگی اور اگر جس چیز کے دعوی سے صلح کی وہ معلوم نہو تو فاسد نہوگی جیسے دعوی کیا کسی حق یا کسی قرض غیر معلوم کا اور مدعا علیہ نے سو درم پر صلح کی تو صحیح ہی کہ بدل صلح یعنی سو درم معلوم ہین گو جس سے صلح کی یعنی قرض وغیرہ مجہول ہی - جس شی کے دعوی سے صلح ہوئی اگر وہ تہوڑیسی کسی اور کی نکلیگی تو جسقدر حصہ رسد اوسکی مقابل بدل صلح پڑیگا وہ تما مدعا علیہ مدعی سے لے لیگا اور کل چیز کا کوئی اور حق دار نکلیگا تو مدعا علیہ نے جو کچھہ مدعی کو بدل صلح دیا ہوگا سب مدعی سے واپس لیگا اور اگر بدل صلح کا اور کا نکلے سب یا تہوڑا تو مدعی مدعا علیہ سے تمام یا بعض چیز جسپر دعوی تھا لیلے صلح مین اگر مال کی جگہہ مدعا علیہ کسی چیز کا نفع مدعی کو دیدی مثلا کسی دعوی کے عوض کوئی مکان اوسکے رہنے کو دیدے تو یہہ صلح اجارہ کا حکم رکھتی ہی اسلئے اسمین شرط ہی کہ مدت فائدہ لینی کی معین ہو اور باطل ہوگی یہ صلح دونو مین سے ایک کے مرنے سے جیسا اجارہ کا حکم ہے - جو صلح کہ چپ رہنے یا انکار سے ہو وہ بمنزلہ فدیہ قسم کے ہی منکر کے حق مین کیونکہ قسم جو اوسپر لازم آتی ہی تو گویا اوسکا عوض دیتا ہی

اور مدعی کے حق مین معاوضہ ہی پس اگر صلح کرے گھر کے دعوی سی سکوت یا انکار کی صورتین تو شفعہ ثابت نہوگا اور اگر اوسی صورتین گھر پر صلح کرے یعنی صلح کا بدل گھر ہو تو شفعہ ثابت ہوگا اسلئے کہ یہہ گھر مدعی کے پاس آویگا جسکے حق مین صلح بمنزلہ بیع کے ہی جس اسباب مین جھگڑا تھا وہ اگر کسی اور کا نکلے اس صورتین یعنی صلح سکوت یا انکار مین تو مدعی اوس مستحق سے جھگڑ سکتا ہی اور مدعا علیہ اوّل سے جو بدل صلح لیچکا ہے پھیرے اور اگر تہوڑی کا مستحق کوئی اور نکلا تو اوسیقدر کی خصومت اوس سے کرسکتا ہی اور اگر بدل صلح کسی اور کا نکلے سب یا تہوڑا تو مدعی مدعا علیہ اول سے کل کی صورتین کل دعوی پیش کرے اور بعض کی صورتین بعض - بدل صلح کا جاتا رہنا مدعی کے سونپنے سے پہلے دوسرے کے مستحق نکلنے کے حکم مین ہے دونو صورتون مین یعنی اگر مدعا علیہ مقر ہوا اور بدل صلح کا کوئی مستحق نکلے تو ویسا ہی اگر بدل صلح جاتا رہی اوسکا حکم ہی اور جسطرح سکوت اور انکار کی صورتین بدل صلح کسی اور کا نکلے وہی حکم اوسکے جاتے رہنے کا ہی ٭

فصل مال کے دعوی اور نفع کے دعوی اور جنایت کی دعوی سے صلح درست ہے خواہ جنایت جان بوجھکر ہو خواہ بھولکر لیکن حدود مین صلح درست نہین اسلئے کہ حد اللہ تعالی کا حق ہی - نکاح کے دعوی اور دوسریکو اپنا غلام بتانے کی دعوی سے بھی صلح درست ہے اور ان دونو صلح مین پہلی بمنزلہ خلع کے ہی اور دوسری بمنزلہ آزادی کے ہی مال کی عوض اگر غلام ماذون جسکو تجارت کا حکم ہوا اپنے مالک کی طرف سے ایک شخص کو جانکر مار ڈالی تو اوسکا صلح کرنا اپنی طرف سے کسی شی پر نہین صحیح ہی کیونکہ وہ خود اپنا مالک نہین بلکہ اوسکے مالک کو چاہیئے کہ صلح کرے اور ایسی غلام کا غلام اگر کسیکو جانکر مار ڈالے تو وہ غلام ماذون اپنے غلام کی طرف سی صلح کرسکتا ہی کیونکہ اوسکا غلام تو مال تجارت سی ہے

جسکی اوسکو اجازت ہی ہے چینی ہوئی چیز اگر غاصب کے پاس سے ضائع ہوا اور اوس سے مالک اوسکی قیمت سے زیادہ پر یا کسی اسباب پر صلح کرے تو صحیح ہے اگر دو شریکون مین سے ایک شریک شرکت کے غلام کو آزاد کردی پھر دوسرا شریک نصف قیمت سے زیادہ پر صلح کرے تو نہین صحیح ہے کیونکہ شریک کا حق نصف سے زیادہ مین نتہا۔ اگر کسیکو صلح کرنیکی لئے اپنی طرف سے وکیل کری اور وکیل صلح کری تو وکیل پر بدل صلح جسپر اوسنے صلح کی لازم نہوگا بلکہ اوسکے موکل پر لازم ہوگا لیکن اگر وکیل بدل صلح کا ضامن بھی ہو تو اوسکی ذمہ پر لازم ہوگا۔ اگر وکیل موکل کی طرف سے بغیر حکم موکل کے صلح کرے تب بھی صحیح ہی بشرطیکہ ضامن ہو بدل صلح کا یا نسبت کری صلح کی اپنی مال کیطرف یعنی صلح مین اپنا مال دینا کرے یا کہی کہ مین نے ہزار پر صلح کی اور ہزار مدعی کو دیدئی اگر یہ شرطین نہونگی تو صلح موقوف رہیگی موکل کی اجازت پر اگر اجازت دی تو لازم ہوجائیگی علیہ موکل پر اور نہین تو باطل ٭

باب قرض واجب الادا سے صلح کرنیکے بیان مین۔ اوس چیز سے صلح کرنا جو عقد دین سے لازم ہوئی ہو بمنزلہ بعض حق لینے اور باقی چھوڑ دینے کے ہی بمنزلہ معاوضہ کے۔ اگر صلح کری ہزار سی پانسے پر یا ہزار پر یا کچھ وعدہ کیساتھ تو صلح صحیح ہے۔ اور اگر ہزار درہم قرض سی اشرفیون پر یا کچھ وعدے کیساتھ صلح کی یا وعدہ والے درمون یا سیاہ رنگ کے درمون سے صلح کی آدہے درمون پر اوسی وقت مین یا سفید رنگ کے درمون پر تو صحیح نہین کیونکہ سفید رنگ والے اوسکا حق نتہی جو بعض لیتا اور باقی چھوڑ دیتا۔ جس کے کسیکی ہزار روپیہ مون اور وہ مدیون سے کہے کہ اگر تو کل کو آدہی ادا کردے تو باقی چھوڑ دونگا اور وہ ایسا ہی کرے تو باقی سے بری الذمہ ہوجائیگا اور اگر کل ادا نکرے تو بری الذمہ نہوگا۔ زید عمرو سے کہے کہ مین تیرے مال کا اقرار قاضی کے سامنی نہین کرونگا جب تک تو کچھ نہین چھوڑیگا یا مہلت نیگا

تو اوسپر صلح صحیح ہے پس جب اقرار کردے عمرو تو زید اوسکو صلت دی یا کچھ قرض چھوڑے شرط کے موافق ہو

فصل

فصل اگر قرض دو کی شرکت کا ہی اور اونمین سے ایک نے اپنے حصہ سے کسی کپڑے پر صلح کی تو دوسرے شریک کو اختیار ہے کہ اپنا نصف قرضہ مدیون سے خواہ نصف کپڑا شریک سے لیلے ان اگر ضامن ہو وہ شریک چوتھائی حصہ قرض کا تو بمنزلہ آدہی کپڑی دینے کے ہوگیا - ان دونونمین سے اگر ایک اپنا حصہ قرضدار سے وصول کرے تو اوسمین دوسرا بھی شریک ہوگا اب دونو قرضدار سے باقی کا مطالبہ کرین اور اگر ایک عوض اپنے قرض کے قرضدار ہی کچھ خریدلے تو یہ مشتری دوسری شریک کیواسطے کل قرض کے چہارم کا ذمہ دار ہوگا - باطل ہی صلح دو بیع سلم والون مین سے ایک کی اپنے حصہ مال سے اوسپر جو اوسنے راس المال دیا ہو صورت اوسکی یہہ ہی کہ زید اور عمرو شریک ہوئے اور خالد سے عقد سلم کیا پھر زید نے خالد سے صلح کی کہ جو مین نے تجھکو دیا تھا اوسکو پھیر دے مین سلم کی چیز کے حصہ سے درگذرا تو یہ صلح صحیح نہین - کسیکے وارث اگر آپسمین سے ایک وارث کو کچھ اسباب عوض مال منقول یا غیر منقول کے دیکر ورثہ سے علیحدہ کردین یا سونیکے بدلمین چاندی دیکر یا اسکے برعکس تو یہ صلح صحیح ہے خواہ عوض بہت ہو اوسکے حق سے خواہ تھوڑا - اگر ترکہ متوفی کا روپیہ اشرفی نقد اور اسباب دونو ہو اور وارث مذکور کو صرف چاندی یا روپیہ یا صرف سونا اور اشرفیان دیکر خارج از میراث کرین تو درست نہوگا جبتک کہ بدل صلح اوس مقدار سے زیادہ نہو جو وارث مذکور کو اوسی جنس مین سے حصہ پہنچے کہ اس صورتمین یہہ زیادتی دوسری جنس کے حصہ کے عوض ہوجاویگی جس سے صلح کی ہو اور اگر بدل صلح زیادہ نہوگا تو ربوا لازم آویگا کہ بہت سا سونا یا چاندی تھوڑے کے مقابل ہوجاویگی - زید عمرا اور لوگون پر اپنا قرض چھوڑ گیا اب زید کے وارثون نے ایک کو کچھ دیکر

علحدہ کردیا اسپر کہ قرض کے مستحق ہم رہی تو یہہ باطل ہے اسلئے کہ یہہ صورت مدیون کے سوا اور لوگون کو دین کے مالک کرنیکی ہی جو درست نہین اور اگر وارث مذکور سی یہہ شرط کرلین کہ بدل صلح لیکر قرضدارونکو اپنا حصہ معاف کردی تو درست ہی اسلئے کہ اس صورتمین دین کا مالک اونہین کو کریگا جنکے ذمہ پر قرض ہے اور یہہ صورت جائز ہے

کتاب المضاربت اسمین عقد مضاربت کا بیان ہے ۔ مضاربت وہ شرکت تجارت کی ہی جسمین مال ایک کا ہو اور محنت دوسرے کی اول کو رب المال یعنی مالک مال کہتے ہین اور دوسرے کو مضارب یعنی نفع کی شرکت پر تجارت کرنیوالا ۔ مضارب یعنی محنت والا اصل مال مین تصرف سی پہلے امین کے حکم مین ہی یعنی اگر مال جاتا رہیگا تو اسکو دینا نہ پڑیگا اور بعد تصرف کے وکیل کے حکم مین ہے اور نفع ہونیکے بعد شریک ہی نفع کا اور عقد مضاربت فاسد ہونیکے بعد بمنزلہ مزدور کے ہے اور درصورت نافرمانی صاحب مال کے غاصب کا حکم رکھتا ہی اور درصورت شرط کرنے سب نفع کے اپنے واسطے قرض لینے والے کے حکم مین ہی اور درصورت شرط ہونے تمام نفع کے رب المال کے لئے سرمایہ لینے والے کے حکم مین ہے ۔ صحیح نہین ہی مضاربت مگر اوس مال مین جسمین شرکت صحیح ہی جیسے درہم اور دینار ہین اسیطرح اگر نفع کی شرکت حصہ سی ہوگی یعنی آدہون آدہ یا تہائی یا چوتہائی وغیرہ تب بھی مضاربت درست ہوگی ۔ پس اگر ایک کے واسطے شرط کی گئی حصہ سی دس روپیہ زیادہ تو مضارب کو اوسکی محنت کی مزدوری ملیگی اور وہ مزدوری مشروط سی زیادہ نہ ہوگی نفع کل رب المال کا ہوگا ۔ جو شرط کہ نفع مین جہالت پیدا کرے وہ عقد مضاربت کو فاسد کردیتی ہی جیسے یہہ شرط کہ رب المال ایک سال تک مضارب کے گھر رہی کہ اسمین مضارب نے آدہی نفع کو اپنی محنت اور گھر کے کرایہ کی عوض کردیا یہہ معلوم نہوا کہ کام کے عوض کتنا نفع لگایا اور کرایہ کے عوض کتنا اور جو شرط ایسی نہو وہ باطل نہین کرتی جیسے یہہ شرط کہ نقصان مضارب کے ذمہ ہی نہ رب المال کی ۔ رب المال مال مضارب کو دیدے

پہر مضارب کو اختیار ہی کہ اوس مال سے خرید و فروخت کرے نقد دن اور قرضون اور اصالتہً اور وکالتہً اور وطن مین اور سفر مین اور دوسریکو سرمایہ دیدی تجارت کی واسطے اور کسیکو امانت سونپ دی یعنی یہہ سب امور اوسکو جائز ہین ۔ نکاح نہ کرے مضارب کسی لونڈی غلام کا مال مضاربت سی اور نہ اپنا کسیکو مضارب بنائی مگر رب المال کے حکم سے یا اوسکے یون کہدینے سے کہ اپنی عقل سی کام کر اور اگر رب المال نے کوئی شہر یا کوئی اسباب یا کوئی وقت معین یا کوئی معاملہ والا معین بتا دیا ہو تو اوس سے تجاوز نکرے جیسے ایک شریک کے کہنے سے دوسرا تجاوز نکرے اور نخریدی اوس غلام لونڈیکو جو رب المال کے مالک ہونیسی آزاد ہو جائی یعنی رب المال کے ذی رحم محرم کو اگر مملوک ہو مال مضاربت سے نخریدی اسیطرح جو خود اسکے مالک ہونے سی آزاد ہو جائی اوسکو بھی نخریدی بشرطیکہ تجارت مین صورت نفع کی معلوم ہوتی ہو اسلئے کہ اوسوقت اگر خریدیگا تو نفع ہی مین شامل ہوگا اور مضارب پر آزاد ہو جاویگا بلکہ اگر خریدیگا تو ضمان دیگا اور اگر تجارت مین نفع ظاہر نہوا ہو تو خرید صحیح ہی کیونکہ مضارب نفع مین شریک ہی اور نفع ابہی معلوم نہین ہوا ہی تو مضارب اوس غلام کا مالک ہی نہین ہی جو وہ آزاد ہو جائی پس اگر ایسی غلام کے خریدنیکے بعد نفع ظاہر ہو تو یہ غلام آدہا یعنی مضارب کا حصہ آزاد ہو جائیگا اور مضارب کو ضمان دینا نہوگا کیونکہ اپنی اختیار سے اوسنے آزاد نہین کیا اب یہہ غلام اپنی آدہی قیمت جو رب المال کا حصہ ہی اوسکو کما دی ۔ اگر مضارب کو ہزار روپیہ دئی آدہون آدہ نفع پر اور اوسنے اس قیمت کی ایک لونڈی خریدی اور وہ ایک لڑکا جنی کہ وہ برابر ہزار روپیہ کے تھا اب مضارب نے اپنی تونگر ہونیکی حالین دعوی کیا کہ یہہ لڑکا میرا ہی اور لڑکے کی قیمت ڈیڑہ ہزار روپیہ یعنی زیادہ ہوگئی تو وہ لڑکا رب المال کے واسطے سوا ہزار کما دی یا رب المال چاہی تو اوسکو آزاد کردے پس اگر رب المال نے ہزار روپیہ لڑکے سے لیلئے تو مضارب رب المال کو آدہی قیمت

لونڈی کے پانسو روپیہ اور دی کیونکہ یہہ لڑکا نفع مین تہا لیکن اصل مال سے مشتبہ تہا جب قیمت اوسکی پانسو زیادہ ہوگئی تو اوسکے نفع ہونیکو ترجیح ہوئی اور رب المال نے جب ہزار روپیہ اوس لڑکے سے لیلئے تو اوسکے اصل مال ہونیکی جانب کو ترجیح ہوگئی کیونکہ مضاربت کے معاملہ مین پہلے راس المال لیتے ہین اب لونڈی بالکل نفع مین رہی اسلئے مدعی نسب یعنی مضارب ضامن ہوگا نصف قیمت لونڈی کا اور ڈہائی سو بابت قیمت لڑکے کی بھی ادا کری کہ اوسکی قیمت جو پانسو زیادہ ہوگئی تھی وہ بہی نفع مین شمار ہونگے **فائدہ** جاننا چاہیئے کہ اس مسئلہ مین مضارب کے تو نگر ہونیکی جو قید ہی اوسکا یہہ نفع ہی کہ اگر مفلس ہوگا تو بطریق اولے قیمت لڑکے کا ضامن نہوگا اور شرکت کے غلام کے آزاد کرنیمین آزاد کرنوالا اگر تونگر ہو تو ہوسکتا ہی کہ دوسرا شریک اوس سے اپنے حصہ کا دام بہرلے لیکن اس صورت مضاربت مین سوای لڑکے سے اپنا حصہ کمولانے یا اوسکو آزاد کر دینے کے اور صورت نہین یعنی مضارب سے اوسکا تاوان لینا جائز نہین ہی کیونکہ مالک ہوجانا مضارب کا اوس لڑکے کو بسبب دعوی نسب کی ایک امر لابدی ہی کچہہ مضارب کی کرنے سے نہین ہوا تا کہ اوسکو قیمت دینی پڑی بخلاف نصف قیمت لونڈی کے کہ یہ ضمان تصرف کے سبب سے ہے اور تصرف مضارب کے کرنے پر منحصر ہے +

باب مضارب کے مضارب کرنیکے بیان مین - اگر مضارب اپنی طرف سے کسیکو بی اذن رب المال کے مضارب کری تو راس المال کا ضامن نہوگا جب تک کہ دوسرا مضارب عمل نکرے اور جب دوسرا مضارب عمل بیع وشرا کا کری تو مضارب اول مال کا ضامن ہوجائیگا اگر رب المال کے حکم سے زید مضارب نے عمرو کو تہائی نفع پر مضارب کیا اور زید سے رب المال نے کہدیا کہ جو کچہہ خدا نفع دی وہ ہم تم مین آدہون آدہ ہی پس جو نفع ہوگا اوسمین سے آدہا رب المال کا اور چوتہا حصہ زید مضارب اول کا اور تہائی عمرو مضارب ثانی کا ہوگا اور اگر یون کہا تہا کہ جو کچہہ اللہ تعالی تجکو نفع دی وہ ہم تم مین آدہون آدہ

ہے تو عمرو کو تہائی اور باقی دو تہائی اون دونو مین یعنی رب المال اور مضارب
اول مین آدہون آدہون بٹ جائین گی - اور اگر رب المال نے زید سے یون کہا کہ جو تو
نفع پاوے وہ ہم تم مین آدہون آدہ ہوگا اور مضارب اول مضارب ثانی کو نصف نفع
پر مال دی تو آدہا نفع مضارب ثانی کو ملیگا اور آدہا رب المال اور مضارب اول مین
نصفا نصف بٹ جاویگا یعنی ہر ایک کو چوتہائی ملیگا - اور اگر رب المال نے مضارب
اول سے کہدیا کہ جو اللہ نفع دی اوسمین سے مین آدہا لونگا اور مضارب مال دوسرے
کو نصف نفع پر دی تو اس صورتمین نصف نفع مالک کو ملیگا اور نصف مضارب دوم کو
اور مضارب اول کو کچہہ نہ ملیگا - اور اگر پہلا مضارب دوسرے مضارب کے لئے دو تہائی
نفع شرط کرلے اور رب المال کا آدہا نفع بدستور ہی تو پہلا مضارب دوسرے کی واسطی
چہٹہی حصہ کا ضامن ہوگا کیونکہ رب المال جب آدہا لے لیگا تو دوسری مضارب کو
دو تہائی سے چہٹہا حصہ کم پہنچیگا یہہ مقدار مضارب اول کو اپنی پاس سی دینی ہوگی
- اگر مضارب نفع مین تہائی رب المال کی اور تہائی اوسکی غلام کی اس شرط سی کہ غلام بہی
اوسکی ساتہہ کام کرے اور تہائی اپنی واسطی ٹہہرادی تو درست ہی - رب المال یا مضارب
کے مرجانے سے اور رب المال کے مرتد ہوکر دار الحرب کو چلے جانے سے مضاربت
باطل ہوجاتی ہی - مالک کے برطرف کرنے سے مضارب معزول ہوجاتا ہی اگر اوسکو
برطرف کرنا معلوم ہوجاوی پس اگر معلوم ہوا برطرف کرنا اوس حالمین کہ مال مضاربت
اسباب تہا تو مضارب اوسکو بیچکر نقد کرلے اور ثمن مین تصرف بہی کرے - اگر رب المال
اور مضارب دونو عقد مضاربت کو فسخ کردین اور مال مضاربت لوگون پر قرض
ہو اور نفع بہی ہو تو حاکم مضارب سی بزور قرضدارون پر تقاضا کرادے اور اگر نفع
اوس تجارت مین نہو تو تقاضا کا جبر اوسپر نہوگا بلکہ مضارب اپنی طرف سی تقاضا کریگا
رب المال کو وکیل کردی - دلال جبر کیا جاویگا تقاضا کرنے پر اور مبیع کی قیمت مشتری

سے لینی پر - جو مال مضاربت سی جاتا رہی وہ نفع سی لیا جاویگا اگر نفع سے بھی زیادہ جاتا رہا تو مضارب کو وہ دینا نہو گا - اگر نفع تقسیم ہوگیا اور عقد مضاربت باقی رہا پھر سب مال جاتا رہا یا بعض مال تو نفع جو دونو نے بانٹ لیا ہی پھر سے جمع کرین اور اب رب المال اپنا مال پورا کرلے جو بچی اوسی دونو پھر بانٹ لین اور اگر وہ نفع اصل مال کو کفایت نہ کرے یعنی اصل مال کم ہی تو مضارب پر دینا نہ آویگا - اور اگر نفع بانٹ لیا اور مضاربت کو فسخ کر دیا بعد اسکے از سر نو عقد مضاربت کی اور اب مال کل یا بعض تلف ہوگیا تو پہلا نفع اسمین نہین لگایا جاویگا کیونکہ یہہ تو نیا عقد ہے ٭

فصل عقد مضاربت مالک کو بضاعت کے طور پر مال دیدینے سے نہین ٹوٹتا ہی یعنی اگر مضارب مال مالک کو دی یہہ کہکر کہ اسمین جو نفع ہو سب مجھکو دینا تو مضاربت نہ جاویگی - اگر مضارب سفر کو جائی تو اوسکا کھانا پینا پہننا سواری سب مال مضاربت کی صرف سی ہوگی - اور اگر شہر مین تجارت کریگا تو یہہ سب خرچ اپنی مالین سے اوٹھائیگا جیسے خرچ بیماری و دوا وغیرہ شہر مین ہو خواہ سفر مین اپنے پاس سی کرے - اگر مضارب کو نفع ہوا تو مالک وہ خرچ وضع کرلے جو اصل مال سی مضارب کے صرف مین آیا پھر جو نفع رہی اوسی بانٹ لی کیونکہ اصل مال مقدم ہی - اگر مضارب کوئی چیز خرید پر نفع سی بیچی تو جو کچھہ اوسپر صرف ہوا ہی جیسی دلالی رنگائی ڈلائی وغیرہ سب لگالے اور یون کہی کہ اتنی کی خریدی ہی اور یہہ صرف ہوا ہی اور یہ نفع لونگا اور جو کچھہ اپنی ذات پر صرف کیا ہی اوسکا اسمین حساب نہ لگائی - اگر ڈلائی یا دلالی مضارب اپنی پاس سے دی اور اوس سی مالک نے کہدیا ہو کہ اپنی عقل کے موافق کام کرنا تو مضارب کا یہ سلوک اپنی طرف سی ہوگا مالک کے ذمہ یہہ خرچ نہ ٹھہریگا - اگر تھان کو مضارب نے رنگائی تو جسقدر قیمت رنگ کے سبب سے بڑہ جاویگی اوسیقدر کا شریک ہوگا اور مالک کی واسطی سفید تھان کی قیمت کا ذمہ دار نہو گا - اگر مضارب نے ہزار روپیہ

مالک سی آدہون آدہ نفع پر لئے پہر اُنسی کپڑا خرید کر دو ہزار کو بیچا اور اون دو ہزار سے غلام
خریدا اور غلام کی قیمت دینے سے پہلے وہ دو نو ہزار جاتی رہی تو بائع کو مضارب اور
مالک دو نو ملکر ہزار روپیہ دین اور مالک ایکہزار اور دی کیونکہ ہزار نفع کے دو نو کی
شرکت مین تھی اور ہزار صرف مالک کے تھے غرضکہ مالک پندرہ سو دی اور مضارب پانسو
اب غلام کی ایک چوتہائی تو مضارب کی ہی اور باقی تین حصے مال مضاربت کا رہیگا اور
اصل مال ڈہائی ہزار ہوا کیونکہ اس غلام پر مالک کے ڈہائی ہزار صرف ہوئے یعنی
پندرہ سو اب دیئے اور ایکہزار پہلے دیئے تھے اور اگر مضارب اس غلام کو مرابحت پر بیچے
تو نفع دو ہزار پر لے کیونکہ قیمت غلام کی تو دو ہی ہزار تھے - اگر مضارب نے
رب المال سے ایک غلام ہزار کو خریدا جو مالک نے پانسو کو مول لیا تھا تو مرابحت پر بیچنے
کے وقت مضارب کہے کہ پانسو کو پڑا ہی اسپر نفع لیتا ہون اگر مضارب کے پاس ہزار مین
آدہون آدہ نفع پر اور ان ہزار سی ایک غلام خرید اجسکی قیمت دو ہزار ہی اور
اس غلام نے براہ خطا یعنی ناواقفیت کسیکو مار ڈالا تو اس قتل کا خون بہا تین پاؤ مالک کے
ذمہ ہوگا اور ایک پاؤ مضارب کے ذمہ اور غلام مالک کی تین روز خدمت کرے اور
مضارب کی ایک روز کیونکہ اسی حساب سی عوض دیا ہی اور اسی حساب سی دو نو کی
ملک مین ہی مضارب کے پاس ہزار ہین اور اون سے ایک غلام خریدا اور قیمت ادا
کرنیسی پہلے یہہ ہزار تلف ہوگئی تو مالک کو دینی ہونگے اور اگر پہر جاتے رہین تو اور دینی ہونگی
اور اصل مال ٹہہرینگے سب جسقدر روئی ہین - اگر مضارب کے پاس دو ہزار ہون
اور رب المال سے کہے کہ تو نے مجھکو ایکہزار دی ہین اور ایکہزار نفع کے ہین اور
رب المال کہے کہ مین نے تجھکو دو ہزار دی ہین تو مضارب کا قول معتبر ہوگا - ایک
کے پاس ہزار ہین اور کہتا ہی کہ یہہ مضاربت کے ہین آدہون آدہ نفع پر اور اُنسی
ہزار نفع کے ملے ہین اور مالک کہے کہ یہہ سرمایہ تجارت کے ہین یعنی نفع مین تجھکو کچھہ

شرکت نہین ہے تو مالک ہی کا قول معتبر ہے

کتاب الودیعۃ اسمین امانت سپرد کرنیکا بیان ہے

امانت سپرد کرنا اسکا نام ہے کہ دوسرے کو اپنی مال پر قبضہ کرا دی تاکہ وہ مال کو بچائی رکھی اور اوس شخص کو امین کہتے ہین اور جو مال اوسکے پاس چھوڑتے ہین وہ ودیعت کہلاتا ہی اور وہ اوسکی پاس امانت رہتا ہی اوسکی جاتے رہنی سے وہ تاوان ندیگا امین کو اختیار ہی کہ امانت کی محافظت خود کرے یا اپنی گھر والون کے پاس رکھدی پس اگر انکی سوا کسی اور کو سونپی گا تو در صورت جاتے رہنی امانت کی ضامن ہوگا البتہ اگر آگ لگنی یا ڈوبنی کے خوف سی اپنی پڑوسی کو یا دوسرے کنبے والیکو سونپ دیگا تو بروقت تلف ضامن نہوگا - اگر مالک نے امانت طلب کی اور امین نے باوجود قدرت دینی کے ندی یا اپنی مال مین ملا لی کہ اوسکی پہچان نرہی تو امین اوسکا ضامن ہوگا اور اگر امانت خود مل گئی بے اسکے ملانیکی تو اوس امانت مین دونو شریک ہوجائین گے - اگر اس امانت مین سے کسیقدر اپنی خرچ مین لاوے اور اوسکی جگہہ ویسہی اور ملا دی تو سب کا ضامن ہوگا اسلئے کہ اسنی اپنے مال کو مال امانت مین خلط کر دیا - اگر امانت مین ایسی تعدی کری کہ ضمان دینا آدی پہر وہ تعدی دور ہوجائے تو ضمان بھی موقوف ہوجائیگا جیسے کسی اجنبی کو امانت سونپ دی پہر اوس سے لیلے بخلاف عاریت لینے والی اور ٹھیکہ لینی والیکے کہ یہہ دونو اگر اس قسم کی تعدی کرین تو باوجود جاتے رہنی تعدی کے ضمان انکو دینا ہوگا اور بخلاف اقرار کرنیکے بعد انکار کے یعنی مالک کی طلب پر اگر انکار امانت کا کیا پہر گو اقرار کرلے مگر ہلاک کی صورت مین ضمان دینا ہوگا - امین کو جائز ہی سفر کرنا ساتھہ امانت کی اگر مالک نے منع نہ کیا ہو اور خوف جاتی رہنی کا بھی نہو - اگر دو شخص ملکر امانت سونپین تو امین اونمین سی ایک کو اوسکا حصہ ندی جبتک کہ دوسرا حاضر نہو اگر ایک شخص نے دو امینون کو ایسی امانت سونپی جو تقسیم ہوسکتی ہے تو دونو کو چاہیئے کہ آدہی آدہی تقسیم کرکے ہر ایک اپنی اپنی

حصہ کی محافظت کرے اگر ایک اپنا حصہ دوسرے کو دیدیگا تو اوسکا ضامن ہوگا بخلاف اوس امانت کے جو بوٹ نہین سکتی کہ اوسمین ضامن نہوگا - اگر سونپنے والا امین سے کہے کہ اسکو اپنی کنبی والیکو نہ دینا یا اوسکو اسی کوٹھری مین محفوظ رکھنا اور امین نے ایسی شخص کو سپرد کی جسکے دئے بدون چارہ نہین جیسے بی بی یا نوکر یا اوس مکان کی کسی اور کوٹھری مین رکھی محافظت کی اور امانت ضائع ہوگئی تو ضامن نہوگا اور اگر نے ضرورت دیدی یا کسی اور مکان مین حفاظت کی تو ضامن ہوگا - غاصب کا امین درصورت تلف امانت کے ضامن ہوگا نہ امین کا امین یعنی اگر کسی نے کسی کی چیز چھین کر امین کے سپرد کی اور وہ جاتی رہی تو امین کو دینی آویگی اور اگر عمرو نے زید کو امانت سونپی اور زید نے وہی امانت بکر کو تو بکر درصورت تلف ضامن نہوگا - زید کے پاس ہزار ہین عمرو کہتا ہی کہ یہ میری امانت ہین اور بکر کہتا ہی کہ میرے اور زید کہتا ہی کہ دونوکے نہین ہین اور قسم نہین کہتا تو یہ ہزار بکر اور عمرو کے ٹھہرینگے اور ایک ہزار زید کو اور دینی ہونگی اور بکر اور عمر کو بھی آدہون آدہ یعنی کیونکہ ہر ایک نے ایک ایک ہزار کا دعوی کیا تھا اور دونون کے دعوی کے انکار پر اوسنے قسم کھائی

کتاب العاریۃ

کتاب العاریۃ اسمین چیز کے مانگنے کا بیان ہی - عاریت کہتے ہین اپنی چیز کے نفع کے مالک کر دینے کو بغیر عوض کے یعنی کسی شخص کو ایک چیز کے نفع کا مالک کر دینا اور اوس سے کچھ عوض نہ لینا - ان الفاظ سے عاریت صحیح ہوجاتی ہی تجھ چیز مین نے تجھکو عاریت دی یا زمین کا اناج مین نے تجھکو دیا یا اپنا کپڑا اپنے کو تجھکو دیا یا اپنی سواری سوار ہونیکو تجھکو دی یا اپنا غلام تیری خدمت کو دیا یا میرا گھر تیری رہنے کو ہے یا میرا گھر عمر بھر تیری رہنے کو ہے - عاریت دینے والا جب چاہی اپنی چیز پھیر لے - اگر ہلاک ہوجائے بغیر تعدے کے تو مانگنے والا ضامن نہوگا - منگنی کی چیز کو کرایہ دینا اور گروی رکھنا صحیح نہین ہی مثل امانت کے - اگر کرایہ دی اور جاتی رہی تو ضمان دینا ہوگا - جسکے پاس منگنی ہے وہ دوسرے کو منگنی دیسکتا ہی ایسی چیزین

جو استعمال کرنیوالیکے بدلنے سے مختلف ہون جیسے گھر کا رہنا یا غلام کی خدمت اور جو چیز
مستعمل کے اختلاف سے مختلف ہو جائی جیسے گھوڑیکی سواری اوسکا دوسریکو عاریت دینا
نہین صحیح ہے - اگر مالک عاریت کسی وقت خاص یا نفع خاص سے مقید کر دے مثلاً
کہدے کہ فلانے دن اس سے نفع لینا یا فلان کام مین لانا یا دونو کی قید کر دی تو مانگنی والا
اوس قید سے تجاوز نکرے اور اگر کوئی قید نہین ہے تو ہر نفع ہر وقت لیسکتا ہے - روپیہ اشرفی
اور کیل کی چیز جیسے گیہون وغیرہ اور تول کی جیسے شہد روغن وغیرہ اور شمار کی جیسے انڈے
اخروٹ وغیرہ کا عاریت دینا بمنزلہ قرض کے ہے کہ اوسکو خرچ کر کر اور دیدینا صحیح ہے
اور اگر عاریت اشیاء مذکورہ بالا مین سے نہو تو بعینہ اوسیکو واپس کرنا چاہئے مثلاً اگر
کپڑے یا ہتھیار ہون اونہین کا پہیر دینا ضرور ہوگا - مکان بنانے یا درخت لگانے
کے واسطے زمین کا عاریت دینا صحیح ہے اور مالک کو پہیر لینے کا اختیار ہے اور مانگنی والے سے
کہدے کہ اپنی عمارت اور درخت دور کرو آور اگر عاریت کا وقت مقرر نہ کیا تو مالک
کچھہ نہ دے لیکن اگر کسی وقت تک عاریت دی تھی اور اوس سے پہلی پہیر لینا چاہی
تو جو کچھہ مکان وغیرہ اوکھڑنے سے مانگنی والے کا نقصان ہوگا مالک کو دینا پڑیگا -
اگر کھیتی کرنیکے لئے زمین عاریت دی تو جب تک کھیتی کا وقت نہ آوے نہین پہیر سکتا خواہ
وقت معین کیا ہو خواہ نکیا ہو چیز کے واپس کرنیمین جو خرچ پڑے وہ عاریت مین مانگنی والے
کے ذمہ ہے اور امانت مین مالک کے ذمہ اور ٹھیکہ مین ٹیکہ دینی والے کے ذمہ اور
غصب مین جیتی والے کے ذمہ اور گرو مین گرو رکھنی والے کے ذمہ - اگر مستعیر
یعنی عاریت لینی والے نے عاریت کے جانور کو مالک کے اصطبل وغیرہ مین پہنچادیا
یا غلام کو مالک کے گھر پہنچادیا تو مستعیر بری الذمہ ہوا بخلاف غاصب اور امین کے
کہ ان دونو مین مالک کے سپرد کر دینا ضرور ہے - اگر مستعیر نے اپنے غلام یا اپنی
نوکر دربان دار کے ہاتھہ یا مالک کے غلام یا نوکر کے ہاتھہ بھیجدیا تو بری الذمہ

ہو جائیگا بخلاف اجنبی کی بات نہ سمجھنے کے کہ اس صورتمین اگر ضائع ہو گئی تو ضمان دینا ہو گا
جسکو زمین عاریت دی گئی ہو وہ عاریت نامہ مین واسطے اطمینان مالک کے لکھدی کہ تو نے
اپنی زمین مجھکو عاریت دی ✤

کتاب الہبۃ

کتاب الہبۃ ہبہ اسکو کہتے ہین کہ آدمی اپنی چیز پر کسیکو مفت بلا عوض مالک کر دی
جو چیز دیتا ہی اوسکو وَاہِب کہتے ہین اور جسکو اوسکا مالک کرتا ہی اوسکو مَوْہُوبٌ لَہٗ کہتے ہین اور
جس چیز کو ہبہ کرتا ہی وہ مَوہوب کہلاتی ہی - ہبہ اوسوقت درست ہی کہ واہب کی طرف
سے ایجاب ہوا اور موہوب لہ اوسکو قبول کرکے قبضہ کرلے - ہبہ کی ایجاب کے یہ الفاظ ہین
کہ واہب یون کہے مین نے ہبہ کیا یا دیدیا یا مین نے یہ کھانا کھانے کے لئے تجھ دیا
یا اوسکو تیرا ہی کر دیا یا یہ چیز عمر بھر کو تجھے دی یا ہبہ کی نیت سے یہ کہا کہ یہ سواری مینے
سوار ہونیکو تجھے دی یا یہ کپڑا تجھے پہنا دیا یا میرا گھر تیرے لئے ہبہ ہی اوسمین رہیو
اور اگر یون کہیگا کہ میرا گھر رہنے کو ہبہ ہی یا ہبہ کا رہنا ہی تو ان دونو لفظون سے
ایجاب نہو گا - ایجاب کے بعد درستی ہبہ کے لئے موہوب لہ کا قبول کرنا چاہیئے - اور
قبضہ اوسی مجلس مین بغیر حکم واہب کے صحیح ہی اور بعد مجلس کے حکم اوسکا ضروری - ہبہ کرنا
ایسی چیز کا چاہیئے جو واہب کے قبضہ مین تقسیم ہو کر آگئی ہو اور اگر مشترک چیز جو تقسیم نہین ہو سکتی
جیسے کنوان اور حمام وغیرہ مین سے کوئی حصہ ہبہ کرے تو درست ہی اور جو تقسیم ہو سکتی
ہے اوسمین سے کوئی حصہ ہبہ کرنا درست نہین ہان اگر مشترک کو تقسیم کرکے موہوب لہٗ
کے حوالہ کریگا تو درست ہو جاویگا مثلاً ایک مکان کئی شخصون مین مشترک ہی اور اونمین
سے ایک شخص نے اپنا حصہ بلا تقسیم ہبہ کر دیا تو درست نہو گا ہان اگر شرکا سے تقسیم
کرکے اپنا حصہ علیحدہ کر لیا اور ہبہ کیا تو درست ہو گا - اگر گیہون کے اندر آٹا
ہبہ کیا تو صحیح نہین گو اوسکو پیسکر حوالہ کرے - اسیطرح تلون کے اندر کا تیل اور دودھ
کے اندر کا گھی ہبہ کرنا صحیح نہین - جو چیز ہبہ کی ہی اگر وہ شی موہوب لہ ہی کے پاس ہے

تو بغیر قبضہ کے مالک ہوجائیگا دوسرا قبضہ ضرور نہین - اگر باپ اپنی بچہ کو ہبہ کرے تو فقط ایجاب سے ہبہ پورا ہوجائیگا یعنی باپ ہی کا قبضہ بچے کی طرف سے کافی ہی - اگر کوئی اجنبی بچہ کو کچھ دی تو اوسکے ولی یا ماکے قبضہ کرنیسی یا اجنبی کے جسکی گود مین وہ بچہ ہی ہبہ تمام ہوگا اور اگر لڑکا قبض کرنا جانتا ہو تو اوسکے قبض سے تمام ہوجائیگا - اگر دو آدمی ایک گھر کسی شخص کو ہبہ کردین تو صحیح ہی نہ برخلاف اسکا یعنی ایک آدمی دو کو ایک گھر دی بلا تفصیل حصص کے تو نہین صحیح کیونکہ قبضہ ہر ایک کا اپنے حصہ مشترک پر کامل نہین ہی - دس روپیونکو دو فقیرون پر تصدق کرنا اور ہبہ کرنا صحیح ہی دو تونگر پر نہین صحیح کیونکہ دو فقیرون کو دینا ایسا ہی جیسا خدا کو سب دیا کہ نیت خدا کی واسطے کی ہوتی ہے بخلاف تونگرون کے کہ اوسمین نیت اونہین کے دینی کی ہی اور ہبہ کرنا مشترک چیز کا بلا تعیین درست نہین ہے

باب ہبہ کرکے پھیر لینے کے بیان مین - صحیح ہی دیکر پھیر لینا لیکن پھیرنے سے سات امر منع کرتے ہین جو دمع خرقہ سے سمجھے جاتے ہین دال سی تو وہ زیادتی مراد ہے جو موہوب چیز سے جدا نہوسکتی ہو جیسی زمین موہوبہ مین درخت لگانا یا مکان بنوانا یا جانور موہوب کا موٹا ہوجانا کہ اس صورتین ہبہ نہ پھریگا اور میم سے مراد ہی مرنا ایک کا واہب اور موہوب لہ مین سی کہ اگر کوئی مرجاویگا تو ہبہ واپس نہوگا اور عین سے عوض مراد ہی جو ہبہ کے عوض مین واہب نے موہوب لہ سے لیا ہی - اگر موہوب لہ واہب سے کہے کہ ہبہ کے عوض یا مقابلہ مین کچھ مجھسی لیلے اور وہ لیلے تو اختیار موہوب کے پھیر لینی کا واہب کو نرہیگا اور اگر کوئی اجنبی جو موہوب لہ نہین ہے ہبہ کا بدلہ دیدے تو جائز ہی اور واہب کو اب بھی اختیار نرہیگا - اگر عوض دینے کی صورتین آدھا موہوب کسی اور کا نکلا تو آدھا عوض پھیر لے - اور اگر عوض مین آدھا کسی اور کا نکلا تو واہب آدھا موہوب واپس نہین لے سکتا جب تک کہ موہوب لہ دوسرا نصف بھی نہ واپس کرے - اگر آدھی موہوب کا بدلہ پہنچ گیا تو باقی آدھی کا پھیر لینا صحیح ہی - اور خوسے

اوس سے کسیکے چھین لیا تو اوسکی مزدوری ساقط ہوجاویگی - گھر کا یا زمین کا مالک کرایہ دار سے کرایہ روز وصول کرسکتا ہی اور اونٹ والا اپنے اونٹ کا کرایہ ہر منزل پر پہنچکر لیسکتا ہی اور دھوبی درزی اپنے کام سی فراغت ہوکر اور نان بائی روٹی تنور سے نکالکر پس اگر روٹی تنور سے نکالے اور وہ جلی ہو تو مزدوری اوسکی دینی ہوگی اور روٹی کا تاوان اوسکو ذمہ نہین ہی اور باورچی شوربا نکالنی پر اور خشت ساز لبد تیار کرنے اور کھڑا کرنے اینٹ کی لی سکتی ہین - جسکے کام کا اثر معین شے مین قائم ہو جیسے رنگریز اور دھوبی کہ اونکے رنگنے اور دھونے کا اثر یعنی رنگ اور سفیدہونا کپڑے مین موجود ہوتا ہے تو وہ اپنی مزدوری کے بدلے مین اوس شی معین کو روک سکتا ہی پس اگر بعد روکنی کے وہ شے تلف ہوگئی تو اوسکی قیمت دینی نہ آویگی اور مزدوری بھی نہ ملیگی - اور جسکے کام کا اثر قائم نہو اوسکو اوس شی کا روکنا مزدوری کے واسطے نہین صحیح ہی جیسے پلہ دار اور ملاح وغیرہ کہ انکو مزدوری کے لئے چیز کو روکنی کا اختیار نہین اگر مزدور سے ٹھہر گیا ہو کہ کام وہ خود کرے تو وہ دوسرے شخص کو اپنی جگہ مزدور نہین کرسکتا اور اگر یہہ شرط نہین ہے تو درست ہی - اگر ایک کو مزدور کیا اپنے گھر والون کے لانیکے واسطے اور بعض اونمین مرگئے اور مزدور باقیون کو لے آیا تو اوسکو مزدوری حصہ رسدی ملیگی یعنی مُردون کا حصہ کم ہوجائیگا - زید کو مزدور کیا عمرو کے پاس خط لیجاکر جواب لانے پر یا کہانا لیجانے پر اور عمرو کے مرجانیکے سبب سے زید خط یا کہانا نلایا تو زید کو مزدوری نہین ملیگی ٭

باب اجارہ کی قسمون مین سے جو درست ہین اور جنمین خلاف ہی اونکی بیانمین - صحیح ہے گھرون اور دوکانون کا کرایہ لینا بغیر بیان کرنے اوس کام کے جو اونمین کیا جاویگا اور کرایہ دار کو اختیار ہی کہ جو کام چاہی اونمین کرے مگر یہ کہ لوہار یا دھوبی یا آٹا پیسنے والے کو اونمین نہ کرے کہ انکی رکھنے سے عمارت کو نقصان پہنچتا ہی - کمہیتی کے واسطے زمین کا کرایہ لینا صحیح ہے بشرطیکہ اونمین جو شی بونی ہو وہی بیان کردے یا یون کہلے کہ جو چاہونگا

باب اجارہ کی قسمون مین سے جو درست ہین اور جنمین خلاف ہی اونکی بیانمین

بوُنگا - زمین کا ٹھیکہ عمارت بنانے اور درخت لگانیکے واسطے بھی صحیح ہے پس جب ٹھیکہ کی
مدت گذر جائیگی تو ٹھیکہ دار درخت اور عمارت کو اوکھیڑ لے اور زمین کو خالی کر دیدے لیکن اگر مالک
زمین اوس عمارت یا درخت کی وہ قیمت ادا کر دی جو اوکھڑنیکے بعد ہوا اور آپ اوسکا مالک ہونا چاہے
تو اس صورتمین اُنکا اوکھیڑنا ضرور نہین یا عمارت و درخت کی رہنے دینے پر راضی ہو جاوے تو اب درخت
اور عمارت مستاجر یعنی ٹھیکہ والیکی ہونگے اور زمین مؤجر یعنی ٹھیکہ دینے والیکی اور ترکا کا
اس صورتمین درخت کا سا حکم ہے - اگر کھیتی تیار نہین ہوئی ہے اور مدت ٹھیکہ کی پوری ہوگئی
تو ٹھیکہ کے نرخ پر یکنیتک کھیتی زمین مین رہنے دیجاویگی - چارپایہ کا ٹھیکہ واسطے سوار ہونیکے
اور لادنیکے درست ہے اور کپڑیکا واسطے پہننے کے پس اگر ٹھیکہ مین سوار یا پہننے والی کا
نام نہین لیا ہے تو دوسریکو بھی سوار کر سکتا ہے اور اگر سوار یا پہننے والیکو معین کر دیا پھر
دوسریکو سوار کیا یا پہنایا تو ہلاک ہونے پر ضمان دینا آویگا - اسیطرح حال ہے ہر چیز کا
جو استعمال کرنیوالیکے اختلاف سے مختلف ہو جاتی ہو - جو چیز ایسی نہین ہے اوسمین قید
لگانا باطل ہے جیسے قید کرے کہ گھر مین فلان شخص ہی رہے تو اوسکا کچھ اعتبار نہین
مستاجر جسکو چاہے رکھے - جانور کے ٹھیکہ مین اگر بوجہ کی قسم مقرر کر دی جیسے گیہون کی
گون تو مستاجر کو ویسی ہی یا اوس سے ہلکی اور چیز کے لادنے کا اختیار ہے نہ زیادہ
نقصان کرنیوالی چیز کا جیسے نمک کہ یہ گیہون سے بھاری ہے - اگر سواری دوسریکو بیچی
بٹہالنے سے مرگئی تو مستاجر کو نصف قیمت دینی ہوگی - اور اگر مقرر بوجہ سے زیادہ
کرنیکے سبب مرگئی تو جسقدر زیادہ کیا اوسی کے موافق قیمت ادا کرنی ہوگی - اگر
مارنے یا لگام کھینچنے یا زین اوتار لینے یا پالان باندھنے یا ایسی زین باندھنے سے
کہ اوس جیسی جانور پر نہ باندھتے ہون یا چوراہہ ٹھہر گیا تھا اوسکو چھوڑ کر دوسرا اختیار
کرنے سے بشرطیکہ دونو راہون مین فرق ہو یعنی دوسرا زیادہ سخت ہو یا جنگل کے
واسطے کرایہ کیے ہوئے جانور کو دریا مین لادنے سے ہلاک ہو جائے تو سب قیمت

دینی ہوگی اور اگر منزل مقصود کو پہنچا دیا تو جو کرایہ ٹھہرا تہا وہی دینا ہوگا - اگر گیہوں کی کھیتی ٹھہری تھی اور ترکاری بوئی تو جو کچھ ترکاری بونے سے زمین کا نقصان ہوا وہ دینا ہوگا اجرت لازم نہوگی - اگر کرتا سینے کو کہا تہا اور قبا سیدی تو کپڑے کی قیمت دینی ہوگی اور مالک اگر قبا کی سلائی دستور کے موافق دیکر قبا ہی لیلی تب بھی صحیح ہے ٭

باب اجارۂ فاسد کے بیان مین - اجارہ فاسد ہوجاتا ہی اوس شرط سے جو عقد کے خلاف ہو اور اس صورتمین اگر مزدور کام کریگا تو جیسا کام کریگا ویسی ہی مزدوری ملیگی مگر جو پہلے ٹھہری تہی اوس سے زیادہ نہوگی - اگر مکان کرایہ لیا روپیہ مہینے پر تو فقط ایک مہینے کے لئے صحیح ہے مگر یہہ کہ بیان کردی سب مہینون کو - جس مہینے کی ایک ساعت بھی رہیگا تو اوس مہینے کا کرایہ صحیح ہوجائیگا - اگر مکان ایک سال کے واسطے کرایہ لیا تو صحیح ہے گو ہر مہینے کا کرایہ مقرر نکرے - شروع مدت ٹہیکہ کی عقد کے وقت سے ہے پس اگر جسوقت چاند دیکہا اوسوقت عقد کیا تب تو مہینے در مہینے کا حساب رہیگا اور جو نہین تو دنونکا حساب رہیگا - پہنی لگانے اور حمام مین نہلانے کی اجرت لینی درست ہی مگر مادہ پیدا کرنے ڈالنے کی مزدوری لینی درست نہین - اسیطرح اذان کہنے کی مزدوری اور حج کرنیکی مزدوری اور امامت کی مزدوری اور قرآن اور علم فقہ کے سکہلانیکی مزدوری ناجائز ہی مگر اس زمانہ مین فتوی اسپر ہے کہ قرآن سکہانیکی مزدوری صحیح ہے اسلئے کہ لوگونکو سنت سکہانیکی توفیق نہین رہی - زمین مشاع کا اجارہ فاسد ہی یعنی آدہی یا تہائی غیر معین کو اجارہ دی تو فاسد ہی لیکن اگر شریک کو دے جسکے پاس باقی ہے تو درست ہے - دایہ کا نوکر رکہنا اجرت معلوم پر صحیح ہے اور کہانے پہننے پر رکہنا بہی صحیح ہے - دایہ کے خاوند کو اوسکی صحبت کرنیسے نہ منع کرے پس اگر دایہ حاملہ ہوجاوی یا بیمار ہوجاوی تو عقد اجارہ فسخ ہوجاویگا اور دایہ کو لڑکے کی خوراک کا دست کرنا لازم ہی پس اگر لڑکے کو بکری کا دودہ پلائیگی

باب اجارہ فاسد کے بیان مین

مسئلہ اجارہ اذان امامت وتعلیم فقہ

تو مزدوری نہ ملیگی - اگر سوت دیا کہ آدہی کا کپڑا بُن دے اور آدہا بنائی مین لے یا مزدوری کیا کہ میرا اناج فلان جگہہ پہنچا دی اور اسمین سے سیر بھر لے لینا یا مجھکو ایسی آٹے کی روٹی آج ایکدم کے بدلیمین پکا دے یہہ سب جائز نہین - اگر زمین ٹہیکہ مین لی اس شرط پر کہ اوسمین ہل جوتونگا اور کھیتی کرونگا یا اوسکو پانی دونگا اور کھیتی کرونگا تو صحیح ہے - پس اگر شرط کرے کہ زمین پہیرتے وقت پہر ہل جوتیو یا مکرر ہل جوتیو یا اسمین نالیان کھود دیجیو یا کھات ڈالیو یا اجرت اوسکی ٹیکہ کی یہہ مقرر کی کہ اس زمین کے عوض مین اپنی زمین مجھکو زراعت کی لئے دینا تو یہہ سب صورتین صحیح نہین جیسی اپنے گہر مین رہنے کے کرایہ کے عوض کرایہ دار کا گہر رہنی کو لے تو یہہ بہی درست نہین - اگر مزدور کیا اوس اناج کے اوٹہانے کے واسطے جو اوسکی اور مزدور کی شرکت مین ہی تو اوسکو مزدوری نہ ملیگی جیسی راہن کا مرتہن سے مرہون چیز کا کرایہ لینا ہی یعنی زید نے اپنا گہر عمرو کے پاس رہن رکہا پہر عمرو سے کرایہ کو لیلیا تو یہہ صحیح نہین ہے اور کرایہ عمرو کو نہین پہنچتا - اگر زمین ٹہیکہ مین لی اور یہ نہ بیان کیا کہ اسمین کھیتی کرونگا یا کونسی چیز بوئونگا پہر اوسمین کھیتی کی اور ٹہیکہ کا وقت گذر گیا تو جو اجرت ٹہہری تہی وہی دینی ہوگی - اگر سواری کو مکہ معظمہ تک کرایہ کیا اور یہ نہ مقرر کیا کہ کیا لادونگا پہر جیسا لوگ لادتے ہین موافق دستور کے اوسپر لادا اور سواری ہلاک ہوگئی تو قیمت کا ضامن نہوگا اور اگر اوسنے مکہ شریف تک پہنچا دیا تو جو ٹہہرایا تہا وہ دینا ہوگا - اگر موجر اور مستاجر مین جھگڑا ہو زمین کے بونے یا جانور کے لادنے سے پہلی یون کہ مستاجر کسی چیز کو بونا یا لادنا چاہے اور موجر اوس چیز کو یا کم لادے اور یہ دونو قاضی کے پاس جھگڑا لیجاوین تو قاضی عقد اجارہ توڑ دیوے تاکہ فساد رفع ہوجاوے

باب اجیر کے ضامن ہونیکے بیانمین - اجیر مشترک وہی ہے جو کسی خاص شخص کا کام نکرے بلکہ جو چاہے اوس سے کام لے اور مستحق مزدوری کا نہین ہوتا جب تک وہ

کام کرندی جیسے رنگریز یا دھوبی اور اسباب اوسکے پاس امانت رہتا ہی یعنی ہلاک ہونے پر
تاوان ندیگا - جو چیز اجیر کے کام سے تلف ہوجاوی جیسی کپڑا دھوبی کے کوٹنی سے پھٹ جاوی
یا مزدور کے پہسلنی خواہ جس سی مین بوجہ باندہا ہو اوسکے ٹوٹنی سے اسباب ٹوٹ جاوی
یا ملاح کشتی کو کھینچ لے اور اسلئے کشتی ڈوب جاوی تو جتنا مال کا نقصان ہوگا اوسکا
تاوان ان صورتون نہین لیا جاویگا مگر وہ آدمی کہ اوس کشتی کے ڈوبنی سے ضائع ہوگئی
ہون اونکا تاوان نہین لیا جاویگا - پس اگر مزدور سے مٹکا جسکے اوٹھانیکی واسطے مزدور
ہوا تہا راہ مین ٹوٹ جاوی تو مزدور اوسکی قیمت مالک کو وہان دیوے جہان سے مٹکا اٹہایا
تہا اور اس صورتمین مزدوری اوسکو نہ ملیگی یا وہان دی جہان ٹوٹا ہی اور مزدوری
اوستقدر لے جتنی راہ لے کر چکا تہا - پچھنے لگانے والا اور فصد کہولنے والا جانورون
خواہ انسانون کا اگر پچھنے لگانے خواہ نشتر مارنی مین معمولی جگہہ سے فرق کرین تو
تاوان ندینگے - خاص مزدور اپنی مزدوری کا مستحق ہوجاتا ہی جب سے کہ مدت اجارہ
مین کام پر مستعد ہوجاوی خواہ اوس سی کام لیا جاوی یا نہ لیا جاوی جیسی کسیکو متعاری
کے واسطے یا بکریان چرانیکے واسطے نوکر رکہا اور یہہ مزدور تاوان ندی اوس چیز کا
جو اوسکے پاس سے تلف ہوجاوی یا اوسکے کام کرنے سے جاتی رہی - صحیح ہی
دوسری مزدوری مقرر کرنی دوسری قسم کے کام پر یا دوسرے وقت کی اعتبار
سے پہلی شرط مین یعنی یہ اجارہ دو مزدوریکا دو طرح کے خواہ دو وقتون کے کامون
پر درست ہی مگر اجرت موافق شرط اول کے دیجاتی ہی مثلاً اگر درزی سے کہے
کہ اگر اس کپڑے کی قبا ہی فارسی سیئے گا تو ایکروپیہ اور اگر رومی قبا سیئے گا تو آٹھ آنے
دونگا پس اگر موافق شرط اول کے یعنی فارسی سیئے تو ایکروپیہ مزدوری دے
اور دوسری شرط کے موافق یعنی رومی سیئے تو جو اوسکی مزدوری کا دستور ہے
وہ دینا ہوگا آٹھ آنے دینے نہون گے اسیطرح اگر یون کہا کہ اگر آج سیدیگا تو ایکروپیہ

اور کل سیدیگا تو آٹھ آنے تو اوسدن سیئ گا تو ایکر وپیہ دینا ہوگا اور دوسرے روز سیگا
تو دستور کے موافق مزدوری دینی ہوگی نہ آٹھ آنے - ایسا ہی حال ہی دوکان اور حجرہ
مین بٹلا کہی کہ اگر دوکان مین درزی کو بٹھائیگا تو اوسکا کرایہ ایکر وپیہ ہی اور اگر لوہار
کو بٹھائیگا تو دو روپیہ پس اگر پہلی شرط کے موافق درزی کو بٹھائیگا تو ایکر وپیہ کرایہ ہوگا
اور اگر دوسری شرط کے موافق بٹھائیگا تو کرایہ مثل یعنی دستور کے موافق لازم آویگا
نہ دو روپیہ - اسیطرح چار پایہ مین دوسری اجرت باعتبار مسافت کے یا بوجہ کے مقرر کی جاتی
ہے جیسی کہے کہ اگر مکہ تک لیجائے یا دس من لادی تو ایکر وپیہ اور اگر طائف تک
لیجائی یا پانچ من لادی تو آٹھ آنے تو اگر پہلی شرط کے موافق کیا تو موافق ٹھہری ہوئے
کے دینا ہوگا اور جو دوسری شرط کے موافق کیا تو موافق دستور کے دینا ہوگا
نہ جو ٹھہرا تھا - جس غلام کو خدمت کے واسطے حالت اقامت مین اجیر مقرر کیا اوسکو
سفر مین ساتھ لیجانا صحیح نہین ہے بغیر پہلے سی شرط کرنیکے اگر سفر کی شرط بھی کر لی تو لیجانا
درست ہی - مستاجر غلام ممنوع العمل کو اوسکی کار خدمت کی عوض مین جو اجرت دی وہ
اوس سے واپس نہ لے صورت اوسکی یہ ہے کہ زید نے ایک غلام کو جسکو مالک نے کام
سی منع کر دیا ہی اجیر کیا اور کام لیا اور مزدوری دیدی پھر ظاہر ہوا کہ وہ ممنوع العمل
تہا مالک کی طرف سے تو اب زید مزدوری پھیر نہین سکتا - زید نے ایک غلام عمرو سے
چھین لیا پھر اوس سے مزدوری کرا کر اوسکی کمائی کھا گیا تو واپس کرنا اس اجرت کا
زید پر نہ آویگا - اگر غلام ممنوع کا مالک مزدوری جو اوسنے کی اوس غلام کے ہاتھ
مین موجود پا وی تو لے سکتا ہی - صحیح ہی غلام ممنوع کو اپنی مزدوری کا لے لینا یعنی
مستاجر اگر غلام کے حوالہ کر دے اور وہ قبضہ کر لے تو بری الذمہ ہو جاویگا
- اگر غلام کو دو مہینے کے واسطے اسطرح نوکر رکھا کہ ایک مہینا چار روپیہ پر اور ایک مہینا
پانچ پر تو صحیح ہے پہلے مہینے مین چار اور دوسرے مین پانچ لازم ہونگے پہلے مین پانچ دوسرے

ہین جارنہین ہوسکتے - اگر ایک غلام کے موجر اور مستاجر آپسمین اختلاف کرین مستاجر کہے کہ تو نے جو غلام ٹہیکہ مین دیا تہا وہ بہاگ گیا یا بیمار ہوگیا اور موجر کہے کہ ایسا نہین ہوا تو دیکہا جاویگا کہ اگر جھگڑے کے وقت واقع مین بہاگا ہوا ہی یا بیمار ہی تو مستاجر کا قول معتبر ہوگا اور جو نہین تو قول موجر کا - کپڑے کے مالک کا قول معتبر ہوگا کرتے یا قبا کے سینے مین اور سرخ یا زرد رنگنے مین اور مزدوری لازم ہونے یا نہونیمین صورت اخیرہ یہ ہی کہ مستاجر کہے کہ یہہ کام تو نے اس کپڑے مین مفت کیا ہی اور اجیر کہے کہ اجرت کی عوض مین یہہ سینا کیا ہی تو مالک کا قول معتبر ہوگا ٭

باب ٹہیکہ توڑنے کے بیانمین - ایسی عیب کے سبب جو نفع لینے سے مانع ہو اور کرایہ کے مکان کے خراب ہوجانے سے اور کہیتی کی زمین اور پن چکی کے پانی بند ہونے سے اجارہ فسخ ہوجاتا ہی - اگر عاقدین مین سے ایک بھی مرجاوے درصورتیکہ اجارہ اپنی ذات کے واسطے کیا ہو تو اجارہ فسخ ہوجاویگا اور اگر غیر کے واسطے عقد کیا تہا جیسے وکیل اور وصی اور متولی وقف کا اجارہ کرتا ہی تو فسخ نہوگا - ٹوٹ جاتا ہی اجارہ خیار شرط اور خیار رویت سے مثلاً کہی کہ مجھکو تین روز تک اختیار ہی چاہون رہنے دون چاہون توڑ ڈالون یا یہہ کہی کہ جب دیکہون تو مجھکو اجارہ توڑ ڈالنے کا اختیار ہی - اور اجارہ عذر سے بھی فسخ ہوجاتا ہی اور عذر اوسکو کہتے ہین کہ مستاجر اجارہ کی تعمیل سے بدون برداشت کرنے زیادہ نقصان کے جو عقد اجارہ سے اوسپر ضرور نہین عاجز ہو مثلاً کسی نے درد کی جہت سے اپنی داڑہ نکلوانے کو دوسرے کو مزدور مقرر کیا پہر درد جاتا رہا یا ولیمہ کا کہانا پکانیکے واسطے مقرر کیا پہر عورت نے اوس سے خلع کرلیا یا دوکان تجارت کے واسطے کرایہ لی پہر مفلس ہوگیا یا دوکان کرایہ پر دی پہر اوسکے ذمہ قرض لازم ہوگیا ظاہر مین یا اوسکے بیان سے یا اوسکے اقرار سے اور سوای اس دوکان کے اور کچہہ مال اوسکا نہین یا جانور سفر کے لئے کرایہ کیا پہر ایسی کوئی بات نکل آئی کہ سفر

اوسکو نکرنا مصلحت ہو اان سب صورتونمین فسخ اجارہ کرسکتا ہی - اگر جانور کرایہ دینی والیکو
کوئی ضرورت مانع سفر پیش آگئی تو وہ اجارہ نہین توڑسکتا کیونکہ دوسریکو اپنی جگہ جانور
کے ساتھہ بہیج سکتا ہے ٭

مسائل متفرقہ اگر سنگنی کی زمین یا ٹہیکہ مین لی ہوئی زمین کی کہیتی جلادی
اور اوسکے سبب سے دوسرے کی زمین کی کہیتی بھی جل گئی تو اوسپر تاوان نہین آویگا اگر
ہوا نہوگی اور اگر جلانیکے وقت ہوا تھی تو تاوان دینا ہوگا - اگر درزی یا زرگر یا اپنی
دوکانمین کسیکو بٹہال لے تاکہ کام کردے اور نصف اجرت لی تو صحیح ہی - اگر اونٹ
کرایہ کیا تاکہ مکہ تک اوسپر کجاوہ رکہے اور دو سواریان بٹہلا دی تو صحیح ہی اور اوسکو
اختیار ہی کہ ایسا کجاوہ رکہلے جو مروج ہو مگر اوس کجاوی کا دیکہہ لینا بہتر ہے تاکہ پہر
بکہیڑا نہو چہوٹی بڑی ہین اور اگر توشہ کی لادینکی لئے کرایہ کیا اور مقدار توشہ کی معین کردی تو اگر اوسمین سے کچہہ کہالیا
تو تاوان ہی اور اوسکی عوض رکہہ سکتا ہی - صحیح ہی اجارہ کرنا اور اوسکا فسخ کرنا اور کہیتی کرنا اور سینچنے کا معاملہ
کرنا اور مضاربت اور وکالت اور کفالت اور کسیکو وصی کرنا اور مال کی وصیت کرنا اور قاضی کرنا اور امیر کرنا
اور طلاق دینا اور آزاد کرنا اور وقف کرنا کسی وقت کی طرف نسبت کرکر مثلاً کہے کہ مین نے ٹہیکہ کیا مہینے شروع سے
یا سال کے شروع سے وعلیٰ ہذا القیاس دوسری چیزین - بیع اور بیع کی اجازت درصورت کسی اجنبی کی بیع کرنیکی اور فسخ کرنا بیع کا
خیار شرط کے بعد اور قسمت اور شرکت اور ہبہ اور نکاح اور رجعت بعد طلاق اور صلح
مال سے اور بری الذمہ کرنا قرض سے ان امور کو کسی اور وقت کیطرف مضاف کرنا
نہین صحیح ہی مثلاً یون کہنا کہ کل سے مین بیع کرتا ہون یا کل کو اجازت دونگا وغیرہ ٭

کتاب المکاتب اسمین مکاتب کا بیان ہی - اور مکاتب وہ غلام ہی جس سے مالک
نے اوسکے آزاد کرنیکے لئے کچہہ روپیہ ٹہہرالیا ہو کہ آتنا دیدے تو تو آزاد ہی - کتابت
مین غلام تصرف پر قادر ہونیکی راہ سے تو فوراً اوسیوقت آزاد ہوجاتا ہی اور ذات
کے اعتبار سے انجام کو آزاد ہوتا ہی جب کہ کتابت کا بدلہ ادا کردے - زید اگر اپنی

چھوٹے غلام کو جو عقد کو سمجھ سکتا ہی مال کے عوض مین بالفعل یا مدت ٹھہرا کر یا قسطون کے ساتھہ مکاتب کری اور وہ قبول کرے تو صحیح ہی - اسیطرح اگر مالک یون کہے کہ مین نے تیرے ذمہ ہزار کئے اونکو تو قسطون مین ادا کردے جنمین سے اوّل قسط اتنی ہو اور آخر اتنی پس اگر تو اونکو ادا کردی تب تو آزاد ہی اور نہین تو غلام تو وہ غلام مالک کے تصرف سے نکل جائیگا نہ اوسکی ملک سے یعنی غلام تجارت اور بیع اور شرا وغیرہ کرسکتا ہی اور روپیہ کما سکتا ہی - مالک اگر لونڈی مکاتب سے صحبت کرے یا اوسپر یا اوسکی لڑکے پر کوئی جنایت یعنی قصور کرے مثلاً اوسکو مار ڈالے یا ہاتھہ پاؤن توڑ ڈالے خواہ مکاتبہ کا مال تلف کردے تو ان صور تو نہین مالک کو تاوان دینا آویگا - اگر زید اپنی مملوک کو مکاتب کرے عوض شراب یا سؤر یا قیمت اوس مملوک کی یا بدلہین ایسی شے کی جو اوس مملوک کی ملک نہو یا عوض سور دیکے اس شرط پر کہ مالک غلام مذکور کو کوئی غلام غیر معیّن یا لونڈی غیر معین واپس دے ان سب صور تو نہین کتابت باطل ہوجائیگی پس اگر اوا کردے غلام وہ شراب تو آزاد ہوجائیگا اور اپنی قیمت مالک کو کما دینی پڑیگی پس اگر قیمت غلام کی شرط سے کم ہوگی تو کم نہ لیجاویگی اور اگر زیادہ ہوگی تو زیادہ لیجاویگی - اگر ایک جانور کے بدلہین مکاتب کیا اور اوسکی قسم مثلاً اونٹ یا گھوڑا وغیرہ بیان کردی تو کتابت صحیح ہی گو وصف اوس جانور کا نہ بیان کیا جاوی - صحیح ہے مالکِ کافر کا غلامِ کافر کو مکاتب کرنا شراب کی بدلہین اور انمین سے اگر ایک بھی ایمان لایا تو مالک کو قیمت شراب کی پہونچیگی اور شراب کے بدلہین سے بھی آزاد ہوجائیگا ۔

باب جن افعال کا مکاتب کو کرنا درست ہی اونکے بیانمین - مکاتب کو بیع اور شرا اور سفر درست ہی گو مالک نے شرط کردی ہو کہ شہر سے نہ نکلنا اور اپنی لونڈی کا نکاح کردینا اور اپنے غلام کو مکاتب کرنا پھر اگر مکاتب کے مکاتب نے بدل کتابت مکاتب اوّل کے آزاد ہونے سے پہلے ادا کردیا تو اوسکی ولاء مالک کو پہنچیگی اور نہین تو مکاتب

اوّل کو - مکاتب کو اپنا نکاح کرنا بے اذن مالک کے اور ہبہ کرنا اور اونی چیز کے سوا تصدق کرنا اور کسی کا ضامن ہونا اور قرض دینا اور اپنے غلام کا آزاد کرنا گو مال کی عوض میں ہو اور اپنی ذات کا بیچنا اور نکاح کر دینا اپنے غلام کا درست نہیں - باپ اور وصی چھوٹے بچہ کے مملوک کے حق میں حکم مکاتب کا رکھتے ہیں یعنی جو امور مذکورہ سابق مکاتب نہیں کر سکتا ہے وہ باپ اپنے بچہ کے مملوک سے اور وصی اپنے موصی کی اولاد صغیر کے مملوک سے بھی نہیں کر سکتا - مضارب اور شریک کو امور مذکورہ میں سے کسیکا اختیار نہیں ہے - اگر زید مکاتب اپنے باپ یا بیٹے کو خریدے تو وہ زید پر مکاتب ہو جائیں گے یعنی کتابت اوّل میں داخل ہوں گے اور مکاتب کے ساتھ آزاد ہو جائیں گے اور اگر بھائی یا کسی اور رشتہ دار قریب کو خریدے تو مکاتب نہونگے - اگر مکاتب ایسی لونڈی کو خریدے جو اوسکی بی بی تھی غیر شخص کی مملوک اور اوس سے اولاد بھی تھی تو اگر لونڈی کو مع لڑکے کے خریدا تو لڑکا زید پر مکاتب ہو جائیگا اور لونڈی کو بیچنا صحیح نہوگا اور اگر بغیر لڑکے کی خریدی تو اوسکا بیچنا صحیح ہے - اگر مکاتب کی لونڈی مکاتب سے لڑکا جنی تو لڑکا مکاتب ہو جائیگا اور جو کمائی اوسکی ہوگی وہ باپ کو ملیگی - اگر مکاتب اپنی لونڈی کا اپنے غلام سے نکاح کر دی پھر دونو کو مکاتب کر دے اور اون سے لڑکا پیدا ہو تو لڑکا ماں کی کتابت میں داخل ہو کر مکاتب ہو جائیگا اور اوسکی کمائی ماں کو ملیگی - اگر مکاتب یا غلام ماذون نے مالک کی اجازت سے ایک عورت سے جو اپنی دانست میں اپنے آپ کو آزاد جانتی ہے نکاح کیا اور اوسکے اولاد ہوئی پھر معلوم ہوا کہ کسیکی لونڈی ہے تو وہ لڑکا اوسیکا غلام ٹھہریگا جسکی لونڈی ہے - اگر مکاتب یا ماذون ایک لونڈی خرید کر اوس سے صحبت کریں پھر وہ کسی اور کی نکلی یا خریدنے سے خریدی تھی اور صحبت کرنیکے بعد وہ واپس ہو گئی تو صحبت کی اجرت دونو مسئلہ میں مالک کے ذمہ محسوب ہوگی اور بے اجازت مالک کے نکاح کر کر صحبت کی ہوگی تو اوسمیں جو تاوان صحبت کا دینا آویگا وہ مکاتب کی آزادی کے بعد اوس سے وصول کیا جائیگا ۔

فصل

فصل اگر مکاتب لونڈی کے مالک سے اولاد ہوئی تو مکاتب ہی رہیگی یعنی بدل کتابت ادا کر کر آزاد ہو سکتی ہے اور اگر بدل کتابت ادا نہو تو ام ولد ٹھہریگی - اگر کوئی شخص اپنے مدبر یا ام ولد کو مکاتب کرے تو صحیح ہے اور ام ولد تو مالک کے مرنے پر صفت بلا عوض آزاد ہو جاویگی مگر مدبر دو ثلث اپنی قیمت کے وارثون کو کما دیگا اور اگر مالک فقیر ہو کر مرگیا تو تمام بدل کتابت اوسکو کما دینا ہوگا - اگر کوئی اپنے مکاتب کو مدبر کر دی تو یہ بھی صحیح ہے پس اگر یہ بدل کتابت ادا کر دیگا تو آزاد ہو جائیگا ورنہ مدبر رہیگا اور اگر مالک اسکا فقیر مرے تو دو ثلث اپنی قیمت کے یا دو ثلث بدل کتابت کے کما دی - اگر مکاتب کو مالک آزاد کر دیگا تو آزاد ہو جائیگا اور بدل کتابت اوسکے ذمہ سے اوتر جائیگا اور اگر ہزار روپیہ پر جو کسی وقت تک ادا ہونا ٹھہرے تھے مکاتب کیا تھا پھر اوس سے صلح کر لی فی الحال یا کسی دینی پر تب بھی صحیح ہے - اگر کوئی بیمار جسنے اپنے غلام کو دو ہزار کی عوض ایک برس تک کی مدت مین ادا کر دینے پر مکاتب کیا تھا مر جاوی اور غلام کی قیمت ایک ہزار ہے اور وارثون نے بدل کتابت کو دیر مین دینا روا نہ رکھا تو غلام مذکور دو تہائی بدل کتابت فی الحال ادا کرے اور باقی ایک تہائی سال بھر مین دیتا رہے یا اگر عاجز ہو بدل کتابت سے تو غلامی مین رہے - اور اگر سال کے اندر ہزار دینی پر مکاتب کیا تھا اور قیمت اوسکی دو ہزار ہے اور وارثون نے سال بھر کی دیر روا نہ رکھی تو دو ثلث اپنی قیمت کے بالفعل ادا کر دی یا غلامی مین رہی - اگر ایک آزاد نے کسی غلام کو اوسکی مالک سے ہزار پر مکاتب کرایا اور بدل کتابت بھی ادا کر دیا تو وہ غلام آزاد ہو گیا پھر اگر غلام نے بعد اطلاع اپنے مکاتب ہونے کو جائز رکھا تو وہ مکاتب ہوگا یعنی جو مال آزاد شخص نے اسکے مالک کو دیا ہے وہ اوسکی ذمہ پر لازم ہوگا - اگر ایک شخص دو غلامون کو مکاتب کرے جسمین ایک موجود اور ایک غائب ہے اور بدل کتابت کو غلام حاضر قبول کرلے تو صحیح ہے اب ان دونو مین سے جو مال کتابت ادا کر دیگا دونو آزاد ہو جاوینگے اور جو ادا کر دی

وہ دوسرے سے اوسکا حصہ نہین لے سکتا اور بدل کتابت کا مواخذہ غائب سے کچھ نہین ہوگا بلکہ مالک مال کا مواخذہ حاضر سے کریگا اور غائب کا عقد کو قبول کرنا لغو ہی یعنی اسکے قبول سے بدل کتابت اوسکے ذمہ لازم نہوگا۔ اگر ایک لونڈی اپنے اور اپنی دو بچون کی طرف سے جو چھوٹے ہون عقد کتابت کرے تو صحیح ہی اب تینون مین سے جو مال ادا کریگا دوسرے سے نہین لے سکتا۔

باب مشترک غلام کے مکاتب کرنیکے بیان مین — زید و عمرو ایک غلام مین شریک ہین اونمین سے ایک نے مثلاً زید نے عمرو کو اجازت دیدی کہ میرے حصہ کو ہزار کے عوض مکاتب کرکے بدل کتابت وصول کرلینا اور عمرو نے مکاتب کیا اور کچھ بدل کتابت وصول کیا پھر وہ غلام ادا سے عاجز ہوگیا تو جو لیا ہی وہ عمرو کا ہی نہ زید کا۔ زید و عمرو کی شرکت مین ایک لونڈی ہی اور دونو نے اوسے مکاتب کیا پھر زید نے اوس سے صحبت کی اور بچہ جنی تو زید نے کہا کہ یہہ میرا بچہ ہی پھر عمرو نے صحبت کی اور دوسرا بچہ ہوا اور عمرو نے کہا کہ میرا ہی پھر لونڈی ادا ی بدل کتابت سے عاجز ہوگئی تو لونڈی زید کی ام ولد ٹھہریگی اور زید عمرو کو آدہی قیمت لونڈی کی اور آدہا تاوان صحبت کا ادا کرے اور عمرو زید کو سارا تاوان صحبت کا اور دوسرے لڑکے کی قیمت ادا کرے اور یہہ دوسرا لڑکا عمرو کا ٹھہریگا اور زید و عمرو مین سے جو کوئی صحبت کا تاوان اوس لونڈی مکاتب کو دیگا تو درست ہوگا دوسرا شریک اوس سے مواخذہ نہین کرسکتا مگر یہ حکم اوسکے عاجز ہونے سے پہلے کا ہی اور بعد عاجز ہونیکے تاوان صحبت زید کو پہونچیگا نہ لونڈیکو۔ اور اگر عمرو نے اوس لونڈی مشترک کو زید کی صحبت کے اور لڑکے کے دعوی کرنیکے بعد مدبر کردیا اور عمرو نے صحبت نہین کی ہے پھر لونڈی ادا ی بدل سے عاجز ہوئی تو عمرو کا مدبر کرنا باطل ہی اور زید کی یہہ لونڈی ام ولد ٹھہریگی اور زید عمرو کو نصف قیمت لونڈی کی اور نصف تاوان صحبت

کا وہی اور لڑکا زید کا ہوگا - اور اگر زید و عمرو مین سے کوئی اس لونڈی مکاتب کو آزاد
کردی اور وہ مالدار ہو پھر لونڈی اوامی زر کتابت سے عاجز ہو تو آزاد کرنیوالا دوسرے
شریک کو نصف قیمت لونڈی کی دیوی اور بچہ نصف اوس لونڈی سے وصول کریگی اور
اگر دوسرا شریک بھی آزاد کردی یا اوس لونڈی سے نصف قیمت کموالے تو پہلے آزاد
کرنیوالے سے کچھ نہین لیسکتا - اگر زید و عمرو مین ایک غلام مشترک ہو اور پھر زید
نے اوسکو مدبر کردیا اور عمرو نے اپنا حصہ حالت تونگری مین آزاد کردیا تو زید عمرو
سے نصف قیمت لیسکتا ہو اور اگر عمرو کے آزاد کرنیکے بعد زید مدبر کرے تو کچھ
نہین لیسکتا ہان غلام سے چاہے تو نصف قیمت کموالے چاہے آزاد کردے ۔

باب مکاتب کے مرنے اور بدل کتابت سے عاجز ہونے اور اوسکے مالک کے مرنیکے
بیان مین - مکاتب اگر بدل کتابت کی ایک قسط کے ادا کرنیسے عاجز ہوجاوی اور
کہین سے اوسکا مال جلد ملنے کو ہو تو تین روز تک حاکم اوسکی عاجز ہونیکا حکم نکرے
اور اگر کوئی مال اوسکا نہین ہے تو حاکم اوسکو عاجز ٹھہراکر عقد کتابت فسخ کردے
یا مالک اوسکی رضامندی سے فسخ کردی اور اب اسپر غلامی کے سب احکام لوٹ آوینگے
اور جو مال اسکے پاس ہوگا وہ مالک کا ہوجاویگا - اگر مکاتب کچھ مال چھوڑکر مرجاوی
تو عقد کتابت فسخ نہین ہوگا بلکہ بدل کتابت اوسکے مال سے ادا کیا جاویگا اور زندگی کے آخر
دنونمین اوسپر حکم آزادی کا کیا جائیگا یعنی موت آزادی کے بعد متصور ہوگی - اگر مکاتب
نے لڑکا چھوڑا جو ایام کتابت مین پیدا ہوا ہو اور کوئی مال بدل کتابت کی ادا کرنیکے
لئے نہو تو یہ لڑکا باپ کیطرح بدل کتابت کی قسطون کے ادا کرنیمین کوشش کرے
پس اگر بدل ادا کردیگا تو یہ لڑکا بھی آزاد ہوگا اور اوسکا باپ بھی موت سے پہلے
آزاد ٹھہریگا - اگر مکاتب نے اپنا لڑکا چھوڑا جسکو خریدا تھا تو اس لڑکے کو بدل کتابت
بالفعل اکٹھا دینا ہوگا نہ قسطون سے پس اگر ادا کردیا تو آزاد ہی اور نہین تو غلام

باب مکاتب کی عاجزی یا موت و مالک کی موت کے بیان مین

ہو جائیگا - اور اگر اس صورتمین کچھ مال بھی چھوڑا تھا جو بدل کتابت کو کافی ہو تو یہ لڑکا اوسکا وارث ہوگا کیونکہ جب لڑکے نے زر کتابت ادا کیا تو باپ آزاد ہوا اور یہہ لڑکا بھی اوسکا تابع ہوا آزاد ہونمین تو لڑکا باپ کا وارث ہوگا جسطرح کہ اگر باپ بیٹی دونو کو ساتھہ ہی مکاتب کیا ہوتا اور باپ مرتا تو بیٹا وارث اوسکا ہوتا - اگر مکاتب آزاد عورت سی ایک بیٹا چھوڑے اور اسقدر قرض اپنا اور ون پر چھوڑے جو بدل کتابت کو کافی ہو اور اس لڑکے نے کوئی تقصیر کی جسکے تاوان کا قاضی نے اوسکی ماکے کُنبے پر حکم کیا تو اوس حکم سے یہ ثابت نہوگا کہ قاضی نے مکاتب کو ادای بدل کتابت سی عاجز ٹھہرایا کیونکہ مقتضای کتابت یہی تہا کہ لڑکے کو ماکے کُنبے مین ملا وین تاکہ باپ کیطرف سی بدل کتابت کے ادا ہونے پر باپ سی لاحق ہو جائی - اور اگر بچہ کو ماں باپ کے آزاد کرنیوالے اوسکی ولا مین جھگڑیں اور قاضی ماں کے آزاد کرنیوالے کو ولا بچہ کی دلوادی تو اس حکم سی مکاتب کا عاجز ہونا ثابت ہوگا اسلئے کہ لڑکے آزاد کرنیوالے کو ولا کا دلانا اسبات کی دلیل ہی کہ اسکا باپ قابلیت اسکی نہین رکہتا کہ اپنے لڑکے کی ولا اپنے آزاد کرنیوالے کو پہنچا دے اور یہہ قابلیت نرکہنا آزاد نہونیکے سبب سے ہوتا ہی اور آزاد نہونا بغیر بدل کتابت سے عاجز ہونیکے نہین ہوسکتا اسلئے اس حکم سی اوسکا عاجز ہونا ثابت ہوگا - اگر مکاتب نے زکوۃ و صدقہ وغیرہ کا مال لوگون سے لیکر مالک کو بدل کتابت مین دیا اور پہر عاجز ہوگیا تو یہہ مال اب مالک کو درست ہوگا گو زکوۃ و صدقہ مالک کو خود لینا درست نہو اسکی وجہ یہ ہی کہ سبب ملک کا بدل گیا یعنی مکاتب تو اوس مال کا بطور صدقہ اور خیرات کے مالک ہوا تہا اور مالک کو اپنے آزاد کرنیکے عوض مین ملا اگرچہ آزادی بعد کو ہوتی - غلام اگر تقصیر کرے پہر اوسکو اوسکا مالک مکاتب کر دی اور اوسکی تقصیر کرنے کی مالک کو اطلاع نہو پہر یہ مکاتب ادای زر کتابت سی عاجز ہو تو مالک اوس غلام کو اوس شخص کے حوالہ کرے جسکا اوسنے نقصان کیا ہی یا اوسکے قصور کا تاوان دے

۔ اسیطرح اگر مکاتب تقصیر کرے اور ابہی تاوان دینی کا حکم نہوا ہو کہ عاجز ہوجاوے
ادای بدل کتابت سے تو اس صورتمین بھی نقصان والہ کو یا غلام یا جاویگا یا تاوان
پس اگر مکاتب پر حکم تاوان دینی کا کیا جاوی پہر ادسکے بعد بدل کتابت سے عاجز ہو
تو یہہ تاوان اوسکے ذمہ بمنزلۂ قرض کے ہوگا کہ اوسمین غلام مذکور بیچا جاویگا۔ اگر
مالک مرجاوی تو عقد کتابت فسخ نہوگا بلکہ مکاتب مالک کے وارثون کو بدل کتابت اپنی
قسطون سے ادا کری اور اگر وارث اوسکو آزاد کردین تو آزاد ہوسکتا ہی بے بدل کے
اور اگر بعض وارث آزاد کردین تو اونکا آزاد کرنا جاری ہوگا ✦

کتاب الولا — بمین ولا کا بیان

کتاب الولا اسمین ولا کا بیان ہے۔ آزاد کیا ہوا مملوک اگر مرجاوے اور کوئی
وارث نچھوڑے تو اسکا ترکہ آزاد کرنیوالے کو پہنچتا ہی اور اوس ترکہ کو ولا کہتے ہین
ولا اوسکو ملیگی جسنے آزاد کیا ہو مدبر کرنے یا مکاتب کرنے یا ام ولد کرنے یا قریب کے
مالک ہونے سے آزاد ہوا ہو مثلاً زید نے اپنے کسی ذی رحم محرم کو خریدا اور بسبب قرابت
کے مالک ہوتے ہی وہ آزاد ہوگیا تو اوسکی ولا زید کو پہونچیگی اور شرط ولا کے نہ پہنچنے کی
لغو ہے یعنی اگر بروقت آزاد کرنیکے یہہ شرط کیجاوی کہ ولا آزاد کرنیوالیکو نملے تو یہہ شرط
لغو ٹھہریگی سائبہ جو عبارت کنز مین ہی اوسکے معنی آنے جانے والے کے ہین یعنی
جو کسکی قید مین نہو۔ اگر زید اپنی لونڈی ہندہ کو آزاد کرے جو اپنے خاوند سے کہ وہ
بہی غلام ہی حمل رکہتی ہو تو لونڈی کے بچہ کی ولا زید سے کبہی تجاوز نکریگی یعنی اوسکی
ماکے آزاد کرنیوالیکو ملیگی اگرچہ آزادی کے بعد چہہ مہینے سے کم مین جنے۔ اور اگر چہہ
مہینے سے زیادہ مین جنے تب بہی بچہ کی ولا اوسکی ماکے مولی کو ملیگی اگر اوس
بچہ کا باپ آزاد نہوا جاوی اور اگر وہ آزاد ہوگیا ہو ہو تو اپنے آزاد کرنیوالیکی طرف ولا کو
پہنچ لیگا خلاصہ یہہ کہ آزادی سے چہ مہینے کے اندر اگر لونڈی جنے تو بہر صورت
بچہ کی ولا اوسکی ماکے آزاد کرنیوالیکو ملیگی اور اگرچہ مہینے سے زائد مین جنے

اور شبہہ ہو کہ آزاد ہونیکے وقت لونڈیکو حمل تہا یا نہ تہا تب بہی ولا ماکو پہنچیگی لیکن
اگر اوس بچہ کا باپ آزاد ہوجاوی تو وہ ولا مذکور کو اپنے آزاد کرنیوالیکی طرف
کہینچ لیگا اسلیئے کہ باپ کی جانب قوی تر ہی۔ اگر ایک عجمی نے نکاح کیا ایک آزاد کی
ہوئی عورت سی پہر وہ عجمی تو اس لڑکے کی ولا اوسکی ماکے آزاد کرنیوالیکو ملیگی گو اوس
عجمی نے کسی سے عقدِ مُوَالات کیا ہو کیونکہ ترکہ پانیمین مولے عتاقہ مقدم ہی مولی مُوالات
پر اور عقدِ موالات یہہ ہی کہ ایک شخص کافر ایک مسلمان کے ہاتہ پر اسلام لائے اور
یہ عہد کرے کہ میرے بعد میری میراث تجہکو پہنچیگی اور عجمی کی قید اسواسطی ہی کہ اگر باپ
عربی ہوگا تو لڑکا منسوب ہوگا اپنے باپ کی قوم کی طرف نہ ماکی آزاد کرنیوالیکی طرف۔
آزاد کرنیوالا میراث لینی مین مقدم ہی ذوی الارحام پر اور موخر ہی عصبہ نسبی سے پس
اگر آزاد کرنیوالا اوّل مرجاوی پہر اوسکے بعد آزاد کیا ہوا مرجاوی تو اس آزاد کئے ہوئے
کی میراث آزاد کرنیوالیکے اوس عصبہ کو پہنچیگی جو سب سے نزدیک ہی یعنی اوسکی سب وارثون
کو نہین ملیگی عورتونکو ولا عتاقہ نہین ملتی مگر اوسکی جسکو اونہون نے خود آزاد کیا ہو
یا اُنکے آزاد کئے ہوئے نے آزاد کیا ہو اور اُنکے مکاتب کی اور مکاتب کے مکاتب کی
یعنی عورتین اپنے مورث کی ترکہ مین سے ولا کا حصہ نہین لیسکتین مثلاً اگر کوئی شخص مرے
اور کچہ ترکہ چہوڑے اور اوسکے ترکہ مین ولا کا مال بہی ہو اور وارث مرد اور
عورتین ہون تو عورتون کو ولا مین سے حصہ نملیگا اوسکے مالک فقط مرد ہونگے
ہان جسکو خود اونہون نے آزاد کیا یا مکاتب کیا ہو یا اوس آزاد اور مکاتب نے
کسیکو آزاد اور مکاتب کیا ہو اوسکی ولا عورت کو ملیگی بخلاف مردون کے کہ وہ
مورث کی ولا مین سے بہی وارث ہوتے ہین ۔

فصل ایک شخص ایک کے ہاتہ پر اسلام لایا یعنی اوسکی رہنمونی سے مسلمان ہوا
اس شرط پر کہ نومسلم کے مرنیکے بعد اوسکے مال کا وارث وہ شخص ہاوی ہوا اور

اگر وہ نومسلم کسی کا کچھ نقصان کرے تو اوس نقصان کا تاوان بھی وہی یا اوسکے
کسی غیر سے یہ معاملہ کرلے تو درست ہی غرض جس سے اسطرح کا عقد کریگا اوسکو مولی موالات
کہتے ہین بعد اس عقد کے اگر نومسلم جنایت کریگا تو تاوان مولے کو دینا ہوگا اور اگر
مرجاویگا اور اوسکا کوئی وارث نہو گا تو میراث بھی اوسیکو ملیگی اور مولی الموالات میراث
لینی مین ذوی الارحام کے بعد ہی یعنی میت کی ذوی الارحام مین سے بھی اگر کوئی نہو گا تب
اوسکو ترکہ پہنچیگا - جائز ہی اس نومسلم کو کہ ایک مولی الموالات سے اوسکے سامنے عقد
موالات فسخ کرکر دوسرے سے منعقد کرے جبتک کہ اس پہلے نے اوسکی بدلی تاوان قصور
نہ دیا ہو اور اگر اوسکے عوض کچھ ڈنڈ بھر چکا ہو تو عقد موالات کا توڑنا درست نہو گا
- آزاد کئی ہوئے غلام کو درست نہین ہے کہ کسی سے عقد موالات کری کیونکہ مولی اوسکا
وہی آزاد کرنیوالا ہو گا نہ دوسرا - اگر عورت کسی سے عقد موالات کری اور پھر جنے تو
اوسکا لڑکا بھی ماکے تابع ہوگا اس عقد مین یعنی لڑکے کا مولی موالات بھی وہی ہوگا
جو اوسکی ماکا ہے واللہ اعلم

کتاب الاکراہ ایمین کسی سے زبردستی کام لینی کا بیان ہے - اکراہ اوس کام
کو کہتے ہین جسکو آدمی دوسری کے سبب سے کرے تو ظاہر ہی کہ وہ خود اوس کام پر
راضی نہین اور زبردستی مین دو شرطین ہین اوّل یہہ کہ زبردستی کرنیوالا شخص خواہ بادشاہ
ہو یا چور جس چیز سے کسی کو ڈراتا ہو اوسکے کرنے پر قادر ہو مثلاً مار ڈالنے سے اگر ڈراتا ہو تو یہ
شرط ہی کہ مار ڈالنا اوسکے قابو مین ہو دوسری شرط یہ ہی کہ جسپر زبردستی ہو وہ
اوس شخص کے واقع ہونے سے ڈرے اب اسکے احکام بیان کئے جاتے ہین اگر کسی کو
دوسرے نے ڈرایا کہ تو یہ چیز بیچڈال یا تو مول لے یا اقرار کرلے یا اجارہ دیدے
ورنہ مین تجھکو مار ڈالونگا یا سخت مار مارونگا یا بہت دنون قید کردونگا اور اوسنے
ڈر کر اختیار کرلیا تو بعد اسکے اوسکو اختیار ہی چاہے اوس بیع کو رکھے چاہے توڑ دی

اور اس بیع سی ملک اوسوقت ثابت ہوگی جسوقت مبیع پر قبضہ ہوجائیگا قبضہ سے پہلے ملک نہوگی کیونکہ زبردستی کی وجہ سے مبیع مین فساد آگیا ہی - قیمت اپنی خوشی سے لیلینا بیع کی اجازت ہے جسطرح مبیع کا اپنی خوشی سے دیدینا اجازت ہی یعنی اس صورتمین حکم زبردستی کا نہ کیا جائیگا - اگر مشتری نے اپنی رغبت سی کوئی چیز مول لی مگر بائع نے کسی کی زبردستی سے وہ فروخت کی اور وہ شی مشتری کے پاس جاتی رہی تو مشتری کو اوسکا دام نرخ بازار بائع کے حوالہ کرنا چاہیئے اور بائع کو بھی اختیار ہی کہ جسنے اوسپر زبردستی کی ہو اوس سے چیز کا تاوان لے مشتری سی دام نہ لے - اگر سور کا گوشت یا مردار کہانی یا خون یا شراب پینے پر کوئی زبردستی کرے یعنی باندہنے یا پیٹنے یا قید کرنے سے ڈرادی تو ان چیزونکا کہانا پینا حلال نہوگا اور اگر مار ڈالنے یا کسی عضو کے کاٹ ڈالنے سے ڈرادی تو انکا کہانا پینا حلال ہوجائیگا بلکہ اگر نکہادیگا اور اپنی قتل پر یا عضو کے کٹنے پر صبر کریگا تو گنہگار ہوگا - اگر کفر کرنے یا مسلمان کا مال ضائع کرنے پر کوئی قتل کرنے یا عضو کے کاٹ ڈالنے سے ڈرادی تو ان کامون کے کرنیکی رخصت ہی اور اگر صبر کری اور یہہ کام نکری تو ثواب دیا جائیگا اور سوا رخوف قتل اور عضو کٹنے کے اور باتون سے کفر کرنا اور مسلمان کا مال ضائع کرنا درست نہین - اور جس کا مال تلف ہوا وہ اوس سے لیسکتا ہی جسنے تلف پر زبردستی کی ہو - اگر زید نے عمرو کو دبایا کہ بکر کو مار ڈال ورنہ مین تجھکو جان سے مار دیتا ہون تو عمرو کو بکر کے مار ڈالنے کی اجازت نہین اگر مار ڈالے گا تو گنہگار ہوگا مگر قصاص اس سے نہین لیا جاویگا بلکہ فقط زید سی لیا جاویگا - اگر زید پر کسی نے زبردستی کی لونڈی کے آزاد کرنے یا بی بی کے طلاق دینے پر اور اوسنے ایسا کیا تو آزادی اور طلاق واقع ہوجائیگی اب زید اپنی زبردستی کرنیوالے سے قیمت لونڈی کی اور نصف مہر بی بی کا لے اگر بغیر صحبت کئے طلاق دی ہی اور اگر اکراہ کیا جاویگا مرتد ہونے پر تو بی بی اسکی بائن نہوگی ٭

کتاب الحجر جسمین تصرف سے روکنے کا بیان ہی - محجور اسکو کہتے ہین کہ بچہ ہونے یا غلام ہونے یا دیوانہ ہونے کے باعث قول کے تصرف سے شرعاً روکدیا جاوے اور فعل مین روک نہو یعنی اگر ایسا شخص وہ امر کرے جو قول پر منحصر ہی تب تو ناجائز ہو جیسی معاملات ہین اور اگر ایسی بات کہی جو کرنے سے متعلق ہی تو وہ ممنوع نہو مثلاً کسی کا نقصان کردی تو اوسکا تاوان دینا پڑیگا - صحیح نہین ہی تصرف بچہ اور غلام کا لے اذن ولی یا مالک کے اور نہ تصرف مجنون کا کسی حالمین نہ اذن سے نہ بغیر اذن کے - اگر عقد کری انمین سے کوئی اور اوسکو عقد کی سمجھ بھی ہو تو ولی کو اختیار ہی چاہی عقد کو رہنے دی چاہی فسخ کردی - اور اگر یہ تلف کر دین گے کوئی شے تو اوسکے ضامن ہونگی - اقرار کرنا بچہ اور دیوانہ کا معتبر نہین اور غلام کا اقرار غلام کے حق مین معتبر ہے نہ مالک کے حق مین یعنی اگر غلام کسی مال کا اپنے ذمہ پر اقرار کرے تو اوس مال کا ادا کرنا اوسکی ذمہ پر بعد آزاد ہی کے لازم ہوجائیگا کیونکہ اُسوقت اُسکا مال بلکہ مالک ہی بعد آزاد ہی کے اوسکا خود کا ہوگا اور اگر اقرار کریگا حد کا یا قصاص کا اپنے ذمہ پر تو اوسیوقت جاری کیجاویگی ہو قوفی تصرف کی مانع نہین - پس اگر بالغ ہو بیوقوف اوسکو اوسکا مال نہ دیا جاوی جبتک کہ پچیس ۲۵ برس کا نہو لے اور جو بیع و شرا اس عرصہ مین کریگا وہ درست ہوگی جب پچیس برس کو پہنچ جاوی تب مال حوالہ کردیا جاوی گو خراب کری - اور بدکاری اور کاروبار سے غفلت کرنی بھی مانع تصرف نہین - اگر قرضخواہ ایسی شخص سے اپنا قرض مانگین تو قید کیا جاوی تاکہ اپنا مال قرض مین نہ بیچے پس اگر اوسپر قرض بھی روپیہ ہو اور اوسکا مال بھی روپئے ہون تو قرض بدون اوسکی اجازت کے اوّل روپیون سے ادا کردیا جاوی اور اگر اوسکی ذمہ قرض اشرفیان ہین اور مال روپیہ ہو یا قرض روپیہ ہین اور مال اشرفیان ہون تو ان روپیون اشرفیون کو بیچکر قرض ادا کردیا جاوی اور اسباب اور زمین وغیرہ اوسکی بے اجازت قرض کے واسطے نہ بیچی جاوین لیکن قید کیا جاویگا تاکہ خود بیچے

کتاب الحجر جس مین قرض دار کی دلی کا بیان ہی

مفلسی بھی مانع تصرف نہین پس اگر کوئی چیز خریدی اور مفلس ہوگیا تو بیچنے والا قیمت کے لینے مین اور قرضخواہون کے برابر ہے یعنی وہ چیز بیچکر سب کو حصہ رسد دام لینگے بیمہ نہین کہ فقط بالغ ہی کو وہ شے ملجاوے ۔

فصل

فصل بالغ ہونا لڑکے کا ان امور سے ثابت ہوتا ہے یا احتلام سے یا کسی عورت کو حاملہ کرنے سے یا انزال سے پس اگر یہہ کوئی بات نہین ہے تو پوری اٹھارہ برس کی عمر مین بالغ ٹھہرےگا - اور عورت کا بالغ ہونا ان باتون سے ثابت ہوتا ہے یا حیض کے آنے یا حاملہ ہونے یا انزال سے اور اگر یہ باتین نہون تو جب پوری سترہ برس کی ہوجاوے - اور لڑکا لڑکی دونو کے بالغ ہونے پر پندرہ برس کی عمر مین فتوی دیا جاتا ہے - کم سے کم عمر بالغ ہونیکی صغیر کے حق مین بارہ برس ہین اور صغیرہ کے حق مین نو برس پس اگر قریب البلوغ ہوگئی صغیر اور صغیرہ اور بولے کہ ہم بالغ ہوگئی تو اونکا کہنا معتبر ہوگا اور حکم اونکا بالغون کا سا ہوجائیگا ۔

کتاب المأذون اسمین اذن دئی ہوئے کا بیان ہے - اِذن روک کی دور کرنے اور اپنی منع کے حق کو ساقط کرنیکو کہتے ہین اور اذن کسی وقت معین اور خاص کام مین منحصر نہین رہتا گو مالک نے کسی خاص تجارت کا اذن دیا ہو - مالک اگر اپنے غلام کو خرید و فروخت کرتی دیکھکر چپ ہورہے تو اذن ثابت ہوجاتا ہے پس اگر مالک اسکو اذن عام دیدے کسی خاص چیز کے مول لینے کا تو غلام کو درست ہے خرید بیچنا خرید و فروخت کے واسطے وکیل کرنا گروی رکھدینا گروی رکھ لینا ٹھیکہ لینا مضاربت کرنا اپنی ذات یا اسباب کو ٹھیکہ مین دینا قرض یا غصب یا امانت کا اقرار کرنا مگر نکاح کرنا اپنا یا اپنے غلام کا اور مکاتب کرنا اور آزاد کرنا اور قرض دینا اور ہبہ کرنا صحیح نہوگا اور ماذون کو درست ہے کہ تھوڑا سا کھانا تحفہ کے طور پر کسیکو بھیجدے یا جو اوسکو کھلادے اوسکی دعوت کردے یا عیب کے سبب چیز کا دام کم کردے - ماذون کے ذمہ پر اگر قرض ہوجاوے تو وہ

اوسکی ذات سی متعلق ہوگا یعنی اگر مالک اوسکی طرف سی نہ دی تو قرض کے عوض مین فروخت ہوگا اور سب قرضخواہونکو حصہ رسد بٹ جاویگا اور اگر پھر بھی کچھ باقی رہیگا تو آزاد ہونیکے بعد باقی کا مطالبہ اوس سے رہیگا ماذون کا تصرف مالک کے روکنے سی رک جائیگا بشرطیکہ اکثر بازار والے اوسکو روکدینے سے مطلع ہوجاوین اور اگر مالک مرجاوی یا دیوانہ ہوجاوی یا دین سے پھر کر دارالحرب مین چلاجاوی یا خود غلام ماذون بھاگجاوی تب بھی تصرف سے روکدیا جاویگا اور مالک اگر ماذون لونڈی کو اُمّ ولد بنالی تو تصرف سی رُک جاویگی لیکن اگر مالک غلام ماذون کو مُدبّر کردی تو اذن مین نقصان نہوگا اور ام ولد بنانے اور مدبّر کرنے سے مالک کو اونکی قیمت قرضخواہون کو دینی ہوگی اسلئے کہ ان دونو کی بیع ناجائز ہی تو قرضخواہ اپنے قرضہ مین اونکو بیچ نسکینگے اسلئے مالک کے ذمہ اونکی قیمت دینی آویگی - اگر غلام ماذون بعد روکدینے کے اقرار کردی کہ میرے پاس جو کچھ ہی وہ دوسرے شخص کا ہی تو یہہ اقرار درست ہی - اگر ماذون کے پاس کا مال مع اوسکی قیمت کے اوسکی ذمہ کے قرض کو کافی نہو تو مالک اوسکی پاس کے مال کا مالک نہوگا اس سے یہہ نکلا کہ اگر غلام ماذون کے پاس کوئی غلام ہو اور مالک اوسکو آزاد کردیگا تو یہ آزاد کرنا درست نہوگا ہان اگر قرض اوسکی قیمت اور مال سی کم ہوگا تو آزاد کردینا اوسکی غلام کا درست ہوگا - غلام ماذون جو قرضدار ہو وہ اگر مالک کے ہاتھہ کچھہ بیچے تو بیع جبھی درست ہوگی کہ وہ قیمت مثل سے یعنی کم دام پر نہ بیچے اسیطرح مالک اگر اوسکی ہاتھہ کوئی چیز قیمت مثل یا کم دام پر بیچے تو درست ہی زیادہ پر بیچنا درست نہین اسلئے کہ قرضخواہونکی حق تلفی ہوگی - اگر مالک غلام ماذون قرضدار کیہاتھہ کچھہ بیع کری اور قیمت لینے سے پیشتر مبیع کو اوسکی حوالہ کردی تو اب قیمت اوسکی جاتی رہی اسلئے کہ جب مبیع اپنی غلام کو دیدی تو ثمن اوسکے ذمہ قرض ہوگیا اور غلام مالک کا قرضدار ہو یہہ ہو نہین سکتا ہان مبیع کو اگر مالک ثمن لینے کے

روک رکھی تو درست ہے - اگر غلام ماذون قرضدار کو مالک آزاد کرے تو درست ہی مگر
اس صورتمین غلام مذکور کی قیمت قرضخواہون کو دینی ہوگی اور اگر مالک قیمت بھی قرضخواہونکو
دیدے اور پھر بھی قرض باقی رہی تو بقیہ کا مطالبہ غلام مذکور سے ہوگا - اگر ماذون قرضدار
کو مالک فروخت کردی اور مشتری اوسکو قرضخواہون سے چھپا دی اونکی حوالہ نکرے
تو قرضخواہ اوسکی قیمت مالک سے بھرلینگے پھر اگر غلام مذکور مالک کے پاس پھر کر آوی
تو مالک نے جو کچھ قرضخواہون کو دیا ہو اون سے پھیر لے اور اونکا قرض غلام مذکور سے
متعلق رہیگا غلام کو اونکی حوالہ کری کہ اگر قرضخواہ چاہین تو مشتری سے غلام کی قیمت بھرلین
جسنے اوسکو چھپا دیا ہو یا اس بیع کو جائز رکھین اور اوسکا دام مشتری مذکور سے لین
- اگر مالک غلام مذکور کو فروخت کردی اور مشتری سے مالک کہدی کہ اسکی ذمہ قرض
ہی تو قرضخواہون کو اختیار ہی کہ اس بیع کو توڑ ڈالین اور اگر مشتری بیع کے بعد
چلا جاوی تو وہ قرضخواہون کا مدعا علیہ نہ ہیگا یعنی قرضخواہ اوس سے مواخذہ نہ کرین
بلکہ بائع کو جب پاوین مواخذہ کرین - اگر ایک غلام نے کسی شہر مین آکر کہا کہ مین زید کا
غلام ہون اور خرید و فروخت کی تو اوسپر تجارت مین کی ہر چیز کا مواخذہ لازم ہوجاویگا
اور یہہ غلام سودا گرون کے قرضہ مین فروخت نہوگا جبتک کہ اوسکا مالک نہ آوی
اور اوسکے اذن دینی کا اقرار نکرے پس اگر زید آکر اوسکو تجارت کی اجازت دینی کا
مقرر ہوگا تب تو وہ قرض مین فروخت ہوگا ورنہ نہوگا - اگر لڑکے یا کم سمجھ شخص کو جو
خرید و فروخت کو سمجھتے ہون اونکا ولی خرید و فروخت کی اجازت دیدی تو اونکا حکم
خرید و فروخت مین غلام ماذون کا سا ہی

کتاب الغصب

الغصب امین غصب یعنی کسی چیز کو چھین لینے کا بیان ہے - غصب اوسکو کہتے
ہین کہ ایک شخص جو اپنی چیز پر تصرف حق طور پر رکھتا ہی اوسکو دوسرا شخص اپنے تصرف
ناحق سے دور کردی مثلاً کسی کا غلام چھین کر اوس سے اپنی خدمت کرا وی یا جانور

چھین کر اوسپر اپنا بوجھ لادے تو یہہ غصب مین داخل ہی اور اگر مالک فرش پر بیٹھا ہو اوسپر
کوئی جا بیٹھے تو یہ غصب نہین اسلئے کہ اسمین مالک کے تصرف کو دور نہین کیا۔ جس چیز کو
غصب سے لے لیا ہو اوسکے احکام یہ ہین اگر وہ چیز بعینہٖ غاصب یعنی چھیننے والیکے پاس موجود
ہو تو واجب ہے کہ اوسکو جس جگہ مین چھینا ہو اوسی جگہ مالک کو پہیر دی اور اگر چھینی ہوئی
چیز غاصب کے پاس سے جاتی رہی ہو تو اوسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ وہ چیز مثلی تھی
تو اوس جیسی اور چیز دیدی اور اگر اوس چیز کا مثل اوس وقت نہ پایا جاتا ہو تو اسکا
دام جھگڑے کے دن جو کچھ ہو وہ مدعی کے حوالہ کری دوسری یہہ کہ چیز مذکور قیمت کی
چیزون سے ہو تو اس صورتین اوسکا دام وہ دینا ہوگا جو چھیننے کے روز کا ہو۔ اگر غاصب
نے دعوی کیا کہ وہ چیز جیسے کپڑا وغیرہ جاتی رہی تو قاضی اوسکو اتنے دنون کو قید رکھے کہ یقیناً جانے
کہ اگر اوسکی پاس ہوتی تو اس اثنا مین ضرور ظاہر کر دیتا پھر اوسپر حکم کردے کہ اوسکے
کا عوض حوالہ کر۔ اور غصب مال منقول مین ہوا کرتا ہی پس اگر زمین کو غصب کیا اور وہ
غاصب کے پاس سے جاتی رہی تو اوسکا تاوان نہ دیگا ہان اگر مکان منصوب اسکی رہنے کے
باعث یا زمین اسکی زراعت کرنے سے ناقص ہوجاویگی تو جسقدر نقصان ہوگا وہ
غاصب کے ذمہ پڑیگا جیسا منقول چیز کا حال ہی کہ اگر غاصب کے استعمال کرنیسی اوسمین کچھ
نقصان آجاویگا تو وہ غاصب کو دینا پڑیگا۔ اگر زمین منصوب کا غلہ اور محصول غاصب نے
لیا ہو تو اوسکو خیرات کردے اور یہی حال ہے اوس نفع کا جو غاصب شے منصوب مین
تصرف کرنیسی پیدا کرے یا امین مال ودیعت سی تجارت وغیرہ کرکے نفع حاصل کری
تو یہہ نفع بھی خیرات کر دینا چاہئے۔ منصوب چیز کو اگر غاصب اپنے تصرف سی کچھ کا کچھ
کر دی تو وہ چیز اوسکی ملک ہوجاتی ہی مگر اوس سے تاوان دینے کے پیشتر نفع لینا
حلال نہین مثلاً بکری چھین کر اوسکو بھونی پکا دی یا گیہون منصوب کو پیسی بو دی یا لوہا
چھین کر اوسکا زیور بنا دی خواہ سونے چاندی کے سوا اور چیز تانبا وغیرہ چھین کر برتن بنا دی

ف
اگر چیز جاتی رہی تو مالک کی شکایت کو اسلام نے قبول نہین کیا ہے

یا سال کی لکڑی چھین کر اوسپر عمارت قائم کری تو ان اعمال سے ان چیزون کا مالک تو ہوجاویگا
مگر اون سے نفع جب حلال ہوگا کہ اونکی قیمت مالک کو حوالہ کرے اور اگر چاندی سونا
چھین کر برتن بنا لیگا تو اونکا مالک بھی نہوگا - اگر غاصب نے بکری چھین کر ذبح کی یا کپڑا
چھین کر بہت سا پھاڑ ڈالا تو مالک کو اختیار ہی کہ خواہ قیمت اونکی غاصب سے لیوے اور
وہ چیزین اوسکے حوالہ کری یا چیزین آپ رکھے اور غاصب سے اونکا نقصان بھرلے اور
اگر تھوڑا پھاڑ دیا ہو تو اس صورتمین مالک کپڑا آپ رکھے اور غاصب سے نقصان لیوی
اگر غاصب نے کسی کی زمین مین عمارت بنا لی یا درخت لگا دئی تو عمارت و درخت اکھاڑکر
زمین مالک کو دیجاویگی اور اگر اون کے اکھاڑنیسی زمین کا نقصان ہوتا ہو تو مالک
اونکو رہنے دیگا اور اکھڑنیکے بعد جو دام اونکی ہون گے غاصب کے حوالہ کرنی پڑینگے
- اگر غاصب نے کپڑا لیکر اوسکو رنگ لیا یا ستو چھین کر اوسمین گھی ملا دیا تو مالک کو اختیار
ہے چاہے سفید کپڑے اور نرے ستو کے دام غاصب سے بھرلے چاہی یہہ چیزین آپ
لیلے اور جسقدر رنگ اور گھی سے اونکا دام بڑھا ہو وہ غاصب کو دیدے - اگر غاصب نے
مغصوب چیز کو چھپا دیا اور اوسکی قیمت مالک کو دیدی تو اوس چیز کا مالک ہوجاویگا -
قیمت کے باب مین قول غاصب کا مع قسم معتبر ہی اور اگر مالک زیادتی قیمت کے گواہ پیش
کرے تو اوسکے گواہ معتبر ہون گے - اگر غاصب نے مغصوب کو چھپا کر اوسکی قیمت جو
مالک نے کہی یا اوسکے گواہون سے ثابت ہوئی یا غاصب پر قسم لازم ہوئی تھی اسنے
قسم سے انکار کیا اس حجت سے وہ قیمت مالک کو ہردی اور پھر وہ چیز ظاہر ہوئی
تو معلوم ہوا کہ قیمت مذکور سے زیادہ کی ہی تو اس صورتمین وہ چیز غاصب ہی کی
رہیگی مالک کو اختیار نہوگا کہ غاصب کی دی ہوئی قیمت کو واپس کرکے اوس چیز کو
خود لیلے ان اگر غاصب نے مغصوب کا دام اپنی قسم پر دیا ہو اور پھر زیادہ کی نکلی تو
مالک کو اختیار ہوگا کہ چاہی اوسی قیمت پر اکتفا کرے چاہی چیز کو لیلے اور قیمت مذکور

غاصب کو پھیر دے - اگر غاصب غلامِ مغصوب کو بیچ ڈالے پھر غلام کا مالک غاصب سے اوسکا تاوان بھرلے تو غاصب کی بیع درست ہوگی اور اگر غاصب غلامِ مذکور کو آزاد کردے اوسکے بعد مالک اوس سے غلام کی قیمت کا تاوان لے تو آزاد کرنا صحیح نہوگا - مغصوب چیز مین جو چیزین بڑہین وہ غاصب کے پاس امانت ہونگی مثلاً مغصوب لونڈی بچہ ہو یا باغ مغصوب مین پہل لگے تو بچہ اور میوہ دونو غاصب کے پاس امانت رہینگے یعنی اگر آپ سے جاتے رہینگے تو غاصب کے ذمہ تاوان نہوگا اور اگر زیادتی کرکے اونکو ہلاک و برباد کردیگا یا مالک کے مانگنے پر اونکو اوسکے حوالہ نکریگا اور جاتی رہینگی تو قیمت دینی آویگی - مغصوب لونڈی بچہ جنی سے جسقدر کم ہوجاویگی اوسکا تاوان غاصب کو دینا ہوگا لیکن اگر بچہ موجود ہوگا تو اوسی سے نقصان پورا کیا جاویگا یعنی لونڈی کے نقصان کی عوض مین وہ بچہ بھی مالک کو ملیگا - اگر غاصب نے مغصوب لونڈی سے زنا کیا پھر مالک کو پھیر دی اور بچہ پیدا ہونیسی وہ مرگئی تو غاصب سے اوس لونڈی کی قیمت لیجاویگی اور اگر آزاد عورت سی بزور زنا کیا اور وہ بچہ جننی مین مرگئی تو اوسکا خون بہا زانی غاصب کو نہ دینا ہوگا - مغصوب چیز کے منافع کا تاوان غاصب کے ذمہ کچھ نہوگا مثلاً اگر کسی شخص کی سواری چھین کر اوسپر سوار ہوا یا گھر چھین کر اوسمین رہا تو سوار ہونے اور رہنے کی اجرت اوسپر لازم نہوگی - اگر غاصب کسی مسلمان کی شراب یا سور چھین کر ضائع کردی تو اوسپر تاوان نہ آویگا لیکن اگر شراب اور سور ذمی کے ہون گے اور تلف کردیگا تو قیمت دینی ہوگی - اگر غاصب نے مسلمان سے شراب چھین کر سرکہ بنالیا یا مردار کی کھال چھین کر اوسکو دباغت دی تو مالک کو اختیار ہے کہ یہہ چیزین غاصب سے لیلے اور جسقدر کہ دباغت سی دام چمڑے کے بڑہ گئی ہون وہ غاصب کو دیدے اور اگر غاصب ان دونو چیزون کو تلف کردی تو تاوان صرف سرکہ کا دینا ہوگا چمڑے کی قیمت نہ دینی پڑیگی - اور جو شخص گانے کے آلات توڑ ڈالے

ل اگر غاصب نے مال مین تاوان آنا کو آزاد عورت مال تھین اغصب سے اوسکا تاوان لازم آوے ۱۲

یا چوہاری کی شراب یا شراب مُنصّف گرادی تو اوسکو اونکی قیمت دینی ہوگی اور ان چیزونکا بیچنا درست ہی اور مُنصّف اوسکو کہتے ہین کہ انگور کے شیرہ کو جوش کرین یہانتک کہ نصف رہجاوی پہر اوسکو رہنے دین تاکہ شراب بنجاوے - اگر کوئی شخص کسی کی ام ولد یا مدبر لونڈی کو چھین لے اور وہ غاصب کے یہان مرجاوے تو مدبر لونڈی کی قیمت دینی ہوگی ام ولد کی نہ دینی ہوگی

کتاب الشفعہ

اسمین شفعہ کا بیان ہے - شفعہ اوسکو کہتے ہین کہ جنسی کو کوئی زمین مشتری کو پڑی ہو دنسی کے عوض بدون اوسکی رضامندی کے دوسرا شخص زمین کا مالک ہوجاوی اور اوس سے وہ زمین لیلے - شفعہ اوّل خلیط کو پہنچتا ہی یعنی ایسے شریک کو جو مبیع کی ذات مین شریک ہو پہر اوسکو جو مبیع کی حقوق مین شریک ہو مثلاً گھاٹ اور راستہ مین اگر سبھہ دونو حق خاص ہون اور اگر سب لوگون کے ہون گے تو اوسمین حق شفعہ کسی کا نہین پہر اوسکے بعد حق شفعہ ہمسایہ کا ہی جو متصل مبیع کے ہو اور امام شافعی رح کے نزدیک ہمسایہ کو حق شفعہ نہین پہنچتا اور امام اعظم رح کی دلیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قول ہی کہ جارُ الدّارِ اَحَقُّ بالدّارِ یعنی مکان کا ہمسایہ مکان کا مستحق زیادہ ہی اوسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہی - اور جسکی چھت کسی مکان کی دیوار پر ہو یا ایک کرمی مین شریک ہو جو مکان کی دیوار پر رکھی ہو تو وہ اوس مکان کا ہمسایہ ہی شریک نہین ہی یعنی اگر کوئی شریک نہوگا تو اوسکو شفعہ پہونچیگا - شفعہ شفیعون کی گنتی کے موافق ہوتا ہی یعنی جتنے شفیع ہونگے اوتنے حصے برابر اوس زمین کے کرکے ہر ایک کو ایک ایک پہونچیگا یہہ نہوگا کہ جو شریک زیادہ سہام کا ہی اوسکو زیادہ ملے اور کم سہام والے شریک کو کم ملے - شفعہ زمین کے بیع ہونے پر ثابت ہوتا ہی اور طلب شفعہ پر گواہ کردینے سے مقرر ہوجاتا ہے اور زمین مبیع ملک مین شفیع کے یا مشتری کی رضامندی سے آتی ہی یا قاضی کے حکم سے

باب شفعہ کے طلب کرنیکے بیان مین

- جب شفیع کو زمین کے فروخت کرنیکی خبر ہو تو اوسی مجلس مین طلب شفعہ پر گواہ کردے پہر بائع پر گواہ کرے اگر اوسنے زمین مذکور

مشتری کے حوالہ نہ کی ہو یا مشتری پر یا زمین مبیع پر گواہ کرے یعنی اول گواہ کرے
اپنی طلب پر پھر گواہ کرے بائع پر کہ یہہ بیچتا ہی یا مشتری پر کہ وہ خریدتا ہی یا زمین پر کہ یہہ
بکی ہی اور مین اوسکا شفیع ہون تم گواہ رہو کہ مین اوسکو چاہتا ہون جب اسطرح گواہ کرلیگا
تو اب طلب مین تاخیر کرنیسے حق شفعہ کا جاتا نہ رہیگا جب چاہی لیوی - جب شفیع قاضی کے
یہان شفعہ طلب کرے تو قاضی مدعا علیہ یعنی مشتری سے سوال کرے کہ جس زمین کی ملکیت
سے شفیع حق شفعہ کا طالب ہے وہ اوسکی ملک ہی یا نہین اگر مشتری اقرار کرے کہ
جس زمین کے ہمسایہ کے باعث شفعہ چاہتا ہی وہ شفیع کی ملک ہی یا مشتری پر قسم لازم
ہوئی اور وہ قسم سے انکار کر گیا یا شفیع نے اپنی ملکیت کے گواہ قائم کردئے تو ان صورتون مین
دعوی شفیع کا مسموع ہوگا پھر قاضی مشتری سے زمین متنازع کی خریدنیکا حال پوچھے کہ تو نے
مول لی ہی یا نہین اگر وہ اقرار خریدنیکا کرے یا قسم کھانیسے انکار کرے یا شفیع گواہون سے اوسکی خریداری ثابت
کردی تو قاضی حکم کردی کہ یہہ زمین شفیع کو پہنچتی ہی اور مشتری سے اوسکو دلا دی - اور شفیع
پر لازم نہین کہ دعوی شفعہ کے وقت ثمن بھی لا دے بلکہ بعد حکم قاضی کے ثمن کا موجود
کرنا زمین کے لینے کے لئے ضرور ہے - اور اگر مبیع بائع ہی کے قبضہ مین ہو تو شفیع اُسی
پر نالش زمین کے دلا پانیکی کرے اور قاضی شفیع کے گواہ نہ سنے جبتک کہ مشتری
حاضر نہو جب مشتری حاضر ہو تو اوسکے سامنے بیع کو توڑ دی اور زمین شفیع کو دلا دے
اور زمین کی قیمت کا ضمان بائع پر ہی یعنی جو کچھ مشتری سے لیا ہو وہ اوسکو دلا دی
- اور جو شخص خریدنیکے لئے وکیل ہو وہ شفیع کا مدعا علیہ ہو سکتا ہے جبتک کہ زمین
مبیع کو اپنے موکل کے سپرد نکردی یعنی قاضی کے یہان شفیع اوسپر نالش طلب شفعہ کی کرسکتا
ہے اور اگر وکیل زمین کو موکل کے سپرد کردی تو اوسوقت وکیل سے کچھ سروکار
نہین مدعا علیہ موکل ہی ہوگا - شفیعہ کو دیکھنے کے بعد اور عیب نکلنے پر مبیع کو پھیر دینے
کا اختیار ہو مشتری نے بائع سے کیسا ہو کہ عیب نکلیگا تو نہ پھیرونگا - اگر شفیع اور مشتری

قیمت مبیع کی مختلف بتاوین تو مشتری کا قول معتبر ہوگا اور اگر دونو گواہ پیش کرین تو شفیع کے گواہ مقبول ہون گے - اگر مشتری کچھ قیمت کہے اور بائع اوس سے کم کہے اور ابھی بائع نے قیمت وصول نہ کی ہو تو شفیع اوسقدر قیمت دیوی جو بائع کہتا ہی اور اگر بائع قیمت مشتری سے لے چکا ہو تو شفیع اوسقدر کو لے جو مشتری بیان کرتا ہی - ثمن مین سے کچھ کم کر دینا شفیع کے حق مین ظاہر ہوگا یعنی اگر مشتری کے لئے بائع نے کچھ ثمن کم کردیا ہو تو شفیع بھی اوسیقدر کم کولیگا - لیکن اگر بائع نے مشتری کو بالکل معاف کردیا ہو یا مشتری نے کچھ زیادہ ثمن سے دیا ہو تو یہہ دونو شفیع کے لئے لازم نہون گے - اگر مشتری نے زمین کے عوض مین اسباب یا کوئی زمین دی ہو تو شفیع کو مشتری کے اسباب یا زمین کی قیمت دینی آویگی اور اگر اسباب مثلی چیزون مین سے ہوگا تو اوس جیسا دینا آویگا - اگر مشتری نے ثمن کے دینی کی کوئی مدت ٹھہرائی ہو تو شفیع کو اختیار نہ ہے چاہی اوسیوقت دام دیکر زمین لیلے خواہ صبر کرے یہان تک کہ مدت گذر جائے اور وعدہ پر ثمن دیکر لیوے - اگر ذمی نے شراب یا سور کے بدلہ مین زمین خریدی ہو تو شفیع بھی اگر ذمی ہو تو شراب اور سور دیکر اوسکو لیلے اور اگر شفیع مسلمان ہو تو اون دونو کی قیمت دیکر لیوے - اگر مشتری نے زمین مبیع مین عمارت بنالی ہو یا درخت لگائی ہون تو شفیع کو اگر وہ عمارت و درخت لینی منظور ہون تو ثمن زمین کے ساتھہ اونکی قیمت جسقدر لوگ دیوین مشتری کے حوالہ کرے ورنہ مشتری سے زور اونکو اوکھڑوا ڈالے اور ثمن دیکر زمین لیلے - اگر زمین شفیع مین عمارت و درخت شفیع نے قائم کئے پھر وہ زمین دوسری کی نکلی اور اوسنے لیلی تو شفیع بائع سے صرف زمین کا ثمن پھیر سکے عمارت و درخت کی دام اوس سے نہین پھیر سکتا - اگر زمین مبیع مین کوئی مکان یا درخت تہا کہ وہ مشتری کے قبضہ مین آکر گر گیا تو شفیع کو زمین کا کل ثمن دینا ہوگا اس نقصان کا اعتبار نہ کیا جاویگا - اگر مشتری زمین مبیع

کے مکان کو توڑ ڈالے تو شفیع صرف میدان کی قیمت دیکر زمین لیلے مگر مشتری کا رہیگا اوسکے دام نہ دی - اگر مشتری نے زمین اور اوسکی اندر کے درخت مع پہل مول لئی یا درختون پر پہل مشتری کے پاس آگر لگی تو شفیع زمین اور درخت مع پہلون کے لیگا اور اگر پہل پہلے سے لگی ہوئے تھی مشتری نے اونکو توڑ لیا تو شفیع ثمن مین سے اونکا دام کم کردے ٭

باب اون چیزون کے بیان مین جن مین شفعہ ہوتا ہے اور جنمین نہین ہوتا - شفعہ اوسی زمین مین متحقق ہوتا ہی جو مال کے بدلہ مین ملک مین آوے اور جس صورتمین کہ عوض مال نہو گا اوسمین شفعہ بہی نہو گا مثلا کوئی مکان مہر مین لیا جاوی تو اوسمین شفعہ نہو گا - اسباب منقول مین اور کشتی مین اور عمارت اور درخت مین جو بدون زمین کے فروخت ہون حق شفعہ نہین ہوتا - مکان جو مہر ٹھہرا دیا ہو یا اجرت کے عوض مین کسیکو دیا ہو یا عورت نے طلاق لینے کے عوض شوہر کو دیا ہو یا خون کے مقدمہ مین کسی مکان پر صلح ہوئی ہو یا غلام کے آزاد کرنیکے عوض مین کسی کی ملک مین آیا ہو یا کوئی مکان کسی نے دوسرے کو ہبہ کردیا ہو اور موہوب لہ سے اوسکا عوض کچھ نہ ٹھہرایا ہو تو ان صورتون مین حق شفعہ شفیع کو نہین پہنچتا - اگر مکان یا زمین اسطرح بیع ہوئی کہ بائع کو اوسکے پھیر لینے کا اختیار رہا تو جبتک بائع کو اختیار رہیگا تب تک اوسمین شفعہ ثابت نہو گا - اگر بیع فاسد سی کوئی زمین بکی تو جبتک اوس بیع کے فسخ کرنیکا حق مشتری کو رہیگا تب تک اوسمین شفعہ نہو گا ہان اگر مشتری اوس زمین مین مکان یا درخت تیار کرے اور حق فسخ جاتا رہی اوس صورتمین البتہ شفعہ ثابت ہو گا - اگر شرکت کی زمین شریکون نے باہم تقسیم کی تو اوسمین شفعہ نہو گا - اگر شفیع نے حق شفعہ مشتری کو دیدیا پھر زمین مبیع مشتری نے بسبب خیار رویت یا خیار شرط یا خیار عیب کے بائع کو حاکم کے حکم سی پھیر دی تو اب اسمین حق شفعہ ثابت نہو گا ہان اگر بدون حاکم کے حکم کے واپس

کی یا بائع و مشتری نے بیع کا اقالہ کر لیا ہو تو شفعہ ثابت ہوگا ۔

باب شفعہ کی باطل کرنیوالی چیزوں کے بیان میں - جاننا چاہئے کہ شفعہ کی طلب کے دو طور ہیں ایک طلب مواثبت کہ بغور سننے خبر بیع کے اوٹھہ کھڑا ہوا اور اپنی شفعہ کے طلب کرنی پر گواہ کر دی دوم طلب تقریر کہ بائع یا مشتری یا مبیع کے پاس جاکر گواہ طلب شفعہ کی کر دی پس ان دونو کے نکرنیسے شفعہ باطل ہوجاتا ہی یعنی اگر بیع کی خبر سنتی ہی شفعہ کی طلب کے گواہ نہ کئے نہ بائع یا مشتری یا مبیع کے پاس جاکر گواہ کئے تو پھر اگر شفعہ طلب کریگا تو دعوی سنا نجا ویگا - اگر شفیع مشتری سے کچھ لیکر شفعہ سے دست بردار ہو تو شفعہ باطل ہی اور شفیع پر اوس عوض کا مشتری کو پھیر دینا واجب ہی - شفیع اگر مرجاوی تو شفعہ باطل ہوگا مگر مشتری کے مرنیسے شفعہ باطل نہوگا اگر شفیع نے کسی زمین کی جہت سی دعوی شفعہ کیا اور منوز قاضی نے حکم شفعہ کے ملنی کا نہین کیا تہا کہ شفیع نے وہ زمین بیچڈالی تو اوسکا حق شفعہ باطل ہوجاویگا - اور شفعہ نہین ہے اوس شخص کو جو کسیکے لئے وکالۃً فروخت کرے یا خود اوسکے لئے فروخت ہو مثال اوّل مسئلہ کی صورت یہہ ہے کہ بائع نے ایک مکان کے فروخت کا زید کو وکیل کیا اور اوسنے مکان کو فروخت کیا مگر اوسکا شفیع بھی زید ہی تو اب زید کا شفعہ بیع کا وکیل ہونے سے جاتا رہا اور دوسری کی صورت یہہ ہے کہ مکان کا بائع زید کا مضارب ہی کہ اوسکے لئے مال فروخت کرتا ہی اگر مضارب مذکور مال مضاربت مین سے کسی مکان کو بیچیگا تو زید کو اوسمین شفعہ نہ پہنچیگا - اگر زید نے ایک مکان بیچا اور عمرو نے مشتری سے ضمانِ دَرک کیا یعنی یہہ کہا کہ اگر کسی کا نکلی گا تو مین ضامن ہون تو اس ضمانت سی عمرو کا شفعہ جاتا رہیگا - اور جو شخص کسیکے لئے وکالۃً خریدی یا خود اوسکے لئے خرید واقع ہو تو اوسکو شفعہ پہنچیگا یعنی خریدنیکا وکیل اگر شفعہ کا مدعی ہو یا مضارب کسی مکان کو مال مضاربت سی خریدی اور ربّ المال دعوی شفعہ کرے تو دعوی مسموع ہوگا - اگر شفیع نے لوگون سے سنا کہ مکان ہزار روپیہ کو

بکا تو اوسنی شفعہ طلب نہ کیا لیکن پہر معلوم ہوا کہ وہ کم کو بکا ہی یا گیہون خواہ جو کی عوض مین بکا ہی
جنکی قیمت ہزار یا زیادہ ہی تو اس صورتمین شفعہ کا دعوی کرسکتا ہی اور اگر یہہ معلوم ہوا کہ
اشرفیون کے عوض مین فروخت ہوا ہے جنکی قیمت ایکہزار ہے تو شفعہ نہ پہنچیگا - اگر
شفیع نے سُنا کہ مشتری زید ہے اور وہ شفعہ سے دست بردار ہوا پہر معلوم ہوا کہ
مشتری عمرو ہی تو اوسکو شفعہ پہنچ سکتا ہی - اگر کسی نے اپنی زمین اسطرح بیچی کہ جو جانب شفیع
کی طرف ملی تھی اور دہر سے ایک گز کم کرکے بیچدی یعنی شفیع کی طرف کی گز بہر زمین
فروخت نہ کی تو شفیع کو شفعہ نہ پہنچیگا اسلئے کہ شفعہ کی زمین زمین مبیع سے ملی ہوئی نہ ہی
اور یہہ امر شفعہ کے ساقط کرنیکا ایک حیلہ ہی - اگر مکان مین سے ایک حصہ مثلاً تہائی یا
چوتہائی کسی ثمن کے عوض مشتری نے خرید البعد اسکے باقی سہامون کو خرید لیا تو
ہمسایہ کا حق شفعہ صرف پہلے حصہ مین ہوگا باقی حصون مین نہوگا اسلئے کہ مشتری جب
اول خرید چکا تو صرف مشتری ہی نہین رہا بلکہ اوس مکان کا شریک ہوگیا اور شریک
ہمسایہ سے مقدم ہوتا ہے اور یہہ صورت بھی شفعہ کے ساقط کرنیکی تدبیر ہے کہ اول
ایک سہام کو بہت سی دام دیکر لیلیا بعد اوسکے باقی ثمن سے بقیہ سہامون کو خرید لیا
تاکہ ہمسایہ باقی سہامون کو تو اسوجہ سے نہ لے کہ مشتری بوجہ خریدار اول کے شریک ہوگیا
ہے اور اول سہام کو بسبب گرانی قیمت اور کارآمد نہونیکے نخریدی - اگر زمین کو ثمن
کے عوض خریدکر اوسکے بدلہ مین کپڑا بائع کو دی تو شفیع کو شفعہ وہی ثمن دینا ہوگا
نہ کپڑا - اور شفعہ کے ساقط کرنے اور زکوۃ کے نہ واجب ہونے کے لئے حیلہ کرنا مکروہ
ہین لیکن علما کے نزدیک مختار یہہ ہے کہ اگر حیلہ شفیع کے ضرر سے بچنے کی لئے ہو تو
اوسکا کچھ مضائقہ نہین جائز ہی اور اگر ایسا نہین تو مکروہ ہی باقی رہا زکوۃ کے ساقط
کرنیکی تدبیر تو وہ دینداری کے خلاف ہی چنانچہ دیندار پر یہہ امر مخفی نہین - اگر
باہم ایک ہو اور کئی مشتریون کے ہاتھہ اپنی زمین فروخت کرے تو شفیع کو اختیار ہی

حیلہائی ہسقاط شفعہ وحکم ان

کہ کچھ مشتریون کا حصہ لیلے اور بعض کا ترک کرے اور اگر چند بائع زمین مشترک کو ایک مشتری کے ہاتھ بیچین تو شفیع کو اختیار نہین کہ بعض کا حصہ لے اور بعض کا چھوڑ دے - اگر مشتری نے آدہا مکان بغیر تقسیم کیا ہوا لیا تو شفیع مشتری کا حصہ لے سکتا ہی جو بائع تقسیم کر دی - اگر مالک کوئی مکان بیچے اور غلام ماذون قرضدار اوسکو شفعہ مین لیلے تو درست ہی اسیطرح اسکا عکس بھی جائز ہے یعنی مالک کو بھی حق شفعہ غلام مدیون ماذون کے فروخت مین پہنچتا ہے - اگر کم سن لڑکے کا باپ یا وصی حق شفعہ سے دست بردار ہون تو درست ہی اور اگر وکیل شفعہ لینے کے لئے موکل کی طرف سے حق شفعہ سے درگذری تب بھی درست ہے ٭

کتاب القسمۃ اسمین مشترک چیز کے بانٹنے کا بیان ہے - جو حصہ سب چیزمین مین پھیلا ہوا ہی اوسکو ایک جاکر دینے کا نام قسمت ہی مثلاً نصف زمین کا حصہ جو متعین نہین کہ کونسا ہی قطعہ خاص مین اوسکو علحدہ اور معین کر دین تو یہہ قسمت ہوگی پر قسمت مین دو باتین ہوتی ہین ایک حصہ کا جدا کرنا دوسرے ایک حق سے دوسرے حق کا بدلجانا اسلئے کہ حصہ دونو شریکون کا ہر جزو مین مشترک چیز کے موجود ہی تو بانٹنے مین مبادلہ ضرور ہوگا اور مثلی چیزون یعنی کیل اور موزون وغیرہ کے بانٹنے مین جدا کرنیکو غلبہ ہے اسلئے ایک شریک اپنا حصہ دوسرے شریک کے غائب ہونیکی صورتمین مثلی چیزونمین سے لیسکتا ہی کیونکہ اپنے حق کے جدا کرنیمین حاجت دوسرے کے آنیکی نہین اور جو چیزین غیر مثلی ہین اونکی تقسیم مین مبادلہ کو غلبہ ہے اسی وجہ سے ایک شریک دوسرے کی غیبت مین اپنا حصہ نہین لیسکتا کیونکہ ایک مال کو دوسرے مال سے بدلنے مین دونو بدلنے والون کی حاجت ہوتی ہی - اگر مال ایک جنس کا ہی جسمین بہت لوگ شریک ہین اور کوئی شریک درخواست اوسکی تقسیم کی ایک شریک موجود سے کرے تو شریک مذکور پر تقسیم کرنیکے لئے جبر کیا جاویگا اور شریکون کا انتظار نہوگا لیکن اگر

مال مختلف جنسونکا مشترک ہوگا تو اوسمین زبردستی موجود شریک پر تقسیم کے لئے نہوگی اسلئے
کہ ایک جنس ہونیمین تو جدا کرنیکو غلبہ ہے پس حاکم حق جدا کرنے پر جبر کرسکتا ہے اور
مختلف جنسون مین مبادلہ کی صورت کو غلبہ ہے جسکے لئے جبر نہین کرسکتا مستحب ہے
کہ قاضی ایک بانٹنے والا مقرر کرے جو شرکا مین مال کو تقسیم کردیا کرے اور اوس سے
اپنی اجرت نہ لے بلکہ اوسکا روزینہ بیت المال مین سے ہو - اگر بیت المال مین گنجایش
نہو تو بانٹنے والیکو اجرت شرکا سے بحسب شمار شرکون کے ملنی چاہیئے یعنی اجرت
سہام پر موقوف نہو بلکہ شرکا کے شمار پر ہو مثلاً اگر ایک مال مین دو شخص شریک ہون
ایک تہائی کا اور دوسرا دو تہائی کا اور قاضی کا امین دونو مین اسکو تقسیم کرے
تو اوسکی اجرت دونو سے آدہون آدہ ہوگی تہائی اور دو تہائی نہوگی - بانٹنے والیکا
عادل اور امانت دار اور تقسیم کے علم سے واقف ہونا ضرور ہے - قسمت کرنے کو
ایک ہی شخص خاص نکرنا چاہیئے کہ اوسکے سوا دوسرا تقسیم نکرے[۱] - ایک اسباب کی
تقسیم مین چند قسمت کرنیوالے شریک نہونے پاوین - اگر وارث کسی زمین کو میراث
مین ملنی کا اقرار کرین اور تقسیم کے خواہان ہون تو وہ زمین تقسیم نکیجا وے جبتک کہ
وارث اپنی صورت کے مرنیکی اور وارثون کی شمار کی گواہ نہ گذارین - اور اگر چند شرکا
منقول چیز کی تقسیم کے خواستگار ہون یا یہہ کہین کہ یہہ زمین ہمنے خریدی ہے اسکی
تقسیم چاہتے ہین یا ملک کا دعوی کرین کہ ہماری ملک مین ہی سبب ذکر نکرین کہ
کس وجہ سے ملک مین آئی تو ان صورتونمین تقسیم کردینا درست ہی - اور اگر دو
شریک دعوی کرین کہ یہہ زمین ہماری تصرف مین ہے اسکو تقسیم کردو تو تقسیم
نکیجاوے جبتک کہ دونو اپنی ملکیت کے گواہ پیش نکرین - اگر دو وارثون نے
گواہ گذارے کہ ہمارا مورث مرگیا اور اوسکے وارث اتنے ہی ہین جتنے ہم کہتے ہین
اور یہ مکان مورثی اونکے قبضہ مین ہے اور اونکے ساتھہ ایک وارث ہی جو اسمین

[۱] بعضون کی صورت کو تقسیم کا قبول کرنا

موجود نہین یا صغیر ہے اور درخواست تقسیم کی کرین تو قاضی اوس مکان کو تقسیم کرے
اور غائب کی طرف سے وکیل خواہ بچہ کی طرف سے وصی مقرر کردی کہ وہ اپنی مکمل
خواہ بچہ کا حصہ اپنے قبضہ مین رکھے - اور اگر جو لوگ باہم تقسیم مکان چاہتے ہین وہ
سب خریدار ہون اور ایک مشتری اونمین سے غائب ہو یا مکان مشترک صورت سابقہ
مین غائب وارث کے قبضہ مین ہو یا قاضی کے سامنے وارثون مین سے ایک ہی ہو اور
باقی غائب ہون تو ان سب صورتون مین مکان تقسیم نہ کیا جاویگا - اگر مال مشترک کی تقسیم
کا ایک شخص خواستگار ہو اور تقسیم سے ہر شریک اپنے حصہ سے نفع لے سکتا ہی تو تقسیم
کردیا جاویگا اور اگر سب کا نقصان متصور ہی تو قسمت نکیا جاویگا جبتک کہ سب راضی
نہون اور اگر بعضون کا فائدہ ہوتا ہو اور بعضون کو تھوڑا حصہ ملنے کی جہت سے نقصان
ہوتا ہو تو اس صورتمین اگر بڑا حصہ دار خواستگار تقسیم ہوگا تو تقسیم کردیا جاویگا چھوٹے
حصہ والے کی درخواست سے تقسیم نہوگا - اگر اسباب ایک جنس کا ہو تو شرکا مین تقسیم
کردیا جاوی گو سب راضی ہون یا نہون - اور اگر مال مشترک دو جنسین ہون خواہ
جواہر یا غلام یا حمام یا کنوان یا چکی ہو تو انکو قاضی بدون سب شرکا کی مرضی کے تقسیم
نہ کرے - اگر مال مشترک کئی حویلیان ہون یا ایک مکان اور زمین زراعت ہو یا مکان اور
دوکان ہو تو ہر ایک چیز کی تقسیم جدا جدا ہوگی کیونکہ ہر ایک چیز مین سب شریک مشترک
ہین تقسیم کرنیوالے کو چاہئے کہ جس مکان یا زمین کو تقسیم کرے اوسکا نقشہ کھینچے اور
حصے برابر درست لگادی اور گز سے پیمایش کرے اور بلہ کے دام لگادی اور ہر ایک
شریک کا حصہ مع راہ آمدورفت اور پانی کے حق کے جدا کرے اور اون حصون پر نشان
اول اور دوم اور سوم لکھدے پھر شریکون کے نام لکھکر قرعہ ڈالدے جسکا نام
پہلے نکلے اسکو پہلا حصہ دی جسکا دوسری بار نکلے اوسکو دوسرا اور علی ہذا القیاس
اور روپیون کو بدون رضامندی شرکا کے قسمت مین داخل نکرے اسلئے کہ روپیہ

مین کسی کے تقسیم کروینے کی حاجت نہین اونھین گن لینا کافی ہوتا ہے۔ اگر مکان یا زمین
کی تقسیم ہوئی اور ایک شریک کے پانی لینے کا راہ یا آمد و رفت کا راستہ دوسرے کی ملک
مین رہا اور تقسیم کے وقت اسطرح نہین ٹھہر چکا تھا تو اگر ہو سکے تو اوسکا راہ اوسیکی
ملک مین کو کر دیا جاویگا اور اگر نہو سکے تو یہہ تقسیم توڑ دیجاویگی اور از سر نو تقسیم ہو
کہ اوسمین یہہ خلجان نہ پڑے۔ اگر مال مشترک ایک مکان ہو جسکی اوپر بالاخانہ ہو اور
ایک مکان بدون بالاخانہ کے ہو اور ایک مکان صرف بالاخانہ ہی ہو تو انکی تقسیم اسطرح
ہوگی کہ ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ قیمت لگا کر قیمت کے اعتبار سے تقسیم کر دی جاویگی
۔ اگر شرکا مین سے کوئی کہے کہ مین نے اپنا حق نہین پایا اور دوسری شریک گواہی
حق دینے کی دیوین تو شرکا کی گواہی اسباب مین مقبول ہوگی۔ اگر اول شرکا نے اقرار
کیا کہ ہم سب اپنا اپنا حصہ پا چکے اور پھر ایک نے دعوی کیا کہ میرا اسیقدر حصہ فلان
شریک کے قبضہ مین ہے تو بدون گواہی کے اوسکا قول معتبر ہوگا اور اگر دوسرے
شریک سے کہے کہ مین اپنا حق سارا پا چکا تھا مگر بعد کو تو نے کچھ دبا لیا تو مدعا علیہ
یعنی دوسری شریک کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا اور اگر مدعی نے اپنی حصہ کے
بہرپانیکا اقرار نکیا ہو اور دعوے کرے کہ فلان جانتک میرا حصہ ہے مدعا علیہ نے مجھے نہین
دیا اور مدعا علیہ نے اوسکو جھوٹا بتایا تو دونو کو قسم کھانی پڑیگی اور قسم کے بعد
قسمت توڑ دیجاویگی۔ اگر حاکم کو تقسیم مین بہت سا غبن معلوم ہو تو تقسیم کو توڑ دی
۔ اگر شرکا مین مکان تقسیم ہو گیا اور ایک شریک کے حصہ مین سے کچھ سہام کا حقدار
کوئی اور نکلا جسنے اپنا حق اوس شریک سے لیلیا تو یہہ شریک دوسری شریکون سے
بقدر حقدار کے حصے کے دلا پاویگا اور تقسیم کو فسخ نکرین گے۔ اگر دو شریک ایک
مکان یا دو مکانو نمین رہنے کی باری مقرر کرلین یا ایک غلام خواہ دو غلامون
سے خدمت لینے کی نوبت مقرر کرلین یا ایک احاطہ یا دو احاطہ کی پیداوار کی باری

ٹھہرانین مثلاً یون ٹھہرانین کہ اس گھر مین ایک مہینا ایک رہے اور ایک مہینا دوسرا یا ایک
مہینے کا کرایہ ایک لے ایک کا دوسرا یا غلام سے ایک مہینا ایک کام لے اور ایک مہینا
دوسرا تو درست ہی - اگر ایک غلام کی یا دو غلامونکی اجرت مین یا ایک خچر یا دو خچرون کے
کرایہ مین یا اونکی سواری مین یا کسی درخت کے پھل مین یا بکری کے دودہ مین باری
ٹھہرادین تو درست نہین ٭

کتاب المزارعہ اسمین زراعت کا بیان ہے - زراعت اوس معاملہ کو کہتے
ہین کہ زمین کی پیداوار مین سے کسیقدر کے عوض مین اوسکو کاشت کرایا جاوے
اس معاملہ کی درستی کے لئے اتنی شرطین ہین اول زمین کا قابل زراعت ہونا دوم
زمیندار و کسان کا عاقل و بالغ ہونا سوم مدت زراعت کا بیان کر دینا چہارم بیج کے
مالک کا بیان کر دینا کہ زمیندار کا ہوگا یا کسان کا پنجم اوسکی جنس بیان کر دی کہ گیہون
ہون گے یا جو ششم کسان کے حصہ کا ذکر ہوجانا کہ کل پیداوار مین سے کسقدر ہوگا ہفتم
زمین کو خالی کر کے کسان کے حوالہ کرنا ہشتم زمین کی پیداوار مین مالک اور کسان کا
شریک رہنا نہم زمین اور تخم ایک شخص کا ہونا اور بیل اور محنت وغیرہ امور دوسرے کے
ہونے یا ایک کی فقط زمین ہو اور باقی چیزین دوسرے کے متعلق ہون ان شرطون سے
اگر کاشت کرائی جاویگی تو درست ہوگی - اگر زمین اور بیل ایک کے ہون اور بیج اور
محنت دوسرے کی یا بیج ایک کا ہو اور باقی لوازم دوسرے کے یا بیج اور بیل ایک کے
ہون اور باقی دوسرے کی یا زمین کی پیداوار مین سے ایک کیلئے چند پیمانے معین کر دئے سب کو مشترک نہ رکھا
یا یون ٹھہرایا کہ جو کچھ پانی کی نالیون اور گولون کے ذریعہ اوگے وہ ایک کا اور باقی دوسرے کا یا یہ کہ
بیج والا صرف اپنا بیج لیلے باقی دونو کی ساجھی مین رہے یا خراج یعنی حق حاکم پیداوار مین سے بہادیکر باقی
مشترک رہے تو ان سب صورتون مین مزارعت فاسد ہوجاویگی ہان اگر خراج معین پیمانے نہوگی بلکہ پیداوار
کا کوئی حصہ غیر معین مثلاً تہائی یا چوتھائی ہوگا تو مزارعت درست ہوگی پچھلی صورتین - مزارعت فاسد

باب المزارعہ

مین پیداوار سب بیج والی کی ہوگی اور دوسرے کو جسقدر اوسنے کام کیا ہوگا اوسکی مزدوری معمول کے موافق ملیگی اور یہہ صورت اوسوقت ہی کہ زمین دوسرے کی نہو اور اگر زمین بھی اوسیکی ہو تو زمین کا کرایہ بھی ملیگا مگر یہہ مزدوری اور کرایہ اوسقدر سے زیادہ نہدیا جائیگا جو آپسمین دونو کے ٹھہر چکا تہا - اور اگر مزارعت شرائط کے ساتھہ درست ہو تو پیداوار اوسیطرح پر تقسیم ہوگی جو اونہون نے آپسمین شرط کرلی ہو اور اگر زمین مین کچہہ پیدا نہو تو محنت کرنیوالیکو کچہہ نہ ملیگا - بعد معاملہ زراعت کے اگر دونومین سے کوئی شرط کے بموجب کام کرنیسے انکار کرے تو اوسسے بزور کام لیا جاویگا لیکن اگر بیج والا انکار کرے تو اوسپر زبردستی نکیجا وے - اگر دونو عقد کرنیوالون مین سے کوئی مرجاوی تو مزارعت باطل ہوجاویگی - اگر مدت جو زراعت کی لئے معین کی تھی گذر جاوی اور کہیتی پکی نہو تو کسان کو زمین کی اجرت اوس جگہہ کے معمول کے موافق دینی ہوگی جبتک کہ کہیتی تیار ہو یعنی زائد دنون کا کرایہ مثل اوسکی ذمہ ہوگا - کہیتی مین جو خرچ پڑے مثلاً کاٹنے اور اوٹھانے اور دائین چلانے اور سیلانے مین وہ دونو کے ذمہ حقوق کے موافق پڑیگا اور اگر شرط کرلین کہ سب خرچ کسان کے ذمہ رہے تو عقد فاسد ہوجاویگا ٭

کتاب المساقاۃ اسمین درختون کو پانی دینے کے معاملہ کرنیکا بیان ہے -

کتاب المساقاۃ
اسمین درختون کو پانی دینے کے معاملہ کرنیکا بیان ہے

مساقات اوس عقد کو کہتے ہین کہ اپنے درخت کسی شخص کو پرورش کے لئے یہہ ٹھہراکر دے کہ انمین جو پہل لگے وہ ہم دونو مین مشترک ہوگا اس عقد کا حال سب باتونمین مثل مزارعت کے ہی - میوہ کے درختون اور انگورون اور ترکاریون مین اور نیگون کی جڑ ونمین یہہ معاملہ کرنا درست ہی - اگر پہل لگے درخت پرورش کردئے اور پہل ایسی ہون کہ پانی دینے اور محنت کرنیسے بڑہتی ہون تو درست ہی اور اگر اونکا بڑہنا پورا ہوچکا ہو تو مساقات درست نہوگی جیسے مزارعت کہ کہیتی تیار ہونیکے بعد درست نہین ہوتی - اور عقد مساقات جب فاسد ہوجاوے تو پہل سب درخت والیکے ہون گے اور کام کرنیوالیکو

معمولی مزدوری ملیگی - یہہ عقد دونو عقد والون مین سے ایک کے مرجانیسے باطل ہوجاتی ہی
اور عذر کے سبب سے فسخ ہوجاتی ہے جیسے مزارعت عذر کے سبب ٹوٹجاتی ہی اور عذر یہہ
ہے کہ مثلاً کارکن چور ہو یا بیمار ہو کہ کام نکر سکے ٭

کتاب الذبائح

اسمین ذبح کئے ہوئے جانورون کا بیان ہے - ذبائح جمع ذبیحہ کی
ہی اور ذبیحہ اوس جانور کو کہتے ہین جو ذبح کیا جاوی اور ذبح گلے کی رگین کاٹنی کو کہتے
ہین - مسلمان اور اہل کتاب یعنی یہودی اور نصرانی کا اور لڑکے اور عورت اور گونگے
اور بے ختنہ شخص کا ذبیحہ یعنی حلال کیا ہوا جانور حلال ہے - اور آتش پرست اور بت پرست
اور مرتد اور احرام باندہی ہوئی شخص کا اور ذبح کیوقت جانکر بسم اللہ کے چھوڑنیوالی کا ذبیحہ
درست نہین لیکن اگر بھولکر بسم اللہ نہ کہے تو اوسکا ذبیحہ حلال ہے اور امام شافعی رح کے نزدیک
اگر جانکر بھی بسم اللہ نکہے تو اوسکا ذبیحہ حلال ہے اور دلیل امام اعظم رح کی قول اللہ
تعالیٰ کا ہے وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ یعنی مت کہاؤ اون جانورون
مین سے کہ جنکی ذبح کیوقت خدا کا نام ذکر کیا گیا ہو اور اگر بھولکر بسم اللہ چھوڑ دی ہو تو حلال
ہوگا اسلئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ رُفِعَ عَنْ اُمَّتِیَ الْخَطَاءُ
وَالنِّسْیَانُ یعنی میری امت سے بھول چوک معاف ہی - اور ذبح کیوقت خدا تعالیٰ کے نام
ساتھہ اور کسیکا نام لینا یا یون کہنا کہ الٰہی اسکو فلانی کیطرف سے قبول کر ذبیحہ کو مکروہ کردیتا ہے
اور یہہ الفاظ اگر بسم اللہ سے اور جانور کے لٹانے سے پیشتر کہیگا تو مکروہ نہین - اور ذبح کا
مقام گلے کے اور سینہ کے اوپر کی ہڈی کے بیچمین ہے اور ذبح مین نرخرا یعنی سانس کی رگ
اور کھانے پینے کی رگ اور دو شہ رگین اوسکے آس پاس کی کاٹنی چاہئین اور ان چارون
مین سے اگر تین بھی کٹ جاوین گی تو کافی ہوگا اگر چہ ناخن سے یا دانت سے کہ بدنمین نہ لگے
ہون علیحدہ ہون یا سینگ سے یا ہڈی سے یا نرکل کے پوست یا تیز پتھر سے یا ایسی چیز سے
جو خون جاری کردی ذبح کیا ہو لیکن اگر دانت اور ناخن بدنمین لگے ہون تو وہ ذبح

درست ہوگا - ذبح کے واسطے چھری کا تیز کرلینا مستحب ہی - ذبح مین اتنا کاٹنا کہ گلے کی ہڈی کے گوہی تک چھری پہنچ جاوی یا سر علیحدہ ہوجاوے مکروہ ہی اور گدی کیطرف سے بھی ذبح کرنا مکروہ ہی - اور جو شکار وحشی کہ ہل گیا ہو اوسکو ذبح کرنا چاہئی اور جو چوپایہ بلا وحشی ہوکر بھاگ جاوی یا کنوئین مین گر پڑی اور اوسکا ذبح کرنا ممکن نہو تو اوسکو زخم لگا دینا چاہئی کہ پھر ذبح کی حاجت نہوگی - اونٹ کے لئے نحر مسنون ہی یعنی اوسکے سینہ کے اوپر اور گردن کے نیچے نیزہ مارین اور گاہی بکری کا ذبح کرنا مسنون ہے اور اوسکا اونٹ کا سا گاہی بکری کو نحر کرین اور اونٹ کو ذبح یعنی مکروہ ہی ایسا نکرنا چاہئی اور اگر ایسا کرین تو جانور حلال ہوجاویگا - ماکی ذبح ہونیسے اوسکے پیٹ کا بچہ ذبح نہین ہوتا یعنی اگر کسی گاہی بکری کو ذبح کیا اور اسکے پیٹ کے اندر سے مرا ہوا بچہ نکلا تو وہ ذبیحہ مین داخل نہوگا مردار ہوگا اور اگر زندہ بچہ نکلا تو اوسکو ذبح کرنا چاہئی ورنہ حرام ہوگا اور امام شافعی رح کے نزدیک ماکے ذبح سے بچہ بھی ذبح ہوجاتا ہی اور اوسکا کھانا حلال ہے چنانچہ بعضی حدیثون سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہی اور دلیل امام اعظم رح کی یہہ ہی کہ اللہ تعالی نے مُنخنقہ کو حرام فرمایا ہی یعنی اوس جانور کو جو سانس رک کر مرجاوی اور یہہ بچہ بھی ایسا ہی ہے کہ سانس رکنے سے مرجاتا ہی یا اسمین شبہہ ہے کہ ماکے ذبح سے مرجاتا ہی یا سانس رکنے سے اور جس چیز مین شبہہ حلال اور حرام ہونیکا ہوتا ہی اوسمین حرام ہونیکی طرف کو غلبہ ہوتا ہی اسلئے حرام ہے

فصل اون جانورون کے بیان مین جنکا کھانا درست ہی اور جنکا نا درست —

درندونمین سے کچلیون والے جانور یعنی تیز دانت کی اور پرندونمین سے جو پنجہ سے شکار کرین حرام ہین - جو کوا کھیتی کھاتا ہی اور ناپاکی نہین کھاتا حلال ہی مگر جو کوا ابلق کہ مردار کھاتا ہی حرام ہی اور مراد ابلق سے یہی دیسی کوا ہی کہ اوسکی گردن کا رنگ بہ نسبت پرون کے سفید ہوتا ہی اوسکا کھانا حرام ہی - گفتار اور گوہ اور بجو اور کچھوا اور زمین مین رہنے والے جانور جیسے چوہا اور سانپ اور بچھو اور بستی کا گدھا اور خچر اور گھوڑا

حلال نہین اور بسبی کا گدھا اسلئے کہا کہ وحشی گدھا یعنی گورخر حلال ہے اور خرگوش حلال ہے
جس جانور کا کھانا درست نہین ذبح کرنیسے اوسکا گوشت اور پوست پاک ہوجاتا ہی اگرچہ
کھانا حرام ہے لیکن آدمی اور سور کو اگر ذبح بھی کرین چمڑا اور گوشت پاک نہوگا۔ پانی
کے جانورون مین سے مچھلی کی سوا اور کوئی حلال نہین اور اوسمین بھی یہہ شرط ہی کہ خود
مرکر پانی پر نہ تیر آئی ہو کہ اوسکا کھانا حرام ہی اور مچھلی بدون ذبح کے حلال ہی جیسی
ٹیڑی بے ذبح کئی ہوئے حلال ہے اور امام شافعی اور امام مالک رح کے نزدیک سب جانور
دریا کی پیدایش کے حلال ہین اور دلیل امام اعظم رح کی اللہ تعالی کا ارشاد ہی وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ
الْخَبَائِثَ یعنی حرام کرتا ہی اونپر خبیث چیزین اور مچھلی کے سوا دریائی جانور لطیف طبعون کے
نزدیک سب خبیث ہین اور یہہ جو اللہ تعالی نے فرمایا ہے وَاُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ یعنی تمکو
دریا کا شکار حلال ہی اس سے مراد مچھلی ہی ہی کہ عرف مین اسکی سوا اور چیز کا شکار نہین کرتے اور
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جس دوا مین مینڈک ہو اوسکی کھانیسے منع فرمایا اور کیکڑے کی بیع سے
منع فرمایا۔ اگر ذبح کرنیوالیکو بکری خواہ دوسری جانور کی موت حیات کا حال نہ معلوم ہو اور
ذبح کرنے سے وہ حرکت کرے یا خون نکلے تو وہ حلال ہے اور اگر ان دونون مین سے کچھ نہو تو
حرام ہی اور اگر اوسکو ذبح کے وقت اوسکا جینا معلوم ہو تو حلال ہی اگرچہ حرکت نکرے
اور خون نہ نکلے ۔

کتاب الاضحیۃ اسمین قربانی کا بیان ہے۔ قربانی کرنا اوس مسلمان پر واجب ہے جو آزاد
اور مقیم اور تونگر ہو قربانی اپنی طرف سے چاہیے مالدار لڑکے کی طرف سے اوسپر واجب نہین
اور قربانی کم سے کم ایک بکری کی یا سات ان حصہ بدنہ کا یعنی گائی اور اونٹ کا ہی عید اضحی
کی صبح سے لیکر بارہوین تاریخ کی شام تک اوسکا وقت ہے۔ شہر کا رہنی والا نماز عید سے
پہلے قربانی ذبح نکرے گانوالے کو اختیار ہی کہ نماز سے پہلے قربانی کردے۔ قربانی کا
جانور اگر بے سینگ کا ہو یا خصی ہوا دیوانہ اوسکی قربانی درست ہی لیکن اندھا یا کانا اور

قربانی کے جانور کے بیان مین

اتنا دبلا کہ ہڈیونمین گودنہو اور لنگڑا اور کان اور دم اور آنکھ اور چکدی مین سے زیادہ حصہ کٹا ہو درست نہین - اونٹ کی اور گای کی اور بھیڑ بکری ہی کی قربانی درست ہی نر ہون یا مادہ اونٹ کی عمر پانچ برس سے کم نہو اور گای کی دو برس سے کم نہو اور بکری سال بھر سی کم نہو اور بھیڑ مین سے وہ بھی درست ہی جسکی عمر چھ مہینے سے زیادہ ہو بشرطیکہ بڑی بھیڑون مین ملجاوی یعنی بچہ نہ معلوم ہوتی ہو - اگر سات شریکون نے ایک گای یا اونٹ کی قربانی کرنی چاہی اور ایک اون مین سے مرگیا اور اوسکے وارثون نے کہا کہ اسکو میت کی طرف سی اور اپنی طرف سی ذبح کرلو تو یہہ قربانی کرنی درست ہے - اگرچہ آدمی قربانی کرنی چاہتی ہین اور ساتوان شریک نصرانی یا مرتد ہی یا مسلمان ہے کہ اوسکی نیت قربانی کرنیکی نہین بلکہ گوشت کا شریک ہی تو یہہ قربانی کسی کی طرف سے درست نہوگی - قربانیکی گوشت مین سے آپ کھانا اور مفلس اور توانگر کو کھلانا اور رکھہ چھوڑنا درست ہی اور مستحب ہے کہ مفلسونکو تہائی سی کم خیرات نکرے - قربانیکی چمڑیکو خیرات کردینا چاہیئے یا اوسکا کوئی تہیلا یا چلنی بنالے کہ لوگون کے کام آوی - اگر ذبح کرنا جانتا ہو تو مستحب یہہ ہی کہ اپنے ہاتھہ سے ذبح کرے - یہودی اور نصرانی سے ذبح کرانا مکروہ ہی - اگر دو شخص غلطی سے ایک دوسریکی قربانی کو ذبح کردین تو دونو کی طرف سی قربانی ہوگئی اور کسیکو دونو مین سے دوسرے کے جانور کی قیمت دینی نہ پڑیگی *

کتاب الکراہیۃ

کتاب الکراہیۃ اسمین ممنوع چیزونکا بیان ہے - مکروہ چیز حرام کے قریب ہے اور امام محمد صاحب نے تصریح فرمائی ہے کہ ہر مکروہ حرام ہے *

فصل کھانے پینے کی چیزون کے بیان مین - مکروہ ہی گدہی کا دودہ پینا اور سونے اور چاندی کے برتن مین کھانا اور پینا اور تیل اور خوشبو لگانا مردون عورتون سب کو مگر رانگ اور کانچ اور بلور اور عقیق کے برتن مین کھانا پینا وغیرہ مکروہ نہین - جس برتن پر چاندی لگی ہو یا زین پر یا کرسی پر چاندی کا کام ہو اوسکا استعمال حلال ہے مگر اسطرح

استعمال کرے کہ چاندی کی جگہ بچی رہی مثلاً برتن کے کنارہ پر نہو کہ منہ اوسپر لگے یا زین اور کرسی پر بیٹھنے کی جگہ خالی ہو۔ اور کافر کا قول حلال اور حرام مومنین مقبول ہوگا مثلاً کسی مسلمان کا خادم آتش پرست ہو اور وہ گوشت لاوے اور کہے کہ یہہ مسلمان کا ذبح کیا ہوا ہی تو اوس مسلمان کو اوسکا کھانا درست ہوگا۔ غلام اور لڑکے کا قول ہدیہ اور اذن کے باب مین مقبول ہے مثلاً غلام یا لڑکا کہے کہ یہہ کھانا تمکو ہدیہ بھیجا ہی یا کسی شخص سے کہے کہ تمکو صاحب خانہ اندر بلاتا ہی تو اوسکا کہا مان لیا جاویگا۔ بدکار شخص کا قول معاملات مین مقبول ہے اور دین کی باتونمین معتبر نہین مثلاً اگر مضاربت اور وکالت اور قاصدی اور تجارت مین بدکار کچھہ کہیگا تو مان لینگے اور اگر پاکی نجاست وغیرہ امور دینی مین کچھہ کہیگا تو نمانین گے۔ اور جس شخص کی کوئی ضیافت ولیمہ مین کرے اور وہان راگ رنگ ہو تو یہہ شخص بیٹھکر کھانا کھالے۔ **مترجم** کہتا ہی کہ اس مسئلہ کی تفصیل یہہ ہی کہ اگر شخص مذکور اون لوگونمین سے ہو جنکی افعال کی سند لوگ پکڑتے ہون اور وہ راگ رنگ کو منع بھی کرسکتا ہو تو وہ بکھیڑا موقوف کرادے اور کھانا کھاوی اور اگر منع نہین کرسکتا تو شریک دعوت نہو چلا آوے اور اگر عامی شخص ہے تو اوسکا حکم وہی ہی جو کتاب مین ہی اور یہہ سب اوسوقت ہی کہ پہلے علم نہو اور اگر پہلے سے معلوم ہو کہ وہان بدعت ہی تو جانا ہی نچاہئے

فصل **فصل بہ پہننے کے احکام کے بیانمین** — مردونکو ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے یعنی جسکا تانا بانا دونو ریشم ہون مردونکو حرام ہی عورتون کو حرام نہین اور ریشمی کپڑے کی گوٹ مقدار چار اونگل کے مردونکو بھی حلال ہے۔ ریشمی کپڑے کا تکیہ یا بچھونا مردونکو درست ہے۔ جس کپڑے کا تانا ریشم کا ہو اور بانا روئی یا اون کا اوس کا پہننا مرد کو حلال ہے اور جسکا تانا سوت یا اون کا ہو اور بانا ریشم کا اوسکا پہننا مردونکو صرف لڑائی مین حلال ہی۔ مرد سونے چاندی کا زیور نہ پہنے کہ حرام ہی ہان اگر چاندی کی انگوٹھی اور پیٹی اور تلوار کا ساز ہو تو مضایقہ نہین۔ اور سوار پادشاہ اور قاضی کے اور لوگون کے حق مین

افضل یہہ ہی کہ انگوٹھی نہ پہنین - اور پیتل اور لوہی اور پیتل اور سونی کی انگوٹھی پہننی حرام ہے انگینہ کے سوراخ مین سونیکی کیل لگانی اور دانتون کو چاندی کے تارون سی باندہنا درست ہی سونے کے تارون سی درست نہین - لڑکونکو سونا اور ریشمی کپڑا پہنانا مکروہ ہے - وضو کا پانی خشک کرنیکو رومال رکہنا یا ناک صاف کرنیکو کپڑا رکہنا یا بات کی یا دکہنی کو اونگلیین ڈالکا باندہنا مکروہ نہین *

فصل

فصل دیکہنے اور ہاتھ لگانیکے بیان مین - آزاد عورت جو اجنبی ہو مرد کو اوسکی چہرہ اور ہتیلیون کے سوا اور کچہہ دیکہنا درست نہین اور جس مرد کو دیکہی سی شہوت ہوتی ہو اوسکو چہرہ کا دیکہنا بہی نچاہئی مگر حاکم اور گواہ اور نکاح کا پیام دینی والا یعنی جو اوس عورت سی نکاح کرنا چاہتا ہو وہ اگر چہرہ دیکہی تو مضایقہ نہین اور طبیب کو بیماری کی جگہہ کا دیکہنا درست ہے - مرد کا تمام بدن سوا ابرہنگی یعنی ناف سی زانوتک کو مرد کو دیکہنا جائز ہی اور عورت کا دیکہنا مرد اور عورت کو بہی ایسا ہی ہی یعنی عورت دوسری عورت یا مرد کے تمام بدنکو سوا ابرہنگی کے دیکہہ سکتی ہے - مرد اپنی بی بی اور لونڈی کے مکان مخصوص کو دیکہہ سکتا ہے اور محرم عورت کے چہرہ اور سر اور سینہ اور پنڈلیون اور بازوون کو دیکہہ سکتا ہی مگر پیٹہہ اور پیٹ اور رانون کو دیکہنا درست نہین - جن اعضا کو دیکہنا جائز ہی اونکو ہاتہہ لگانا بہی درست ہی - غیر کی لونڈی مثل محرم عورت کے ہے یعنی اوسکے سر اور بازو وغیرہ کا دیکہنا درست ہی اور اگر اوسکے خریدنیکا ارادہ ہو تو جن اعضا کو دیکہنا درست ہی اونکو ہاتہہ بہی لگا وی گو شہوت ہو - جب لونڈی بالغ ہو جاوی تو اوسکو صرف ایک تہہ بند ہا کر مردون کے سامنی نہ آنے دین بلکہ اوپر کوئی کپڑا ضرور ہونا چاہئی - اور خصی اور آلت کٹا ہوا اور ہیجڑا مردون مین شمار مین یعنی دیکہنی اور ہاتہہ لگانیمین جو مردونکو جائز ہی وہی انکو بہی درست ہی - عورت کا غلام مثل اجنبی مرد کے ہی یعنی عورت کو اوسسی بہی پردہ ضرور ہی - مرد کو اپنی لونڈی سے بدون اجازت اور بی بی سے اوسکی

اجازت کے ساتھہ عزل درست ہی یعنی صحبت کے وقت انزال باہر کرنا لونڈی سی بلا اجازت اور بی بی سے با اجازت درست ہے ٭

فصل

فصل عورت کے رحم کو صاف کر لینے کے بیان مین - جس شخص کی ملک مین کوئی لونڈی آوے تو اوسکو اوسکی ساتھہ صحبت کرنا اور ہاتھہ لگانا اور اوسکی شرمگاہ کو شہوت سی دیکھنا درست نہین جبتک کہ اوسکو ایک حیض نہ آچکے - ایک شخص کے پاس دو بہنین اوسکی لونڈیان ہین اور اوسنے دونو کا بوسہ شہوت سی لے لیا تو اب اوسکو اونمین سی کسیکے ساتھہ صحبت کرنی یا لوازم صحبت کرنے مثلاً مساس یا گلے چپٹانا حرام ہی جبتک کہ ایک کی شرمگاہ کو اپنے اوپر حرام نکر دی یعنی جبتک ایک کو اپنی ملکیت سی باہر نہ کر دی مثلاً دوسرے کے ہاتھہ بیچدی یا ہبہ کر دی یا کسیکے ساتھہ اوسکا نکاح کر دی یا آزاد کر دی تب تک دوسری سی صحبت نکری - مرد کو مرد کا بوسہ لینا اور معانقہ کرنا ایک تہمد باندہی ہوئی مکروہ ہی اور اگر تہمد پر کرتہ بھی پہنے ہو تو درست ہے جیسے ہاتھہ ملانا جائز ہے ٭

فصل

فصل بیع کے مکروہات کے بیان مین - آدمی کے پاخانہ کا بیچنا مکروہ ہی مگر گوبر اور لید کی بیع مکروہ نہین - اگر بکر نے عمرو سی کہا کہ یہ لونڈی زید کی ہی اور اوسنے اوسکے بیچنے کے لئے مجھے وکیل کیا ہی تو عمرو کو اوسکا خریدنا جائز ہی گو اوسنکی گواہی پر خرید کو موقوف نہ کرے کہ وکالت ثابت ہو تو خریدون - اگر زید کا قرضہ عمرو کے ذمہ ہی اور دونو مسلمان ہین اور عمرو نے شراب بیچکر وہ قرضہ ادا کیا تو زید کو شراب کا دام قرضہ مین لینا مکروہ ہے اور اگر عمرو کافر ہے تو شراب بیچکر اگر قرضہ ادا کرے تو زید کو وہ دام لینی مکروہ نہین - آدمی کی غذا مثل گیہون وغیرہ کے اور جانورون کی غذا مثل بھس وغیرہ کے گرانی کی نیت سی ایسی شہر مین بند کر رکھنا مکروہ ہی جہان بند کر رکھنے سے لوگون کو تکلیف ہو لیکن اپنی زمین کا غلہ بند کر رکھنا یا دوسری شہر سے تجارت کے لئے لاکر روک رکھنا مکروہ نہین - حاکم اپنی طرف سی نرخ مقرر نہ کرے مگر جس صورت مین کہ غلہ فروش نہایت گران کر دین

اوسوقت نرخ مقرر کرنا درست ہے - شراب بنانے والیکی ہاتھ شیرہ بیچنا جائز ہے اور نواح شہر مین گھر کا کرایہ دینا کہ کرایہ دار اوسمین آگ کو پوجے یا یہودی خوانصرانی اوسکو اپنی عبادتگاہ مقرر کرین یا اوسمین شراب بیچا کرے درست ہے اور نواح شہر کی قید اسلئے ہے کہ خاص شہر کے اندر یہہ امور ہونے بادشاہ کی طرف سے ممنوع ہونی چاہئین اسلئے یہہ باتین شہر کے باہر ہی ہونگی تو انکے لئے وہان مکان کرایہ دینا جائز ہے - ذمی کی مزدوری کرنی شراب اوٹھانیکے لئے جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک مکروہ ہے - شہر مکہ کے مکانون کی عمارت اور زمین کا بیچنا اور قرآن مجید مین دس آیتون پر نشان عیب یا تے کا کرنا اور اوسکے حروف پر نقطے اور اعراب لگانے اور سونے چاندی سے اوسکو مزین کرنا اور ذمی کا مسجد کے اندر آنا اور ذمی کی بیمار پرسی کرنی اور چوپایون کو بدھیا کرنا اور گدھونکو گھوڑیون پر خچر کی نسل کے لئے ڈالنا اور ماذون غلام تاجر کا ہدیہ قبول کرنا اور اوسکی ضیافت ماننی اور اوس سے سواری کا جانور مانگا لینا یہہ سب باتین جائز ہین - اور اگر غلام ماذون کسیکو کپڑا پہننے کو دی یا ہدیہ مین روپیہ اشرفی بھیجی تو مکروہ ہے - خصیے نکلے ہوئے آدمی سے کام لینا اور یون دعا مانگنی کہ الہی عرش پر اپنی عزت کی انتقاد کی جگہ کے طفیل سے یہہ کام کردے یا یون دعا کرنا کہ الہی بحق فلان یہہ کام کردی مکروہ ہے - شطرنج کیلنا اور گوٹون سے کیلنا اور تمام کھیل مکروہ ہین اور غلامی کا نشان مثل لوہے کے طوق وغیرہ کے غلام کے گلے مین ڈالنا مکروہ ہے مگر اوسکو قید کرنا درست ہے - قاضی کے لئے حقنہ کرنا - اور قاضی کا روزینہ بیت المال مین سے مقرر کرنا - اور لونڈی اور ام ولد کو بدون محرم سفر کرنا - اور جو چیزین بچہ کے لئے ضروری ہون اونکو اوسکے چچا خواہ ماما کا مول لینا یا بیچ ڈالنا جائز ہے اسیطرح جو شخص کوئی بچہ پڑا ہوا پاوے وہ بھی بچہ کی ضروریات کی بیع و شرا کرسکتا ہے - بچہ کو کسی کا مزدور کرانا یا نوکر رکھانا صرف ماما کو جائز ہے دوسرے کو اختیار نہین ۔

ل
بہر امام وجہ
شکر ولیکی
قول صاحبین کی
نزدیک ان اوپر
کے کرایہ دینا
ناجائز ہے
اسکی کرانے پر
اعانت ہے اور
نص القرآن
الی کی اور
فی الاسلام
اسکو اختیار
کیا ہے کذا فی
فتاویٰ ۱۲

کتاب احیاء الموات اسمین ویران زمین کے زراعت کرنیکا بیان ہے - موات اوس زمین کو کہتے ہین جسمین کھیتی پانی کے نہونے یا پانیکی کثرت کے باعث نہوسکے اور وہ زمین بستی سے دور ہو کہ چلانیکی آواز وہان سے بستی مین نہ پہنچے اور کسیکی ملک نہو پس ایسی زمین کو اگر کوئی شخص بادشاہ کی اجازت سے اُٹھاوے یعنی کھیتی کے قابل کرے تو وہ زمین اوسیکی ہوجاتی ہے - اگر موات زمین کے گرد کوئی پتھرون کی مینڈہ باندہ دی یا اور کوئی نشان خندق وغیرہ کا کردی تو اس سے اوسکا مالک نہوگا اور آبادی کے قریب کی زمین کا زراعت کی قابل کرنا جائز نہین یعنی زراعت کی قابل کرنیسے اوسکا مالک نہوگا - ویران زمین مین اگر کوئی شخص کنوان کھود دای تو کنوئین کے سب طرف سے چالیس گز اوسکا حق ہوگا اور چشمہ یعنی تالاب وغیرہ کا گرد چہار طرف پانسو گز ہوگا پس اگر کوئی شخص کنوئین کے گرد چالیس گز کے اندر اور چشمہ کے گرد پانسو گز کے اندر دوسرا کنوان یا چشمہ بنایا چاہی تو اوسکو نہ بنانے دینگے - برہی کا گرد وہ اوسقدر ہوتا ہی جو اوسکے مناسب ہو - دریا برآور زمین اگر ایسی ہو کہ پہر وہان دریا نہ آوی گا تو اوسکا حکم موات کا ہی اور اگر احتمال دریا کے پہر آنیکا ہو تو موات نہین - اگر موات زمین مین کوئی شخص کھود دے تو اوسکا گرد وہ کچھ نہوگا یعنی صرف کنارون کی مٹی جس جگہہ پڑی ہی وہی اوسکا حق ہے اور کچھ نہین ٭

پانی کے کھاٹے کے مسائل گھاٹ مین سے کھیتی اور جانورون کے لئے حصہ اور باری ہونیکا نام شرب ہے - بڑی نہرین شلاً جلہ اور فرات اور گنگا جنا کسیکی ملک نہین اون سے اپنی زمین کو پانی دینا اور وضو کرنا اور پینا اور اونپر پن چکی قائم کرنی اور اونمین سے نہر کھود کر اپنی زمین مین لانی بشرطیکہ عام لوگونکا ضرر نہو ہر شخص کو اختیار ہی - اور جو نہرین کہ کسیکی ملک ہون اونسے اور کنوئون اور حوضون سے ہر شخص کو پانی پینے اور اپنے جانورون کو پانی پلانیکا اختیار ہے مگر زمین کو سینچنے کا اختیار نہین اور اگر بیلون کی کثرت سے نہر کے خراب ہونیکا خوف ہو تو اونکو پانی پلانیسے مالک روک سکتا ہے - اور پانی جو مٹکی وغیرہ

مین رکھا ہوا ہو اوسکو بدون اجازت مالک کے کام مین لانا درست نہین - اور چھوٹی نہرون کا
صاف کرنا جو کسیکی ملک نہون بیت المال مین سے چاہیئے اور اگر بیت المال مین خرچ صفائی کا نہو تو
لوگون سے اوسکے لئے بزور لینا چاہیئے - اور جو نہر کسیکی ملک ہو اوسکی صفائی اوسکی ذمہ
لازم ہی اگر مالک انکار کری تو بزور اوس سے صاف کرائی جاوے - اور مشترک نہر کے کوڑی وغیرہ
نکالنی کا خرچ شریکون کے ذمہ ہی نہر کے اوپر کی جانب سے جتنی شریک منبع کیطرف سی ہوگا پس جس شریک
کی زمین سے نہر آگے بڑہ جاویگی وہ صفائی کے خرچ سی بری ہوجاویگا - اور جو آدمی اور
جانور ایسی نہرون مین سے پانی پیتے ہون اوپر اوسکا صاف کرنا لازم نہین - گھاٹ پر اپنے
پانی لینے کا دعوی کرنا بدون زمین کی ملکیت کے بھی درست ہے - کچھ لوگون مین ایک
نہر مشترک ہی اور وہ اوس سے پانی لینی مین جھگڑا کرین تو نہر مذکور مین ہر ایک شریک کا
حصہ اتنا ہوگا جتنی اوسکی زمین ہے اور وہ مشترک رہیگی - شریکون مین سے کسیکو اختیار نہوگا
کہ نہر مشترک مین سے دوسری نہر اپنی زمین مین کھود لاوے یا اوسپر پن چکی لگاوے
یا چرخہ سے پانی لیوے یا اوسپر پل باندہی یا نہر کے دہانہ کو چوڑا کری یا پانی کی تقسیم دنون کے
اعتبار سی کرے اور پہلے غلابون کے اعتبار سے ہوچکی ہو یا اپنی حصہ کا پانی اس نہر کا اپنی
دوسری زمین مین لیجاوے جسکا پانی دینا اس نہر مین سے ہوتا ہو اور یہہ امور اگر شرکا کی رضامندی سے
کرے تو مضایقہ نہین بدون رضامندی کسیکو اختیار انکا حاصل نہین - پانی دینی کا حق
میراث مین وارث کو پہنچ سکتا ہے اور بعینہ اوس سے نفع لینی کی وصیت دوسرے کو کردینی
کہ میرے بعد تو کام مین لائیو درست ہی مگر اوس حق کا بیچنا اور ہبہ کرنا درست نہین - اگر
ایک شخص نے اپنے کھیت کو پانی سیراب اور اوس سے اوسکے ہمسایہ کی زمین کو ضرر ہوا یا
ڈوب گئی تو اوسپر اوس زمین کا کچھ تاوان دینا نہ آویگا ٭

کتاب الاشربہ

کتاب الاشربہ اسمین شرابون کا ذکر ہے - شراب شریعت مین اوس چیز کا نام ہی
جو نشہ کرے چاہے کسی شراب مین حرام ہین اوّل خمر یعنی انگور کا کچا پانی جب خوب جوش مارکر

اور اوسپر جھاگ آجاوین تو اوسمین سے تہوڑا اور پہت حرام ہوجاتا ہے دوسری شراب ایسی ہی کہ انگور کو نچوڑ کر اتنا پکاوین کہ ایک حصہ سے زائد رہجاوے اور باقی جلجاوے تیسری شراب کا نام سکر ہی کہ ترچھوہارونکو پانیمین بھگو دیا اس کچے پانی کو سکر کہتے ہین چوتھی شراب نقیع زبیب ہی یعنی کشمش کو پانیمین تر کرکے بدون پکائے رہنے دیا یہہ تینون پہلی قسمین اگر اچھی جاوین اور کڑی ہوجاوین تو حرام ہین اور انکی حرمت خمر کی نسبت کم ہے یعنی ان تینون کو اگر کوئی حلال جانیگا تو کافر نہوگا بخلاف خمر کے کہ اوسکا حلال جاننے والا کافر ہے - اور چار قسمین حلال ہین ایک یہہ کہ خشک چوہاری خواہ کشمش پانیمین تر کرکے اوس پانی کو جوش خفیف دیا جاوے تو یہہ پانی اگرچہ اوٹھہ کھڑا ہو مگر اسمین سے اوسقدر پینا کہ نشہ نہ لاوے جائز ہے اور خوشی اور کھیل کے لئے یہہ بہی درست نہین دوسری قسم یہہ ہی کہ خشک چوہارون اور کشمش کو جداجدا تر کرکے دونو کا پانی ملاکر جوش خفیف کے بعد رکھہ چھوڑین یہانتک کہ اوٹھہ کھڑا ہو تیسری یہہ کہ شہد یا انجیر یا گیہون یا جو یا چینا پانیمین تر کرکے رکھہ چھوڑین جوش دین یا نہ دین اور یہ پانی اوٹھہ کھڑا ہو چوتھی یہہ کہ انگور کی عرق کو اتنا پکاوین کہ دو تہائی اڑجاوے بعد اوسکے رکھہ چھوڑین کہ اوٹھہ آوے اور ان چارون قسمون مین امام شافعی رح کا اختلاف ہی اونکی نزدیک سب نشہ آور چیزین حرام ہین اور امام اعظم رح کی نزدیک یہہ چارون اگر نشہ نکرین اور کھیل اور ترنگ کی راہ سے نہ پی جاوین تو حرام نہین یعنی مرض مین ان کا استعمال کرنا درست ہے اسوجہ سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی کہ حرم الخمر بعینہا والسکر من کل شراب یعنی خمر تو خود حرام ہی اور باقی شرابونکا نشہ حرام ہی اس حدیث کو اور دونے مرفوع روایت کیا ہی اور نسائی نے ابن عباس رض پر موقوف روایت کیا ہے نکدو کے تونبی اور شراب کے کوزی اور مزفت اور نقیر مین نبیذ بنانا یعنی پہلون وغیرہ کا پانی ان برتنون مین رکہنا حلال ہے شروع اسلام مین ان برتنون مین نبیذ بنانا حرام ہوگیا تہا اسلئے کہ یہہ برتن شراب کے ہوتے تہے بعد اوسکی حرمت منسوخ ہوئی کہ برتن کی

جہت سے حرام نہین بلکہ حرمت کا سبب شبہ ہی - اگر شراب خود بخود سرکہ ہوگئی یا کچہ ڈالکر اوسکو سرکہ بنالیا تو اوسکا کہانا جائز ہے - شراب کی تلچہٹ کا پینا اور اوسمین تر کرکے کنگہی کرنی جیسی بعض عورتون کی عادت ہی مکروہ ہی اور جو شخص تلچہٹ پیوی اوسپر حد نہ ماری جاوے جبتک کہ مست نہ

کتاب الصید — اسمین شکار کرنیکے مسئلے ہین - شکار کرنا سکہائی ہوئی کتے اور پرندے اور سب سکہائے ہوئے شکاری جانورون سے حلال ہے - شکار کرنیمین تین باتین ضروری ہین اوّل تو جانور شکاری کی تعلیم اور کتے کا تعلیم یافتہ ہونا یہہ ہی کہ شکار کو پکڑکے خود نہ کہانے لگے جب تین بار ایسا کرے تو وہ تعلیم یافتہ ہوگیا اور باز کی تعلیم یہہ ہی کہ بلانے سے پہر آوے دوسری بات یہہ ہی کہ جب شکار پر جانور چہوڑا جاوے اوسوقت بسم اللہ کہکر چہوڑی تیسری یہہ کہ شکاری جانور شکار کے کسی جگہہ مین زخم کردی - اگر شکار پکڑکر باز خود کہانے لگی تو اوس شکار کو کہانا جائز ہے اور اگر کتا یا چیتا کہانے لگے تو اوسکا کہانا درست نہین - اگر شکار کیہلانے والا شکار کو زندہ پاوے تو اوسکو ذبح کرے اگر زندہ پانیکی صورتمین ذبح نکریگا تو وہ شکار حرام ہوجاویگا اور یہی حال ہے اگر کتا شکار پر زخم نہ لگاوے بلکہ گلا گہوٹ کر مارڈالے یا شکاری کتے کے ساتھہ بدون تعلیم کیا ہوا کتا یا کسی کافر غیر کتابی کا کتا یا ایسا کتا جسکے چہوڑتے وقت شکاری نے قصداً بسم اللہ نہ کہی ہو شکار یا ہمیں شریک ہوگیا ہو تو شکار حرام ہوجاویگا - اگر ایک مسلمان نے اپنا کتا شکار پر چہوڑا پہر اوسکو کسی مجوسی نے للکارا اور کتے نے للکار پر تیز ہوکر شکار مارا تو شکار حلال ہوگا اور اگر کتے کو مجوسی نے چہوڑا اور مسلمان نے للکارا اور کتے نے للکار سے تیز ہوکر شکار مارلیا تو یہہ شکار حرام ہوگا - اور اگر کتے کو کسی نے نہین چہوڑا تھا بلکہ وہ آپ ہی شکار پر چلا تہا پہر اوسکو کسی مسلمان نے للکار دیا اور اوسنے چستی کرکے شکار مارا تو یہہ شکار حلال ہوگا - اگر مسلمان بسم اللہ کہکر شکار کے تیر ماری اور تیر سے وہ شکار زخمی ہوجاوے تو اوسکا کہانا درست ہوگا اور اگر شکار کو زندہ پاوے تو ذبح کرلے اور باوجود زندہ ملنے کے اگر

ذبح نہ کریگا تو حرام ہوجاویگا۔ اگر شکار کے تیر لگا اور تیر کھا کر وہ غائب ہوگیا اور شکاری اوسکو ڈھونڈھتا رہا پھر زخمی مرا ہوا ملا تو حلال ہے اور اگر تیر مارنیکے بعد شکاری نے اوسکی جستجو نہ کی اور بیٹھ رہا اور پھر وہ شکار مردہ پایا تو حلال نہوگا۔ اگر شکار کے تیر لگا اور وہ پانیمین گر گیا یا کسی چھت پر یا پہاڑ پر گرا پھر وہان سے زمین پر گر کر مرگیا تو وہ حرام ہوگا اور اگر اول ہی زمین پر گر کر مرجاویگا تو حلال رہیگا۔ اگر تیر کو لکڑی کی طرح مارا اور شکار مرگیا یا غلہ اور گولی سے شکار مارا تو وہ حرام ہوگا۔ اگر شکار کے تیر مارا اور اوس سے کوئی عضو اوسکا جدا ہوگیا تو شکار کہا یا جاویگا اور وہ عضو نہین کہا یا جاویگا اور اگر شکار دو ٹکڑی اسطرح کیا کہ تہائی سر کی طرف اور دو تہائی دہڑ کی طرف ہون تو سارا شکار کہا یا جاویگا مثلاً اگر ہرن کو تلوار سے مارا اور اوسکے ایسی دو ٹکڑی ہوئی کہ تہائی سر کی جانب رہی تو سب کا کہانا درست ہی اور اگر ٹکڑی ایسی ہون کہ سر کی جانب آدہی سے زیادہ رہی اور چوتڑون کی طرف کم رہی تو اس صورتمین چوتڑون کی طرف کا حصہ نہ کہا یا جاویگا۔ اور مجوسی اور بت پرست اور مرتد کا مارا ہوا شکار حرام ہے اسلئے کہ انکا ذبیحہ درست نہین۔ اگر زید نے شکار کے تیر مارا مگر وہ سست ہوا پھر اوسکے عمرو نے تیر مارا اور شکار مرگیا تو وہ شکار عمرو کا ہوگا اور اوسکا کہانا حلال ہوگا اور اگر زید کے تیر سے شکار ڈھیلا پڑ گیا تھا اور پھر عمرو کے تیر سے مرگیا تو شکار زید کا ہوگا اور اوسکا کہانا حرام ہوگا اسلئے کہ جب شکار مضمحل ہوگیا تہا تو چاہیے تہا کہ اوسکو ذبح کرتا چونکہ مار ڈالا اسلئے حرام ہوگیا اور عمرو اوس شکار کے دام زید کو دیوی مگر اوسکی قیمت مین سے اوسقدر دام مجرا کرلے جو زید کے تیر کے زخم سے اوسمین نقصان ہوا ہو۔ شکار کرنا سب جانورون کا درست ہی خواہ گوشت اونکا کہایا جاتا ہو یا نہو اسلئے کہ جنکی گوشت سے نفع نہین اونکی ہڈی اور چمڑے سے نفع ہوسکتا ہے ۔

کتاب الرہن اسمین گرو کرنے اور رکھنے کا بیان ہے۔ کسی حق کے عوض مین مثل قرض وغیرہ کے ایسی چیز کے روک رکھنے کو رہن کہتے ہین جس سے روکنے والا اپنا حق

وصول کرسکے اس سے یہہ نکلا کہ حدود و قصاص کی عوض مین اگر گرو کریگا تو درست نہوگا اسلئے
کہ گرو کی چیز سے حدود و قصاص کا ملنا ممکن نہین گرو کرنے والیکو راہن کہتے ہین اور جو گرو
رکھتا ہی اوسے مرتہن بولتے ہین - یہہ معاملہ ایجاب اور قبول اور رہن کی چیز پر مرتہن کے قابض
ہونیسے لازم ہوجاتا ہی مگر مرہون چیز تقسیم کی ہوئی اور راہن کے تصرف اور ملک سے خالی چاہیے
اگر راہن نے مرہون چیز کو اپنی ملک و تصرف سے خالی کرکے مرتہن کے سامنے کردیا اسطرح
کہ وہ اوسکو لے سکے یا بائع نے مبیع کو مشتری کے سامنے اسطرح رکھدیا تو یہہ صورت قبضہ
کرنیمین داخل ہے - راہن کو اختیار ہی کہ اگر مرتہن نے شی مرہونہ پر قبضہ نکیا ہو تو اپنی عقد رہن
سے رجوع کرے یعنی اپنی چیز ہٹالے اور گرو نہ رکھے - اور مرہون چیز اگر مرتہن کے پاس جاتی
رہی تو اوسکی قیمت اور قرض ذمگی راہن مین سے جو کم ہوگا وتنا تاوان مرتہن کو دینا آویگا
یعنی اگر قرض کی مقدار کم ہوگی تو وہ دینی آویگی اور اگر اوس شی کی قیمت کم ہو وہی تو دینی
ہی دینی آویگی اس سے یہہ معلوم ہوا کہ جس صورتمین کہ مرہون چیز ہلاک ہوا اور اوسکی
قیمت اور راہن کے ذمہ جو قرضہ مرتہن کا چاہیے دونو کی تعداد برابر ہو تو اس صورتمین
مرتہن کا سارا روپیہ بہر چکا کہ جتنا اوسکا راہن کے ذمہ تھا وتنا ہی راہن کی چیز کا اوسکے
ذمہ ہوگیا اور اگر مرہون چیز کی قیمت قرض ذمگی راہن سے زیادہ ہو تب بھی اپنا حق پاچکا
اور جسقدر قرض سے زیادہ کی چیز وہ یعنی وہ زیادتی مرتہن کے پاس امانت ہی یعنی اوسکا
تاوان کچھہ نہ دینا ہوگا اور اگر قرض راہن کے ذمہ زیادہ ہوا اور مرہون کی قیمت کم تو
اس صورتمین بمقدار قیمت مرہون کی تو مرتہن گویا پاچکا مگر باقی قرضہ راہن سے وصول
کریگا مرتہن کو اختیار ہی کہ بعد رہن کے راہن سے اپنی قرضہ کا تقاضا کری اور قرضہ کی بابت
اوسکو قید کرے غرضکہ رہن کردینے سے یہ نہین ہوتا کہ قرضخواہ مانگنا اور موخذہ چھوڑدی
رہن کے چھوڑانے مین مرتہن کو حکم ہوگا کہ مرہون چیز حاضر کری پھر راہن کو حکم ہوگا کہ
قرضہ اسکا اول ادا کردی پھر اپنی چیز لیلے - اور جب کہ مرہون چیز مرتہن کے پاس ہوا اسکو

اختیار ہی کہ راہن کو اوسکے پھیرنے سی روکدی جبتک کہ اپنا قرض راہن سی نہ بھرلے اور جب قرضہ وصول کرچکی تو مرہون کو اوسکے حوالہ کرے مرتہن کو مرہون چیز سے فائدہ لینا یعنی اگر غلام وغیرہ ہو تو اوس سے کام لینا اور مکان وغیرہ ہو تو اوسمین رہنا اور کپڑا ہو تو اوسکو پہننا یا مرہون چیز کو مزدوری پر چلانا یا مانگی دینا درست نہین - مرہون چیز کی حفاظت مرتہن اپنے آپ کرے یا اوسکی بی بی جو اہ لڑکا خواہ خادم جو اوسکے متعلق ہو یعنی خوراک پوشاک وغیرہ اوسکے ذمہ ہو کرے - اگر انکی سوا کسی اور سی حفاظت کرا ویگا یا کسی کو بطور امانت سپرد کریگا یا اور کسی طرحکی زیادتی مرہون چیز پر کریگا اور وہ تلف ہوجاویگی تو مرتہن کو اوسکی قیمت دینی آویگی - جس گھر مین مرتہن مرہون چیز کی حفاظت کرے اوسکا کرایہ اور محافظ کی تنخواہ مرتہن کے ذمہ ہی اور مرہون چیز کے چرانیوالیکی اجرت اور اوسکے کھانے پینے کا دام اور اگر زمین خراجی ہو اوسکا خراج راہن کے ذمہ ہوگا ٭

باب اون چیزون کے بیان مین جنکا رہن کرنا اور جنکی عوض رہن کرنا جائز ہے یا ناجائز - غیر معین چیز کا بدون تقسیم رہن کرنا مثلاً یون کہنا کہ اس گھر کا نصف یا تہائی گرو کرتا ہون بدون تقسیم کے درست نہین اسیطرح پہلون کا گرو کرنا بدون درخت کے اور کھیتی کا رہن کرنا بدون زمین کے اور زمین مین کے درخت کو بدون زمین کے گرو کرنا اور آزاد اور مدبر اور مکاتب اور ام ولد کو رہن کرنا درست نہین - اور امانت کے عوض مین کوئی چیز امین کی گرو رکھنی یا اس خوف سی کہ بیع کسی اور کی نہ نکل آوی کوئی چیز بائع کی رہن کرلینی یا مشتری نے ابھی بیع پر قبضہ نہین کیا تو بائع سی اوسکے عوض کوئی چیز گرو کرنی درست نہین - رہن رکھنا اوس قرض کے عوض مین درست ہی جو واجب الادا ہو گو اوسکے ادا کا وعدہ دوسری وقت پر ہوا اور اگر رب المال مضارب سی رأس المال کی عوض کوئی چیز رہن رکھلے تو درست ہے - اگر بیع صرف مین قیمت کے عوض کوئی چیز گرو رکھلی یا بیع سلم مین جس چیز مین سلم کی ہی اوسکی قیمت کے بدلہ مین کوئی چیز گرو کرلے تو جائز ہی

پس اگر ان صورتونمین مرہون چیز ہلاک ہوجاوی تو مرتہن اپنا حق لے چکا اب راہن سے کچھ نہ پاویگا
- باپ کو اختیار ہی کہ اپنے ذمہ کے قرضہ مین اپنے نابالغ لڑکے کے غلام کو رہن رکہلے -
چاندی سونے کو رہن رکہنا اور کیلی چیزون کو مثل گیہون اور جو وغیرہ کے اور وزنی
کی چیزون کو مثل تانبا اور لوہے کے گرو رکہنا درست ہے - اگر ایک جنس کو اوسیکے عوض
رہن رکہا اور مرہون چیز جاتی رہی تو اوسیقدر قرض مین مجرا ہوجاویگی اور کہری کہوٹے
کا اسمین اعتبار نہوگا یعنی مرہون چیز اور جسکی عوض رہن ہوا ہی اگر دونو ایک جنس ہون تو
کہرے کہوٹے ہونیکا فرق دونو مین نہ کرنا چاہیئے - اگر ایک شخص نے اپنا غلام فروخت
کیا اس شرط پر کہ مشتری ثمن کے بدلہ مین ایک معین چیز بائع کے پاس رہن کردی پہر مشتری
نے اوس چیز کے گرو رکہنے سے انکار کردیا تو اب مشتری پر زور نہ کیا جاویگا کہ خواہی نخواہی
گرو کردے مگر بائع کو اختیار ہی کہ اگر مشتری ثمن نقد ادا نہ کرے یا اوس شی کی قیمت جسکو
رہن کرنا مشروط کیا تہا رہن کے اعتبار سے ندیدی تو بیع کو توڑ ڈالے - اگر کوئی مشتری
بائع سے کہے کہ جبتک مین دام دون تم اس کپڑے کو رکہلو تو وہ کپڑا رہن ہوجاویگا
گو زبان سے لفظ صریح رہن کا نکہا ہو - اگر دو غلامون کو ایک ساتھ ہزار کے عوض مین گرو کیا
ہو تو یہہ نہین ہوسکتا کہ راہن ادنمین سے ایک کے حصہ کا روپیہ ادا کرکے اوسکو پہیرلے
جیسے یہ نہین درست ہی کہ مشتری ثمن مین سے کسیقدر ادا کرکے حصہ رسد بیع کو لیلے - اگر
ایک شی معین کو دو شخصون کے پاس رہن رکہا تو درست ہی مگر تلف ہونیکی صورتمین تاوان
دونو پر بقدر حصہ ہر ایک کے قرضہ کے ہوگا پس اگر راہن نے دونو مین سے ایک کا قرض ادا کردیا
تو وہ چیز دوسرے کے پاس رہن رہیگی جسکا قرض ادا نہین کیا ہی - زید اور عمرو دونو
بکر کے غلام کے مدعی ہین یعنی ہر ایک اوس سے یہہ کہتا ہی کہ اس غلام کو تو نے میرے پاس
گرو رکہا تہا اور مین نے اوسپر قبضہ کرلیا تہا اب تو مٹا لایا ہی اور دونو نے اپنے دعوے کے
گواہ گذرانے تو دونو کے گواہ باطل ہون گے بکر پر کسی کا دعوی ثابت نہوگا - اگر راہن

دو مرتہنوں کے قبضہ مین غلام پہوڑکر مرجاوی اور دونو مرتہن گواہ بموجب بیان سابق گذرانین
یعنی ہر ایک یہی ثابت کرے کہ میںنے میری پاس گرو رکہا ہی تو اس صورتمین وہ غلام دونو کے
پاس اون دونو کے حق کے عوض مین آدہا آدہا راہن رہیگا ۔

باب مرہون چیز کو قرضخواہ کے سوا کسی اور معتبر آدمی کے پاس رکہنے کے بیان مین ۔
اگر راہن اور مرتہن مرہون چیز کو کسی دوسرے معتبر کے پاس رکہدین تو درست ہی اور دونو
مین سے کسیکو اوسکے لے لینے کا اختیار نہوگا اور اگر وہ چیز جاتی رہیگی تو تاوان مرتہن پر ہوگا
یعنی اوسکا قرضہ راہن کے ذمہ سے ساقط ہوجاویگا ۔ اگر راہن قرضہ کی میعاد پوری ہونے
پر مرتہن یا اوس معتبر شخص کو یا کسی اور کو مرہون چیز کے فروخت کرنیکا وکیل کردی تو درست
ہے اور اگر رہن کرتے وقت یہہ وکالت ٹھہر گئی ہو تو وکیل مذکور راہن کے موقوف کرنے
سے اور اوسکے مرنے سے اور مرتہن کے مرجانے سے معزول نہوگا بلکہ اوسکی وکالت
بدستور قائم رہیگی ۔ وکیل کو مرہون چیز کا بیچنا راہن کے وارثون کے پیٹہہ پیچہے درست ہے
۔ اگر وکیل مرجاوی تو اوسکی وکالت باطل ہوجاویگی ۔ راہن اور مرتہن مین سے کسیکو مرہون
چیز کے بیچنے کا اختیار بدون دوسری کی رضامندی کے حاصل نہین ۔ اگر مدت وعدہ
کی پوری ہوجاوی اور راہن موجود نہو تو اوسکے وکیل پر شی مذکور کے فروخت کرنیکی لئے
جبر کیا جاویگا جیسے جوابدہی کے وکیل کا حال ہی کہ اگر موکل جوابدہی نہ کری اور غائب
ہوجاوے تو وکیل سے مقدمہ کی جوابدہی بزور کرائی جاویگی ۔ اگر معتبر شخص نے اوس شے کو
بیچکر مرتہن کو اوسکا دام دیدیا اب وہ مرہون چیز کسی اور کی نکلی اور معتبر شخص سے اوسکا
تاوان لیا گیا تو وہ مرہون چیز کی قیمت یا راہن سے بھرلے یا مرتہن سے وہ دام وصول
کرے جو اوس سے مستحق کو دلوائے گئے ہون ۔ اگر غلام یا گھوڑا مرہون مرتہن کے یہان
مرجاوی اور وہ کسی دوسری کا نکلے اور مالک راہن سے اوسکی قیمت بھرلے تو اب یہہ
مرہون مرتہن کے دین کے عوض مرگیا یعنی مرتہن کو اب راہن سے کچھہ نہ ملیگا اور اگر

مالک مرتہن سے مرہون کا دام وصول کرے تو مرتہن بھیہ دام جو مالک کو دے اور اپنا قرضہ راہن سے لیوے اسلئے کہ قرضہ ابھی ادا نہین ہوا ہے ۔

باب مرہون کے اندر تصرف کرنے اور اوسمین نقصان ڈالنے اور مرہون کے دوسرونکا نقصان کر دینے کے بیان مین ۔ اگر راہن نے مرہون کو بیچڈالا تو بیعہ بیع مرتہن کی اجازت پر ملتوی رہیگی خواہ مرتہن کے قرض کے ادا کر دینے پر موقوف رہیگی یعنی اگر مرتہن اس بیع کی اجازت دیدے یا راہن مرتہن کا قرض ادا کر دے تو بیع جاری ہو جاویگی ۔ اگر راہن نے غلام مرہون کو آزاد کر دیا تو آزاد ہو جاویگا لیکن اگر قرضہ کی میعاد نہین ہے تو راہن سے مرتہن کے قرضہ کا مواخذہ کیا جاویگا اور اگر قرضہ کی میعاد ہے تو راہن سے غلام مذکور کی قیمت لیکر مرتہن کے پاس غلام کے عوض رکھدیجاویگی اور اگر راہن مفلس ہوگا کہ غلام کی قیمت نہین دیسکتا تو غلام مذکور اپنی قیمت یا مرتہن کا قرض دونون سے جونسا کم ہو مرتہن کو کما دے اور جو کچھ مرتہن کو دیوے اپنے آزاد ہونیکی بعد اپنے مالک یعنی راہن سے لیوے جسکی عوض مرتہن کو دیا تھا اور اگر راہن مرہون چیز کو تلف کر دے یا مار ڈالے تو اوسکا حکم مثل آزاد کرنیکی ہے ۔ اگر مرہون کو کسی اجنبی شخص نے تلف کر دیا تو مرتہن اوسکی قیمت اجنبی سے وصول کرے اور بھیہ قیمت مرتہن کے پاس رہن رہیگی ۔ اگر مرتہن مرہون چیز راہن کو مانگ دے تو اوسکے تاوان سے بری ہو جاویگا یعنی اگر وہ چیز ہلاک ہو جاویگی تو مفت مین راہن کی جاویگی ہان اگر راہن پھر مرتہن کو دیدے تو مرتہن پر تاوان پھر آویگا ۔ اگر راہن یا مرتہن نے ایک دوسری کی اجازت سے مرہون چیز کسیکو مانگ دی تو اوسکا تاوان مرتہن کے ذمہ نہ ہیگا اور دونون سے ہر ایک کو اختیار ہے کہ مانگنے والے سے اوسکو واپس لیکر بدستور گرو رکھے ۔ اگر رہن کے لئے کسی سے کپڑا مانگے تو درست ہے لیکن اگر مالک مقدار اور جنس اور شہر کو معین کر دے مثلاً کہدے کہ اس کپڑے کو دس روپیہ یا دس من گیہون کے عوض یا فلان شہر مین رہن رکھنا اور راہن مالک کے کہنے کے موجب نہ کرے

باب مرہون مین تصرف اور نقصان کرنے کے بیان مین

تو مالک کو اختیار ہی چاہی اپنے کپڑی کے دام راہن سی لیوے خواہ مرتہن سی اور اگر راہن مالک کے کہنی کے بموجب کری اور وہ کپڑا مرتہن کے پاس سے جاتا رہی تو مرتہن تو اپنا دین بہرا پاویگا اور راہن پر واجب ہوگا کہ جسقدر دین مرتہن کا اوسکی ذمہ سے ساقط ہوا ہی اوسقدر حوالہ مالک کے کری اور اگر مالک اپنا کپڑا مرتہن سے طلب کری اور راہن مرتہن کا قرض ادا کر چکا ہو تو مرتہن اوسکے دینی مین تامل نکری - راہن اور مرتہن اگر مرہون چیز کا نقصان کردین تو اوسکا تاوان دینا ہوگا یعنی اگر راہن اوسکو تلف کردیگا تو اوسکی جگہ اور چیز رہن کرنی پڑیگی یا مرتہن کا قرض ادا کرنا ہوگا اور اگر مرتہن اوسکو تلف کریگا تو اوسکا دین ساقط ہوجاویگا - مرہون چیز اگر راہن خواہ مرتہن کا کچھ نقصان کردی یا اونکی مال کو بگاڑ دی تو کچھ تاوان نہوگا - اگر ہزار روپیہ کا غلام ہزار روپیہ کے عوض رہن رکھا اور روپیون کے ادا کا مدت پر وعدہ ٹھہرا اس اثنا مین غلام کی قیمت کم ہوکر سو روپیہ رہگئی اب اوس غلام کو کسی نے مار ڈالا اور قاتل کو سو روپیہ تاوان دینی آئے اور مرتہن کے قرضہ کی میعاد پوری ہوگئی تو مرتہن سو روپیہ قاتل سی اپنی حق مین وصول کرلے اور راہن سی کچھ نپاویگا اور اگر مرتہن راہن کی اجازت سی اوسکو سو روپیہ کو بیچدی تو سو روپیہ مشتری سے لیوی اور نو سو راہن سے طلب کری اور اگر غلام مذکور کو کوئی دوسرا غلام مار ڈالے جسکی قیمت سو روپیہ کی ہو اور غلام قاتل مقتول کی عوض مین مرتہن کو ملجا دی تو راہن اوس غلام کو تمام قرضہ کے عوض مین چھوڑا دی یعنی جتنا قرض اوسکے ذمہ ہو سب مرتہن کو دیکر فک رہن کرے - اگر راہن مرجا دی تو اوسکا وصی مرہون کو بیچکر مرتہن کا قرضہ ادا کری اور اگر اوسکا وصی کوئی نہو تو قاضی ایک وصی مقرر کردی اوسکو مرہون کے بیچنی کا حکم کرے

فصل دس روپیہ کا شیرہ انگور دس روپیہ کے عوض مین رہن رکھا پھر وہ شیرہ شراب بنکر سرکہ ہوگیا اور اس سرکہ کے دام بھی دس روپیہ ہین تو یہ سرکہ شیرہ کی عوض رہن رہیگا - اور اگر دس روپیہ کی بکری دس روپیہ کی عوض گرو رکھی اور وہ مرگئی اور اسکی

کمال کو بیچا لیا اور کمال ایک روپیہ کی ہو گئی تو یہہ کمال مرتہن کے پاس ایک روپیہ کی عوض رہن رہیگی اور باقی نو روپیہ راہن کے ذمہ قرض رہینگے - مرہون مین جو کچہہ بڑہی مثلاً لونڈی مرہونہ بچہ جنی اور درخت مرہون پر پہل لگے یا دودہ کا جانور دودہ دی یا اوسکی اون اوتری یہہ سب راہن کا ہوگا اور اصل کے ساتھہ گرو رہیگا اور اگر یہہ زیادہ ہوئی چیز جاتی رہیگی تو مفت جاویگی یعنی اوسکے مقابل مین کچہہ قرض مرتہن کا ساقط نہوگا اور اگر اصل جاتی رہی اور زیادتی بچ رہی تو راہن اوسکے موافق دام حصہ رسد دیکر چہوڑا لے اسطرح کہ اصل رہن کے وہ دام لگا دی جو مرتہن کے قبضہ کرنیکے دن تہے اور زیادتی کے وہ دام جو فکِ رہن کے روز ہون اور ان دونو کے مجموع پر مرتہن کے قرضہ کو پہانے پہر جسقدر اصل رہن کی مقابل پڑے وہ تو اوسکے ذمہ سے ساقط ہوگا اور جسقدر زیادتی کی مقابل پڑے اوسقدر مرتہن کو دیکر اوسکو چہوڑا لے - مرہون چیز کا زیادہ کرنا درست ہے مگر اوسکی عوض کے قرض کا بڑہانا درست نہین یعنی اگر ایک کپڑے کو دس روپیہ کے عوض رہن کیا ہے تو ہوسکتا ہے کہ اوسکے ساتھہ دوسرا کپڑا اور شامل کر دی یہہ نہین ہوسکتا کہ اوسی کپڑے کو رہن رہنے دی اور دس کی جگہہ بیس روپیہ کرلے - اگر ایک غلام ہزار روپیہ کے عوض رہن رکہا پہر دوسرا غلام اوسکی جگہہ پر مرتہن کے حوالہ کیا اور ان دونو غلامون مین سے ہر ایک کی قیمت ہزار روپیہ ہے تو اس صورت مین اول ہی غلام رہن ہوگا دوسرا نہوگا لیکن اگر مرتہن اول کو راہن کے سپرد کر دی تو اب البتہ دوسرا رہن ہوگا اور جبتک دونو مرتہن کے پاس رہین تو مرتہن دوسرے غلام کے باب مین امانت دار ہوگا یعنی اگر وہ مرجاویگا تو اوسکا قرضہ ساقط نہوگا تاوان دینا ہوگا ہان اگر دوسرے کو اول کی جگہہ رہن کریگا تو تاوان دینا آویگا اسلئے کہ اب دوسرا غلام رہن ہوگیا اور اول غلام رہن سے باہر ہوا ۔

کتاب الجنایات اسمین خون کرنے اور اعضا کے نقصان کرنیکا بیان ہے - قتل یعنی جان سے مار ڈالنے کی چار صورتین ہین اور ہر ایک کا جدا حکم ہے اول قتلِ عمد ہے یعنی جان بوجہکر

کسیکو ہتھیار سی یا ایسی چیز سے ماری جو بدن کے اجزا جدا کر سکے مثلاً دار دار لکڑی یا
دار دار پتھر یا بانس کی کھپاچ تیز سے قصداً ماری یا آگ سی جلا دی اس قتل کا حکم یہہ ہے
کہ قاتل گناہگار ہوتا ہی اور قصاص معین لازم آتا ہی یعنی قاتل بھی مقتول کے عوض مارا جاوے
اور اس قتل کا کفارہ نہین یعنی سوای قصاص کے اور کوئی عوض مقرر نہین لیکن اگر مقتول
کے وارث معاف کر دین تو قاتل پر سے قصاص جاتا رہتا ہی دوسرا قتل شبہہ عمد یعنی قصداً
مارنیکی مثل ہے وہ اسطرح ہی کہ قاتل اون چیزون کے سوا جو اوپر مذکور ہوئین یعنی ہتیار
یا ایسی چیز جس سے بدن کے اجزا جدا ہو سکین ان کے سوا کسی اور چیز سے قصداً ماری
اس قتل کا حکم یہہ ہے کہ قاتل پر گناہ ہوتا ہی اور کفارہ لازم آتا ہی اور اوسکے قبیلہ پر دیت
مغلظہ لازم ہوتی ہی اور قاتل پر قصاص اس صورت مین نہین تیسری قسم قتل خطا یعنی چوک
اور دہہ کے سی مارنا قصداً نہ مارنا اوسکی یہہ صورت ہی کہ کسیکو اس خیال سی تیر مار دیا کہ
شکار ہی یا کافر جانکر مارا اور وہ مسلمان نکلا یا تیر نشانہ پر مارتا تھا وہ کسی آدمی کے لگ گیا
یا اور کوئی اسیطرح کی صورت ہو مثلاً کوئی سوتا ہوا دوسری پر گر پڑی اور وہ دوسرا شخص
دبکر مر جاوی اور اس قتل کا حکم یہہ ہی کہ قاتل پر کفارہ اور اوسکے کنبے پر دیت لازم
ہوتی ہی چوتھی قسم قتل بسبب ہے یعنی قاتل نے ایسا سبب کیا جس سی مقتول مر گیا مثلاً
قاتل نے دوسری کی ملک مین کنوان کھودا اور اوسمین کوئی گر کر مر گیا یا دوسری کی
زمین مین پتھر کھدیا اور اوس سی کوئی ٹکر کھا کر مر گیا اور اس قتل کا حکم قاتل کے
کنبے پر دیت ہی کفارہ قاتل پر نہین - ان چارون صورتون مین تین صورتین اول کی
قاتل کو مقتول کی میراث سی محروم کر دیتی ہین مگر پہلی صورت سے یعنی سبب سے اگر قتل ہوا
تو قاتل میراث سی محروم نہوگا - شبہہ عمد جان کے مارڈالنے کے سوا اور اعضا کی قصاص
حکم عمد رکھتا ہی مثلاً اگر کوئی شخص دار دار پتھر یا لکڑی سے کسی کا ہاتھ کاٹ ڈالے
تو ایسا ہوگا کہ گویا چھری اور خنجر سے کاٹا اور اوسکا قصاص اوس سی لازم ہوگا یعنی اوسکا

ہاتھ بھی کاٹا جاویگا ٭

باب اون صورتون کے بیان مین جنمین قصاص واجب ہوتا ہی یا نہین ہوتا - خون کا قصاص یعنی عوض مین مار ڈالنا ایسی شخص کے قصداً خون کرنیسی ہوتا ہی جسکی مار ڈالنے کی اجازت شریعت مین کبھی نہین اور وہ ہمیشہ کو قتل سے محفوظ ہی یعنی جس کا خون کرہی وہ کافر حربی اور مستامن اور محصن زناکار اور مرتد نہو - آزاد شخص آزاد اور غلام کے عوض مین مارا جاویگا اور مسلمان اگر ذمی کو مار ڈالے تو اوسکی عوض مین مارا جاویگا مگر مسلمان یا ذمی اگر مستامن کو مار ڈالین تو اوسکے عوض مین نہ ماری جاوین گے - مرد اگر عورت کا خون کرہی یا بڑا آدمی یعنی بالغ کسی نابالغ کو مار ڈالے یا تندرست آدمی اندہی کو خواہ اپاہج کو جسکے ہاتھ پانو نہون اوسکو یا دیوانہ کو قتل کرہی تو قصاص لیا جاویگا بیٹا اگر باپ کو جان سے مار دی تو اوس سے قصاص لیا جاویگا اور امام شافعی رح کے نزدیک آزاد آدمی کو غلام کے عوض اور مسلمان کو ذمی کے عوض نہین قتل کرتے اور امام اعظم رح کی دلیل قول اللہ تعالے کا ہی کہ اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ یعنی جان کے عوض جان اور دار قطنی نے روایت کیا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کو ذمی کے عوض مین قتل فرمایا اور امام محمد رح نے روایت کیا ہی کہ حضرت علی رض نے مسلمان کو ذمی کے عوض قتل کیا اور بیہقی اور عبد الرزاق نے روایت کیا ہی کہ حضرت عمر رض نے مسلمان کو ذمی کے قتل کیا - باپ اگر اپنے لڑکے کو مار ڈالے یا ماں اپنے بچہ کو مار ڈالے تو اونکو لڑکے کے عوض نہ مارا جاویگا - اور دادا اور دادی مثل باپ ماکے ہین یعنی اگر اپنے پوتے کو مار ڈالین تو اون سے قصاص نہ لیا جاویگا - مالک اگر اپنے غلام یا مدبر یا مکاتب کو مار ڈالے یا اپنے بیٹے کے غلام کو قتل کرہی یا ایسی غلام کو قتل کرہی جسمین تھوڑا قاتل کا ہی تو اوس سے قصاص نہ لیا جاویگا اور جو شخص اپنے باپ پر قصاص کا وارث ہو جاوے تو قصاص جاتا رہتا ہی مثلاً ایک شخص نے اپنی بی بی کو مار ڈالا اور اوسکا لڑکا

قصاص کا وارث ہی تو وہ باپ سی قصاص نہ لیوی - قصاص تلوار ہی سے لیا جاتا ہی یعنی قاتل
کو تلوار سی مارنا چاہیئی گو قاتل نے مقتول کو تیر یا خنجر سے مارا ہو - اگر مکاتب کو کوئی شخص قصدًا
مار ڈالے اور مکاتب مذکور اتنا مال چھوڑی کہ بدل کتابت اوس سی ادا ہو سکی اور اوسکی آقا
کی سوا کوئی اوسکا دوسرا وارث نہ ہو یا اوسکا دوسرا وارث تو ہو مگر مال جو بدل کتابت کو کافی ہو
نہ چھوڑی تو ان دونو صورتونمین اوسکے قاتل سی قصاص لینگے اسلئے کہ ان صورتونمین قصاص
کا مدعی اوسکا مالک ہوگا اوسی کے دعوی سی قصاص لینگے اور اگر مکاتب مذکور مال بھی اتنا
چھوڑی کہ بدل کتابت کی لئے کافی ہو اور مالک کی سوا دوسرا وارث بھی اوسکا رہی تو اس صورت
مین قصاص اوسکے قاتل سے نلیا جاویگا کیونکہ اس صورت مین مدعی مین شبہہ پڑگیا ہی اسلئے
کہ اگر مال کے موجود ہونیکی باعث مکاتب مذکور کو آزاد کہین تو اوسکا مدعی وارث ٹھہرتا ہی
اور چونکہ مال مالک تک ابھی نہین پہونچا اس لحاظ سی اگر اوسکو غلام کہین تو مدعی قصاص کا
اوسکا مالک ہوتا ہی پس مدعی مین شبہہ ہونیکی جہت سی قصاص ساقط ہوگیا قاتل سی قیمت غلام
مقتول کی لیکر اوسکے وارث کو دلائی جاویگی - اگر غلام مرہون کو کوئی قتل کر ڈالے
تو اوسکے قاتل سی قصاص نلیا جاویگا جبتک کہ راہن اور مرتہن دونو دعوی قصاص
نہ کرین - اگر بیعقل آدمی کو کوئی مار ڈالے تو اوسکی باپ کو اختیار ہی کہ قاتل سی اسکا
قصاص لے یا مال لیکر صلح کرلے لیکن اگر بیعقل کا ولی اوسکو مار ڈالی تو اوسکو اوسکے
خون کا معاف کرنا درست نہین مثلاً بیعقل کا لڑکا اگر اپنی باپ کو مار ڈالے تو بیعقل کا باپ
اپنی پوتے سے یا قصاص اپنی بیٹے کا لے یا مال لیوی معاف نہ کری اور اس مسئلہ مین قاضی
باپ جیسا ہی یعنی اگر بے عقل کا باپ نہو تو قاضی اوسکا قصاص لے یا مال پر صلح کری
اور اگر بیعقل کا وصی ہو اور باپ نہو تو وصی کو بھی اختیار ہی کہ مال پر صلح کرلے قصاص
کا اختیار نہین - اور صغیر سن بچہ اس حکم مین مانند بیعقل کے ہی اوسکی صورت یہہ ہی
کہ لڑکے کی ما اپنی بچہ کو مار ڈالے تو بچہ کا باپ یا اوس سی قصاص لے یا مال لی معاف

نہ کرے - اگر مقتول کے وارث نابالغ اور بالغ دونو طرح کے ہین تو بالغون کو اختیار ہی کہ قاتل سی اپنی مورث کا قصاص لے لین انتظار نابالغون کے بالغ ہونیکا نکرین - اگر کوئی شخص کسیکو کٹار وغیرہ سی مار ڈالے تو اگر تیز طرف سی ماریگا تو قاتل سی قصاص لیا جاویگا اور اگر موٹھہ کی طرف سی مارے گا تو قصاص نہ لیا جاویگا اسلئے کہ موٹھہ کی طرف سی مارنا ایسا ہی جیسا پتھر اور لاٹھی سے مارنا ہی پس اس صورتمین دیت واجب ہوتی ہی اور یہی حال ہی اگر کسیکو گلا دبا کر یا پھانسی دیکر مارے یا پانی مین ڈبووے کہ اس صورت مین بھی قاتل کے کنبہ پر دیت ہوتی ہی قصاص نہین ہوتا - اگر کسی شخص نے دوسرے کو قصداً زخمی کیا جس سے مجروح بہت دنون چارپائی سی نہ اوٹھا اور آخر کو مرگیا تو اول شخص سے اوسکا قصاص لیا جاویگا گو اوس زخم سی اوسیوقت نہین مرا - اگر ایک شخص نے اپنے زخم لگایا اور زید نے بھی مجروح پر ایک زخم لگایا اور شیر نے بھی اوسکو زخمی کیا اور ایک سانپ نے بھی اوسی کاٹا اور ان چارون کے بعد وہ مرگیا تو زید پر اوسکی تہائی دیت لازم ہوگی اسلئے کہ اوسکی موت تین طرح کے فعلون سی ہوئی ایک آسمانی کا فعل ہی کہ اوسکی پوچھہ دنیا و آخرت دونو مین کچھہ نہین وہ تو شیر اور سانپ کا زخم ہی اور ایک فعل ایسا ہی کہ اوسکا مواخذہ صرف آخرت مین ہی دنیا مین نہین وہ اپنے آپ کا زخم کرنا ہی اور ایک ایسا ہی کہ اوسکی باز پرس دنیا و آخرت دونو مین ہی وہ زید کا زخمی کرنا ہے پس اوسکی دیت تین جگہہ بٹ گئی اور زید کو تہائی دینی آئی - جو شخص مسلمانون پر تلوار کھینچے یعنی اون کے خون کا ارادہ کرے تو اوسکا مار ڈالنا واجب ہی اور ایسے شخص کے مار ڈالنے سے کچھہ واجب نہین ہوتا نہ قصاص نہ دیت - اگر زید نے رات کو یا دن کو شہر مین یا غیر شہر مین عمرو پر ہتھیار کھینچا یا رات کو شہر مین اور دن کو غیر شہر مین اوسپر لاٹھی اوٹھائی اور عمرو نے اوسکو مار ڈالا تو عمرو پر کچھہ دیت یا قصاص لازم نہوگا اور اگر زید نے عمرو پر دن کو شہر مین لاٹھی اوٹھائی تھی اور عمرو نے

زید کو مار ڈالا تو عمرو سے قصاص لیا جاویگا - اگر دیوانہ آدمی زید پر مثلاً تمہیار کھینچے اور زید اسکو قصداً مار ڈالی تو زید پر اوس دیوانہ کی دیت ادا کرنی واجب ہوگی اسیطرح اگر لڑکا کسی پر تلوار کھینچے اور وہ لڑکے کو مار ڈالی تو اوسپر دیت واجب ہوگی - اور اگر کوئی جانور کسی پر حملہ کرے اور وہ شخص جانور کو مار ڈالے تو جانور کی قیمت مالک کے حوالہ کرنی ہوگی - اگر زید عمرو پر ایک تلوار کا ہاتھ لگا کر چلا گیا اور بکر نے آکر اوسکو مار ڈالا تو بکر کو اوسکے عوض مین قتل کرینگے لیکن یہہ حکم اوس صورت مین ہے کہ عمرو زید کی زخم سے زندہ رہے اور اچھا ہو جاوے - اگر کسی گھر مین چور گھس آوے اور مال چوراکر باہر نکلے اور مالک اوسکے پیچھے پڑے اور چور کو مار ڈالے تو مالک کے ذمہ کچھہ لازم نہوگا

باب جان مار ڈالنے سے نیچے کے نقصانون کا قصاص یعنی عوض لینے کے بیان مین - اگر زید نے عمرو کا ہاتھہ پہنچے سے کاٹ ڈالا ہو تو زید کا ہاتھہ بھی گٹے سے اوڑا دیا جاوے گو زید کا ہاتھہ عمرو کے ہاتھہ سے بڑا ہو اور پانو کا حال بھی یہی ہے کہ اگر جوڑ پر سے کاٹا ہوگا تو اوسکا پانون بھی جوڑ پر سے کاٹا جاویگا اور اگر زید نے عمرو کا نتھنا ناک کا خواہ کان کاٹ لیا یا آنکھہ ایسی پھوڑی کہ اوسکا نور جاتا رہا مگر اپنی جگہہ قائم رہی تو زید سے قصاص لیا جاویگا اور اگر آنکھہ کو بالکل نکال لے تو اوسمین قصاص نہوگا اور اگر دانت توڑ دی تو اوسکے دانت بھی توڑی جاوینگے گو دونو کے دانتون مین بڑے چھوٹے ہونیکا فرق ہو - جو زخم اسطرح کا ہو کہ ویسا زخم زخمی کرنیوالے پر کر سکتے ہین تو اوسکا عوض لیا جاویگا اور جو زخم اسطرح کے نہون یعنی یکسان نہو سکتے ہون اونمین قصاص نہوگا مثلاً اگر زید عمرو کی ہڈی توڑ دی تو زید سے قصاص نہ لینگے اسلئے کہ یہہ نہین ہو سکتا کہ جسطرح عمرو کی ہڈی ٹوٹی ہے اوسیطرح زید کی بھی ٹوٹے اسیطرح اگر کوئی مرد کسی عورت کا ہاتھہ یا پانون کاٹ ڈالی یا عورت مرد کا ہاتھہ یا پانون کاٹے تو قصاص نہ لیا جاویگا اسلئے کہ عورت مرد کے ہاتھہ پانون مین مماثلت نہین اور آزاد آدمی اگر غلام کا ہاتھہ کاٹ ڈالے یا ایک غلام دوسرے کا ہاتھہ کاٹے تو اونمین مماثلت ہے

کے نوبیسی بھی قصاص نہین ہان مسلمان اور کافر کے ہاتھہ یا نون یکسان ہین اگر ایک دوسرے کے ہاتھہ یا نون کاٹین گے تو عوض لیا جاویگا - اگر کوئی کسی کا ہاتھہ آدہی پہنچی سے کاٹ ڈالے تو قصاص نہوگا اسلئے کہ ہڈی ٹوٹنے مین برابری ممکن نہین - اور پیٹ کا زخم اگر اچھا ہوگیا ہو تو اوسمین قصاص نہین اور زبان اور ذکر کے کاٹ ڈالنے مین قصاص نہین اسلئے کہ یہہ دونو چیزین شکرتی پہیلتی ہین انمین مساوات ممکن نہین لیکن اگر سپاری کاٹی ہوگی تو البتہ قاتل سے قصاص لیا جاویگا - اگر زید نے عمرو کا ہاتھہ کاٹ لیا اور زید کا ہاتھہ چھوٹا ہوا ہی یا اونگلیان چھوٹی ہین اور عمرو کا ہاتھہ اچھا اور اونگلیان پوری ہین تو عمرو کو اختیار ہی چاہی زید سے قصاص لے یا قیمت اپنے ہاتھہ کی لیلے اور یہی حال ہی اگر زید نے عمرو کے سر مین زخم کیا ہو اور زید کا سر بہت بڑا ہو اور عمرو کا ذرا سا ہو ۔

فصل اگر قصاص کے طالب مال لیکر صلح کرلین تو مال دینا قاتل پر اوسی وقت واجب ہوجائیگا اور قصاص ساقط ہوجاویگا - اگر ایک شخص آزاد اور دوسرا غلام ملکر زید کو مارڈالے اور آزاد اور غلام کا مالک عمرو سی کہین کہ زید کے وارثون سی اس خون کی صلح ہزار روپیہ کی عوض کرادو اور عمرو اونکو ہزار لینے پر راضی کردی تو آزاد شخص اور مالک غلام کو آدہی آدہی دینے ہون گے یعنی ہر دو سے کی ذمہ پانسو ادا کرنے ہونگے - اگر مقتول کے وارثون مین سے کوئی اپنے حصہ کی عوض مال لینے پر صلح کرلے یا قاتل کو اپنا حق معاف کردی تو اس صورت مین بھی قصاص جاتا رہیگا اور باقی وارثون کو خون بہا کا حصہ ہی ملیگا اگر کئی شخص ملکر ایک کو قتل کرین تو سب قتل کئے جاوین گے اور اگر ایک شخص کئی کو قتل کرے تو صرف اوس قاتل کا قتل کرنا کافی ہے پس اگر مقتولون کے وارثون مین سے ایک مقتول کے وارث آوین اور قاتل سے قصاص کی درخواست کرین تو اوسکے عوض مین قاتل کو قتل کیا جاویگا اور باقی مقتولون کے وارثون کا حق ساقط ہوگا جیسے قاتل کے مرنیسے حق قصاص کا جاتا رہتا ہی اور قاتل کے وارثون سی اوسکا مواخذہ نہین رہتا

فص

- اگر دو شخصون نے ملکر ایک کا ہاتھہ کاٹا ہو تو دونو کا ہاتھہ کٹیگا بلکہ ہاتھہ کی دیت دونو سے لیجاویگی - اگر ایک شخص دو آدمیون کا ہاتھہ کاٹ ڈالے تو اون دونو کو اختیار ہی کہ اسکا ہاتھہ کاٹین اور آدہی دیت ہاتھہ کی اوس سے وصول کرین اور اگر اون دونو مین سے ایک حاضر ہو کر خواہان مجرم کے ہاتھہ کٹنے کا ہو اور اوسکا ہاتھہ کاٹا جاوی تو دوسرا اوسکو نصف دیت ہاتھہ کی پاویگا - اگر کوئی غلام اقرار کری کہ مین نے دانستہ خون کیا ہی تو اوس قصاص لیا جاوی گا اگر ایک شخص نے قصداً تیر دوسری کے مارا اور وہ تیر دوسری کو پار ہو کر تیسرے کو لگا اور دونو مرگئے تو تیر مارنیوالیکو دوسری کے عوض مین قتل کیا جاویگا اور تیسرے شخص کی عوض مین اوسپر دیت لازم ہوگی

فصل

فصل اگر زید عمرو کا ہاتھہ کاٹے اور پھر اوسکو مار ڈالے تو زید سے دونو قصورون کا مواخذہ ہوگا اگرچہ دونو حرکتین اوسنے دانستہ کی ہون یا خطا سے خواہ ایک دانستہ کی ہو اور دوسری چوک مین ہوگئی ہو اور دو کامون کے بیچ مین وقفہ پڑا ہو یا نہو غرض کہ ان سب صورتون مین دونو جرمون کا مواخذہ اوسسے ہوگا لیکن اگر چوک مین ہاتھہ کاٹا ہو اور ابھی عمرو اوس سے اچھا نہوا تھا کہ چوک ہی سے اوسکو قتل کیا تو اس صورتمین البتہ ایک دیت زید کی ذمہ پر واجب ہوگی اسیطرح یہہ صورت ہی کہ زید نے عمرو کے سو کوڑے لگائے نوے سے تو وہ اچھا ہوگیا مگر دس سے مرگیا تو اس صورتمین بھی ایک ہی دیت لازم آویگی - اگر زید نے عمرو کا ہاتھہ کاٹ ڈالا اور عمرو نے یہہ ہاتھہ کاٹنا زید کو معاف کردیا اور پھر اسی تکلیف مین مرگیا تو زید کو اوسکی دیت دینی ہوگی اور اگر یون معاف کیا کہ یہہ ہاتھہ کاٹنا اور جو کچھہ اس سے آگے ہو مین نے معاف کیا یا یہہ کہا کہ یہہ تقصیر زید کی معاف کی اور مرگیا تو اس صورتمین دیت زید پر نہ آویگی اور اگر زید نے خطا سے ہاتھہ کاٹا تھا اور عمرو نے معاف کردیا تو عمرو کی تہائی مال مین سے دیت معاف ہوگی اور اگر قصداً ہاتھہ کاٹا تھا تو کل مال سے دیت معاف متصور ہوگی - اگر ایک عورت نے زید کا ہاتھہ کاٹ ڈالا پھر زید نے

اوس سے نکاح کیا پھر اپنے ہاتھہ کا تاوان مقرر کیا اور اوسی تکلیف مین مرگیا تو عورت کو اوسکا
مہر مثل ملیگا اور عورت نے اگر زید کا ہاتھہ قصداً کاٹا ہوگا تو اوسکا تاوان عورت کے
مال مین سے لیا جاویگا اور اگر خطا سے کاٹا ہوگا تو دیت ہاتھہ کی اوس عورت کی قوم پر پڑیگی
اور اگر زید نے اوس سے نکاح کیا اور پھر اسطرح ٹھہرایا کہ اس ہاتھہ کا کٹنا اور جو کچھہ
اوس سے آیندہ کو پیش آوے یا اوس عورت کی تقصیر کو مہر قرار دیا اور ہاتھہ کے درد سے مر گیا
تو عورت کو دو نو صورتون مین مہر مثل ملیگا خواہ اوسنے ہاتھہ کاٹا ہو یا خطا سے اور
عورت پر کچھہ دینا لازم نہ آویگا اگر اوسنے ہاتھہ قصداً کاٹا ہوگا اور اگر براہ خطا کاٹا ہوگا
تو عورت کی قوم پر سے مہر مثل ساقط ہوجاویگا اور جو کچھہ زید نے اپنی دیت سے چھوڑا ہوگا
اوس کا تہائی حصہ عورت کی قوم کو پہنچیگا وصیت کے سبب سے اسلئے کہ زید مرگیا تو معلوم ہوا کہ
کہ عورت پر نفس یعنی جان کی دیت واجب تھی ہاتھہ کی نہتی اور دیت مہر ہوسکتی ہے مگر چونکہ
زید نکاح کے وقت بیمار تہا اور بیمار اگر کسی عورت سے کسی مال کی عوض مین نکاح کیا کرتا ہے
تو عورت کو مہر مثل ملا کرتا ہے اور جو کچھہ مہر مثل سے زیادہ ہوتا ہے اوسکو وصیت مین شمار
کیا کرتے ہین اور اس صورتمین عورت کو لیاقت وصیت کی نہین اسلئے کہ میت کی قاتل ہے
اور قاتل کے حق مین وصیت نہین ہوسکتی تو ضرور ہوا کہ یہہ وصیت زید کی اوس عورت
کے کنبے کے لئے ہو دی جب زید کی دیت عورت کی کنبے کے لئے وصیت ٹھہری تو عورت کا حق
اس دیت مین صرف مہر مثل ہے اسلئے مہر مثل اوسکی قوم پر سے ساقط ہوا اور دیت کا تہائی
حصہ اوسکے کنبے کو ملیگا لیکن یہہ تہائی اوس صورتمین ہوگی کہ مہر نکالنے کے بعد جو کچھہ میت
مین سے بچے وہ ترکہ میت کی تہائی ہوسکے تاکہ وصیت اوسمین جاری ہوسکے - اگر زید نے
عمرو کا ہاتھہ کاٹا اور اوسکے عوض مین زید کا ہاتھہ کاٹا گیا اور پھر عمرو ہاتھہ کے درد
سے مرگیا تو زید کو نہی قتل کیا جاویگا یعنی ہاتھہ کٹنے کے باعث جان کا قصاص اوسکی
ذمہ سے نجاویگا اگر مقتول کا وارث قاتل کا ہاتھہ کاٹ ڈالے اور مقتول کا خون اوسکو

معاف کردی تو وارث مذکور کو قاتل کے ہاتھہ کی دیت دینی ہوگی اسلیئے کہ اوسکا حق قصاص
لینی کا تھا ہاتھہ کاٹنی کا نتھا جب قصاص کو معاف کر دیا تو ہاتھہ کاٹنا اسکی طرف سی زیادتی
ہوئی اسلیئے ہاتھہ کی دیت لازم آویگی

باب خون کے باہمین گواہی دینی کے بیان مین - موجود شخص جس صورتمین کہ اوسکا
بھائی غائب ہو اور مدعی نہو اپنی گواہون کے باعث قصاص قاتل سی نہین لے سکتا یعنی
اگر مقتول کے دو لڑکے ہون ایک موجود ہی اور ایک غائب موجود نے دعوی قتل قاتل پر
پیش کر کے گواہ گذرانے تو ان گواہون کے سبب سے قاتل سے قصاص نہ لے سکیگا جب وہ غائب
لوٹ آوی تو گواہونکو پھر سی حاضر عدالت کرین تاکہ قاتل سے قصاص دونو بھائی لیوین آور اگر
قتل خطا سی ہوا ہو تو دیت ثابت کرنیکے لئے دوسری بھائی کا آجانا شرط نہین موجود شخص گواہون
سے قتل خطا ثابت کر دی قاتل پر دیت لازم ہوجاویگی اسیطرح اگر اون کے باپ کا کسی کے
ذمہ قرض ہوا اور موجود بھائی گواہون سی مدیون کے ذمہ قرض ثابت کر دی تو غائب کے آنی
پر اور گواہون کے دوہرانے پر منحصر نہ رہیگا - اگر صورت مذکورہ بالا مین قاتل ثابت کر دی
کہ غائب شخص نے اپنا حق مجکو معاف کر دیا ہی تو اوس سی قصاص نہ لیا جاویگا - اور اگر دو
بھائیون کا غلام مشترک مارا جاوی اور ایک بھائی وہان موجود نہو تو قاتل سے بدون غائب
کے موجود ہونیکی قصاص نہ لینا چاہئے - اگر مقتول کے تین وارث ہین اونمین سے دونے
گواہی دی کہ تیسرے نے اپنا حق قاتل کو معاف کر دیا تو یہہ گواہی لغو ہوگی پھر اگر قاتل نے
اون دونو کو سچا کہا تو قاتل سے دیت لیکر تینون وارثون کو ایک ایک تہائی برابر ملیگی اور
اگر قاتل نے اونکو جھوٹا بتایا تو اون دونو وارثون کو کچھہ نہ ملیگا تیسرے کو تہائی دیت
کی پہنچیگی - دو گواہون نے یہہ گواہی دی کہ قاتل نے مقتول کو پیٹا تہا اوس وقت سی
وہ چارپائی ہی پر پڑا رہا اور صحت نہ پائی یہانتک کہ مرگیا تو قاتل سے قصاص لیا جاویگا
- اگر دونو گواہ جگہہ اور وقت مین یا جس آلہ سی قتل کیا مثلاً لاٹھی خواہ ہتیار مین اختلاف

کہین کہ ایک گواہ کہے کہ لاٹھی سے مارا اور دوسرا کہے کہ مجھکو معلوم نہین کہ کس چیز سے مارا تو وہ گواہی باطل ہوگی - اور اگر دونون گواہون نے بالاتفاق بیان کیا کہ مقتول کو اس قاتل نے مارا اور ہمکو معلوم نہین کہ کس چیز سے مارا تو قاتل پر دیت دینی آویگی اگر دو قاتلون نے ایک مقتول کے مارنیکا اسطرح اقرار کیا کہ ہر ایک نے کہا کہ صرف مین نے تنہا قتل کیا ہی اور مقتول کے وارث نے دعوی کیا کہ تم دونونے بلکر قتل کیا ہی تو وارث مذکور کو اختیار ہی کہ دونو کو قتل کرے آور اگر اقرار کی جگہہ گواہی ہوتی تو لغو ہوتی یعنی اگر دو گواہ گواہی دین کہ اسکو زید نے تنہا مارا ہی اور دو دیگر کہین کہ صرف عمرو نے مارا ہی اور وارث کہے کہ عمرو اور زید دونو نے ملکر مارا ہی تو اس صورت مین چارون گواہون کی گواہی بیکار ہوگی ٭

باب قتل کیحالت کے بیان مین کہ کس وقت قتل معتبر ہوتا ہی - دیت وغیرہ کے باب مین تیر چلانے کا وقت معتبر ہے اُسوقت مقتول جیسا ہوگا اوسیکی اعتبار سے دیت ہوگی مثلاً اگر مسلمان پر تیر چلایا اور ہنوز تیر اُسکو نہ لگا تھا کہ وہ مرتد ہوگیا اور تیر لگ کر مرگیا تو دیت واجب ہوگی اسلئے کہ تیر چلانے وقت وہ مسلمان تھا اور اگر کافر کی تیر مارا اور وہ تیر لگنے سے پیشتر مسلمان ہوگیا اب تیر سے مرگیا تو دیت نہ آویگی اسلئے کہ وہ تیر چلانیکے وقت کافر تھا اور اگر غلام کے تیر مارا اور تیر لگنے سے پیشتر آزاد ہوگیا اور تیر سے جان بحق ہوا تو غلام کی قیمت دینی ہوگی دیت نہ دینی ہوگی اسلئے کہ تیر پھینکنے کے وقت غلام تھا گو تیر لگتے وقت ان مقتولون کا حال بدل گیا - اگر زید کو سنگسار کرنیکا حکم ہوا اور عمرو نے اوسکی طرف پتھر پھینکا اور پتھر لگنے سے پیشتر کوئی گواہ اوسکی زنا کا اپنی گواہی سے پھر گیا پھر زید پتھر لگنے سے مرگیا تو عمرو پر اوسکی دیت نہ آویگی اسلئے کہ پتھر پھینکنے کا وقت اسباب مین معتبر ہے پس جسوقت عمرو نے پتھر پھینکا تھا اوسوقت زید کا سنگسار کرنا واجب تھا گو بعد کو گواہ زنا سے پھر گیا اور زید قابل رجم نرہا - اگر تیر چلانے والا حالت اسلام مین شکار کی طرف تیر چلا دی اور پھر مرتد ہوجاوی اور مرتد ہونیکے بعد تیر شکار کے لگے تو وہ شکار حلال ہوگا اور اگر حالت کفر مین تیر چلایا اور پھر مسلمان ہوگیا تو شکار حرام ہوگا - اگر محرم آدمی شکار پر تیر مارے اور تیر لگنے سے پیشتر

باب قتل کیحالت کا اعتبار کس حالت مین ہوتا ہی

حلال ہو جاوے تو شکار کی جزا دینی پڑیگی کیونکہ تیر مارنیکے وقت احرام باندہی تھا اور اگر تیر چلاکر احرام باندہ لیا پھر تیر شکار کے لگا اور مرگیا تو جزا واجب نہوگی اسلئے کہ تیر چلاتے وقت محرم نہیں

کتاب الدیات اسمین دیتون کا یعنی خون بھا کی تعداد وغیرہ کا بیان ہے - قتل شبہ عمد کی دیت سو اونٹ چار طرح کے ہین پچیس ایسی جنکو دوسرا برس ہو اور پچیس جنکو تیسرا برس ہو اور پچیس جنکو چوتھا سال ہو اور پچیس جنکو پانچوان سال ہو اور دیت سخت فقط اونٹون ہی مین ہی کہ کئی طرح کے دینے پڑتے ہین اگر درم یا دینار سے دیت ادا کرے تو ایک طرح کی دیت ہے قتل خطا کی دیت بھی سو اونٹ ہین مگر پانچ طرح کے تیس دوسری برس مین کے تراوین اسی عمر کے اور تیس تیسری برس کے اور تیس چوتھی سال مین ہون اور تیس جو پانچوین مین ہون یا ہزار دینار یا دس ہزار درم سو اونٹون کے عوض دیوے - اور قتل شبہ عمد اور خطا دونو کا کفارہ وہی ہے جو قرآن مجید مین مذکور ہی یعنی مسلمان بردہ کا آزاد کرنا اور اگر بردہ نہو سکے تو دو مہینے لگاتار روزے رکھنے - کفارہ مین قتل کے کہانا مسکین کو کھلا دینا جائز نہین اور نہ ماکے پیٹ کی اندر کی بچہ کو آزاد کرنا درست ہی - ہان اگر بچہ دودہ پیتا ہو اور اوسکی والدین مین سے کوئی مسلمان ہو تو اوسکا آزاد کرنا کفارہ مین درست ہوگا اور والدین مین سے کیسکا مسلمان ہونا اسلئے ہی کہ بچہ بھی اوسکی تبعیت سے مسلمان ہووے - عورت کی دیت خواہ جان کا بدلہ ہو خواہ ہاتھ پانون وغیرہ کا مرد کی دیت سے آدہی ہے اور مسلمان اور ذمی کی دیت برابر ہے *

فصل صورتون مفصلہ ذیل مین پوری دیت واجب ہوتی ہی یعنی جان سے مارنی اور ناک کاٹنی اور زبان کاٹنی اور ذکر کاٹنی اور سپاری کاٹنی اور عقل دور کرنے اور قوت سننی یا دیکھنی یا سونگھنے یا ذائقہ کے دور کرنے اور داڑہی اور سر کو اسطرح مونڈنیمین کہ پھر بال نہ جمین اور دونو آنکھین پھوڑ ڈالنی اور دونو ہاتھ خواہ دونو پانو خواہ دونو کان خواہ دونو خصیے خواہ عورت کی دونو چھاتیان کاٹ ڈالنی مین اور دونو ابرو کے مونڈ ڈالنی مین

کہ بیرنہ جین دیت کامل دینی ہوگی - جو چیزین کہ دو دوہین مثلاً آنکہ اور کان اور ہاتھہ اور پانو انہین سے ایک کی کاٹنے یا پھوڑنے سے نصف دیت لازم آویگی - اگر دونو آنکہون کی چار دن پلکون کے بال دور کر دئی تو پوری دیت ہوگی اور ایک پلک کی بال دور کیے تو چوتھائی دیت دینی آویگی - ہاتھہ اور پانو مین سے ایک انگلی کے کاٹنے سے دیت کا دسوان حصہ ہوگا اور جن انگلیون مین تین پورین ہین انکی ایک پور کی دیت انگلی کی دیت کی تہائی ہے اور جنمین دو پورین ہین مثلاً انگوٹھا تو اوسکی پور کی دیت انگلی کی دیت کی آدہی ہوگی - ایک دانت کی دیت پانچ اونٹ یا پانسو درم ہین - جو عضو کہ ضرب کے باعث بیکار ہوجاوے یعنی جس کام کا تہا اوس سے جاتا رہے مثلاً ہاتھہ سوکہ جاوے یا آنکہہ مین بینائی نہ رہے تو اوسمین پوری دیت لازم ہوگی

فصل

فصل زخمون کی دیت کے بیان مین - جس زخم سے کہ سر کی ہڈی کہلجاوے اوسکی دیت بیسوان حصہ دیت کا ہے اور جس سے ہڈی سر کی ٹوٹجاوے تو دیت کا دسوان حصہ اور جس سے ہڈی ٹوٹکر سرک جاوے اوسکی دیت دسنوان اور بیسنوان حصہ دیت کا ہے یعنی دونو کا مجموعہ اگر زخم مغز تک پہنچا ہو تو تہائی دیت کی اوسکی دیت ہے اسیطرح پیٹ کا زخم جو اندر تک پہنچے اوسکی بھی دیت تہائی ہے لیکن اگر پیشہ کی طرف پہنچ گیا ہو تو دو تہائی دیت کی اوسکی دیت ہوگی - اور جس زخم سے صرف سر کی کہال چہل جاوے اور خون نہ نکلے یا خون چکے اور بہی نہین یا خون بہی یا کہال کٹ جاوے یا گوشت کٹجاوے یا ہڈی کے پاس کی جہلی تک زخم پہنچ جاوے تو یہہ زخم اگر خطا سے ہوئی ہون تو جو ایک مرد عادل انکی دیت دینی کو کہے اوسقدر دیت دینی ہوگی - زخمون مین سوا اوس زخم کے جس سے ہڈی کہل جاوے اور نہ زخم کیا ہو اور کسی زخم مین قصاص نہین - ایک ہاتہہ کی سب انگلیون مین اگرچہ مع ہتیلی کٹی ہون نصف دیت ہوگی اور اگر نصف گٹے تک کٹی ہون تو انگلیون مین نصف دیت ہوگی اور باقی مین مرد عادل کا قول - اگر ہتیلی مع ایک انگلی کے کاٹی تو دسوان حصہ دیت کا اور دو انگلیون کے ساتھہ مین پانچون حصہ دیت کا ہوگا اور ہتیلی مین کچہہ

واجب نہین - اگر کسیکی زائد اونگلی کاٹی یا بچہ کی آنکھ مین چوٹ لگائی یا اوسکا عضو تناسل کاٹ
یا زبان کاٹی اور بچہ کے دیکھنے سے آنکھ کا حال اور بولنے سے زبان کا اور ہلنے سے ذکر کا حال
معلوم ہوگیا کہ یہہ اعضا اچھے ہین تو مرد عاول کے کہنے کے موجب دینا پڑیگا اور اگر اونکی
صحت کا حال معلوم نہو تو بچہ کا حال مثل بالغ کے اعضا کی ہوگا جسکا بیان اوپر گذر چکا ہے -
اگر زید نے عمرو کے سر پر زخم لگایا جس سے اوسکی عقل جاتی رہی یا سر کے بال نہ جمے تو زید
کو دیت کامل دینی ہوگی اور اس دیت مین زخم کی دیت بھی آگئی اور اگر زخم مذکور سے
اوسکی سننے کی قوت یا دیکھنے کی یا بولنے کی بھی جاتی رہی تو انکی دیت اوس دیت مین داخل نہوگی
بلکہ ان کی دیت جدا دینی پڑیگی - اگر زید کے سر پر ایسا زخم لگایا جس سے اوسکی آنکھین
جاتی رہین یا ایک اونگلی کاٹی اور دوسری اونگلی بھی سوکھ گئی یا اوپر کی پور کاٹی اوس سے
نیچی کی باقی اونگلی سوکھ گئی یا ہاتھ نکما ہوگیا یا اوپا دانت توڑا اور باقی رہ ہو اسیاہ
پڑگیا تو ان سب صورتون مین قصاص نہ لینا چاہیئے بلکہ مجرم پر دیت دینی ہر قصور کی واجب
ہوگی - اگر ایک شخص کا دانت دوسرے نے اوکھاڑ ڈالا اور اوسکی جگہہ دوسرا نکل آیا
تو دوسرے پر کچھہ تاوان نہ رہیگا اور اگر دوسرے سے قصاص لیا گیا بعد قصاص کے اوس
شخص کا وہی دانت جم آیا تو اول پر دوسرے کے دانت کا تاوان واجب ہوگا - اگر زید
نے عمرو کے زخم لگایا اور وہ زخم بھر گیا اور اوسکا نشان بھی باقی نرہا یا زید کی مار کی
جہت سے عمرو مجروح ہوگیا تھا پھر اچھا ہوگیا اور نشان نہ رہا تو زید پر کچھہ تاوان نہوگا
- اور زخم کرنیکا قصاص جبتک کہ مجروح اچھا نہو لے لینا نچاہیئے اسلئے کہ احتمال ہے کہ زخم
شاید بگڑ جاوے اور مجروح مر جاوے تو اس صورت مین مدعا علیہ کو جان سے مارنا لازم
آویگا - جس قتل عمد مین کہ شبہہ ہے قصاص جاتا رہے جیسے باپ اپنے بیٹے کو قصداً مار ڈالے
کہ اسمین یہہ شبہہ ہے کہ اگر قصاص لیوین تو خون کے وارث کو خون کی عوض مین مارنا
ہوگا تو ایسے قتل مین مقتول کی دیت خاص قاتل کے مال مین ہوگی اوسکی قوم کے مال

پر نہ آوے گی اور یہی حال ہے اگر خون سے یا زخم سے مال پر صلح کی ہو یا خون اور زخم قاتل کے
اقرار سے ثابت ہوا ہو یا دیت بیشتر تین حصہ سے کم ہو تو یہہ مال بھی قاتل کے مال مین سے دینا
ہوگا۔ بچہ اور دیوانہ جو کچھ تقصیر خون اور زخم کی قصداً کرین تو اوسکا حکم خطا کا سا ہے
اور اوسکی دیت اونکی کنبے پر ہوگی اور اونپر کفارہ نہین ہوتا اور نہ مقتول کی میراث سے محروم ہوتے

فصل

فصل حمل کے بچہ کے قتل کی صورتین۔ اگر کسی نے حاملہ عورت کی پیٹ پر مارا اور اوسکا
بچہ مرا ہوا گر پڑا تو مجرم پر ایک بردہ پوری دیت کی بیشتر تین حصہ کا دینا آویگا اور اگر جیتا
بچہ گر کر مرجاوے تو پوری دیت لازم ہوگی اور اگر مردہ بچہ گرے اور پھر وہ عورت مرجاوے
تو دیت عورت کی اور بچہ کی عوض بردہ لازم آویگا اور اگر عورت پہلے مرجاوے پھر مردہ
بچہ نکلے تو صرف دیت عورت کی لازم ہوگی۔ اور جو حمل کہ اوسکی گراوینے مین بردہ لازم
ہوتا ہے اوس سے وراثت لیجاوے اسلئے کہ اوسکو حیات کا حکم ہے یعنی گویا زندہ پیدا ہوکر
مرا پس میراث بھی اوسکے وارثون کو ملنی چاہئے مگر مجرم اوسکی مال سے کچھ نہ پاویگا
مثلاً ایک شخص نے اپنی بی بی حاملہ کے پیٹ پر مارا اور اوس شخص کا لڑکا جو پیٹ مین تھا
وہ مردہ نکل پڑا تو اس شخص کے کنبے پر بردہ اوس بچہ کے عوض لازم ہوگا اور باپ
کو اوس بچہ کی میراث نہ پہنچیگی۔ اور لونڈی کے پیٹ کی بچہ کی یہہ صورت ہے کہ اگر لڑکا
گرے تو یہہ دیکھا جاویگا کہ اگر جیتا تو کتنی کا ہوتا جتنی قیمت کا ٹھہرتا اوسکا بیسوان حصہ
مجرم کو دینا ہوگا اور اگر لڑکی گرے تو بچہ کی قیمت کا دسوان حصہ لازم آویگا۔ اگر زید
نے عمرو کی لونڈی کے پیٹ مین مارا پھر عمرو نے اوسکی حمل کو آزاد کردیا بعد اسکے
اوس لونڈی کا وہ حمل گر گیا اور بچہ مرگیا تو زید کو زندگی کے حال کے اعتبار سے اوسکی
قیمت دینی آویگی اور بچہ کے عوض مین بردہ کا کفارہ لازم ہوگا۔ اگر عورت نے حمل
گرانیکی دوا پی یا اپنی شرمگاہ مین کچھ رکھلیا جس سے بچہ گر گیا تو اگر یہہ کام بدون شوہر
کی اجازت کے کیا ہوگا تو عورت کی کنبے پر بردہ دینا بیشتر تین حصہ دیت کا لازم ہوگا اور

اجازت سے کیا ہو تو کچھ نہ لازم ہوگا

فصل راہ مین اگر کوئی کچھ امر نیا کرے اوسکے بیان مین - اگر کوئی شخص شارع عام کی طرف سنڈاس یا پرنالہ نکالے یا برج خواہ چبوترہ یا دوکان بنا دے تو ہر شخص کو ان چیزون کے توڑنیکا اختیار ہے - کوچۂ نافذہ مین گھر والیکو بھی امور کرنے درست ہین بشرطیکہ لوگون کو ضرر نہو اور سربند کوچہ مین بدون اوسکے باشندونکی اجازت کی اسلحہ کا تصرف جائز نہین - اگر ایسی چیزون کے گرنیسے کوئی مرجاوے تو میت کی دیت اوس شخص صاحب خانہ کی کنبہ پر ہوگی اور یہی حال ہے اگر راہ مین کنوان کھودے یا سیل رکھدے اور ان کے سبب سے کوئی آدمی ضائع ہوجاوے تو اوسکی دیت بھی اوس شخص کے کنبہ پر ہوگی لیکن اگر کوئی جانور تلف ہوگا تو اوسکا تاوان اوس شخص کے مال مین ہوگا قوم پر دینا نہ آویگا - اگر کوئی شخص بادشاہ کی اجازت سے راستہ مین پاخانہ وغیرہ کے لئے کمتا بنا دے یا اپنی ملک مین کھودے یا راستہ مین بلا اجازت بادشاہ کے لکڑی رکھدے یا پل بنا دے اور کوئی شخص قصداً اوس لکڑی اور پل پر سے گذرے اور تلف ہوجاوے تو ان سب صورتون مین تاوان نہ دینا ہوگا - اگر کوئی شخص راہ مین بوجھ اوٹھائے جاتا ہے اور وہ بوجھ کسی پر گر پڑا اور وہ دب کر مرگیا تو اوس شخص پر ضمان ہوگا اور اگر چادر پہنے جاتا تھا اور اوسکی گرنیسے کوئی مرگیا تو تاوان نہوگا - اگر محلہ کے آدمیون مین سے کسی نے وہان کی مسجد مین قندیل باندہی یا بوریے ڈالے یا کنکر بچھائی اور اوس سے کوئی آدمی مرگیا تو اوس شخص پر ضمان نہوگا اور اگر ان کامون کا کرنیوالا اوس محلہ کا رہنے والا نہو تو ضامن ہوگا - اگر کوئی شخص مسجد مین بیٹھا تھا کہ اوس سے دیکر دوسرا ہلاک ہوگیا تو بیٹھنے والا گو اوسی محلہ کا ہو اگر نماز مین نہوگا تو ضمان دینا پڑیگا اور نماز مین ہوگا تو ضمان لازم نہ آویگا

فصل جھکی ہوئی دیوار کے بیان مین - اگر زید کی دیوار شارع عام کی طرف کو جھکی ہوئی ہو اور کسی مسلمان خواہ ذمی نے زید سے اوسکے توڑ ڈالنے کو کہدیا ہو اور جتنے عرصہ مین

کہ وہ توڑ دا سکتا تھا اوتنی مدت گذر گئی تو اب جو کچھ اوس دیوار سے جان خواہ مال کا نقصان ہوگا وہ زید کو دینا پڑیگا - اور اگر اول ہی سے زید نے اوسکو جھکی ہوئی بنائی تھی تو اس صورت مین کسیکے کہنے وغیرہ کی کچھ شرط نہین جو کچھ اوس سے نقصان ہوگا وہ زید کو دینا پڑیگا - اگر دیوار کسیکے مکان کی طرف کو جھکی تو اوسکی توڑ دانیکی درخواست اوس مکان کے مالک کی ذمہ ہے اگر مالک مکان دیوار والیکو مہلت دے یا بری الذمہ کر دے تو درست ہے یعنی پھر مالک کا نقصان ہوگا تو دیوار والیکو دینا نہ آویگا بخلاف اوس صورت کی کہ دیوار شارع عام کی طرف کو جھکی کہ اس صورت مین کسی خاص آدمی کے مہلت دیدینے اور بری الذمہ کر دینے سے دیوار والے پر سے مواخذہ نہ جاویگا - اگر ایک دیوار پانچ آدمیون کی ملک ہے اور اونمین سے ایک پر گواہ کر دئے گئے کہ تیری دیوار جھک گئی ہے اسکو توڑ ڈال پھر وہ دیوار گری اور کوئی شخص دب کر مر گیا تو جس شخص سے توڑ ڈالنے کو کہدیا تھا اوسپر پانچوان حصہ دیت کا لازم ہوگا - اگر ایک احاطہ مین تین شریک ہین اونمین سے ایک نے اوسمین کنوان کھودایا دیوار بنائی اور اوس سے کوئی شخص ہلاک ہوگیا تو اوسکی ذمہ دو تہائی دیت کی دینی آویگی اسلئے کہ اپنے حصہ مین اون چیزون کے بنانے سے ضمان نہین لازم آتا مگر چونکہ اپنے دو شریکون کے حصہ مین یہہ امر کیا تو گویا غصب کی راہ سے کیا اسلئے دو تہائی دیت کی دینی ہونگی

باب جانور اگر کسیکا نقصان کرے یا کوئی جانور کا نقصان کرے اور دوسری مسائل کے بیان مین - اگر سوار کی سواری کا جانور کوئی چیز یا آدمی اپنی ٹانگون مین ملدے یا سر کی ٹکر سے یا منہ کی کاٹنے سے یا ٹاپ مارنے سے تلف کر دے تو سوار پر ضمان آویگا لیکن اگر جانور لات مارنیسے یا دم سے کچھ نقصان کر دے تو ضمان نہ آویگا مگر اوس صورت مین کہ سواری کو راہ مین کھڑا کر دیا ہو کہ اس صورت مین نقصان کا ضمان بنا پڑیگا - اگر جانور کی ٹانگون سے کوئی کنکر یا گٹھلی اوچھلی یا خود اوسنے ٹانگون سے غبار یا چھوٹے ڈھیلے اڑائے اور اونمین سے

باب جانور کے نقصان دینے کے بیان

کسیکی آنکھ مین کوئی کنکر گٹھلی وغیرہ جا لگی اور اوسکی آنکھ پھوٹ گئی تو سوار پر ضمان نہوگا اور اگر جانور نے بڑی ڈھیلی اڑائی تو ضمان ہوگا - اگر راہ مین جانور کو لید پیشاب کرنیکے لئے کھڑا کیا اور اوسنے لید یا پیشاب کیا اور اوس سے کوئی تلف ہوگیا تو سوار پر ضمان نہوگا اور اگر کسی اور مطلب کو کھڑا کیا تھا اور جانور نے بگ موت دیا اور اوس سے کوئی ضائع ہوا تو ضمان ہوگا اور جو کام کہ اونسی سوار پر ضمان آتا ہی اونہین سے جانور کے ہانکنے والے اور بگ کھینچ تام کر لیجانیوالے پر بھی ضمان آتا ہی فرق اتنا ہی کہ اگر کوئی جان سے مرجاوی تو سوار کو کفارہ دینا بھی لازم ہوتا ہی اور ہانکنے والے اور لیجانیوالے پر کفارہ لازم نہین - اگر دو سوار یا دو پیادے یا سوار پیادے ٹکرا کر ایک دوسرے کے دھکے سے مرجاوین تو ہر شخص کی دیت دوسرے کے کنبے پر ہوگی - اگر ایک شخص نے اپنے جانور کو پیچھے سے ہانکا اور اوسکا زین کسی آدمی پر گر پڑا اور وہ مرگیا تو ہانکنے والے پر دیت کا ضمان ہوگا - اگر زید اونٹ کی قطار نکیل تھامے آگے لئے جاتا تھا اور ایک اونٹ کی پالو تلے کوئی آدمی روندا گیا تو زید کے کنبے پر میت کی دیت آویگی اور اگر زید کے ساتھ بکر قطار کو پیچھے سے ہانکتا تھا تو میت کی دیت زید اور بکر دونو پر آویگی اور اگر اونٹ مذکور کو کسی نے قطار مین باندہ دیا تھا تو جو کچھ آگے سے لیجانیوالے کی کنبے کو میت کے عوض دینا پڑی وہ اونٹ باندھنے والیکے کنبے سے بھر لین - اگر کوئی شخص کسی جانور کو دوڑا دی اسطرح کہ پیچھے سے اوسے ہانکدی تو اوّل ہی دوڑ مین اگر آدمی یا مال کا نقصان ہوجاویگا وہ اوسکو دینا پڑیگا اور اگر چند جانور کو اڑایا یا کتا چھوڑا اور پیچھے سے نہ مارا یا چوپایہ خود بخود بھاگا اور اون سے کسیکی جان یا مال کا نقصان ہوا اونکو خواہ رات کو تو ضامن نہوگا - اگر قصائی کی بکری کی آنکھ نکال لی تو جسقدر بکری کی قیمت مین نقصان ہوگا دینا پڑیگا اور اگر بدنہ یعنی قربانی کا ہی اور اونٹ کی آنکھ نکالی تو اوسکا مثل دینا ہوگا اور اگر گھوڑے یا گدہے کی آنکھ نکالی تو چوتھائی قیمت دینی ہوگی ۔

باب برہ کے نقصان کے بیان مین یعنی وہ کسیکا نقصان کرے یا اوسکا کوئی نقصان کرے

باب برہ کے نقصان کے بیان مین

- بردہ اگر سبب سے نقصان کرے تو واجب ہو کہ اوسکو ایک بار مالک نقصان والون کے حوالہ
کرے بشرطیکہ بردہ مذکور حوالہ کرنیکے قابل ہو اور اگر وہ قابل حوالہ کرنیکے نہ رہا ہو مثلاً بعد قصور کے
مالک نے اوسکو آزاد کر دیا ہو تو مالک اوسکی ایک قیمت سب نقصان والون کے حوالہ کر دی
یعنی سب نقصان والون کو ایک ایک قیمت مالک نہ دیوے بلکہ ایک ہی قیمت سب کے حوالہ کر دی
- غلام نے قصداً کسی کا نقصان کیا اور مالک نے غلام مذکور اوسکے حوالہ کیا تو وہ اوس
غلام کا مالک ہو جاویگا جبتک کہ مالک اوسکی نقصان کا عوض دیکر نہ چھوڑ لے اب اگر مالک
تاوان نقصان دیکر چھوڑا دے اور غلام پھر نقصان کسی کا کرے تو اسکا حکم مثل نقصان گذشتہ
کے ہو کہ مالک یا نقصان والیکو غلام دیڈالے یا اوسکی نقصان کا تاوان ادا کرے - اگر
غلام دو نقصان ایک ہی دفعہ کرے تو اسمین بھی مالک یا دو نقصان والونکو غلام دیڈالے
یا دونو کے نقصان کا تاوان دے - اگر غلام نے قصور کیا اور مالک کو اوسکا علم نہوا اور
اوسکو آزاد کر دیا تو مالک کو اوس نقصان کے تاوان اور غلام کی قیمت مین سے جو کم ہوگا
وہ دینا آویگا اور اگر اوسکے قصور کا حال معلوم تھا اور آزاد کر دیا تو نقصان کا تاوان ہی
دینا لازم ہویگا - اسیطرح بیع کا حال ہے کہ اگر قصور سے مطلع ہو کر غلام کو بیچ ڈالیگا تو قصور کا تاوان
دینا پڑیگا اور اگر مالک غلام کی آزادی کو کسی شخص کے مار ڈالنے یا تیر مارنے یا اوسکو زخمی
کرنے پر مشروط کرے اور غلام مذکور ان حرکات کا مرتکب ہو تو آزاد ہو جاویگا اور مالک کو
تاوان میت یا مجروح کا دینا ہوگا - اگر غلام نے کسی آزاد کا ہاتھ قصداً کاٹ لیا اور مالک
نے وہ غلام اوس آزاد کو دیڈالا اور اوسنے غلام مذکور کو آزاد کر دیا اور پھر اوس ہاتھ
کے درد مین مرگیا تو اوس غلام کا دیڈالنا اوس تقصیر سے صلح ہوگی یعنی تاوان آزاد کے
قتل کا مالک کے ذمہ کچھ نہوگا ہان اگر آزاد نے اوس غلام کو آزاد نہ کیا ہو اور ہاتھ کے
درد سے مرگیا ہو تو غلام مالک کو پھیر دینگے اور غلام سے قصاص لینگے - اگر غلام ماذون قرضدار
کسی کا نقصان خطا سے کرے اور مالک کو اوسکے قصور کی اطلاع نہو اور وہ اوسکو آزاد کر دے

تو مالک غلام مذکور کی ایک قیمت تو قرضدارونکو دی اور ایک قیمت نقصان والیکو حوالہ کری
- اگر لونڈی ماذون قرضدار ہوا و بچہ جنی تو اوسکو مع بچہ کے قرضہ مین فروخت کیا جاویگا
لیکن اگر ماذون لونڈی کسیکا نقصان کری اور بچہ جنی تو نقصان والیکو صرف لونڈی ملیگی
اوسکا بچہ نہ دلایا جاویگا - زید کا ایک غلام ہی اور عمرو نے اقرار کیا کہ اسکی آقا نے اوسکو
آزاد کر دیا ہی اب اگر غلام مذکور عمرو کے ولی مثلاً باپ کو خطا سی مار ڈالیگا تو عمرو کو اوسکی
دیت نہ مالک سی ملیگی نہ غلام کے کنبی سے اسلئے کہ عمرو کے گمان مین تو وہ آزاد تھا اسلئے مالک
سی مواخذہ نرہا اور چونکہ وہ واقع مین غلام ہی اسلئے اوسکے کنبے والون سے مطالبہ
نچاہیگی - اگر آزاد کیگئی ہوئی غلام نے کسی شخص سے کہا کہ مین نے تیری بھائی کو حالت غلامی
مین قتل کیا ہی اور اوسنے کہا کہ نہین بلکہ تو نے آزاد ہونیکی بعد قتل کیا ہی یعنی اوسکا قصاص
یا دیت تیری ذمہ ہی مالک کے ذمہ نہین تو اس صورتمین غلام کا قول معتبر ہوگا اور اوس سے
قصاص یا دیت کا مواخذہ نکیا جاویگا - اگر مالک نے اپنی لونڈی آزاد کرکسی کہا کہ جب تو میری
لونڈی تھی مین نے تیرا ہاتھ کاٹا تھا اور لونڈی نے کہا کہ تو نے آزاد کرنیکے بعد میرا ہاتھ کاٹا ہی یعنی قصاص
یا دیت تجھپر لازم ہی تو لونڈی کا قول معتبر ہوگا اور یہی حال ہے اون چیزون مین جو آزاد کی ہوئی
لونڈی سے مالک لے لیوی اور دعوی کری کہ مین نے آزادی سی پیشتر لی ہین اور لونڈی
کہے کہ بعد آزادی کے تو لونڈی کا قول معتبر ہوگا مگر اوس سے صحبت کرنیمین اور مزدوری کی کمائی
مین اگر اختلاف ہو تو قول مالک کا ہوگا نہ لونڈی کا - ایک غلام جو تجارت سی ممنوع تھا اوسنے
ایک آزاد لڑکے سی کسی شخص کے مار ڈالنی کو کہا اور اوس لڑکے نے مار ڈالا تو اوس
میت کی دیت لڑکے کی قوم پر ہوگی اسیطرح اگر غلام کو کوئی کسی کے مار ڈالنی کو کہے اور وہ
مار ڈالے تو دیت اوسکی مالک پر ہوگی یا غلام کو مقتول کے وارث کے حوالہ کرنا پڑیگا - ایک
غلام نے زید اور عمرو کو قصداً مار ڈالا اور زید کے بھی دو وارث ہین اور عمرو کے بھی دو
وارث ہین جنمین سے ایک ایک نے خون غلام کو معاف کر دیا تو مالک اوس غلام کا آدھا

زید اوعمرو کے اون دو وارثون کو دیوی جنہون نے معاف نہ کیا اور اگر آدھا غلام نہ دے
تو دیت آدھون آدھ اون دونو کو دیدی اور اگر زید کو غلام نے قصداً مارڈالا اور عمرو کو خطا سے
اور زید کے دو وارثون مین سے ایک نے معاف کر دیا تو مالک یا تو پوری دیت عمرو کے دونو
وارثون کو اور آدھی دیت زید کی ایک وارث کو جسنے معاف نہین کیا حوالہ کرے یا غلام کو تین
تینون کے حوالہ کرے کہ تھائی تھائی لے لین یعنی ایک حصہ زید کے ایک وارث کا اور دو حصے
عمرو کے دونو وارثون کے - دو شخصون مین ایک غلام مشترک تھا اوسنے اون دونو کے
رشتہ دار کو مارڈالا اور اون دونو مین سے ایک نے بحصہ خون اوسکو معاف کر دیا تو مقتول کا
سب خون ویسے ہی گیا یعنی دوسرے مالک کو اوسکی بابت معاف کرنیوالے پر کچھ مواخذہ نہین پہنچیگا

فصل

فصل ایک غلام کو کسی نے خطا سے مارڈالا تو قاتل سے اوسکی قیمت مالک کو دلائی جاویگی
لیکن اگر اوسکی قیمت دس ہزار درم ہوگی تو اوسمین سے دس درم کم لینگے تاکہ غلام کی خون بہا
آزاد شخص کی دیت کی برابر نہو جاوے اور اگر قیمت دس ہزار سے زیادہ ہوگی تب بھی دس کم
دس ہزار دلاوینگے اور اگر لونڈی کو کوئی مارڈالے اور اوسکی قیمت پانچہزار درم ہو
تب بھی دس کم پانچ ہزار دلائی جاوینگے بخلاف اوس غلام کے جو کسی نے غصب کر لیا ہو
اور غاصب کے پاس مرجاوے کہ اس صورتمین غلام مذکور کی پوری قیمت دینی غاصب پر لازم ہوگی
گو دس ہزار سے کتنی ہی زیادہ ہو - آزاد کے لئے نقصان کے عوض مین جتنی دیت ٹھہری ہوئی
ہے اتنی ہی غلام کے نقصان مین اوسکی قیمت مین سے ہوگی مثلاً اگر غلام کا ہاتھہ کوئی کاٹ ڈالے
تو غلام کی نصف قیمت اوسکو دینی ہوگی اسلئے کہ آزاد کے ہاتھہ کاٹنے مین نصف دیت لازم
ہوتی ہے - اگر کسی غلام کا ہاتھہ کسی نے کاٹ ڈالا اور اوسکی مالک نے اوسکو آزاد کر دیا
اور آزاد ہونیکے بعد وہ ہاتھہ کے درد مین مرگیا اور اوسکے دوسرے وارث بھی ہین تو قاتل
سے قصاص نہ لیا جاویگا اسواسطے کہ قصاص کا مدعی معین نہین رہا کہ مالک ہوگا یا وارث
اور اگر اوسکا وارث اور کوئی نہو تو قاتل سے قصاص لیا جاویگا اسلئے کہ اس صورت مین

دعی قصاص کا مالک ہی ہے - اگر زید کے دو غلام ہین اور اوسنے دونو سے کہا کہ تم مین سے
ایک آزاد ہی پھر کسی نے اون دونو کو زخمی کر دیا اور اب مالک نے بیان کیا کہ مین نے انمین سے
فلان کو آزاد کیا تہا تو دونو کے زخم کا تاوان مالک کو ملیگا - اگر زید عمرو کے غلام کی دونو
آنکھین پھوڑ دی تو عمرو کو اختیار ہی چاہی غلام زید کے حوالہ کری اور اوس سے پوری قیمت
لے لے یا غلام اندہا اپنے پاس رکہی اور زید سے کچہ نہ لے اسلئے کہ غلام جسم کے اعتبار سے
تو زندہ آدمی اور فائدہ کے اعتبار سے مردہ اور آنکھین پھوڑنیکی صورت مین تمام قیمت واجب ہوتی
ہی اور وہ بدن اور آنکھون دونو کی ہی پس اگر غلام کو رکہی گا تو آدمی ہونیکا اعتبار لحاظ
کیا جاویگا اور فائدہ اوسکا تابع متصور ہوگا کیونکہ صفات ذات کے تابع ہین پھر اس صورت
مین اگر زید سے کچہ لیگا تو بدل اور بدل منہ دونو اوسکی پاس ہوجاوینگے اور یہہ درست
نہین - اگر مدبر یا ام ولد کسی کا کچہ نقصان کردین تو مالک کو اونکی قیمت اور تاوان مین سے
جونسا کم ہوگا دینا آویگا اور اگر مالک قاضی کے حکم سے اونکی قیمت نقصان والیکو دیچکا
ہو اور پھر وہ نقصان کرین تو دوسرا نقصان والا پہلی نقصان والیکا شریک اونکی قیمت
مین ہوگا جو مالک سے اوسے ملی ہے اور اگر مالک نے بدون حکم قاضی کے قیمت پہلی نقصان والے
کو دی ہو تو دوسری کو اختیار ہی کہ مالک سے اپنے نقصان کے تاوان کا مواخذہ کری یا پہلی نقصان والے سے

باب غلام اور مدبر اور لڑکے کے غصب کرنے اور اس اثنا مین انمین نقصان پڑ جانیکے بیان مین
- اگر ایک غلام کا ہاتہ کسی نے کاٹ ڈالا ہو پھر اوسکو کوئی دوسرا شخص چھین لے اور غاصب
کے پاس وہ غلام ہاتہ کی تکلیف سے مرجاوے تو غاصب پر ہاتہ کٹے غلام کی قیمت دینی آویگی
صحیح سالم کی دینی نہ آویگی - اگر زید نے کسی کا غلام غصب کیا اور عمرو نے زید کی جان اوسکا
ہاتہہ کاٹا اور وہ غلام مرگیا تو زید اوسکی تاوان سے بری ہوگیا یعنی اب تاوان عمرو پر دینا ہوگا
- ایک غلام نے جسکو تجارت کی اجازت نہ تہی آپ جیسے غلام کو چھین لیا اور دوسرا غلام اوس غلام
غاصب کے پاس مرگیا تو غاصب پر قیمت دوسرے غلام کی آویگی اپنے آزاد ہونیکے بعد اوسکی

عمرو نے بکر کے مدبر غلام کو غصب کیا اور مدبر نے عمرو کے یہان خالد کا قصور کیا پھر وہ مدبر بکر کو ملگیا اور اب زید کا اوسنے نقصان کیا تو بکر اوس مدبر کے دام آدمیون آدہ خالد اور زید کو حوالہ کرے اور غلام مذکور کی نصف قیمت ایکبار عمرو سے لیکر خالد کو دے اسلیئے کہ اول خالد ہی مستحق تمام قیمت کا ہوا تھا زید اوسوقت اوسکا مزاحم اور شریک نتھا پھر بکر عمرو سے آدہی قیمت غلام مدبر کی اور لے اور یہہ آپ رکھے اور اس صورت کی عکس مین غاصب سے نصف قیمت ایکبار لیجاویگی یعنی اگر مدبر نے بکر کے یہان زید کا نقصان کرلیا تھا کہ عمرو نے اوسکو غصب کیا اب عمرو کے یہان خالد کا بگاڑ کیا تو اس صورتمین عمرو سے پوری آدہی قیمت لیجاویگی اور غلام مثل مدبر کے ہے اس حکم مین صرف اتنا فرق ہے کہ غلام کی صورتمین مالک کو غلام حوالہ کرنا پڑتا ہے قصور والون کو اور مدبر کی صورتمین اوسکی قیمت دینی پڑتی ہے۔ اگر عمرو نے بکر کا مدبر غصب کیا اور عمرو کے یہان اوسنے زید کا بگاڑ کیا پھر وہ مدبر بکر کو ملگیا مگر عمرو دوبارہ اوسکو چھین لیگیا اس دفعہ اوسنے خالد کا نقصان کیا تو بکر پر مدبر مذکور کی قیمت زید اور خالد کو دینی لازم ہوگی اور پوری قیمت مدبر کی عمرو سے بھرلے اور اوسمین سے نصف زید کو دیدے اور یہہ نصف جو زید کو دیا اوسکو عمرو سے پھر وصول کرے۔ غاصب نے ایک آزاد لڑکا غصب کیا جو اوسکے یہان آکر نا گہانی یا بخار سے مرگیا تو غاصب پر ضمان نہوگا اور اگر بجلی اوسپر گری یا سانپ نے کاٹا اور مرگیا تو اوسکی دیت غاصب کی قوم پر ہوگی اور یہی حال ہے اگر کسی لڑکی کے سپرد کوئی غلام کیا جاوے امانت کے طور پر اور وہ لڑکا اوس غلام کو مار ڈالے تو لڑکے کے کنبے پر غلام کی قیمت آویگی اور اگر لڑکے کو کھا لے امانت سپرد کیا جاوے اور وہ کھالے تو ضامن نہوگا۔

باب قسامہ یعنی خون کے بابمین جو محلہ والون پر قسم لازم آتی ہے اوسکی ذکر مین۔ اگر کسی محلہ مین مقتول پایا گیا جسکے قاتل کا حال معلوم نہین تو مقتول کا وارث اون محلہ والون مین سے پچاس آدمیون کو چنے اور اونسے یہہ قسم لیجاوے کہ بخدا نہ ہمنے اوسکو قتل کیا نہ اوسکے قاتل کو جانین اگر اسطرح کی قسم کھالین تو محلہ والون پر اوس مقتول کی دیت

ہوگی اور اگر خون کا وارث اوسی محلہ مین رہتا ہو تو اوسکو قسم نہ دیجاویگی اور اگر محلہ کے قسم کھانے والے پچاس نہون تو موجود شخصون کو کر قسمین دیکر پچاس قسمین پوری کرلیجاوین گی مثلاً اگر چالیس ہون تو دس آدمیون کو دوبار قسم دینگے اور باقی کو ایکبار اور اگر دس ہی ہون تو سب کو پانچ پانچ بار قسم دینگے - لڑکے اور دیوانہ اور عورت اور غلام پر قسامہ نہین یعنی خون کے مقدمہ مین انکو قسم نہ دینی چاہیئے - اور جس صورتمین کہ میت پر نشان زخم یا مار کا نہو یا یہہ کہ ناک سے یا منہ سے یا مقام پاخانہ سے خون جاری ہو تو اس صورتمین نہ محلہ والون پر قسم واجب ہوگی نہ اوس میت کی دیت دینی ہوگی ناک منہ مقام پاخانہ سے خون جاری ہونیکی صورتمین دیت نہونیکی وجہ یہہ ہے کہ انمین احتمال بیماری کا ہے یقینی مار ڈالنا ثابت نہوگا لیکن اگر آنکھون سے یا کانون سے خون چلتا ہو تو قسامہ واجب ہوگا اسلئے کہ ان جگہون سے خون بدون چوٹ نہین بہتا - اگر مقتول کسی جانور پر لدا ہوا پایا گیا اور اوس جانور کو کوئی آگے سے پکڑے لئے جاتا ہے یا پیچھے سے ہانکتا ہے یا اوسپر سوار ہے تو اس ساتھ والے کے کنبہ پر مردہ کی دیت ہوگی - اگر کوئی جانور جسپر مقتول شخص ہے دو گانو کے درمیان ہوکر نکلا اور کوئی اوسکے ساتھ نہ تھا تو جو گانو نزدیک ہوگا اوسپر قسم اور دیت لازم ہوگی اور اگر دونو برابر فاصلہ پر ہون تو دونو پر لازم ہوگی - اگر مقتول آدمی کسی مکان مین پایا جاوے تو مالک مکان پر قسامہ ہوگا یعنی پچاس قسمین کھائیگا اور دیت اوسکے کنبہ پر لازم ہوگی - قسامہ زمینداروں پر واجب ہے نہ رہنے والون اور خریدنیوالون پر یعنی جن لوگون کو بادشاہ نے زمین دی ہو اون لوگون پر قسم واجب ہے جو باشندے اور خریدار زمین کے ہون اونپر واجب نہین لیکن اگر زمینداروں مین سے کوئی نہ رہا ہو تو اس صورتمین خریدنیوالون پر قسم ہوگی - اگر مقتول کسی حویلی مشترک مین پایا جاوے اور شرکا کا حصہ یکسان نہین کوئی نصف کا شریک ہو کوئی چوتھائی وغیرہ کا تو قسامہ اور دیت شرکا کے حصہ کے اعتبار سے ہوگی نہ اونکی ملکیت کے سہامون کے اعتبار سے - اگر ایسی حویلی مین مقتول ملا کہ اوسکی بیع ہوچکی تھی مگر مشتری کے قبضہ مین نہین آئی تھی تو دیت بائع کی قوم

پر ہوگی اور اگر بیع خیار کے ساتھ ہوئی تھی تو وہ حویلی جسکے قبضہ مین ہوگی اوسکی کنبی پر دیت لازم آویگی خواہ قابض بائع ہو یا مشتری لیکن قابض کی قوم دیت ادا نہ کرین جبتک کہ اسبات کی گواہ نہ گذرین کہ یہہ حویلی قابض کی ملکیت ہی ورنہ صرف مکان مین رہنے سے بدون ملکیت کے دیت اوسکی طرف سے لازم نہوگی - اگر کشتی مین مقتول ملے تو جو اوسمین سوار اور ملاح ہون اوسپر قسامہ اور دیت ہوگی اور کسی محلہ کی مسجد مین اگر ملے تو محلہ والون پر ہوگی اور اگر شارع عام اور جامع مسجد مین ملے تو قسامہ اس صورتمین نہین اور دیت بیت المال مین سے دیجاویگی - اگر جنگل مین مقتول ملے یا بیچمین دریا کے پایا جاوے تو اوسکی کچھہ پرسش نہوگی نہ قسم ہوگی نہ دیت اور اگر دریا کنارے لٹکا ہوا یا بندھا ہوا ملے تو جو گانو وہان سے زیادہ نزدیک ہوگا اوسپر قسامہ لازم آویگا - اگر خون کے وارث نے اہل محلہ کے سوا کسی اور پر دعوی خون کا کیا تو قسامہ اوس محلہ والون پر سے جاتا رہیگا اور اگر محلہ والون ہی مین سے ایک شخص معین پر دعوی کیا تو قسامہ اونپر سے نجا دیگا - اگر ایک قوم تلوارین کھینچکر بھڑین اور ایک مقتول کو چھوڑکر جدا ہون تو قسامہ محلہ والون پر ہوگا جہان لڑائی ہوئی لیکن اگر خون کا وارث اون لوگون پر جو تلوارین لیکر لڑے تھے دعوی کرے یا اونمین ایک شخص معین پر مدعی ہو تو البتہ محلہ والون پر قسامہ نہوگا - محلہ والون مین سے قسم والے نے بیان کیا کہ مقتول کو ایک شخص خاص مثلاً زید نے مارا ہی تو اوسکو اسطور پر قسم دیجاویگی کہ بخدا مین نے مقتول کو نہین مارا اور نہ سوا زید کے اوسکے قاتل کو جانون - محلہ والون مین سے اگر کچھہ لوگ گواہی دین کہ غیر محلہ کے آدمی نے مارا ہی یا اوس محلہ کے ایک شخص معین کا نام لین کہ ہم مین سے فلان شخص نے مارا ہی تو یہہ گواہی باطل ہوگی ؛

کتاب المعاقل اسمین دیتون کا بیان ہے کہ کون کون آدمی دیت دین - معاقل جمع معقلہ کی ہی جسکے معنی دیت ہین - جو خون بہا کہ نفس قتل پر دیا آتا ہی وہ عاقلہ پر تو ہا ہی نفس قتل کی قید سے وہ خون بہا نکل گیا جو صلح کی راہ سے دیا جاوے یا شبہہ کی راہ سے مثلاً

کتاب المعاقل اسمین دیت کا بیان ہے کہ کون کون آدمی دیت دین

باپ اپنے بیٹے کو عوا مار ڈالے کیونکہ ان دونو صورتونمین خون بہا خاص قاتل کے مال مین
ہوتا ہی نہ عاقلہ پر اگر قاتل روزینہ دار یا سپاہی یا بادشاہی ہو تو اوسکے عاقلہ وہ لوگ ہین جنکے
نام دفتر بادشاہی مین ہون یعنی بادشاہ کے دفتر مین اگر خاص فوج کے رعدیہ ولد خواہ
فوج کے لوگ لکھے ہون اور اونمین سے کوئی قاتل ہو تو باقی لوگ اوسکے عاقلہ ہین دیت کا
روپیہ اونکی تنخواہ سے تین برس کے عرصہ مین وصول کر لیا جاوے اور اگر اونکی تنخواہ تین برس
سے زیادہ عرصہ مین یا کم مین وصول ہو تو اوسی مدت دیت کو مجرا کر لین - اور اگر قاتل دفتر
والون مین سے نہو تو اوسکا عاقلہ اوسکا قبیلہ یعنی برادری والے رشتہ دار ہین دیت اونسے
تین برس مین بھانٹ کر لیجاوے گی اور ایک شخص سے سال بھر کے عرصہ مین ایک درم خواہ
ایک درم اور ایک درم کی تہائی سے زیادہ نہ لیا جاویگا تو اس حساب سے ایک آدمی سے تین برس کے
عرصہ مین چار درم سے زیادہ نہین لیا جاویگا اگر اوس قبیلہ کے لوگ اتنے نہون کہ اس حساب
سے پڑت پڑے بلکہ کم ہون اور چار درم سے زیادہ اون پر پڑتا ہو تو اونمین عصبات کی ترتیب
سے دوسرا قبیلہ اونکا رشتہ دار ملا لیا جاویگا یعنی اول بھائیون کو پھر بھتیجون کو پھر چچون کو
پھر اونکے بیٹون کو - قاتل کو منجملہ عاقلہ کے شمار کیا جاویگا یعنی جیسے اونسے دیت
وصول ہوگی ویسی ہی اس سے بھی لیجاویگی - آزاد کیا ہوئے کا عاقلہ اوسکے آزاد کرنیوالے کی
برادری ہے - اور مولے موالات کا عاقلہ وہ ہی جسکے ہاتھ پر وہ مسلمان ہوا ہو اور اوسکے
کنبے کے لوگ - غلام کے بگاڑ کرنیکا تاوان عاقلہ پر نہین اور نہ اوس قصور کا کہ آدمی جان کر
کرے اور نہ اوسکا جو صلح کرے یا اقرار کرے کہ انمین صرف مدعا علیہ پر تاوان ہوتا ہی لیکن اگر
مدعا علیہ کے اقرار کی تصدیق عاقلہ کرے تو عاقلہ پر تاوان ہوگا - اگر آزاد آدمی غلام کا بگاڑ
خطا کی راہ سے کرے تو اوسکا تاوان اوسکی برادری پر ہوگا یعنی خطا کی راہ سے بگاڑ کرنیمین
برادری پر دیت آنی برابر ہے خواہ آزاد کا نقصان ہو یا غلام کا

کتاب الوصایا

اسمین وصیتون کا بیان ہے - اور وصیت وہ ہی کہ اپنے مرنیکے بعد کسی کے

کتاب الوصایا اسمین وصیتون کا بیان ہے

لئے کچھ مقرر کرے جو وصیت کرتا ہے اوسکو توصی یعنی وصیت کرنیوالا کہتے ہین اور جسکے لئے وصیت
کی ہو اوسے موصیٰ لہٗ کہتے ہین اور جس شخص کو وصیت کی تعمیل کے لئے کہا ہو اسکو وصی کہتے ہین
۔ وصیت مرنیکے بعد کے زمانہ مین کسی چیز کے مالک کرنیکو کہتے ہین اور وصیت کرنا مستحب ہے
۔ میت کے مال متروک کی تہائی سے زیادہ کی وصیت درست نہین ۔ قاتل کے لئے وصیت
درست نہین یعنی موصی اپنے قاتل کے لئے کچھ وصیت کرے تو جائز نہوگی ۔ مورث اپنے وارث کے
لئے اگر وصیت کرے تو درست نہین لیکن اگر اور وارث اس وصیت کو جائز رکھین تو درست
ہے ۔ مسلمان اگر ذمی کے لئے وصیت کرے یا ذمی مسلمان کے لئے تو درست ہے ۔ وصیت کا
قبول کرنا موصی کی موت کے بعد ہونا چاہئے اور اگر اوسکی زندگی مین موصیٰ لہ اوسکو قبول
نہ کرے یا قبول کرلے تو باطل ہے بلکہ موت کے بعد کا اعتبار ہے ۔ اور مستحب ہے کہ مال کی
تہائی سے وصیت کم کرے ۔ اور جب موصیٰ لہ وصیت کی چیز کو قبول کرلے تو وہ اوسکی
ملک مین آجاتی ہے ہان اگر موصیٰ لہ موصی کے مرنیکے بعد ہی مرجاوے اور نوبت قبول وصیت
کی نہ پہنچے تو بدون قبول کے بھی ملک موصیٰ لہ کی ثابت ہوجاویگی ۔ قرضدار کا قرض اگر اوسکے
مال کا محیط ہو یعنی اوسکی برابر ہو یا زائد تو ایسے قرضدار کی وصیت درست نہین اسیطرح لڑکا اور
مکاتب اگر کچھ وصیت کرین تو درست نہین ۔ حمل کے لئے کچھ مال کی وصیت کرنی مثلاً یون کہنا
کہ میرا اسقدر مال اس پیٹ کی بچہ کو ہو اور حمل کی وصیت کسی اور کو کرنی مثلاً یہہ کہنا کہ میری
لونڈی کے حمل سے جو بچہ پیدا ہو وہ فلان شخص کو دیدینا درست ہے بشرطیکہ بچہ وصیت کے وقت سے
چھہ مہینے کے اندر پیدا ہو اور اگر چھہ مہینے یا زائد مین ہوگا تو وصیت دو صورتون مین نہوگی
اسلئے کہ وصیت کے وقت حمل کا یقین نرہیگا ۔ حمل کے واسطے کوئی چیز ہبہ کرنی درست نہین
۔ اگر لونڈی کی وصیت کی اور اوسکے حمل کو خارج رکھا تو درست ہے موصیٰ لہ کو لونڈی ملیگی
حمل کا بچہ نہ ملیگا ۔ موصی اپنی وصیت سے قول اور فعل سے پھر سکتا ہے قول سے اسطرح کہے کہ مین نے
جو وصیت کی تھی اوس سے رجوع کی اور فعل سے اسطرح کہ جس چیز کی وصیت کی تھی اوسکو

بیچ ڈالا یا ہبہ کر دیا یا کپڑا تھا اوسکو بیوت لیا یا بکری تھی اوسکو ذبح کر لیا - اگر موصی وصیت سے انکار کرے تو اس سے رجوع ثابت ہوگا مثلاً یون کہے کہ مین نے وصیت نہین کی اور موصیٰ لہ گواہون سے ثابت کر دے کہ وصیت کی تھی تو موصیٰ لہ کو وصیت کی چیز پہنچیگی ٭

باب اپنے مال کی تہائی کی وصیت کرنیکے بیان مین - اگر موصی نے تہائی مال کی زید کے لئے وصیت کی اور دوسری تہائی عمرو کے لئے اور وارثون نے دو تہائی کی وصیت درست نہ رکھی تو ایک تہائی زید اور عمرو کو برابر تقسیم ہوجاویگی - اگر زید کے لئے تہائی کی وصیت کی اور عمرو کے لئے چھٹی حصے کی اور وارثون نے جائز نہ رکھا تو تہائی ترکہ موصی کا زید و عمرو کو اسطرح تقسیم ہوگا کہ تین حصے کرکے دو حصہ زید کو اور ایک حصہ عمرو کو دیا جاویگا - اگر زید کے لئے کل مال کی وصیت کی اور عمرو کے لئے تہائی مال کی اور ورثہ نے وصیت کو جائز نہ رکھا تو ترکہ موصی کی تہائی زید و عمرو مین آدہون آدہ تقسیم ہوگی - موصی لہ کو موصیٰ بہ کی تہائی سے زیادہ حصہ نہ ٹھہرایا جاویگا مگر تین صورتون مین اوّل محاباۃ کی صورتین محاباۃ بیع مین رعایت کرنیکو کہتے ہین کہ ہزار کا مال مثلاً سو کو دیڈالے پس اگر موصی کے دو غلام ہون جنمین سے ایک کی قیمت بارہ سو ہو اور ایک کی چھ سو اور وصیت کرے کہ بارہ سو کا غلام زید کے ہاتھ دو سو کو بیچ ڈالنا اور چھ سو کا عمرو کے ہاتھ سو کو بیچ ڈالنا اور دوسرا کوئی مال اوسکے پاس نہو اور اوسکے وارث اس وصیت کو جائز نہ رکھین پس چونکہ صورت مذکور مین زید کے ساتھ ہزار روپیہ کی رعایت کی تو گویا ہزار اوسکے لئے وصیت کی اور عمرو کے ساتھ جو پانسو کی رعایت کی ہے گویا اوسکو پانسو کی وصیت کی ہے تو کل ترکہ مین سے تہائی لیکر یعنی دونو غلامون کی قیمت جو اٹھارہ سو ہوئے ہین اوسکی تہائی چھ سو روپیہ زید و عمرو مین بموجب وصیت کے تقسیم کرینگے یعنی زید کا حصہ عمرو سے دونا تہا تو اسقدر کی تہائی عمرو کو دینگے اور دو تہائی زید کو یعنی دو سو عمرو کو ملینگے اور چار سو زید کو تو یہان زید اور عمرو کو وصیت کی تہائی سے زیادہ حصہ ملا کیونکہ وصیت زید کو ہزار کی تہی اوسکو چاہیے ملے اور عمرو کو پانسو کی تہی اوسکو دو سو ملے پس دو تہائی حصہ

موصی بہ کی تہائی سے زائد ہوا اور دونو ملکر کل ترکہ کی تہائی ہوگئی دوم سعایت کی صورتمین اور اوسکی کیفیت یہہ ہی کہ موصی کے دو غلام ہون ایک دو ہزار کا دوسرا ایک ہزار کا اور وہ وصیت انکے آزاد کرنیکی کرجاوی اور سوا ان غلامون کے اور کچھ مال اوسکا نہو اور اوسکے وارث وصیت کو جائز نہ رکھین تو کل ترکہ کی تہائی سے یہہ وصیت جاری ہوگی یعنی بقدر ہزار کے آزاد ہوا اور وہ تہائی اپنی قیمت کی یعنی دو ہزار ورثہ کو کماوین گے اور ہزار کی آزادی مین وصیت کے بموجب ہر ایک کو حصہ ملیگا گو ثلث موصی بہ سے زائد ہوجاوی سوم دراہم مرسلہ یعنی مطلق کی صورتمین جنمین قید مال کی تہائی اور چوتہائی کی نہو مثلاً زید کو تیس روپیہ کی وصیت کری اور عمرو کو ساٹھہ کی اور اوسکے پاس ان روپیون کے سوا اور مال نہو تو درصورت نارضامندی ورثہ کے وصیت مذکورہ تہائی مال سے جاری ہوگی اور زید و عمرو کو موافق اونکی وصیت کی حصہ رسد ترکہ کی تہائی مین سے دیا جاویگا گو ثلث موصی بہ سے زائد ہوجاوی - اگر وصیت کی کہ موصی لہ کو میرے بیٹے کا حصہ ملے تو یہہ وصیت باطل ہی اسلئے کہ بیٹے کا حصہ کسیکو نہین پہنچ سکتا ہان اگر یون وصیت کری کہ میرے بیٹے کے حصہ کی برابر اوسکو دینا تو درست ہی اس صورتمین اگر موصی کے دو بیٹے ہون تو موصی لہ کو تہائی مال ملیگا اسلئے کہ بیٹے کا حصہ تو آدہا ہی وہ تو اوسکو مل نہین سکتا کیونکہ تہائی سے بڑہ جاویگا اسی جہت سے تہائی مال دیا جاویگا اور اب بہی اوسکا حصہ بیٹون کی برابر ہی رہیگا - اور اگر یہہ وصیت کی کہ میرے مال کا ایک سہام یا ایک جز فلانے کو دینا تو اسکا بیان کرنا ورثہ کے اختیار مین ہے جونسا سہام چاہین موصی لہ کو دین - اگر یہہ کہا کہ میرے مال کی تہائی فلانیکے لئے ہی پہر دوبارہ کہا کہ فلانیکے لئے میرے مال کی تہائی ہی یعنی ایک تہائی ایک شخص کے لئے دوبار کہی تو موصی لہ کو ایک ہی تہائی ملیگی اوس سے زیادہ نہ ملیگا بیطرح اگر مال کے چوتہی حصہ کو موصی لہ کے لئے مکرر کہے تو اوسکو ایک چوتہا حصہ ملے گا دو حصے نہ ملینگے - اگر یون وصیت کی کہ میرے نقد روپیون یا بکریون مین سے تہائی فلان کو دینا پہر دو تہائی روپیے خواہ بکریان تلف ہوجاوین تو موصی لہ باقی بکریان یا بچی لے لے گا اور اگر غلامون

ہاتھانون یا گھرونکی نسبت ایسا کہا تہا اور اونمین سے دو تہائی جاتی رہی تو اب موصی لہ کو باقی نہ ملین گے بلکہ باقی کی تہائی ملینگی - اگر وصیت کی کہ ہزار روپیہ فلان کو دینا اور ترکہ مال موجود اور لوگون کے ذمہ قرض ہی پس اگر مال موجود کی تہائی ہزار روپیہ ہوسکتی ہون تب تو ہزار روپیہ موصی لہ کو دیدین اور اگر موجود مال اتنا نہو تو جسقدر اوسکی تہائی ہو وہ موصی لہ کو حوالہ کرین اور پہر قرض مین سے جسقدر آتا جاوی اوسکی تہائی اوسکو دیتے رہین یہانتک کہ ہزار پوری ہوجاوین - اگر وصیت کی کہ میری مال کی تہائی زید کو اور عمرو کو دینا اور عمرو اوسوقت زندہ نہو تو تہائی ساری زید کو ملیگی اور اگر یون کہا کہ میری مال کی تہائی مین شریک زید ہی اور عمرو اور عمرو زندہ نہو تو زید کو چوتہا حصہ ملیگا اور عمرو کو کچہہ نہ ملیگا کہ وہ مردہ ہے - اگر یہہ کہا کہ فلانیکو میرا تہائی مال ہے اور مال موصی کے پاس کچہہ نہین تو موصی اپنے مرنیکے وقت جس چیز کا مالک ہوگا اوسکی تہائی موصی لہ کو پہنچیگی - اگر وصیت کی کہ میرے مال مین سے تہائی میری تین ام ولد کو اور فقیرون اور مسکینون کو دینا تو تہائی ترکہ پانچ حصے کرکے تین حصے تین ام ولد کو اور ایک حصہ فقیرون کو اور ایک مسکینون کو دیا جاویگا - اگر وصیت کی کہ ترکہ کی تہائی زید اور مساکین کو دینا تو ترکہ کی تہائی مین سے آدا زید کو اور آدا مسکینون کو ملیگا - اگر سو روپیہ کی وصیت زید کو کی اور سو کی عمرو کو پہر بکر سے کہا کہ مین نے تجہکو ان دونو کا شریک کیا تو بکر کو دونو سو مین سے تہائی ملیگا یعنی سو کی تہائی زید سے لے اور سو کی عمرو سے اس صورت مین ہر ایک کا حصہ مساوی ہوگا کہ ہر ایک کی پاس سو کی دو تہائی ہونگی اور اگر زید کو وصیت چارسو کی کی اور عمرو کو دو سو کی اور بکر سے کہدیا کہ تجہکو دونو کا شریک کیا تو بکر کو ہر ایک سے آدا حصہ ملیگا یعنی زید کو چارسو کی وصیت تہی دو سو اوسکی حصہ مین سے اور عمرو کو دو سو کی تہی سو اوسکی حصہ مین سے بکر کو ملینگی غرضکہ بکر کو تین سو اور زید کو دو سو اور عمرو کو سو ملینگی - اگر موصی نے اپنے وارثون سے کہا کہ زید کا مجہپر قرض ہی اور وارثون نے اوسکا قول مان لیا تو یہہ تہائی ترکہ مین ہوگا یعنی اگر زید دعوی قرض کا کریگا تو تہائی تک سماعت

ہوگی ترکہ کی تہائی سے زائد مین دعوی مقبول نہوگا۔ اگر موصی نے اول اپنے ذمہ زید کے دین کا اقرار کیا بعد اوسکے بہت سی وصیتین کین تو موصی کے مال کی ایک تہائی وصیت والون کے لئے اور دو تہائیان وارثون کے لئے علیحدہ کرکے دونو جماعتون سے کہین کہ تمکو اپنے حصہ مین سے جسقدر قرضہ کے مدعی زید کو سچا ٹھہرانا ہو بیان کرو جب وہ دونو گروہ بیان کر دین تو ہر ایک کے حصہ مین سے اوسیقدر زید کو دیدیوین اور اہل وصیت کی تہائی مین سے جسقدر بچے اوسکو وہ تقسیم حصہ رسد کرین اور ورثہ کی دو تہائی مین سے جو رہے وہ اوسکو بانٹ لین۔ اگر موصی نے کسیقدر مال کی وصیت اجنبی شخص اور اپنے ایک وارث کو کی تو اجنبی کو مال موصی بہ کا آدھا ملیگا اور وارث کے لئے وصیت باطل ہوگی اسلئے کہ وارث کے لئے وصیت درست نہین۔ اگر تین تھان مختلف صفت کے یعنی ایک بہت عمدہ اور ایک میانہ اور ایک گھٹیا زید اور عمرو اور بکر کو بترتیب وصیت کی اور اونمین سے ایک جاتا رہا اور یہہ معلوم نہوا کہ کس کے حصہ کا گیا اور وارث میت تینون موصی لہ مین سے ہر ایک سے کہتا ہے کہ تیرے ہی حصہ کا گیا تو اس صورت مین وصیت باطل ہوگی کسیکو کچھ نہ ملیگا لیکن اگر میت کا وارث دونو باقی کے تھان اون تینون کے سامنے لاکے اور کہدے کہ انکو آپسمین تقسیم کرلو تو وصیت جائز ہے اور زید کو عمدہ تھان کی دو تہائی ملینگی اور بکر کو دو تہائی گھٹیا تھان کی اور عمرو ایک تہائی اچھی کی لے اور ایک تہائی بری کی یعنی ان دونو باقی تہانو نکو دو آدمی بھی تقسیم کرسکتے اگر بطور مذکور نہ بانٹین تقسیم کرسکتے ہین اور اگر قرعہ ڈالکر یا آپسمین راضی ہوکر دو ہی شخص اون کو لے لین تو ہوسکتا ہے۔ اگر ایک حویلی مشترک مین سے موصی نے ایک کوٹھری کی وصیت زید کو کی اور وہ حویلی بعد موصی کے مرنیکی تقسیم ہوئی اور وہ کوٹھری حصہ موصی ہی کے حصہ مین پڑی تو وہ زید کو ملیگی اور اگر وہ کسی اور شریک کے حصہ مین آگئی تو موصی کے حصہ مین سے اوسقدر زمین جتنی کوٹھری مین ہے زید کو دیجاویگی اور اسباب مین اقرار کا حال مثل وصیت کے ہے یعنی اگر بکر اپنی مشترک حویلی مین سے کوئی خاص کوٹھری

کا عمرو کے لئے اقرار کرے تو بعد تقسیم حویلی کے اگر وہ کوٹھری بکر کے حصہ مین پڑی تو بعینہ اوسیکو حوالہ عمرو کے کریگا ورنہ جسقدر زمین کوٹھری مین ہوا وسقدر اپنے حصہ مین سے اوسکی عوض دیدیگا - اگر زید نے عمرو کے مال مین سے ہزار روپیہ معین کی وصیت بکر کو کردی اور مالک مال یعنی عمرو نے موصی کے مرنیکے بعد اوسکی وصیت جائز رکھی اور ہزار روپیہ بکر کو دیدئے تو درست ہی مگر عمرو کو اختیار ہی کہ اجازت کے بعد چاہی تو روپیہ نہ دے - موصی کے دو بیٹے اگر اوسکا مال باہم بانٹ لین اور پھر اونمین سے ایک اقرار کریکہ ہمارے باپ نے یہہ اتنی کی وصیت کی تھی تو اس اقرار سے صرف مُقِر کے حصہ کی تہائی مین وصیت جاری ہوگی دوسرے بھائی کے حصہ مین جاری نہوگی - اگر عمرو کے لئے لونڈی بیچنے کی وصیت کی اور موصی کے مرنیکے بعد اوسکے بچہ ہوا تو اگر اوس لونڈی اور اوسکے بچہ کی قیمت ملکر کل مال کی تہائی سے زیادہ نہو تو دونو عمرو کو ملینگے اور اگر دونو کی قیمت ترکہ کی تہائی سے زائد ہو تو اول عمرو لونڈی لے اور پھر جسقدر اوسمین تہائی ترکہ کی کمی رہی وہ بچہ مین مجرا کرے یعنی اوسکے دام کرکے ترکہ کی تہائی پورا کرکے باقی بچا وارثون کو پھیر دے - موصی نے اپنی بیٹے کافر یا دوسرے کی غلام کے لئے اپنے مرض مین وصیت کی پھر وہ کافر مسلمان ہوگیا یا اوسکا بیٹا جو غلام تھا آزاد ہوگیا تو یہہ وصیت باطل ہے اسیطرح اگر بیٹا کافر ہو یا دوسرے کا غلام ہو اوسکو کچھہ ہبہ کرنا یا اوسکے لئے اقرار کرنا باطل ہی - اپاہج اور فالج زدہ اور کُنجا اور سِل کی بیماری والا اگر اونکا مرض بڑہ جاوی اور اس مرض سے اونکے مرنیکا خوف نہو تو تمام مال سے اونکا ہبہ کرنا معتبر ہوگا اسلئے کہ اسطرح کا مریض تندرست کے حکم مین ہی اور اگر مرض مذکور سے اونکے مرجانیکا ڈر ہو تو صرف تہائی مال سے ہبہ کرنا معتبر ہوگا +

باب مرض موت مین آزاد کرنیکے بیان مین - مرض موت مین اپنے غلام کو آزاد کرنا یا اپنے مال کو کم قیمت پر فروخت کرنا یا کسیکو کچھہ ہبہ کرنا وصیت کے حکم مین ہی یعنی یہہ امور مریض کے تہائی مال مین سے جاری ہونگے اور اگر اسکے وارث اوسکے بعد غلام کی آزادی جائز

باب مرض موت مین آزاد کرنے کے بیان

رکھین تو وہ وارثون کے لئے کچھہ نہ کما دی - زید کے دو غلام ہین سالم اور غانم اور اسنے
مرض موت مین سالم کو تو کم قیمت پر بیچا پھر غانم کو آزاد کر دیا اور اول کی فروخت مین جتنی
رعایت کی ہی اور دوسری کی قیمت ہر ایک زید کے ترکہ کی تہائی کے برابر ہی تو اس صورت مین
سالم کی فروخت کا اعتبار کرنا بہتر ہے کہ اوسمین بعا وضہ ہی یعنی سالم کی فروخت جائز ہوگی
اور غانم آزاد نہ کیا جاویگا اور اگر پہلے غانم کو آزاد کیا پھر سالم کو رعایت کے ساتھہ بیچا تو اب دونو
باتین برابر ہین خواہ اسکا اعتبار کرین خواہ اوسکا - موصی نے وصیت کی کہ ان خاص سو روپیون
کے عوض میری طرف سے ایک غلام آزاد کر دینا اور اونمین سے ایک روپیہ جاتا رہا تو وصیت
مذکور جاری نہوگی بخلاف وصیت حج کے کہ اگر معین روپیون سے حج اپنی طرف سے کرانیکی وصیت
کری اور اونمین سے کچھہ جاتی رہین تو وصیت اوسکی دوسرے روپیون سے جاری کرینگے - اگر
اپنے غلام کے آزاد کرنیکی وصیت کی اور موصی کے مرنیکے بعد غلام نے کسی کا نقصان کیا
اور وارثون نے غلام کو نقصان کے عوض نقصان والیکی حوالہ کیا تو وصیت باطل
ہوگی اور اگر وارث نقصان کا عوض اپنے مال سے ادا کر دین تو وصیت باطل نہوگی یعنی
غلام آزاد ہو جاویگا - اگر موصی اپنے مال کی تہائی زید کو وصیت کری اور ترکہ مین ایک غلام
بھی ہی جسکو زید کہتا ہی کہ موصی نے ایام صحت مین آزاد کیا ہی اور وارث کہتا ہی کہ مرض موت
مین اسکو آزاد کیا ہی یعنی یہہ غلام بھی داخل وصیت ہی تو اس صورت مین وارث کا قول
قسم معتبر ہوگا اور اگر وہ غلام ترکہ کی تہائی سے کم کا نہوگا تو زید کو کچھہ نہ پہنچیگا اسلئے کہ وصیت
تہائی مال مین ہوتی ہی وہ غلام کے آزاد کرنے سے پوری ہوگئی اور اگر غلام کی قیمت تہائی
ترکہ سے کم ہو تو جسقدر غلام کی قیمت سے ترکہ کی تہائی زیادہ ہوگی اوسقدر زید کو ملیگا یا زید
گواہون سے ثابت کر دی کہ موصی نے غلام کو صحت کی حالتمین آزاد کیا تھا تو اب پوری
تہائی ترکہ کی زید کو ملیگی - ایک شخص نے میت پر دعوی کیا کہ میرا قرض اوسکے ذمہ تھا
اور اوسکے غلام نے یہہ دعوی کیا کہ مجھکو آزاد کر مرا ہی اور وارث نے دونو کا کہنا

معتبر جانا اور مال اوس میت کا اور کچھ نہین تو غلام اپنی قیمت کما دی اور آزاد ہو جاوی اور یہہ قیمت قرضخواہ کے حوالہ کیجاوے - اگر موصی نے وصیت کی کہ جو حقوق اللہ تعالے کے میری ذمہ ہین اونکو ادا کرنا تو اوّل فرائض ادا کئے جاوینگے بعد اونکی واجبات گو موصی نے اپنی کہنی مین فرائض کو پیچھے کہا ہو پس حج اور زکوۃ اور کفارے پہلے ادا ہون گے اور اگر متعدد قوت مین برابر ہون یعنی سب فرض ایک طرح کے ہون یا واجب یکسان ہون تو اول وہ ادا کیا جاگا جو موصی کی زبان سے اوّل نکلا ہوگا اور جو بعد کہا ہوگا وہ بعد ادا کرینگے - اگر موصی نے اپنی طرف سے حج فرض کرانیکی وصیت کی ہو تو اوسکے وارث کسی شخص کو موصی کے شہر سے حج کرنیکو سوار کرکے روانہ کرین اور اگر خرچ اوس شہر سے نائب بھیجنے کو کافی نہو تو جہان سے کافی ہو وہان سے نائب روانہ کرین - ایک شخص اپنے شہر سے حج کے ارادہ سے چلکر راہ مین مرگیا اور وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرایا جاوی تو اوسکے نائب کو اوسکے شہر سے حج کی لئے روانہ کرینگے جہان وہ مرا ہی وہان سے روانہ کرینگے - اور دوسری کی طرف سے حج کرنیوالیکا حال بھی ایسا ہی ہی یعنی اگر وہ راستہ مین مرجاوی تو دوبارہ حج کی لئے میقات کے وطن سے کسیکو روانہ کرنا پڑیگا مرنیکی مقام سے روانہ کرینگے ❊

باب رشتہ دارون وغیرہ کے لئے وصیت کرنیکے بیان مین - موصی کے ہمسایہ وہ ہون گے جنکی گہر اوسکے گہر سے ملی ہون اور اوسکے سسرے وہ ہون گے جو اوسکی بی بی کے رشتہ دار محرم ہون یعنی جنکا نکاح اوسکی بی بی سے ہمیشہ کو حرام ہو اور اوسکی داماد وہ ہون گے جو اون عورتون کے شوہر ہون جنسے اوسکا نکاح نہین ہوسکتا اور اوسکی اہل اوسکی بی بی ہوگی اور آل سب گہر کے لوگ اور جنس باپ کے گہر والی ہون گے یعنی اگر وصیت کیگا کہ میرا مال ہمسایون کو یا میری سسرون یا دامادون یا اہل یا آل یا جنس کو دینا تو اوسکی یہہ لوگ مراد ہون گے اسیطرح اگر یون کہے کہ میرا مال فلانیکی اہل یا آل یا جنس وغیرہ کو دینا تو ان الفاظ سے وہی لوگ سمجھے جاوینگے جو اوپر مذکور ہوئے - اگر اپنے قرابت والون

یا اقارب یا ذوی الارحام یا اپنی خاندانیون کو وصیت کی تو اوّل جو سب سے قریب ہو اوسکو دینگے اور اگر وہ نہو تو جو اوسکے بعد قریب تر ہو اوسکو دینگی اور اس وصیت مین ماں اور باپ اور لڑکا اور جو موصی کا وارث ہوسکتا ہی داخل نہین اسلئے کہ وصیت وارث کے لئے درست نہین اور اس وصیت کے مستحق دو شخص یا زیادہ ہون گے اسلئے کہ جمع کا لفظ موصی نے کہا ہی وہ ایک پر نہین ہوسکتا - اگر موصی نے اقارب کے لئے وصیت کی اور اوسکے دو چچا اور دو ماموں ہین تو وصیت مذکور دونو چچا کو ہوگی اور اگر ایک چچا اور دو ماموں ہون تو آدہی چچا کو اور آدہی دونو ماموں کو ملیگی اور اگر ایک چچا اور ایک پھوپھی ہو تو دونو کو برابر نصف نصف ملیگی - اگر کہے کہ فلانیکی اولاد کو اسقدر دینا تو مرد اور عورت کو برابر ملیگا اور اگر کہے کہ فلان کے وارثونکو دینا تو مرد کو دو حصّے اور عورت کو ایک حصہ ملیگا اسلئے کہ وارثون کا حصہ اسیطرح ہی *

باب غلام کی خدمت اور مکان کی سکونت اور درختون کے میوہ کی وصیت کسیکو کرنیکے بیان مین - اپنی غلام کی خدمت اور مکان مین رہنے کی وصیت کرنی دوسرے کے لئے مدت معیّن تک یا ہمیشہ کو درست ہے پس اگر غلام مال کی تہائی سے زائد نہو تو موصیٰ لہ کے حوالہ کردیا جائیگا کہ اوسکی خدمت کرے اور اگر غلام کی قیمت مال کی تہائی سے زائد ہو تو دو روز وارثون کی خدمت کرے اور ایک روز موصیٰ لہ کی یعنی اپنی مالیت کے حساب سے خدمت کرے جسقدر کہ مالیت وصیت مین آوے اتنی موصیٰ لہ کی خدمت کرے اور باقی ورثہ کی - اگر موصیٰ لہ مرجاوے تو غلام موصی کے وارثون کو پھیر دیا جاویگا اور اگر موصی لہ موصی کی زندگی ہی مین مرجاوے تو وصیت باطل ہوگی - اگر موصی نے اپنے باغ کے میوہ کی وصیت کی اور مرگیا اور باغ مین میوہ موجود ہے تو موصیٰ لہ کو وہی میوہ موجود ملیگا اور اگر موصی نے وصیت مین لفظ ہمیشہ بھی کہا تھا تو موصیٰ لہ کو میوہ موجود اور جو آگے کو اوس باغ مین ہوسب ملیگا جیسے یون کہے کہ باغ کی آمدنی دیجاوے تو جو پیداوار اوسوقت ہوگی یا آگے کو وہ سب موصیٰ لہ کو ملیگی - اگر اپنی بکری کی اون یا بچون یا دودہ کی وصیت کی تو جسقدر اونمین سے موصیٰ لہ موصی کے مرنیکے

وقت موجود ہوگی وہ موصی لہ کو ملیگی خواہ لفظ ہمیشہ کہا ہو یا نکہا ہو

باب ذمی کے وصیت کرنیکے بیان مین - اگر ذمی اپنی گھر کو حالت صحت مین گرجا نصارے کا یا یہودیون کی عبادت گاہ بنا دی تو اوسکے مرنیکے بعد وہ مکان اوسکے وارثون کو میراث مین ملیگا اور اگر یون وصیت کی کہ میرے مکان کو بعد میرے فلان قوم کا گرجا بنا دینا تو یہہ وصیت اوسکے مال کی تہائی سے جاری ہوگی اور اگر معین قوم کی عبادتگاہ بنا نیکو نہ کہی بلکہ غیر معین قوم کے لئے عبادتگاہ کی وصیت کری تو درست ہے - اسیطرح اگر کافر مستامن اپنی تمام مال کی وصیت کسی مسلمان خواہ ذمی کے لئے کری تو درست ہے ✦

باب ذمی کے وصیت کرنیکے بیان مین

باب وصی کرنیکے بیان مین یعنی کسیکو اپنے بعد سربراہ کار کرنا کہ مال کو وارثون مین تقسیم کردی اور جسکے ذمہ میت کا حق آتا ہو اوس سے وصول کرلے اور جو باتین وہ کہہ مری اونکی تعمیل کردی - ایک شخص نے دوسریکو اپنا وصی کیا اور اوسنے موصی کے سامنے وصی ہونا منظور کرلیا اور اوسکے سامنے پہر انکار کردیا تو اس انکار سے وصی نرہیگا اور اگر سامنے انکار نہ کری اوسکے بعد انکار کرے تو وصی ہونا رد ہوگا - وصی اگر موصی کے ترکہ کو فروخت کری تو یہہ بیع کرنا اپنے وصی ہونیکو منظور کرلینا ہے - اگر موصی مرجاوے اور وصی کہے کہ مجھے وصی ہونا قبول نہین اور پہر قبول کرلے تو درست ہے بشرطیکہ قاضی اوسکے انکار کرنیکی جہت سے اوسکو وصی ہونیسے برطرف نہ کردی ورنہ پہر اوسکا قبول کرنا معتبر نہوگا - اگر دوسرے کی غلام کو یا کافر کو یا فاسق کو اپنا وصی کرے تو قاضی اوسکو معزول کرکے دوسرا وصی اوسکی جگہہ مقرر کرے اور اگر خاص اپنے غلام کو وصی کرے اور اوسکے وارث صغیر سن ہون تو وصی کرنا درست ہے اور اگر وارث بالغ ہون تو غلام کو وصی کرنا درست نہین - اگر وصی وصیت کی بجا آوری سے عاجز ہو یعنی اوسکی حقوق ادا نہ کرسکے تو قاضی اوسکے ساتھہ دوسرے شخص کو کردے تاکہ اوسکی اعانت سے وصیت کی تعمیل کرے - وصی اگر دو ہون تو ایک کا فعل بدون دوسرے کے ہوئی باطل ہوگا لیکن مردہ کے دفن کے لوازم

اور کفن خریدنا اور صغیر سن وارثون کے لئے اونکی حاجت کی چیز مول لینی اور اونکو اگر کوئی کچھ دی اوسکو لے لینا اور امانت معین کا مالک کو دیدینا اور موصی کا قرضہ ادا کرنا اور معین وصیت کا جاری کرنا اور معین غلام کا آزاد کرنا اور وصیت کے حقوق مین جو ابدہی کرنی یہہ امور اگر دو شخصون مین سے ایک بھی کریگا تو درست ہونگے - وصی کا وصی دو نوترکون مین وصی ہوتا ہی یعنی اگر زید نے عمرو کو وصی کیا تھا اور عمرو نے مرتے دم بکر کو وصی کردیا تو بکر زید اور عمرو دونو کے ترکون کا وصی ہوگا - وارثون کی طرف سی موصی لہ سی مال کی تقسیم وصی کو جائز ہی اور اوسکا عکس درست نہین یعنی موصی نے اگر زید کو کچھ مال کی وصیت کی اور موصی کے وارث موجود نہون تو وصی وارثون کی طرف سی اونکا حصہ موصی لہ کو حصہ سی جدا کرسکتا ہی اور اگر موصی لہ نہو اور وارث ہون تو موصی لہ کا حصہ وارثون سی تقسیم نہین کرسکتا اور اگر وارثون سی موصی لہ کا حصہ لے لیا اور وہ وصی کے پاس جاتا رہا تو موصی لہ باقی مال کی تہائی وارثون سے لیگا - اگر موصی نے اپنی طرف سی حج کرانیکی وصیت کی تھی اور وصی نے مال وارثون مین تقسیم کردیا اور حج کرانیکا خرچ اپنے پاس رکہا اور اوسکے پاس سی وہ خرچ جاتا رہا یا وہ خرچ حج کرنیوالیکو دیدیا تھا اوسکے پاس سے جاتا رہا تو اب باقی ترکہ کی تہائی مین سے موصی کی طرف سی حج کرایا جاویگا - اگر موصی لہ غائب ہو تو قاضی کو جائز ہی کہ وارثونمین مال تقسیم کردی اور موصی لہ کا حصہ آپ اپنے پاس رکہے - وصی کو جائز ہی کہ موصی کے قرضخواہ اگر موجود نہون تو اونکی پیٹہ پیچہے ترکہ کے غلام کو فروخت کردی - اگر موصی نے وصیت کی تھی کہ میرا غلام بیچکر اوسکی قیمت خیرات کردینا اور وصی نے غلام کو فروخت کردیا اور قیمت اپنے پاس رکہی اور وہ تلف ہوگئی پہر غلام کسی اور کا نکلا تو وصی کو اوسکی قیمت مشتری کو پہیر دینی ہوگی اور جو کچھ مشتری کو دیوی وہ ترکہ موصی مین سے لے لے - اگر موصی کا ایک وارث صغیر سن لڑکا ہو اور اوسکے حصہ مین کوئی غلام آوی اور وصی اوس غلام کو بیچکر اوسکی قیمت اپنے پاس رکہی اور اوسکے پاس سے وام جاتے رہین اور وہ غلام کسی اور شخص کا نکلے تو لڑکا وہ وام

اور وارثون سے لیوی - لڑکے کے مال کا اگر کوئی دوسرے پر حوالہ کرے یعنی اوتار دے
مثلاً لڑکے کا مال زید کے ذمہ ہی اور وہ عمرو پر اوتار دی تو وصی کو اوس حوالہ کا قبول کرنا
درست ہی بشرطیکہ حوالہ مذکور لڑکے کے حق مین بہتر ہو - وصی اگر لڑکے کا مال کو فروخت کرے یا اوسکے
مال سے کچھ خریدے اور اوسمین کچھ نقصان ہو تو اگر اتنا نقصان اوس جیسے معاملات مین لوگونکو
ہوجایا کرتا ہو تو وصی کی بیع و شرا درست ہوگی اور اگر بہت سا نقصان ہوگا تو بیع و شرا
درست نہوگی - وارث بالغ کے پیٹھ پیچھے اگر وصی اوسکی چیز بیچڈالے تو جائز ہی لیکن زمین اور
عمارت کی بیع درست نہوگی - وصی کو چاہیے کہ موصی کے مال مین سودا گری نہ کرے - لڑکے
کے مال کے تصرف مین اوسکی دادا کی نسبت کرا اوسکی باپ کا وصی بہتر ہے یعنی باپکو وصی کیے ہوتے
ہوئے دادا کو تصرف کرنا پوتے کے مال مین اچھا نہین لیکن اگر باپ نے کسی کو وصی کیا ہو تو دادا
اوس لڑکے کے مال مین تصرف کرنیمین باپ کی مانند ہے ٭

فصل وصی کے گواہی دینے کے بیان مین - بکر اور عمر میت کے دو وصیون نے گواہی
دی کہ میت نے زید کو بھی ہمارے ساتھہ مین وصی کیا ہی یعنی تین شخصون کو وصی کیا ہے
تو یہہ گواہی لغو ہوگی لیکن اگر زید اپنے وصی ہونیکا دعوی کرے اور بکر اور عمرو اوسکی
گواہی دین تو البتہ زید کا وصی ہونا ثابت ہوگا - اسیطرح اگر موصی کے دو بیٹے گواہی دین
کہ میت نے زید کو اپنا وصی کیا ہی اور زید وصی ہونیکا منکر ہو تو اون بیٹون کی گواہی
لغو ہوگی لیکن اگر زید اپنے وصی ہونیکا دعوی کرے تو البتہ گواہی اون دونو کی
مقبول ہوگی - اسیطرح اگر دو وصی گواہی دین کہ فلان مال صغیر سن کے وارث کا ہی
یا یہہ مال فلان وارث بالغ کا ہی میت کے ترکہ مین سے نہین تو یہہ گواہی لغو ہوگی - اگر زید
اور عمرو یہہ گواہی دین کہ بکر و خالد کا قرضہ میت کے ذمہ ہزار روپیہ ہین اور بکر اور خالد
یہہ گواہی دین کہ زید اور عمرو کا قرضہ میت کے ذمہ ہزار روپیہ ہین تو یہہ گواہیان
مقبول ہونگی - اگر وصیت کے بابمین اسیطرح گواہیان ہون مثلاً زید و عمرو گواہی دین کہ

میت نے ہزار روپیہ کی وصیت بکر اور خالد کے لئے کی ہے اور بکر اور خالد کو اسی دین کہ زید اور عمرو کے لئے میت نے ہزار روپیہ کی وصیت کی ہے تو یہہ گواہیان لغو ہونگی اور مقبول ہونگی ۰

کتاب الخنثیٰ اسمین خنثیٰ کا بیان ہے - خنثیٰ اوسکو کہتے ہین جسکے مرد اور عورت دونو کی علامتین یعنی ذکر اور فرج ہون پس اگر وہ ذکر سے پیشاب کرے تو مرد کا حکم ہو اور دوسرے مقام سے پیشاب کرے تو عورت کا حکم ہو اور اگر دونو مقامون سے پیشاب کرے تو جس مقام سے اوّل پیشاب نکلتا ہو ویسا ہی حکم ہوگا اور اگر دونو مقامون سے پیشاب برابر نکلتا ہو تو وہ خنثیٰ مشکل ہے اور زیادہ ہونیکی تمیز اوسمین نہین ہوسکتی اور یہہ علامتین بالغ ہونے سے پیشتر کی ہین اب بالغ ہونے پر اگر اوسکے داڑھی نکلے یا عورتون سے صحبت کی تو مرد ہوگا اور اگر چھاتیان اوبھر آئین یا حیض آنے لگا یا حیض اوسکو ہوا یا حمل رہ گیا یا اور سے مرد صحبت کرسکتا ہے تو عورت ہوگی - اور اگر کوئی علامت مرد و عورت کی ظاہر نہو یا دونو علامتین نمود ہوئین تو خنثیٰ مشکل ہوگا - خنثیٰ مشکل نماز مین مردونکی صف کے پیچھے اور عورتون کی آگے کھڑا ہو اور اوسکے مال مین سے ایک لونڈی خریدی جاوے جو اوسکی ختنہ کرے اور اگر اوسکے پاس مال نہو تو بیت المال مین سے لونڈی خریدین اور ختنہ کے بعد لونڈی بیچدیجاوے - خنثیٰ مشکل کو بیٹے اور بیٹی کے حصہ مین سے جو نسا کم ہوگا وہ ملیگا مثلاً اگر ایک شخص مرے اور ایک بیٹا اور ایک خنثیٰ مشکل چھوڑے تو بیٹے کو دو حصے ملینگے اور خنثیٰ کو ایک حصہ ۰

مسائل متفرقہ گونگے کا اشارہ کرنا اور لکھنا وصیت اور نکاح اور طلاق اور بیع و شرا مین اور قصاص مین مثل زبان کے بیان کے ہے مگر حد کے باب مین اوسکا اشارہ اور لکھنا معتبر نہین مثلاً اگر کسیکو اشارہ سے یا لکھنے سے زنا کی تہمت لگاوے تو اوسکو حد نہ مارینگے اور اگر خون قصداً کرنیکا اقرار کرے گا تو اوس سے قصاص لینگے بخلاف اوس شخص کے جسکی زبان گویائی کے بعد بند ہوگئی ہو کہ اوسکا اشارہ اور لکھنا مثل بیان زبانی کے متصور ہوگا - اگر بہت سی بکریان بعضی ذبح کی ہوئی اور بعضی مری ہوئی ہون اور آپسمین ملجاوین تو اونمین

اگر ذبح کی ہوئی بہت ہون تو دل سے اگل کرکے اونمین سے کھالے اور اگر مری ہوئی زیادہ
ہون تو اونمین سے نکلوادی - ناپاک کپڑا بھیگا ہوا ایک پاک کپڑا خشک مین لپیٹ لیا اور ناپاک
کی تری اوس پاک مین آگئی مگر اتنی ہی کہ اگر اوسکو نچوڑین تو کچھ نہ نکلے تو وہ پاک کپڑا اوس
تری سے ناپاک نہوگا - بکری کا سر خون مین ٹھہرا ہوا اگر جلایا جاوی اور خون اوسپر سے جاتا رہو
اور اوسکا شوربا تیار کیا جاوی تو اوسکا کھانا درست ہی نجاست کے دور کرنیمین جلا دینا مثل
پانی سی دھوڈالنے کے ہے - اگر بادشاہ زمین کا خراج زمیندار کو دیدی اور نہ لیا کری تو
درست ہی لیکن اگر پیداوار کا عشر یعنی دہ یکی مالک کے لئے مقرر کر دی تو درست نہوگا - اگر
بادشاہ اپنی ملک کی زمین کسی قوم کو دیدی کہ وہ خراج دیا کرین تو درست ہی - اگر ایک شخص
نے روزہ قضاء رمضان کا رکھا اور یہہ نہ نیت کی کہ فلان روز خاص کا ہی تو یہہ روزہ قضاء
مین محسوب ہوگا جیسی نماز قضا پڑہی اور یہہ نیت نہ کی کہ یہہ شروع کی نماز ہی یا پچھلی قضا نمازون
مین کی ہے - اگر روزہ دار کسی کا تھوک نگلجاوی تو وہ شخص اگر روزہ دار کا محبوب ہو تب
تو کفارہ دینا آویگا ورنہ کفارہ نہوگا روزہ کی قضا ہوگی - بعض حاجیون کا جان سے مارا جانا حج
کرنیوالیکے لئے اوس سال حج کو نجانیکی واسطے عذر ہی اسلئے کہ رستہ مین امن نہدہا - اگر کسی
عورت سی کہا کہ تو زن من شدی یعنی تو میری عورت ہوئی اور اوسنی جواب دیا کہ شدم یعنی ہوئی
تو نکاح نہوگا اور اگر کہا کہ خویشتن را زن من گردانیدی یعنی تونے اپنی آپ کو میری بی بی
بنایا اور اوسنی جواب دیا کہ گردانیدم یعنی بنایا تو نکاح ہو جاویگا - اگر کسی شخص نے
دوسرے سی کہا کہ دختر خویش را بہ پسر من ارزانی داشتی یعنی تونے اپنی لڑکی میرے بیٹے کو
دی اور اوسنی کہا کہ داشتم یعنی دی تو نکاح نہوگا - اگر عورت نے اپنے شوہر کو اپنے پاس
آنیسی منع کیا حالانکہ شوہر اوسکے ساتھہ ہی رہتا ہو تو فرمانی مین داخل ہی عورت کی لئے نان نفقہ
شوہر پر واجب نہوگا اور اگر شوہر غصب کے مکان مین رہتا ہو اور اوسوقت عورت اوسکے پاس
آنے سی رکے تو نافرمان نہوگی اوسکا نان و نفقہ شوہر پر واجب ہوگا - عورت کا شوہر سے

یہ کہنا کہ میں تیری نوکری کے ساتھ نہیں رہتی اور مکان علیحدہ چاہیئے ہون عورت کو نچاہیئے -
ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ طلاق دہ یعنی طلاق دیدی اور اوسنے جواب مین کہا کہ دادہ گیا
گرد گیرنی یعنی ہوئی اور کی ہوئی سمجھ لے تو طلاق واقع نہو گی لیکن اگر شوہر طلاق کی نیت کریگا تو
ہوجاویگی اور اگر شوہر کہے کہ دی ہی اور کی ہی تو طلاق پڑجاویگی خواہ نیت کرے یا نہ کرے
اور اگر کہے کہ دی ہوئی جان یا کی ہوئی فرض کرتو نہ پڑیگی گو نیت طلاق کی کرے - اگر
بی بی کے تذکرہ کے وقت شوہر کہے کہ وہ مجھ قیامت تک یا عمر بھر نہین چاہیئے تو طلاق بدون
نیت کے نہ پڑیگی - شوہر نے اگر اپنی بی بی سے کہا کہ حیلۂ زنان کن یعنی تو عورتونکا حیلہ کر تو
یہہ تین طلاقون کا اقرار ہوا اور اگر یہہ کہا کہ حیلۂ خویش کن یعنی اپنا حیلہ کر تو اون کا اقرار
نہو گا - عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مین نے تجھکو مہر بخشا مجھسے ہاتھ اوٹھالے اور شوہر
اوسی مجلس مین اوسکو طلاق دیدی تو اوسکا مہر ساقط ہوجاویگا ورنہ ساقط نہو گا کیونکہ مہر
کو طلاق کا عوض کیا تھا جب طلاق ہوئی تو مہر بھی ساقط ہوا - اگر آقا نے اپنے غلام سے کہا کہ
اے میرے مالک یا لونڈی سے کہا کہ مین تیرا غلام ہون تو وہ ان الفاظ سے آزاد نہونگی -
اگر کسی نے کہا کہ مجھپر قسم ہے کہ یہہ کام نکرونگا تو اللہ تعالے کی قسم کا اقرار ہوا اور اگر
یون کہا کہ مجھپر طلاق کی قسم ہے کہ یہہ کام نکرونگا تو یہہ طلاق کی قسم کا اقرار ہوا اوس
شخص کو وہ کام نکرنا چاہیئے اگر کریگا تو اوسکی بی بی کو طلاق پڑجاویگی اور اگر شوہر کہے
کہ مین نے یہہ جھوٹ کہا تھا تو اوسکا قول نہ مانینگے طلاق پڑجاویگی - اور اگر کہے کہ مجھی
گھر کی قسم ہے کہ یہہ کام نکرونگا تو یہہ اقرار طلاق کی قسم کا ہوگا - اگر مشتری نے بائع
سے کہا کہ قیمت ہٹادی اور بائع نے کہا دیتا ہون تو بیع فسخ ہوگئی - جس زمین کی
بابت جھگڑا ہو اوسکو قبضہ والیکے تصرف سے نکالنا نچاہیئے جبتک کہ مدعی اسبات کے گواہ
گذرانے کہ یہہ زمین میری ملک ہی - جو زمین قاضی کی حکومت کے ماتحت نہین اوسکی بابت
مین قاضی کو حکم کرنا نچاہیئے - جب دو عادل صحیح اور گواہ ٹھیک ٹھیک ہون اور قاضی گواہ

سنکر کہہ حکم اُس مقدمہ مین کر دی پھر کہتے ہین مینے اپنی حکم سے رجوع کیا یا مجھکو پہلے فیصلہ کے خلاف ثابت ہوا یا مین گواہون کے دم مین آگیا یا مین نے اپنا حکم باطل کر دیا یا اور ایسا ہی کلمہ کہے تو معتبر نہو گا اور وہی پہلا حکم جو دے چکا ہی جاری رہیگا - اگر زید نے کچھ لوگون کو چھپا دیا اور پھر عمر وسی جو مدعا علیہ ہی کسی چیز کا سوال کیا اور عمر و نے اوسکا اقرار کر دیا اگر چھپے لوگ عمر و کو دیکھتے ہون اور اوسکی گفتگو سنتے ہون اور عمر و اونکو نہ دیکھتا ہو تو اون لوگون کی گواہی عمر و کے اقرار پر درست ہو گی اور اگر عمر و کی کلام تو اونہون نے سنی مگر اوسکو دیکھا نہین تو اوسکی اقرار کی گواہی درست نہو گی - بائع نے ایک زمین فروخت کی اور اوسکا کوئی رشتہ دار موجود ہی اور بیع کی اوسکو خبر ہے پھر اسکے بعد اگر وہ رشتہ دار اوس زمین کا دعوی کریگا کہ میری ہی تو سنا نجا ویگا - ایک عورت نے اپنا مہر شوہر کو بخشدیا اور مرگئی پھر اوسکے وارثون نے شوہر سے مہر کا مطالبہ کیا اور کہا کہ عورت نے مہر اپنے مرض موت مین بخشا تھا یعنی وصیت کے حکم مین ہی تہائی بخشا گیا ہی اور خاوند نے کہا کہ حالت صحت مین بخشا تہا تو شوہر کا قول معتبر ہو گا - زید نے عمرو کے قرض یا کسی اور چیز کا اپنے ذمہ اقرار کیا پھر کہا کہ مین نے تو جھوٹا اقرار کیا تہا تو عمرو سی بھی قسم لیجا ویگی کہ زید اقرار مین جھوٹا تہا اور مین اپنے دعوی مین باطل پر نہین ہون - اقرار کرنا ملک کا سبب نہین ہوتا ہی یعنی اگر کسیکے لئے کچھ مال کا اقرار کرا دیا کہ واقع مین اپنے ذمہ پر نہین تو جسکے لئے اقرار کیا ہو گا اوسکو اوس مال کا لینا درست نہو گا اوس معاملہ مین جو اوسکی اور خدا تعالے کی درمیان ہی ہان اگر اقرار کرنیوالا اپنی خوشی سے دیدی تو لے لے کہ یہہ از سر نو مالک کرنا ہے - اگر ایک شخص نے دوسری سی کہا کہ مین نے اس چیز کے بیچنے کا تجھکو وکیل کیا اور دوسرا سنکر چپ ہو رہا نہ اقرار کیا نہ انکار کیا تو وکیل ہو جا ویگا - اگر ایک شخص نے اپنی بی بی کو اوسیکے طلاق دینے کا وکیل کیا تو پھر شوہر کو اوس عورت کے معزول کرنیکا اختیار نہین - زید نے عمرو سے یہہ کہا کہ مین تجھکو اس کام کا وکیل کیا اس شرط پر کہ جب مین تجھکو وکالت

سے معزول کرون تب تو میرا وکیل ہے پس اس صورتمین اگر زید عمرو کو معزول کرنا چاہی تو معزول کرنیکے الفاظ یون کہے کہ مین نے تجھے معزول کیا پہر اور معزول کیا دوسری دفعہ معزول کرنیکو کہنا اسلئے ہی کہ جو وکالت معزول کرنے پر مشروط کی تھی وہ بہی برطرف ہوجاوی — اور اگر یون کہا تھا کہ جتنی دفعہ مین تجھے معزول کرون اوتنی ہی بار تو میرا وکیل ہی تو اوسکی معزولی کرنیکو یون کہی کہ مین نے جو وکالت مشروط کی تھی اوس سے رجوع کیا اور جو وکالت تب ہی اوس سے معزول کیا — جس صورتمین کہ صلح دین سے دین کے عوض ہو تو اس صورت مین صلح کے جائز ہونیکے لئے جس دین پر صلح ہوئی ہو اوسکا قبضہ کرنا شرط ہی اوسی مجلس مین ورنہ صلح درست نہوگی اور اگر صلح ایک اسباب سی دوسرے اسباب معین کے عوض کی یا دین سی اسباب معین کے عوض کی تو ان صورتون مین اوسی مجلس مین قبضہ کرنا شرط نہین دین سے دین کے بدلے صلح کرنیکی صورت یہہ ہی کہ مثلاً زید کے ہزار روپیہ عمرو پر آتے ہین اور عمرو نے انکار کردیا پہر مجت کے بعد دس اشرفیون پر دس روز کی وعدہ پر دونون نے صلح کرلی تو دس اشرفیان زید اگر اوسی مجلس مین لے لیگا تو صلح درست ہوگی ورنہ نہوگی — ایک شخص نے ایک بچہ کے مکان پر دعوی کیا اوسکے باپ نے اوس بچہ کا کسیقدر مال مدعی کو دی کر صلح کرلی تو اگر مدعی کے پاس اوسکے دعوی کے گواہ تھے اور مال جو باپ نے دیا وہ بھی گہر کی قیمت کے برابر یا کسیقدر زائد ہو کہ اتنی کی لوگ پروانہ کرتے ہون تب تو یہہ صلح درست ہوگی اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہون گے یا گواہ ہون مگر عادل نہون تو صلح ناجائز ہوگی — مدعی نے اوّل بیان کیا کہ میری پاس گواہ نہین پہر گواہ پیش کئے یا گواہ نے اوّل کہا کہ میری گواہی نہین ہی پہر گواہی دیدی تو یہہ گواہی مقبول ہوگی اگر بادشاہ نے امام کو حکومت دی ہو تو امام کو اختیار ہے کہ شارع عام مین سے کسی شخص کو کوئی قطعہ زمین کا دیڈالے بشرطیکہ راستہ چلنے والون کو ضرر نہو — جس شخص پر بادشاہ نے ڈنڈ ڈالا ہو اور یہہ نکلا ہو کہ اپنا مال بیچکر ادا کرنا اور وہ شخص اپنا مال بیچکر تا وان ادا کریگا تو اوسکی بیع درست ہوگی اور اگر بادشاہ نے کہدیا ہو

کہ اپنا مال پکڑ ڈنڈا اوکرا اور اس صورتمین فروخت کرے تو یہہ بیع درست نہوگی اسلئے کہ زبردستی
سے ہوئی اوسکی رضامندی نہین ہوئی اور اگر اس صورتمین بھی قیمت کو بائع اپنی رغبت سے قبض
کرے تو درست ہوگی کیونکہ نارضامندی اور زبردستی نہ رہی - اگر اپنی بی بی کو مار سے ڈرایا
تاکہ وہ مہر بخشدے اور شوہر اوسکے مارنے پر قادر بھی ہو تو اس صورتمین اگر بخشدیگی تو یہہ ہبہ
درست نہوگا کہ زبردستی سے ہوا اور اگر شوہر مارنے پر قادر نہو اور وہ عورت مہر بخشدے تو درست
ہے اسلئے کہ زبردستی ثابت نہوئی اور اگر عورت پر خلع کرنے کو زبردستی کرین تو طلاق ہوجاویگی
اور خلع کے عوض کا مال ساقط نہوگا - ایک عورت کے ذمہ زید کا کچھ قرض ہے اوسنے اپنے
مہر مین وہ قرضہ شوہر پر اتار دیا پھر شوہر کو مہر بخشدیا تو یہہ ہبہ درست نہوگا - زید نے اپنی
ملک مین کنوان یا پاخانہ کا کھتا بنایا اوس سے اوسکی ہمسایہ کی دیوار کو ترچھی پہنچی اور ہمسایہ
نے اوسکی ہٹائی جانیکی درخواست کی تو زید پر اوسکی ہٹا لینے کے لئے جبر نکیا جاویگا اور اگر ہمسایہ
کی دیوار گر پڑیگی تو زید پر اوسکا تاوان نہوگا - شوہر نے اپنی بی بی کے اعاطہ مین اپنے مال
سے اوسکی اجازت لیکر عمارت بنائی تو یہہ عمارت اوسکی بی بی کی ہوگی اور جو کچھ اوسمین خرچ
پڑا ہوگا وہ عورت کے ذمہ قرض ہوگا اور اگر عمارت اپنے لئے بدون اجازت کے بنائی تو
عمارت شوہر کی ہوگی اور اگر بی بی کے لئے مکان بدون اوسکی اجازت کے بنایا تو مکان بی بی
کا ہوگا اور روپیہ جو عمارت مین لگا وہ سلوک کے طور پر ہوگا یعنی عورت کے ذمہ پر قرض نہوگا
- اگر کسی قرضخواہ نے قرضدار کو پکڑ پایا اور کسی شخص نے اوسکے ہاتھ سے قرضدار کو چھین کر
چھوڑ دیا تو یہہ چھوڑنیوالا قرض کا ذمہ دار نہوگا - کسی شخص کے پاس دوسرے آدمی کا مال ہے
اور بادشاہ نے اوس سے کہا کہ یہہ مال مجھے دیدے ورنہ تیرا ہاتھ کاٹ ڈالونگا یا پھانسی کو دے
مارونگا اور وہ شخص مال بادشاہ کے حوالہ کردے تو اوس مال کا تاوان مالک کے لئے اوسکو
نہ دینا آویگا - شکاری نے بسم اللہ کہکر برچھی گاڑ دی کہ گورخر کا شکار کرے اور دوسرے دن
آکر گورخر کو زخمی اور مرا ہوا دیکھا تو اوسکا کھانا درست نہین - حلال جانور کی یہہ چیزین کھانی

مکروہ ہین اوّل شرمگاہ دوم کپوری سوم غدود چہارم پکنا پنجم پتا ششم خون جاری ہفتم
آلہ تناسل ہشتم پیشہ کی ہڈی کا گودا واضح ہو کہ خون روان مطلق حرام ہی اور باقی سات چیزین
مکروہ ہین - غائب شخص اور لڑکے کے مال کا اور بڑی پائی مال کا قاضی کو قرض دینے کا اختیار
ہی جسکو چاہی قرض کے طور پر دیدی - جس لڑکے کی سپاری اتنی کھلی ہو کہ اگر کوئی دیکھی تو ختنہ
ہوا جانے اور اسکی ذکر کی کھال مشکل سے کھنچتی معلوم ہو تو اوسکی ختنہ کرنی چاہیئے اسیطرح
اگر کوئی بوڑہا شخص مسلمان ہوا اور تجربہ کار لوگ کہین کہ اسمین طاقت ختنہ کی نہین تو اوسکی
ختنہ بھی نکرین - ختنہ کے لئے مستحب وقت سات تا آن سال ہی - گھوڑ دوڑ کرنی اور اونٹون کو
آپسمین دوڑانا یا پیادہ دوڑنا کہ کون آگے نکلتا ہی یا تیر چلانا کہ کسکا نشانہ پر لگتا ہی درست ہی
اور دو ظرف سے شرط بدنی حرام ہی یعنی اگر زید اور عمر گھوڑ دوڑ کرین اور یہہ کہین کہ زید کا
گھوڑا آگے نکلی تو عمر کو سو روپیہ دی اور عمر کا نکلی تو زید سو دی تو یہہ حرام ہی اور اگر شرط
ایک ہی طرف سے ہو مثلاً زید کا گھوڑا نکلجاویگا تو عمر سے سو لئی جاوینگی یہہ حرام نہین - پیغمبرون
اور فرشتون کے سوا دوسرے شخص پر درود وسلام بھیجنا چاہیئے لیکن اونکے ساتھہ مین مضایقہ
نہین مثلاً یون نکہنا چاہیئے کہ اللّٰھم صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی فُلَانٍ یعنی الہی درود اور سلام بھیج فلان شخص
پر بلکہ یون کہی تو درست ہی کہ اللّٰھم صَلِّ وسلم علی محمد وعلی فلان یعنی الہی درود وسلام
بھیج اپنے حبیب محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور فلان شخص پر - کافرون کے تیوہار کے نام سے
مثلاً نوروز اور مہرگان کہ شروع ماہ بیسا کہہ اور کاتک کا نام ہی کسیکو کچھہ دینا جائز نہین -
گوشہ دار ٹوپی کے پہننے مین مضایقہ نہین - سیاہ کپڑے کا پہننا اور عمامہ کا شملہ دونو مونڈہون
کے درمیان مین آدہی کمر تک رکھنا مستحب ہے - بوڑہے آدمی جاہل سے جوان آدمی عالم کا
پڑہ کر چلنا جائز ہی - حافظ قرآن کو مناسب ہی کہ چلّے مین ایک ختم کر لیا کرے یعنی پڑہنے مین علطی نکرے

کتاب الفرائض اسمین میت کے وارثون کے حصے جاننے کا بیان ہے - مردہ کے مال

سے اول وہ قرض ادا کرنا چاہیئے جو اوس مال سے متعلق ہو مثلاً اگر مال کچھہ روپیون کے عوض

گر د ہو اور اوسکا ترکہ اور کچھہ نہو تو اوّل رہن کا روپیہ اوس مال سے ادا ہوگا بعد اسکے وہ ترتیب
ہی جو کتاب والا کہتا ہی - ترکۂ میت سی اوسکی کفن و دفن کا سرانجام پہلی کیا جاوی پہر جو کچھہ بچے
اوس سے اوسکا قرض ادا کیا جاوی پہر باقی مین سے اوسکی وصیت پوری کیجاوی پہر جو بچے
اوسکو وارثون مین تقسیم کرنا چاہئی اور وارث تین طرح کے ہین فرض والے اور عصبی اور
ذوی الارحام **فرض والون کا بیان** فرض والے وہ وارث ہین جنکا حصہ کلام مجید
مین یا شریعت مین ٹھہر چکا ہی اور وہ بارہ آدمی ہین اوّل میت کا باپ ہی اوسکو میت کے
پسر خواہ پوتے یا پر پوتے یعنی اولاد مذکر کے ساتھہ مین چھٹا حصہ ملتا ہی اور اگر میت کی
بیٹی یا پوتی یا پر پوتی یعنی مونث اولاد ہو تو چھٹا حصہ بھی ملیگا اور جو فرض والون سے
کچھہ بچ رہی وہ بھی ملیگا دوسرا صحیح دادا جسکا نانا اگر میت سی بیان کرین تو اوس نانے
مین میت کی مانہ آوی مثلاً باپ کا باپ اور باپ کا دادا وغیرہ تو ایسی دادا اور باپ کا حکم
فرض مین ایک ہی یعنی اگر باپ نہو تو دادا کو اولاد کے ساتھہ مین چھٹا حصہ ملیگا جیسا اوپر
مذکور ہوا لیکن دادا اور باپ مین فرق ہی اوّل یہہ کہ اگر میت کے ماباپ اور شوہر
یا بی بی بچے تو ماکو دونو صورتون مین شوہر کے حصہ کے بعد جو باقی بچتا ہی اوسکی تہائی ملتی ہی
دادا کے ہوتے یہہ صورت نہوگی مثلاً ایک عورت مری اور اوسنی شوہر اور ماباپ چھوڑے
تو اسمین شوہر کو نصف ترکہ پہنچیگا اور ماکو نصف کا تہائی یعنی چھٹا حصہ اور باپ کو باقی ملیگا اور
اگر اس صورتمین باپ کی جگہہ دادا ہو تو نصف ترکہ شوہر کو اور کل ترکہ کی تہائی ماکو اور باقی بچتا
دادا کو ملیگا یا ایک مرد مرا اور اوسنی ایک بی بی اور ماباپ چھوڑے اس صورتمین چوتہائی
بی بی کو دیکر باقی کی تہائی ماکو اور پہر جو کچھہ بچے باپ کو ملیگا اور اگر باپ کی جگہہ دادا ہو تو ماکو
کل ترکہ کی تہائی ملتی ہی دوسرا فرق یہہ ہی کہ باپ کے ہوتے ہوئے باپ کی ماکو یعنی دادی کو حصہ
نہین ملتا اور دادا کے ہوتے ہوئے دادی محروم نہین ہوتی اور باتو نہین باپ دادا اکیسان
ہین چنانچہ بہائی بہنون کو دادا کے ہوتے ہوئے کچھہ نہین ملتا جیسے باپ کے ہوتی ہوئی کچھہ

نہین ملتا تیسری اہل فرض میت کی ماہی اوسکو میت کی اولاد خواہ اولاد کی اولاد کے ساتھ
کتنی ہی نیچی کی ہو اور مذکر ہو یا مونث اور نیز میت کے دو یا زیادہ بھائی یا بہن کے ساتھ خواہ
حقیقی ہون خواہ علاتی خواہ اخیافی ترکہ کا چھٹا حصہ ملتا ہی اور میت کے باپ اور خاوند یا بی بی
کے ساتھ تہائی اوس مال کا ملیگا جو خاوند یا بی بی کو دیکر بچ رہا ہو چنانچہ اسکی مثالین ابھی اوپر گذریں
چوتھی اہل فرض میت کی جدہ صحیحہ ہی جسکا نانا میت سی بیان کرینگے جدہ فاسد یعنی نانا میت کا
نہ آدہی تو وہ دادی اور نانی اور پردادی اور نانی کی مادغیرہ ہوگی نانا کی مایا دادی نہوگی
اور جدہ کو ایک ہو یا بہت ہون چھٹا حصہ ملیگا اور جس جدہ کے میت سی دو ناتے ہون اور جسکا
صرف ایک ناتا ہو وہ دونو برابر ہون گی دو ناتے اسطرح ہو سکتے ہین مثلاً دادا کی ماہی وہی
ہو اور نانی کی ماہی وہی ہو مثلاً ہندہ کے ایک پوتا اور ایک نواسی ہی اور پہر اون دونو
کا آپسمین نکاح ہوگیا تو انکی اولاد کا رشتہ ہندہ سی دو قرابت کا ہوگا اور جس جدہ کا ناتا
میت سی دور ہو وہ تقریب کے ناتے والی سی محروم ہوجاویگی اور سب جدات خواہ دور کی
ہون خواہ نزدیک کی ماکے ہوتی ہوئی محروم رہتی ہین پانچوان اہل فرض میت کا شوہر ہے
اوسکو بی بی کے ترکہ کا نصف ملتا ہی اور میت کی اولاد کے ہوتی ہوئی ترکہ کا چہارم ملتا ہی
خواہ اولاد کتنی ہی نیچ کی ہو چھٹی اہل فرض میت کی بی بی ہی اوسکو شوہر کے مال مین سی چہارم
ملتا ہی اگر شوہر کے اولاد نہو اور اولاد کے ساتھ مین خواہ کتنی ہی نیچ کی ہو بی بی کو آٹھوان
حصہ ملتا ہے اگر بیبیان دو یا تین ہون تو اونکا حصہ زیادہ نہوگا چوتہائی بے اولاد کے
اور آٹھوان مع اولاد کے سب آپسمین تقسیم کرلین ساتوین فرض والی بیٹی ہی اور وہ اگر ایک
ہو تو ترکہ کا آدہا اوسکو ملیگا اور دو بیٹیان یا زیادہ ہون تو ترکہ کی دو تہائیان پاوینگی
اور اگر وارث بیٹا اور بیٹی دونو ہون تو بیٹون کے ساتھ ملکر بیٹیان عصبہ ہوجاتی ہین
اور اس صورت مین بیٹی کو پسر کے حصہ سی آدہا ملتا ہی یعنی کوئی حصہ مقرری نہین رہتا بلکہ ایک
پسر کا حصہ جسقدر ہو اوسکا آدہا بیٹی کو ملتا ہی - پوتا مثل میت کے بیٹے کے ہی جبکہ بیٹا ہو اور بیٹی

کے ہوتے ہوئے پوتے کو کچھ نہین ملتا اگر بیٹی پوتے کے ساتھ ہو تو جو مذکر قریب تر میت سے ہوگا اوسکو
باقی ملیگا یعنی آدھا بیٹی کو دیکر باقی پوتے کو ملیگا اسلئے کہ عصبہ ہی اور کتب مین اقرب ذکور اسلئے کہا کہ
ولد الابن پوتی کو بھی کہہ سکتے ہین مگر اوسکو باقی نہین ملتا اوسکا حال آگے آتا ہی اٹھوین فرض والی
میت کی پوتی ہے اوسکو سگی بیٹی کے ساتھ چھٹا حصہ ملتا ہی تاکہ دو تہائی کامل ہو جاوین کیونکہ پوتی
بھی گویا بیٹی ہی ہی تو دو تہائی جو بیٹیو نکا حق ہے وہ ان دونو کو ملیگا اسطرح کہ آدھا بیٹی کو دینگے
اور چھٹا حصہ پوتی کو تاکہ دونو ملکر دو تہائی ہو جاوین پس پوتی ایک ہو یا زیادہ ایک بیٹی کے
ساتھ مین چھٹا حصہ پاویگی اور اگر بیٹیان ایک سے زیادہ ہون تو پوتیان محروم رہینگی لیکن اگر
اس صورتمین پوتیون کے ساتھ مین یا اونسے نیچے کوئی لڑکا ہوگا تو وہ اپنی ساتھ والیون
اور اوپر والیون کو سوای فرض والی بیٹیون کے عصبہ کر دیتا ہی اور مرد کو دونا حصہ عورت
سے ملجاتا ہی اور جو اس سے نیچے ہون اونکو کچھ نہین پہنچتا مثلاً اگر میت کے دو بیٹیان اور ایک
پوتی اور ایک پڑوتا اور ایک پڑوتی اور ایک پوتے کی پوتی ہون تو بیٹیون کو دو ثلث ملینگے اور
ایک تہائی ترکہ کی جو بچی وہ پڑوتے کی سبب سے پڑوتی اور پوتی اور پڑوتے مین مرد کو عورت سے
دونا تقسیم ہو جاویگی اور پوتے کی پوتی جو پڑوتے سے نیچے درجہ مین ہی اوسکو کچھ نہ ملیگا حاصل
یہہ کہ پوتیون کی چھہ حالتین ہین اگر اونکے ساتھ بیٹی کوئی نہو تو ایک پوتی کو آدھا اور
دو کو دو تہائی اور اگر اونکے ساتھ ایک بیٹی ہو تو چھٹا حصہ ملیگا اور اگر دو بیٹیان ہون تو محروم
ہونگی اور اگر اونکے ساتھ لڑکا ہو تو سوای فرض والیون کے برابر اور اوپر والیون کو عصبہ
کر دیتا ہی اور مال مرد کو دوہرا حصہ اور عورت کو ایک اوسمین تقسیم ہوتا ہی اور اگر میت کے بیٹا
ہو تو پوتیون کو کچھ نہین پہنچتا نویں اہل فرض میت کی حقیقی بہنین ہین اونکا حال بیٹیون کا
سا ہی جس صورتمین کہ بیٹیان اور پوتیان سنون یعنی بہن ایک ہو تو آدھا مال پاویگی اور دو
ہون تو دو تہائی اور بہائی اگر اون کے ساتھ ہو تو مرد کو عورت کی نسبت کر دونا حصہ ملیگا
بہائیون کی ساتھ مین عصبہ ہو جاتی ہین اور اگر بہنون کے ساتھ مین بیٹیان یا پوتیان ہونگی

تب بھی بہنین عصبہ رہینگی اور فرض والون سے بچتا مال یا دینگی دسویں فرض والی علاتی بہنین ہین اونکا حال پوتیون کا سا ہی یعنی جو حال پوتیون کا بہ نسبت بیٹیون کے تھا وہ حال علاتی بہنون کا سگی بہنون کی نسبت کر ہی کہ اگر سگی بہنین نہون تب تو ایک علاتی بہن کو آدہا اور زیادہ کو دو تہائی اور ایک سگی بہن کے ساتھہ مین چھٹا حصہ خواہ علاتی بہن ایک ہو خواہ زیادہ اور دو سگی بہنون کے ساتھہ مین کچھہ نہین ملتا ہان اگر اونکے ساتھہ علاتی بہائی اس صورتمین ہو تو وہ اونکو عصبہ کرتا ہی اور عصبہ کے ساتھہ مین اونکو مرد کے حصہ سی آدہا ملتا ہی اور بیٹیون اور پوتیون کے ساتھہ مین علاتی بہنین بھی عصبہ ہوجاتی ہین اور اوسوقت اہل فرض سے جو مال بچتا ہی وہ اونکو پہنچتا ہی خواہ ایک ہو یا زیادہ گیارہویں اہل فرض میت کی اخیافی بہن ہی اور بارہویں اہل فرض اخیافی بہائی ہی ان دونو کا یہہ حال ہی کہ اگر ایک ہو تو چھٹا حصہ پاتا ہی اور زیادہ ہون تو تہائی مال کی ملتی ہی اور انمین عورت مرد کا برابر حصہ ہی یہہ نہین کہ مرد کو عورت سی دونا ملی۔ بہائی اور بہن خواہ حقیقی ہون یا علاتی یا اخیافی میت کے پسر اور پوتے اور پردوتے وغیرہ اولاد نر کے ہوتی ہوئی خواہ میت کے باپ یا دادا کے ہوتی ہوئے کچھہ نہ پاوینگے اور سگی بیٹی اور پوتی یعنی میت کی اولاد مونث صرف اخیافی بہن بہائی کو محروم کرتی ہی سگی اور علاتی کو نہین کرتی ٭

عصبون کا بیان

عصبہ اوس وارث کو کہتے ہین کہ اگر اکیلا ہو تو تمام مال لیوی اور اگر فرض والون کے ساتھہ ہو تو باقی مال لیوی جو اولنسی بچے اور عصبہ دو قسم پر ہی ایک نسب کا یعنی بباعث میت کی قرابت کی دوسرا عصبہ سبب کا یعنی میت کا آزاد کرنیوالا نسبی عصبہ دوسری سے میراث مین مقدم ہی اور اوسکی ترتیب یون ہی کہ سب سی زیادہ مقدار بیٹا ہی پھر پوتا پھر پردوتا پھر اوسکی اولاد نر کتنے ہی نیچے کی ہو پھر باپ پھر دادا پھر پردادا کتنے ہی اوپر کا ہو پھر سگا بہائی پھر علاتی بہائی پھر سگی بہائی کا بیٹا پھر علاتی بہائی کا بیٹا پھر میت کے چچے تائی پھر باپ کے چچے تائے پھر دادی کے چچے تائے بہ ترتیب سابق یعنی سگی اول اور علاتی بعد

ہون گے ان عصبات نسبی کے بعد عصبہ سبب یعنی آزاد کرنیوالا میت کا اوسکے مال کا حقدار ہی
اور اگر وہ نہو تو اوسکے عصبون کو اسی ترتیب سی پہونچیگا یعنی اوّل اوسکی اولادِ نرپھر باپ یا
دادا پھر بھائی وغیرہ کو جیسا اوپر بیان ہوا جو عورتین ایسی ہین کہ حصہ اونکا آدھا اور دو تہائی
ہی یعنی بیٹیان اور پوتیان اور سگی اور علاتی بہنین وہ اپنے بھائیون کے ساتھہ مین عصبہ جاتی
ہین اونکی سوا اور عورتین اپنے بھائیون کے ساتھہ مین عصبہ نہین ہوتین اور جب اونکی ساتھہ
اونکی بھائی ہوتے ہین تو مال اونمین اسطرح تقسیم ہوتا ہی کہ مرد عورت سی دونا پاوی بخلاف اخیافی
بہنون کے جنکا حصہ آدھا اور دو تہائی نہین تو اونمین مال کی تقسیم مرد و عورت مین برابر ہی جس
شخص کا ناتا میت سی کسی کے ذریعہ سی ہوتا ہی وہ اوس ذریعہ کے ہوتی ہوئی مال نہین پاتا
مثلاً پوتا یا دادا کہ انکا رشتہ میت سے بذریعہ بیٹے یا باپ کے ہی تو بیٹے کے ہوتے پوتا اور باپ کے
ہوتے دادا حصہ نپاویگا مگر اخیافی بہن بھائی اس قاعدہ سی خارج ہین اونکا رشتہ میت سی بذریعہ
ماکے ہی اور ماکے ہوتے ہوئی وہ محروم نہین ہوتے - جو شخص محجوب ہو یعنی کسی رشتہ دار قریب
کے جہت سی ترکہ سی محروم ہو وہ دوسری کو محجوب کرسکتا ہی مثلاً اگر میت کا باپ اور ما اور دو
بھائی یا دو بہنین ہون تو باوجودیکہ باپ کے ہونیسی بھائی بہنون کو کچھہ نہ ملیگا مگر وہ ما کے حصہ کو
تہائی سی چھٹہا کر دینگی اگر بھائی نہوتے تو ماکو تہائی ملتا ان کے سبب سے ماکی حصہ مین نقصان ہوگیا
گو وہ خود محروم ہین - جو شخص غلام ہونیکی جہت سی یا میت کو اپنے ہاتھہ سی قتل کرنیکی باعث سی
یا دین کے اختلاف کی جہت سی یا دار کے جدا ہونیکی جہت سی محروم ہو وہ دوسری کو محروم نہین
کرسکتا مثلاً میت کا بیٹا اگر دوسری کا غلام ہو یا میت کا قاتل ہو یا کافر ہو یا دار الحرب مین ہو
تو میت کے اور وارثون مثلاً بھائی بہن وغیرہ کو محروم نکریگا - ایک کافر دوسری کافر کا وارث
ہوتا ہی جسطرح ایک مسلمان دوسری کا وارث ہوتا ہی خواہ نسب کی جہت سی مثلاً باپ بیٹا بہن بھائی ہونیکی
جہت سی یا سبب کے علاقہ سی مثلاً شوہر اور بی بی ہونے سی یا آزاد کرنیسی وارث ہو اور دو سببون
سی بھی وارث ہوتا ہی مثلاً شوہر اپنی بی بی کا آزاد کرنیوالا بھی ہو تو شوہر ہونیکی جہت سی اور

آزاد کرنیکے سبب سے وہ نوسے وارث ہوگا - اگر کافر کی دو قرابتون مین سے ایک محجوب ہو اور ایک حاجب تو وہ حاجب کی قرابت سے میراث پاویگا نہ محجوب کی مثلاً کسی کافر نے اپنی لڑکی سے نکاح کیا اور اوس سے لڑکا ہوا تو یہہ لڑکا اوس کافر سے دو قرابت رکھتا ہے اوسکا بیٹا بھی ہے اور نواسا بھی مگر نواسے ہونیکی قرابت محجوب ہے اور بیٹے کی قرابت حاجب تو اوس کافر کی میراث بیٹے ہونیکی جہت سے پاویگا نہ نواسے ہونیکے سبب سے - کافر اگر اپنی محرم سے نکاح کرلے مثلاً ماسی یا بیٹی سے تو شوہر ہونیکی میراث اوسکو نہ ملیگی - حرام کی اولاد اور وہ بچہ جسکی جہت سے شوہر و بی بی مین لعان ہوا ہو وہ ماہی کی طرف سے میراث پاوینگے یعنی ماکے ترکہ مین سے اونکو حصہ ملیگا باپ کے ترکہ مین سے نہ ملیگا کیونکہ باپ سے اونکا رشتہ علیحدہ ہوگیا ہے - حمل کے واسطے ایک بیٹے کا حصہ علیحدہ کرلیا جاویگا یعنی اگر میت کی جورو حاملہ ہے اور وارث خواہان تقسیم ترکہ ہون تو حمل کے لئے ایک پسر کا حصہ رکھہ چھوڑینگے باقی مال بانٹ دینگے پھر وہ بچہ آدہے سے زیادہ ماکے پیٹ سے پیدا ہوکر اگر مرجاویگا تو وارث ہوگا اور اگر تھوڑی سی سانکلکر مرجاویگا تو وارث نہوگا - چند شخص اگر جل جاوین یا ڈوب کر مرجاوین تو وہ ایک دوسرے کے وارث نہونگے ہان اگر یہہ معلوم ہوجاوے کہ فلانا پہلے مرا اور فلانا پیچھے تو انمین وراثت جاری ہوگی ؛

حرام کی اولاد باپ کا وارث نہین ہوتی

ذوی الارحام کا بیان ذورحم اوس رشتہ دار کو کہتے ہین جسکا حصہ شریعت مین مقرر نہو اور نہ وہ عصبہ ہو - ذورحم کسی فرض والے اور عصبہ کے ساتھہ مین وارث نہین ہوتا بجز شوہر یا بی بی کے ساتھہ کے اسلئے کہ اون پر مال رد نہین ہوتا یعنی اگر شوہر یا بی بی کے ساتھہ مین ذورحم ہوگا تو باوجودیکہ یہہ دونو صاحب فرض ہین مگر انکے ساتھہ مین وہ وارث ہوتا ہے اور اوسکی وجہ یہہ ہے کہ شوہر یا بی بی کو بچتا مال دوبارہ نہین دیتے بخلاف اور فرض والون کے کہ اگر اونکے حصون سے کچھہ مال بچتا ہے تو وہ پھر اونہین کو حصہ رسد دیا جاتا ہے پس جب شوہر یا بی بی کو دیکر کچھہ بچے اور وہ اونکو ہٹا یا نہین جاتا تو اوس کا وارث بجز ذورحم کے اور کون رہا اسلیئے اونکے ساتھہ مین وارث ہوتا ہے ذوی الارحام کی ترتیب مثل عصبات کی

ذوی الارحام کا بیان

ترتیب سے ہے یعنی اوّل میت کی فروع یعنی بیٹیون پوتیون کی اولاد پھر اوسکے اصول یعنی
فاسد اور جدات فاسدہ کتنی ہی اوپر کے ہون پھر اوسکے ماباپ کے فروع یعنی عینی یا علاتی یا
اخیافی بہن بھائیون کی اولاد پھر اوسکے جد اور جدہ کی فروع یعنی مامون خالہ پھوپھی تائے
چچا کی لڑکیان پھر باپ کے مامون خالہ وغیرہ - ذوی الارحام مین درجہ کی قرب سے ترجیح
ہوتی ہی یعنی قریب کے رشتہ دار کے ہوتی ہوئی دور والی کو نملیگا پھر سببات کو دیکھتے ہین کہ اسکی
اصل وارث ہی یا نہین اگر وارث ہو تو اوسکو مقدم کرتے ہین اوسپر جسکی اصل وارث ہو مثلاً بیتیج
کی بیٹی اور ہمشیرزادی کا بیٹا اگر وارث رہین تو مال برادرزادہ کی دختر کو ملیگا اسلئے کہ اوسکی
اصل یعنی برادرزادہ عصبہ ہی اور ہمشیرزادی کے پسر کو ندینگے اسلئے کہ اوسکی اصل یعنی ہمشیرزادی
وارث نہین ذورحم ہے - جسوقت کہ ذوی الارحام کی قرابت میت سے مختلف ہو تو جسکی قرابت
باپ کی طرف سے ہوگی اوسکو دونا ملیگا اور جسکی ماکی طرف سے ہوگی اوسکو ایک حصہ ملیگا مثلاً
اگر میت اپنے باپ کا نانا اور ماکا دادا چھوڑی تو اوّل کو دو تہائی اور دوم کو ایک ملیگی ذوی الارحام
کی اصلین اگر ایک سی ہون تو ترکہ کو اونکی گنتی پر تقسیم کرینگے مثلاً ایک بہن کی اولاد یا دو
بہنون کی اولاد ہو تو سب بھانجون بھانجیون کو شمار کرکے ترکہ برابر تقسیم کردین مرد وعورت
کی تفریق حصہ مین نکرین اور اگر اونکی اصول متفق نہون یعنی بعضون کی اصل مرد ہو اور بعضون
کی عورت تو شمار شخصون کا اوسوقت بھی اونہین سے ہوگا مگر جس درجہ مین کہ پہلی اختلاف ہوا ہی
مرد وعورت کا فرق اوسمین کرلیا جاویگا مثلاً میت کے ایک نواسی کی بیٹی اور ایک نواسہ کی
بیٹی بچی تو اول کو ایک تہائی دینگے اور دوسری کو دو تہائی اسلئے کہ اول جہان اختلاف ہوا ہی
وہان ایک جانو اسی ہی اور دوسری جانو اسا اسلئے تہائی عورت کے اعتبار سے ہوئی
اور دو تہائی مرد کے اعتبار سے اور شمار پھلون کی بموجب ہوتی ہی یعنی مثلاً اگر پہلی صورت تین
چار بیٹیان ہون اور دوسری تین ہون تو پہلی صورت والیون کو وہی ایک تہائی چار حصہ
مساوی مین تقسیم کردیجاویگی اور دوسری صورت والیون کو دو تہائی تین جگہ تقسیم برابر کردیجاویگی

حصون اور
انکا بیان

حصے جو کلام مجید مین مقرر ہین وہ چھہ ہین تین ایک قسم کے یعنی آدھا چوتھائی آٹھوان اور تین دوسری قسم کے یعنی دو تہائی تہائی اور چھٹا اور انکی مخرج یعنی ایسی عدد کہ اوسمین یہہ حصے نکل سکین سات مین آدھے کے لئے ۲ دو کا عدد ہی پس جسکو نصف مال پہونچتا ہو چاہیئے کہ مال کے دو سہام مقرر کرلین اور چوتھائی کے لئے چار کا عدد ہی اور آٹھوین حصہ کے لئے آٹھہ کا عدد ہی اور دو تہائی اور تہائی کے لئے تین کا عدد ہی اور چھٹے حصہ کے لئے چھہ کا اور ان دو نو قسمون مین پہلا عدد اپنے پہلے حصونکا بھی مخرج ہوسکتا ہی مثلاً چار کا عدد آدھے کا بھی مخرج ہی اور آٹھہ کا عدد چوتھائی اور آدھے کا مخرج ہے اور چھہ تہائی کا مخرج ہی اور ایک دوسرے کے ملنے سے بارہ اور چوبیس مخرج ہوتے ہین یعنی ایک قسم کا حصہ جب دوسرے سے ملیگا خواہ سب حصون سے ملے خواہ ایک سے تو اونکی صورتین تین ہین اول یہہ کہ آدھا دوسری قسم سے ملے اس صورتمین چھہ مخرج ہوگا دوسری یہہ کہ چوتھائی دوسری قسم سے ملے اس صورتمین بارہ مخرج ہوتا ہی تیسرے یہہ کہ آٹھوان حصہ دوسری قسم سے ملے اسمین چوبیس مخرج ہوتا ہے - اور مخارج زیادہ ہوجاتے ہین حصون کے مخرج کی کمی کے باعث یعنی جس صورتمین کہ عدد حصون کے مخرج کا کم ہو اور سہام اوسکے ملکر زیادہ ہوجائین تو کچھہ مخرج مین زیادہ کردیا جاتا ہی تاکہ سب حصہ والون کو اونکے سہام پہونچ جاوین اور

عول کا بیان

اس بڑہانیکو عول کہتے ہین اور یہہ بات تین مخرجونمین ہوتی ہی جو دو قسمون کے ملنے سے پیدا ہوتے ہین پس چھہ کا عدد دس تک عول ہوجاتا ہی طلاق اور حقیقت دونو مثلاً ایک میت کا خاوند اور دو بہنین سگی یکمین تو یہان خاوند کا نصف اور بہنون کا دو ثلث ہی عدد چھہ سے دونو نکل سکتے ہین لیکن چھہ کا آدھا تین ہی اور دو تہائی چار مجموعہ سہامونکا سات ہوا تو چھہ کو عول کرکے سات کردینگے جو طلاق ہی اور ترکہ کے سہام سات کرکے تقسیم کیے جاوینگے اور اگر مثال مذکور مین میت کی مابھی ہو تو چھٹا حصہ یعنی ایک اوسکو بھی ملنا چاہیئے تو سہام آٹھہ ہوجاوینگے اس صورتمین چھہ کا عول آٹھہ کرینگے یہہ عول حقیقت ہی اور اگر ایک بہن اخیافی بھی مثالمین ہو تو ایک سہام اوسکا ہوگا اور تعداد سہامونکی ۹ ہوگی اور یہہ عول طلاق ہوگا

اور اگر دو بہنین اخیافی ہون تو چھہ کا عول دس ہونا چاہیے اور بارہ کا عول سترہ تک ہوتا ہے مگر طاق
ہوتا ہے جفت نہین ہوتا یعنی تیرہ پندرہ سترہ مین ہوتے ہین مثلاً ایک میت کی بی بی اور دو بہنین علاتی اور ایک مادارث
ہون تو یہان بی بی کا چوتھائی اور بہنون کا دو تہائی اور ما کا چھٹا حصہ ہے اور یہہ سب حصے بارہ
مین سے نکل سکتی ہین مگر بارہ کی چوتھائی تین اور دو ثلث آٹھہ اور چھٹا حصہ دو مین اور یہہ کل
تیرہ ہوئے تو بارہ کا عول تیرہ کیا جاویگا اور اگر ان وارثون مین ایک اخیافی بہن بھی ہو
تو چھٹا حصہ بارہ کا یعنی دو سہام اوسکو بھی ملنے چاہئین تو اب پندرہ سہام ہونگے اور بارہ
کا عول پندرہ کر لیا جاویگا اور اگر دو بہنین اخیافی ہون تو سہام سترہ ہونگے اور عول بھی
سترہ اور چوبیس کا عول صرف ایک ہی ہوتا ہے یعنی ستائیس اور اوسکی صورت یہہ ہے کہ ایک
میت کی بی بی اور دو بیٹیان اور ما اور باپ وارث ہین یہان سب وارثون کے حصے چوبیس سے
نکل سکتی ہین مگر اونکی سہام یعنی تین سہام بی بی کے اور سولہ سہام بیٹیون کے اور
چار چار ما باپ کے ملکر ستائیس سہام ہوتے ہین پس چوبیس کا عول ستائیس کر لیا جاتا
ہے اور یہہ عول سب اعداد کی تلاش سے اتنے ہی نکلے ہین - اگر ایک فرقہ کا حصہ اوسکے مخصوص
یعنی مستحقون پر پورا پورا تقسیم ہو مثلاً سہام حصہ کے چار ہون اور اونکے لینے والے چھہ
تو اگر دونون مین توافق کی نسبت ہو تو مستحقون کے شمار کا وفق لیکر اصل مسئلہ مین جو مخرج
سب حصونکا قرار دیا گیا تھا ضرب کرینگے جیسے اوپر کی مثال مین ۴ اور ۶ مین توافق ہے یعنی
دونو نصف ہوسکتے ہین تو چھہ کے وفق تین کو مخرج اصلی مین ضرب کرینگے اور اگر دونون مین
توافق نہو بلکہ تباین ہو تو کل عدد مخرج اصلی مین ضرب کرینگے اور جو کچھہ حاصل ضرب ہوگا
وہ مسئلہ کا مخرج ہوگا اوس سے سب کو پورا حصہ پہونچیگا - اور اگر کسر کئی جگہہ ہو یعنی وارث
کئی فرقہ ہون اور ہر فرقہ پر اوسکی سہام ٹھیک نہ بٹین کسر پڑے اور وہ فرق آپسمین تماثل
رکھتے ہون یعنی شمار مین برابر ہون تو ایک فرقہ کی شمار کو اصل مسئلہ مین ضرب کر لینا چاہیے
اور اگر فرقے آپسمین متداخل ہون تو جنکی شمار سب مین زیادہ ہو اونکے عدد کو اصل مسئلہ مین

ضرب کرلین اور اگر توافق رکھتے ہون تو ایک کی شمار کے وفق کو دوسرے مین ضرب کرین
اور حاصل ضرب کو اصل مسئلہ مین ضرب کرین اور اگر سب فرقون کی تعداد آپسمین متباین ہو تو ایک کی
تعداد کو دوسرے کی تعداد مین ضرب کرین اور حاصل ضرب کو تیسرے کی تعداد مین اور حاصل اخیر کو
اصل مسئلہ مین ضرب دیکر تصحیح مسئلہ کی کرین اور اگر اصل مسئلہ عول رکھتا ہو تو عول مین ضرب
کرنا چاہیے واضح ہو کہ دو عدد ونمین چار نسبتونمین سے ایک ہوا کرتی ہے تماثل یا تداخل یا توافق
یا تباین تماثل دونو عدد ون کے برابر ہونیکو کہتے ہین جیسے چار چار یا دس دس اور تداخل
اوسکو کہتے ہین کہ دو عدد ون مین سے بڑا چھوٹے پر پورا بٹ جاوے کسر نہ پڑے یا یہ کہ اگر
چھوٹے کو اوسمین سے نکالتے چلے جاوین تو دو بار یا زیادہ مین بڑا عدد ہو چکے مثلاً پچیس اور پانچ مین
تداخل ہے کہ پچیس پانچ پر پورا بٹ جاتا ہے یا پچیس مین سے پانچ پانچ اگر کم کرتے جاوین تو
پانچ دفعہ مین پچیس فنا ہو جاویگا اور توافق اوسکو کہتے ہین کہ دو عدد ونکو کوئی تیسرا عدد
ایک سے زیادہ فنا کرے جیسے آٹھ اور بیس کہ ان دونو کو عدد چار فنا کرتا ہے اور اس
تیسرے عدد مثلاً چار کو وفق کہتے ہین تو ان دونو عدد ونمین توافق بالربع کہلاتا ہے اور ایک کی
ربع کو ضرب کرنا پڑتا ہے اور اگر تہائی مین موافق ہون تو ایک کی تہائی کو ضرب کرتے ہین
اور علی ہذا القیاس اور تباین اوسکو کہتے ہین کہ کوئی تیسرا عدد بھی اون دونو کو فنا نکرے
صرف عدد ایک کا دونو کو فنا کرے جیسے نو اور دس ہین اور ترکیب ان تین نسبتون اخیر کی معلوم
کرنیکی یہ ہے کہ بڑے عدد کو چھوٹے پر تقسیم کرین اگر اول تقسیم مین کچھ نہ رہے تو تداخل ہے
اور اگر کچھ باقی رہے تو باقی پر چھوٹے کو تقسیم کرین اور پھر بھی بچے تو دوسرے باقی پر پہلی
باقی کو تقسیم کرین اور اسیطرح کرتے جاوین اگر کسی تقسیم مین کچھ نہ رہے تو دیکھین کہ اوسکا
مقسوم علیہ کیا ہے اگر دو ہو تو دونو عدد ونمین توافق بالنصف ہوگا اور اگر ۳ ہو تو بالثلث
اور علی ہذا القیاس اور اگر پہلی تقسیم مین یا اور کسی تقسیم مین عدد ایک بچ رہے تو اون دونو
عدد ونمین تباین ہوگا۔ اور اگر وارثون کے سہام اصل مسئلہ سے کم ہون اور اس

رکھا ہان

جہت سی کچھ مال بچ رہی تو وہ مال اہلِ فروض کو موافق اونکی حصّون کے دیدینا چاہیئے لیکن شوہر یا بی بی کو اس مقدار زائد مین سی کچھ نہ ملیگا اور وارثون کو مالِ زائد اسطرح دیتے ہین کہ جن وارثون پر رد ہوسکتا ہی اگر وہ ایک جنس کے ہون تو مسئلہ کو اونکی شمار کے موافق کرلینگے مثلاً اگر میت کی وارث دو بیٹیان یا دو بہنین ہون تو چونکہ اونکا حصہ دو تہائی تہا اس جہت سی مسئلہ تین سے ہوگا اور تین کی دو تہائی یعنی دو بیٹیون خواہ بہنون کو ملینگی اور باقی ایک تہائی زائد رہیگا اسکو بھی اونپر بٹا دینے کی ضرورت ہوئی اسلیئے چونکہ ایک جنس کے حصہ دار تھے اونکی شمار کے موافق مال کے دو حصّے کرکے ایک ایک ہر ایک کو دینگی اس بٹا دینے کو رد کہتے ہین - اگر جن وارثون پر رد ہوسکتا ہی وہ کئی جنس کے ہون تو مسئلہ اونکی سہامون کی شمار سے ہوگا یعنی اصل مسئلہ مین سی جسقدر سہام اونکو پہونچے ہون اونکو جمع کرکے جو حاصل جمع ہو وہی مسئلہ قرار دیا جاویگا مثلاً اگر دو سدس جمع ہون جیسے میت کی جدّہ اور اخیافی بہن رہی تو اصل مسئلہ چھہ سی ہوگا اور اوسمین سے ایک ایک سہام دونو وارثونکو ملیگا اور دونو کا مجموعہ دو ہین تو مسئلہ دو سی کیا جاویگا اور اگر تہائی اور سدس جمع ہون تو مسئلہ تین سے ہوگا جیسے جدّہ اور دو یا زیادہ اخیافی بہنین جمع ہون کہ جدہ کو چھٹا حصہ اور دو یا زیادہ اخیافی بہنون کو تہائی ملتا ہی اور دونو کے سہام اگر چھہ سے نکالین تو تین ہوتے ہین اسلیئے مسئلہ تین سے ہوگا اور اگر نصف اور سدس جمع ہون تو مسئلہ چار سی ہوگا مثلاً جدہ اور سگی بہن وارث ہون تو جدہ کو چھٹا حصہ اور بہن کو نصف ہی اور چھہ مین سے دو تو سہام ملکر چار ہین تو چار سی مسئلہ کرکے ایک جدہ کو اور تین بہن کو دینگی اور اگر دو تہائی اور چھٹا حصہ جمع ہون یا نصف اور دو چھٹے حصے ہون یا نصف اور ایک تہائی ہو تو ان تینون صورتونمین مسئلہ پانچ سے ہوگا اوّل کی مثال دو سگی بہنین اور ایک جدہ ہی کہ چھہ مین سے چار بہنون کے اور ایک جدہ کا اور دونو ملکر پانچ ہوئے اور دوم کی مثال جیسے ماں اور بیٹی اور پوتی کہ چھٹا ماں کا اور آدہا بیٹی کا اور چھٹا پوتی کا اور چھہ مین سے چھہ سہام نکالین تو سب ملکر پانچ ہوتے ہین اور تیسری کی مثال

جیسے سگی بہن اور ماکہ بہن کا نصف اور ماکا ایک تہائی ہی اور چھہ مین سے دو نو سہامو نکا مجموعہ
پانچ - اور اگر وارث ایک جنس کے ہون اور اونکی ساتھہ شوہر نی بی مین سے بھی کوئی ہو جس کو
مال رد نہین کر سکتی تو اوس صورت مین شوہر یا بی بی کے حصہ کا کمتر مخرج نکالکر اوسکا حصہ اوسمین
سے دیدینا چاہیے اور باقی کو ایک جنس کے وارثون پر تقسیم کر دینا چاہیے اگر تقسیم ہو سکتی ہو جیسے
میت کا شوہر اور تین بیٹیان ہون تو مسئلہ بارہ سے ہوتا ہی مگر سہام دو نو کے گیارہ ہین اسلئے
ضرورت رد کی ہوئی تو شوہر کا حصہ جو تہائی تہا اوسکا کمتر مخرج چار ہی اوسمین سے اوسکا حصہ
ایک سہام اوسکو دیکر باقی تین سہام جو بچتے تین بیٹیون کو برابر ایک ایک پہنچ گیا اور اگر باقی سہام
ایک جنس کے وارثون پر پوری نہ بٹین اور سہامون مین اور اونکی شمار مین توافق ہو تو
شمار کے وفق کو شوہر یا بی بی کے کمتر مخرج مین ضرب کرینگے مثلا اوپر کی مثالمین بیٹیان چھہ
ہون تو تین سہام اونپر پوری تقسیم نہون گے اور تین اور چھہ مین تداخل ہی جسکو علم فرائض
کے ایسے مقام مین توافق سے تعبیر کرتے ہین یعنی انمین توافق بالثلث بولینگے پس چھہ کا وفق
یعنی دو لیکر کمتر مخرج شوہر یعنی چار مین ضرب کیا تو آٹھہ ہوئی انمین سے دو سہام شوہر کے
اور چھہ سہام چھون بیٹیون کے ہوئی اور اگر سہامو نمین توافق یا تداخل نہو بلکہ تباین ہو
تو کل شمار ورثہ کو کمتر مخرج مذکور مین ضرب کرنا چاہیے مثلاً مثال مذکور مین تعداد بیٹیون کی پانچ
ہو تو تین سہامون اور پانچ مین تباین ہی اسلئے پانچ کو چار مین ضرب کرینگے بیس ہونگے
بیس مین سے پانچ شوہر کو اور پندرہ بیٹیون کو یعنی ہر ایک کو تین تین ملینگے - اور اگر شوہر یا
بی بی کے ساتھہ مین دو جنس کے وارث ہون تو جن پر رد ہو سکتا ہی اونکے مسئلہ کے نکالنے
کا طور اوپر گذر چکا ہی اوس قاعدہ کے موجب سہامون سے اونکا مسئلہ نکال لینا چاہیے
پھر شوہر یا بی بی کو اقل مخرج سے اوسکا حصہ دیکر باقی کو اوس مسئلہ مذکورہ پر بانٹ دینا
چاہیے اگر بٹ سکے مثلاً میت کی ایک بی بی اور چار جدات اور چھہ اخیافی بہنین ہون کہ اس صورت
مین اقل مخرج بی بی کے حصہ کا چار ہی اوسمین سے ایک اوسکو دیا اور جدات کا اور اخیافی

بہنون کا مسئلہ جو نکلا تو چھٹا حصہ جدات کا اور تہائی بہنون کا ہی اسلئے اونکا مسئلہ تین سے ہوا
اس تین پر کمتر مخرج سے بچے ہوئے تین کو جو بانٹا تو پورا ہی یعنی ایک جدات کا اور دو بہنون کا حصہ
ہوا اب بموجب قواعد گذشتہ انکی تصحیح کرنا یعنی ایک چار جدات پر نہین تقسیم ہوسکتا نہ دو چھ بہنون
پر اسلئے اول حصون اور شمار حصہ دارونمین نسبت دیکھی تو چار جو شمار جدات کی ہے اور تین اون کے
حصہ کے سہام ایک مین تباین ہی اور چھ بہنون کی تعداد اور دو مین جو اونکی سہام ہین تداخل یعنی
توافق بالنصف ہی تو چھ کا نصف لیلیا تین ہوئے اب دونو تعدادون مین جو نسبت دیکھی یعنی
چار اور تین مین تو تباین پایا اسلئے تہ کو ۳ مین ضرب کیا بارہ ہوئی اور بارہ کو اقل مخرج
تہ مین ضرب کیا تو ۴۸ ہوئے اس سے سب کو سہام پوری پہنچینگی یعنی بارہ بی بی کو اور بارہ چارون
جدات کو یعنی ہر ایک کو تین تین اور ۲۴ چھون بہنون کو یعنی ہر ایک کو چار چار اور تصحیح مسئلہ مین اس
قاعدہ کا یاد رکہنا چاہیے کہ اول سہامون اور تعدادمین نسبت دیکھتے ہین پہر جنس کی تعداد مین نسبت دیکھتے
ہین اور بموجب مثال گذشتہ تصحیح کرتے ہین۔ اور اگر کمتر مخرج سے شوہر یا بی بی کے حصہ کے بعد باقی بچا ہوا اونکا
مختلف کے سہامون پر پورا نہ بٹے جیسے اس مثال مین کہ میت کی چار بیٹیان اور نو لڑکیان اور
چھ جدات ہون کہ کل مسئلہ چوبیس سے ہوتا ہی مگر سہام تیئیس ۲۳ ہین اسلئے مسئلہ اقل مخرج
بیسبون سے یعنی آٹھ سے کرکے ایک اونکو دیا اور سات جو بچے اونکو جو دیکھتے ہین وہ لڑکیون
اور جدات کی سہامون پر یعنی پانچ پر تقسیم نہین ہوتے اسلئے پانچ کو آٹھ مین ضرب دیا چالیس
ہوئی اب بیسبون کا سہام جو ایک تہا اوسکو پانچ مین ضرب دیا پانچ ہوئی یہہ حصہ بیسبون کا ہوا
اور ۳۵ لڑکیون اور جدات کے رہے یعنی ۷ جدات کی اور ۲۸ لڑکیون کے اب ہر فریق کی
سہام جو اپنے مستحق پر پوری نہین ہوتے بموجب قاعدہ سابق کے تصحیح مسئلہ کی کرکے اونکو
پورا بانٹ دینگے یعنی اول سہامون اور تعداد اشخاص مین نسبت دیکھی سب جگہہ تباین پایا پہر بیسبون
اور لڑکیون کی تعداد مین نسبت دیکھی تو ۴ اور ۹ مین تباین پایا دونو کو آپسمین ضرب کرلیا
۳۶ ہوئی ۳۶ اور جدات کی تعداد مین نسبت دیکھی تو تداخل پایا اسلئے ۳۶ مین اصل مسئلہ

لیعنی ۴۰ کو ضرب دیا تو کل تصحیح ۱۶۰ ہوئے اب ہر ایک سہامون کو ۴ مین ضرب کرلو ہر ایک کا
سہام ہوجاویگا مثلاً بیبیون کے سہام پانچ تھے اونکو ۴ مین ضرب دیا ۲۰ ہوئے یہہ حصہ چار زوجہ
زوجہ کا ہوا ہر ایک ۵ پاویگی اور جدات کے سہام ۷ تھے اونکو ۴ مین ضرب دیا تو ۲۸
ہوئے یہہ حصہ چون جدات کا ہوا ہر ایک کو ۴ ہونگے اور ۴۸ جو سہام لڑکیون کے تھے اون کو
۴ مین ضرب دینے سے ۱۹۲ یہہ حصہ تو لڑکیون کا ہوا اور ہر ایک کو انمین سے ۱۲ پہنچینگے
- اگر مال کے تقسیم کرنے سے پہلے کوئی وارث مرجاوے تو مناسخہ کرنا چاہیئے اور اوسکی صورت
یہہ ہے کہ پہلے اول میت کی تصحیح بموجب قواعد گذشتہ کے کرین اور سہام ہر وارث کا انمین
سے دیدین پھر دوسری میت کی مسئلہ کی تصحیح کرین اور جو کچھہ اوسکو پہلی تصحیح سے سہام ملے
ہون اون سہامونمین اور دوسری تصحیح مین نسبت دیکھین اگر وہ سہام دوسری تصحیح پر پورے
بٹ جاوین تو حاجت ضرب کی نہوگی دونو مسئلے تصحیح اول سے درست ہوجاوینگے مثلاً ایک شخص
مرے اور ما اور زوجہ اور ایک چچا وارث چھوڑے اور پھر اوسکی زوجہ مرے اور ایک سگا بھائی
اور سگی بہن وارث رہین تو پہلے میتِ اول کے مسئلہ کو جو دیکھا تو ۱۲ سے نکلتا ہے جسمین سے چار
سہام یعنی تہائی ماکو اور تین زوجہ کو اور باقی ۵ سہام چچا کو ملینگے اور دوسری میت کی
جو تصحیح کی تو تین سے ہوئی جسمین سے دو اوسکے بھائی کو اور ایک بہن کو پہنچتی ہین اور تین ہی سہام
زوجہ کو تصحیح اول سے ملے تھے پس وہ تصحیح ثانی پر پوری تقسیم ہوگئی تو اب حاجت ضرب کی نہین مال
کے ۱۲ سہام کرکے ۴ میت کی ماکو اور ۵ چچا کو اور ۳ سگے اور ایک سگی کو دیدین - اور اگر دوسری
تصحیح کے عدد پر میت ثانی کے سہام پوری نہ بٹین تو ان دونو مین نسبت دیکھین اگر دونو
مین توافق ہو تو وہی وفق تصحیح ثانی کا لیکر تصحیح اول مین ضرب کرین جیسی پہلی مثال مین مرجاوے
اور ایک بیٹی اور ایک بھائی اور ایک بہن وارث چھوڑے تو پہلی میت کی تصحیح تو ۱۲ سے تھی اوسمین
سے ۴ ماکو ملے تھے اب اسکے وارثون کی جو تصحیح کی تو چھہ سے ہوتی ہے جسمین سے تین اوسکی
بیٹی کو اور دو بھائی کو اور ایک بہن کو ملتا ہے اور اس چھہ اور چار مین نسبت توافق بالنصف

مناسخہ کا بیان

کی ہی اسلئے ۶ کا وفق یعنی آدھا لیکر تصحیح اول مین ضرب کرینگے تو ۳۶ کل دونو مسئلون کی
تصحیح ہوجاویگی اور اگر دوم تصحیح اور میت دوم کے سہامون مین داخل ہو اور تصحیح ثانی کے عدد
زیادہ ہون تو اوسکو مکمل توافق کا ہوگا یعنی بموجب سہام میت ثانی کے وفق تصحیح ثانی کا نکالکر
اوسکو اول مسئلہ کی تصحیح مین ضرب کرنا چاہئے اور اگر تصحیح دوم اور میت دوم کے سہامون مین
تباین ہو تو کل تصحیح ثانی کو کل تصحیح اول مین ضرب کرنا چاہئے مثلاً مثال گذشتہ مین چار مرجاوے
اور ایک بیٹا اور دو بیٹیان وارث چھوڑے تو اوسکی تصحیح ۴ سے ہوگی اور اوسکے سہام میت اول
سے ۵ تھے اور ان دونو مین تباین ہے تو کل ۴ کو تصحیح اول ۱۲ مین ضرب کرکے ۴۸ کو دونو مسئلون
کی تصحیح کہینگے - جب معلوم ہوجاوے کہ دونو مسئلون کی تصحیح یکہ عدد ہوا تو میت اول کے وارثون کے
سہام تباین کی صورتمین تصحیح دوم کے کل مین ضرب کرو اور توافق کی صورتمین اوسکے وفق
مین غرض کہ جس عدد مین تصحیح اول کو ضرب دیا ہو اوسمین اوسکے وارثون کے سہام کو ضرب کرو
حاصل ضرب وارثون کا حصہ ہوگا اور میت ثانی کے وارثون کے سہام کو درصورت تباین
اوسکے کل مافی الید مین یعنی جو سہام اوسکو میت اول سے ملے تھے اوسمین ضرب کرو اور در
صورت توافق مافی الید کے وفق مین حاصل ضرب وارثان میت ثانی کے سہام تصحیح کل ثابت
ہون گے - اور اگر حصہ ایک فریق کو میت اول کے وارثونمین سے اوس عدد مین ضرب کرو جسمین
اصل مسئلہ کو ضرب دیا ہے تو حاصل ضرب حصہ ہر فریق کا ہوگا جاننا چاہئے کہ پہلے جو وارثون
کے سہام دریافت کرنیکی ترکیب لکہی ہے اوس سے مراد کل سہام کل وارثون کے ہین اب
اس بیان مین ترکیب ہر فرقہ کی علحدہ علحدہ حصہ معلوم کرنیکی بیان کی مگر مناسخہ مین کل سہامون کی
دریافت کرنیکی چندان ضرورت نہین ہوتی لہذا ترکیب دوم استعمال کرنی کافی ہے اور میت
ثانی کی ہر فریق کا حصہ بھی اسیطرح معلوم کرنا چاہئے کہ ہر وارث کے سہام کو کل مافی الید یا اوسکے
وفق مین ضرب دی لینا چاہئے اب اگر ہر فریق مین سے ایک ایک شخص کا حصہ دریافت کرنا چاہین
تو دیکہین کہ اصل مسئلہ سے اوس فریق کو کتنے سہام ملے ہین جتنے اوسکے سہام اصل مسئلہ مین سے ہون

اوسکو اوس فرقہ کے شمار سے نسبت لگاوین کہ اون سہامون مین سے ایک کو کتنا ملتا ہی جتنا حساب
سے پڑی وتنا ہی اوس عدد مین سے جو اصل مسئلہ مین ضرب ہوا ہی اوسکو دیدین مثلاً مثال بالا مین میت
نے چار بیبیان اور ۹ لڑکیان اور چھ جدات تہین اونکا اصل مسئلہ ۴ تہا اور اوسکو ۳۶ مین ضرب
دیکے تصحیح کی تہی ۱۴۴۰ اور چار زوجات کا حصہ اصل مسئلہ مین سے ۵ تہی تو پانچ مین سے ۴ کو
دینا تو سوا سوا پہونچتا ہی اگر ۳۶ کو سوا یا کرین تو ۴۵ ہوتے ہین یہی حصہ ہر ایک کا ہوتا ہی لیکن
سہام ترکیب یہہ ہی کہ ہر فریق کے سہام موجب بیان سابق دریافت کرکے اونکو اوس فریق کی
پر تقسیم کردین خارج قسمت ایک کا حصہ ہوگا مثلاً مثال مذکور مین چار زوجات کا حصہ پانچ ضرب
سے ہوئی ۳۶ مین ہین یعنی ۱۸۰ اور اوسکو اگر ۴ پر تقسیم کردین تو خارج قسمت ۴۵ ہوتے ہین
حصہ ایک زوجہ کا ہے - اور اگر مناسخہ مین دوسری زیادہ میت ہون تو دونون کی تصحیح موجب بیان
سابق کرکے اوسکو بجای میت اول کے شمار کرین اور سوم کو بجای دوم اور وہی قواعد عمل مین
لاوین جو اوپر مذکور ہوئی - اگر میت کے ترکہ کو وارثون مین تقسیم کرنا ہو تو تصحیح مین سے جتنا ایک
وارث کو پہونچے اوسکو کل ترکہ مین ضرب کرو اور حاصل ضرب کو تصحیح پر بانٹ دو خارج قسمت وارث
مذکور کا حصہ ترکہ مین سے ہوگا مثلاً مثال گذشتہ بالا مین میت کے چار زوجات نو لڑکیان اور چھ
جدات تہین اور تصحیح ۱۴۴۰ اسی تہی اور حصہ ہر ایک زوجہ کا ۴۵ اور لڑکی کا ۱۱۲ اور جدہ
کا ۲۴۰ تہا اگر ترکہ میت کا نو ہزار روپیہ فرض کرین اور دریافت کیا چاہین کہ ہر وارث کا کیا حصہ
ہوگا تو اول ایک زوجہ کا حصہ دریافت کیا یعنی ۴۵ اوسکے سہام تہے اوسکو کل ترکہ یعنی ۹۰۰۰
مین ضرب کیا تو ۴۰۵۰۰۰ ہوئے اوسکو تصحیح پر یعنی ۱۴۴۰ پر تقسیم کیا خارج قسمت ۲۸۰ ہوئی اور
۱۰۰ بچے انکے آگے کئے تو ۲۸۰۱۰۰ ہوئے انکو پہر ۱۴۴۰ پر بانٹا تو ۱۹۲ خارج قسمت
ہوئی اور کچہہ نہ بچا معلوم ہوا کہ ہر زوجہ کا حصہ ۱۹۲ روپیے تیرہ آنے ہوتے ہین اور لڑکی کے
حصے ۱۱۲ کو جو ۹۰۰۰ مین ضرب دیا تو ۱۰۰۸۰۰۰ ہوئی انکو جو ۱۴۴۰ پر تقسیم کیا تو پوری ۷۰۰ نکلے
معلوم ہوا کہ ہر لڑکی کا حصہ سات سو روپیہ ہین اور جدہ کا حصہ ۲۴۰ ہی اوسکو ۹۰۰۰ مین ضرب دیا تو

۳۷۸۰ ہوئے اوسکو ۱۴۴۰ پر بانٹا تو ۲ نکلے اور ۹۰۰ بچے اسکے آئے کہ ۱۴۴۰
ہوئے اور ۱۴۴۰ پر بانٹنے سے ۲ آئے خارج قسمت ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ ہر حصہ
کا حصہ دو روپیہ دس آنے ہوتے ہین - اسیطرح اگر قرضخواہونکا مختلف قرضہ میت کے
ذمہ ہو اور اوسکا ترکہ سب کو وفا نکرے تو سب قرضہ کی تعداد کو بجای تصحیح کرنا چاہئے اور
ہر شخص کے قرض کی مقدار کو بجای ہر وارث کے سہامون کے اور ایک شخص کے قرضہ کو ترکہ
مین ضرب دیکر مجموع قرضون پر بانٹ دینا چاہئے خارج کی تعداد اوس قرضخواہ کو ملیگی مثلاً زید
کا قرضہ میت کے ذمہ چالیس روپیہ اور عمرو کا ستر روپیہ اور بکر کا اسی روپیہ اور خالد کا
ایک سو دس روپیہ ہے اور ترکہ میت کا کل سو روپیہ ہے تو اب کل قرضون کی جمع کرکے دیکھا
تو ۳۰۰ ہوئے اسکو بجای تصحیح رکھا اب ہر ایک کا حصہ اسطرح نکالا کہ اول زید کے قرضہ
یعنی ۴۰ کو ترکہ مین یعنی ۱۰۰ مین ضرب دیا ۴۰۰۰ ہوئے اوسکو ۳۰۰ پر تقسیم کیا تو
تیرہ روپیہ پانچ آنے اور ایک تہائی آنے کی یعنی چار پائی زید کا حصہ ہوا اور علی ہذا القیاس
اور دونکا حصہ نکال سکتے ہین - اگر میت کے وارثونمین سے کوئی کچھ مال لیکر صلح کرلے
تو اوسکو ایسا سمجھ لو کہ گویا وارثونمین تہائی نہین اور ترکہ مین سے وہ مال نکال ڈالو
جسپر اوسنے صلح کی ہو اور باقی کو باقی وارثونمین تقسیم کردو یعنی اول تصحیح مسئلہ کی مع
اوس وارث کے کرنی چاہئے پھر اوسکے سہام تصحیح مین سے خارج کردینے چاہئین
تو گویا بعد نکالنے کے جتنے رہینگے وہی تصحیح اصل سمجھی جاویگی اور باقی ترکہ کو بقیہ
وارثونمین بموجب قواعد مقررہ بالا تقسیم کردینا چاہیے وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

قطعہ تاریخ ختم ترجمہ از مترجم عفی عنہ

ہوئی فقہی مسائل مین کتاب بے نظیر احسن
سنہ وہی سیر جسکے دیکھنے سے نفس شائق کا
سن ختم اسکا مین چاہا تو ہاتف غیب سے بولا
لکھو گنج حقائق ترجمہ کنز الدقائق کا

۱۲۸۴ھ

خاتمۃ الطبع

احقر العباد محمد احسن بعد حمد و صلوٰۃ کے عرض کرتا ہے کہ پہلے اس سے ایک ترجمہ کنز الدقائق کا بسعی
تحفۃ العجم اس مطبع مین چھپا تھا چونکہ منقول عنہ صرف ایک کتاب تھی اور وہ بھی نہایت غلط اور یہہ فقیر دونون
دلون مین یہان موجود نتھا کہ اوسکی تصحیح کرتا لہذا وہ ویسا ہی چھپ کر منتشر ہو گیا پھر جو احقر نے اسکو
اکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اوسمین کئی طرحکی غلطیان رہ گئین اور تدارک اوسکا کچھ نہو سکا اسلئے
اب بعنایت ایزدی یہہ کنز کی مختصر شرح کہ شاہ اہل اللہ صاحب کی فارسی شرح کا ترجمہ ہے اور
احسن المسائل نام بہت صحت اور درستی کے ساتھہ طبع کی اور مسائل کی توضیح اور تشریح
شرح وقایہ اور ہدایہ اور دوسری معتبر کتابون سے حاشیہ پر کردی اور جو غلطیان
نظر سرسری مین پائین اونکو غلطنامہ مین مندرج کیا گیا پس برادران دینی
سے توقع ہے کہ اگر اب بھی کسی جگہ غلطی پاوین تو براہ کرم
معاف فرما کر دعا خیر سے محروم نفرماوین اور جن لوگون
نے پہلا ترجمہ لیا ہو وہ اوسکی مسائل اس شرح سے
مقابلہ کرکے درست فرمالین والسلام
علی من اتبع الہدیٰ

برای سند یعنی کہ این کتاب مطبوع مطبع صدیقیست سطر عنوان لوحش متضمن مادہ تاریخ نوشتہ

غلط نامہ احسن المسائل

اغلاط جلد اول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۳	۵	عدت	مدت
۱۶	۳	پانی	پاکی
۱۹	۲۱	ظاہر	طاہر
۲۶	۵	رفعہ	دو دفعہ
۷۷	۱۶	مجرات	حجرات
۸۵	۱۱	بیٹی	بیبی
۹۸	۱۳	اَلَّاتِی	اَلَّتِی
۱۰۵	۱۹	صحیح	صریح
۱۰۶	۲۰	کرنی	کرلے
۱۰۷	۱۰	کیا	لیا
۱۶۵	۲	کا	۔
۱۶۸	۱۵	عَنِمَلَوْتِنْ شَیْءٍ	عَنِمَلَوْتِنْ شَیْءٍ
۱۷۵	۲۱	کے	۔
۱۸۵	۱۲	سحقون	مستقون

اغلاط جلد دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۵	کو	کہ
۸	۱۱	ای	آدی
۱۳	۱۶	حُو	جُو
۱۵	۱	عمر دمعلوم	عمر دکو معلوم
۳۱	۱۷	رہی	اَبہی
۴۳	۹	کرارے	کرادے
۴۷	۲	دیتے	دینے
″	۱۱	ہوا	ہونا
۵۲	۱۰	ہزر	ہزار
۵۴	۱۲	ہوما	ہویا
۵۸	۲۰	طلاق آزادی	طلاق درآزادی
۵۹	۲	ضذاب	عذاب
۶۲	۱۵	خریدلے	خریدنے
۶۳	۱۶	ہوئی ہے	ہوئی
۸۳	۱۷	چہیتی	چہیتی نے
۹۲	۱۷	دیی	دینی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۳	۵	تے	تھے	۱۵۱	۱۹	سرد	عمرد
۱۱۱	۱	وسپر	سپر	۱۵۷	۱۰	رہوا	رہا ہوا
۱۴۵	۱۱	اللہ	اللہ	۱۶۲	۱۸	ورد	دد
۱۴۶	۱	چھوڑ	چھوڑ	۱۸۴	۲۰	لی	کی
۱۴۵	۸	رئیث	رئیت	۱۹۳	۶	اخیاتی	اخیانی
۱۴۶	۱۵	ذمی کے	ذمی کے عوض				

صاحبان مطابع کیخدمت میں عرض ہے کہ کوئی صاحب بلا اجازت مترجم کے قصد بطبع نسخہ ہذا نفرمادیں ۔